تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

مجموعہ رسائل

جلد سوم

تالیف

مناظر اسلام
وکیل احناف
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ رسائل

جلد سوم

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور پاکستان

فون: 042-6862816

نام کتاب .... مجموعہ رسائل (جلد سوم)

تالیف .... مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

کمپوزنگ .... الرحمٰن کمپیوٹرز، 0300-4257988

ضخامت .... 440 صفحات

تاریخ اشاعت...... جولائی 2011ء

تعداد .... گیارہ سو

قیمت ....

ناشر .... ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

فون: 0300-4257988,0300-9496702

ڈسٹری بیوٹر

کتب خانہ صفدریہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور، موبائل: 0300-4257988

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جدة : ١٢ شوال المكرم

اللّٰهم صلّ على محمدٍ وعلى آل محمدٍ

كما صلّيت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

إنّك حميدٌ مجيدٌ

اللّٰهم بارك على محمدٍ وعلى آل محمدٍ

كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

إنّك حميدٌ مجيدٌ

انتساب

مکتب دیوبند کے ان فقہاء کرام اور مفتیان عظام کے نام جن کے علم سے لاتعداد تشنگان علوم سیراب ہوئے۔

بالخصوص

امام الفقہا، قطب الارشاد حضرت مولانا

رشید احمد گنگوہیؒ

مناظر اعظم، رئیس المحققین صاحب السیف، حضرت مولانا

مفتی بشیر احمد پسروریؒ

امام فن اسما الرجال محدث اعظم حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر دام اقبالہ

کے نام

(مولانا) محمد امین صفدر اوکاڑوی

فہرست مضامین

Scanned with CamScanner

لفظ اہلحدیث

کے بارہ میں ایک ضروری

وضاحت کی

درخواست

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

لفظ اہل حدیث کے بارہ میں ایک ضروری وضاحت کی درخواست

معزز علمائے کرام۔ ہم اہل حدیث کہلاتے ہیں اور ہمیں اس بات پر ناز بھی ہے۔ مگر اس بارہ میں کچھ وضاحت کی ضرورت ہے۔

۱۔　اہل حدیث بمعنی طبقہ علمی کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح صرف، نحو، منطق، حساب، فقہ، تفسیر قرآن میں علمی مہارت رکھنے والوں کو اہل صرف، اہل نحو، اہل منطق، اہل حساب، اہل تفسیر، اہل قرآن کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں ان علوم کی اہلیت موجود ہے لیکن جو لوگ ان علوم میں نا اہل ہوں ان پر یہ الفاظ استعمال نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح حضرات محدثین جو علمی طور پر علم حدیث کے ماہر ہیں وہ تو اہلیت کی بنا پر اہلحدیث کہلا سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس علم کی اہلیت نہیں رکھتے وہ محدث یا اہلحدیث نہیں کہلا سکتے۔ اور ظاہر ہے ہمارے فرقہ کا ہر فرد تو اسانید و متون اصول حدیث، اسماء الرجال وغیرہ میں بصیرت تامہ نہیں رکھتا تو جیسے کسی جاہل کو منطقی، مفسر، صرفی نحوی کہنا جائز نہیں اسی طرح ان پڑھوں کا اہل حدیث بمعنی محدث کہلانا غلط ہے۔

۲۔　اس طبقہ علمی کے لحاظ سے اہل حدیث (محدثین) کسی ایک فرقہ مذہبی سے متعلق نہیں جیسے اہل قرآن بمعنی مفسرین کسی ایک فرقہ سے متعلق نہیں جیسے زمخشری، بیضاوی مفسر ہیں مگر معتزلی ہیں۔ قمی مفسر ہے مگر شیعہ ہے۔ اس طرح ابو بکر بن دارم اہلحدیث اور محدث ہے مگر شیعہ ہے (تذکرۃ الحفاظ ص ۸۸۴) ابن جریج اہل حدیث اور محدث ہے مگر نوے عورتوں سے متعہ کرنے والا ہے (تذکرۃ الحفاظ، ص ۱۴۹) ابو احمد الزبیری اہلحدیث ہے مگر جلا بھنا شیعہ ہے (تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۳۲۲) محمد بن فضیل بن غزوان المحدث (اہل حدیث) الحافظ تھے مگر جلے بھنے شیعہ تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۲۹۰) محدث حاکم ابو عبداللہ اہل حدیث بھی محدث ہیں مگر تذکرۃ الحافظ

میں رافضی خبیث لکھا ہے۔ اسماعیل بن علی السمان اہل حدیث کے امام تھے۔ مگر معتزلی تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۴۰) بہت سے محدثین حنفی تھے جن کے حالات میں محدثین نے الجواہر المضیۃ فی تراجم الحنفیہ اور الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ۔ اور مفتاح سعادۃ الدارین وغیرہ، مستقل اور ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ بہت سے محدثین شافعی، مالکی، حنبلی تھے جن کے حالات میں طبقات شافعیہ، طبقات مالکیہ، طبقات حنابلہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث معتزلی بھی ہوتے ہیں۔ شیعہ بھی خارجی بھی، قدری بھی، حنفی، شافعی، مالکی حنبلی بھی کیونکہ یہ علمی طبقہ ہے نہ کہ کسی فرقہ مذہبی کا نام ان حنفی، شافعی، محدثین نے اپنے طبقات کی کتابیں لکھی ہیں۔ شیعہ معتزلہ نے بھی ایسی کتابیں جن میں ان کے محدثین کا ذکر ہے لکھی ہیں۔ اسی طرح انگریز کے دور سے پہلے کے کسی مسلمہ محدث نے طبقات غیر مقلدین کوئی کتاب لکھی ہو تو اس کا نام اور ملنے کا پتہ ضرور دیں۔

۴۔ اگر انگریز کے دور سے پہلے کسی مسلمہ غیر مقلد محدث نے اصول حدیث کی کوئی کتاب لکھی ہو جو نصاب میں متداول ہو تو اس کا پتہ دیں۔

۵۔ انگریز کے دور سے پہلے کسی غیر مقلد نے جس کا محدث ہونا بھی مسلم ہو کوئی اسماء الرجال کی کتاب لکھی ہو تو اس کا نام اور پتہ ضرور دیں۔

۶۔ طبقہ علمی کے اعتبار سے محدثین نے اہل حدیث کو پانچ طبقوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

(۱) مبتدی یعنی طالب علم حدیث کا۔

(۲) محدث من تحمل روایۃ واعتنی درایۃ یعنی حدیث کی روایت اور درایت کا ماہر۔

(۳) الحافظ جس کو ایک ہزار حدیث سنداً ومتناً یاد ہو۔

(۴) الحجت جس کو تین لاکھ احادیث یاد ہوں۔

(۵) الحاکم جس کو تمام احادیث یاد ہوں (الحطہ ص ۱۵۱)

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں جو اہل حدیث ہیں ان میں کوئی حاکم، حافظ، حجت، محدث تو کیا ہوتا کوئی مبتدی بھی نہیں۔

۷۔ یہ فرمایئے انگریز کے دور سے پہلے ہم غیر مقلدین میں کتنے حاکم گزرے ہیں۔ کتنے حجت اور کتنے حافظ حوالہ معتبر کتاب سے ہو۔

۸۔ اہلحدیث بمعنی فرقہ مذہبی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے مسلمان کا بچہ بھی مسلمان کہلاتا ہے۔ جوان بھی بوڑھا بھی، مرد بھی عورت بھی، جاہل بھی عالم بھی اس طرح کوئی فرقہ نام اہل منطق رکھ لے کہ ہر جاہل اور عالم بچہ اور بوڑھا اہل منطق کہلائے۔ اسی طرح کوئی فرقہ اہل حدیث کہ اس فرقہ کا بچہ بوڑھا، مرد عورت، عالم جاہل سب اہل حدیث کہلاتے ہوں ایسا کوئی فرقہ آنحضرت ﷺ کے دور مبارک سے انگریز کے اس ملک میں آنے سے پہلے نہیں پایا گیا۔ حضرات علمائے کرام خدا تعالیٰ آپ کے علم میں برکت دے یہ فرمایئے کہ

۹۔ کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنے فرقہ کا نام اہل حدیث رکھنا تو وہ آیت تحریر فرمائیں۔

نوٹ: ہمارے ایک مولوی صاحب نے مجھے قرآن پاک میں دو تین جگہ لفظ حدیث دکھایا تھا۔ مگر وہاں وہ کسی فرقہ مذہبی کا نام نہ تھا ایسے تو لفظ شیعہ بھی قرآن پاک میں کئی جگہ موجود ہے کیا اس سے بھی فرقہ مذہبی منکرین حدیث مراد ہے اور کیا یہ فرقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔ اسی طرح لفظ قرآن بھی کئی جگہ میں موجود ہے کیا اس سے فرقہ منکرین حدیث مراد ہے جو اپنے کو اہل قرآن کہلاتا ہے اسی طرح لفظ ربوہ قرآن پاک میں دو جگہ آیا ہے کوئی اس سے قادیانیوں کا شہر مراد لے جو جھنگ کے ضلع میں بنا ہے اور یہ دعوی کرے کہ یہ شہر عیسیٰؑ کے زمانہ سے ہے اگر لوگ منکرین صحابہ، منکرین حدیث اور منکرین ختم نبوت کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ اس قسم کے مضحکہ خیز استدلال کریں۔ اور ان کے استدلال کو ہم تفسیر بالرائے کی بدترین مثال

قرار دیتے ہیں۔ تو پھر ہمیں ایسی تفسیر بالرائے کا کیا حق ہے۔ معزز علمائے کرام کیا ہماری اس تفسیر کا حال بعینہ ایسا نہیں کہ ایک شخص نعیم نامی نے دعوی نبوت کر دیا اور اپنے دعوی کی دلیل میں یہ آیت پیش کیا کرتا تھا۔ ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ اور کہتا تھا کہ اس میں نعیم میرا نام ہے۔

ایک لطیفہ سن رکھا تھا کہ کسی گاؤں میں ایک میراثی نے سید ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ دوسرے سید صاحبان نے پنچایت میں دعویٰ کر دیا کہ یہ سید نہیں۔ پنچ صاحب نے فرمایا کہ آپ کے سید ہونے کا میرے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ مگر یہ میراثی تو میرے سامنے سید بنا ہے اس کے سید ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ اس طرح ہماری جماعت کے پنچوں نے ۱۸۸۸ء میں انگریز کو درخواست دی کہ ہمارا نام اہلحدیث ہو (مآثر صدیقی، سیرت ثنائی) تو اب ہمارے اہل حدیث ہونے میں کون بے وقوف شک کرسکتا ہے۔ ایک دن ہمارے ایک مولوی صاحب نے مجھے قرآن پاک میں سے ایک جگہ سے اہل کا لفظ دکھایا اور دوسری جگہ سے حدیث کا اور اس طرح فرقہ اہل حدیث کا ثبوت قرآن سے پیش کیا۔ میں نے پوچھا کیا قرآن میں لفظ غلام ہے اس نے کہا ''ہاں'' میں نے پوچھا لفظ احمد قرآن میں ہے اس نے کہا ''ہاں''۔ پھر میں نے پوچھا کیا لفظ نبی قرآن میں ہے اس نے کہا ہاں۔ اب میں نے پوچھا کوئی قادیانی ایک جگہ سے غلام دوسری جگہ سے احمد تیسری جگہ سے نبی دکھا کر کہے کہ قرآن میں ہمارے غلام احمد نبی کا ذکر ہے تو اس قادیانی اور آپ کے استدلال میں کیا فرق ہوگا۔ آپ تو قادیانیوں سے بھی تحریف قرآن میں آگے نکل گئے۔ معزز علمائے کرام میں اگرچہ اہل حدیث ہوں مگر یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے فرقہ کا ذکر قرآن پاک میں نہیں ہے۔ اور اپنے علما سے دست بستہ عرض گزار ہوں کہ وہ اپنے فرقہ کی قدامت ثابت کرنے کیلئے قرآن پاک کے ساتھ منکرین حدیث، منکرین صحابہ اور منکرین ختم نبوت والا سلوک روا نہ رکھیں یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن پاک میں سرے سے لفظ اہل

حدیث ہی موجود نہیں۔ چہ جائیکہ ہمارے فرقہ کا ذکر ہو۔

۱۰۔ جب ہمارے علماء اس قسم کے استدلال کرتے ہیں تو کیا یہ بات غلط ہے۔ کہ اسلام دین فطرت ہے اور اسی دین فطرت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً﴾ یہی دین حنیف ہے جس کی تکمیل کا اعلان آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اور اسی کی تدوین اور ترتیب حضرت امام اعظمؒ ابوحنیفہ نے فرمائی آپ چونکہ دین حنیف کے مرتب ہیں اس لیے اپ کی یہ کنیت باعتبار غلبہ وصف کے ہے جیسے ابوہریرہ، ابوالخیر، ابوالبرکات اور آپ کی فقہ دین حنیف کی مظہر اتم ہے۔ حضرات علماء کرام نہایت مؤدبانہ گذارش ہے کہ۔

۱۱۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے **علیکم بسنتی** فرمایا ہے **علیکم بالجماعة** فرمایا کیا اسی طرح آپؐ نے کبھی **علیکم بحدیثی** بھی فرمایا ہے یا نہیں۔ اگر ایسی حدیث ہو تو پوری سند اور توثیق کے ساتھ پیش فرمائیں۔

۱۲۔ کیا آنحضرت ﷺ اپنے آپ کو اہل قرآن یا اہل حدیث کہلاتے تھے؟ پوری سند سے حدیث بیان فرمائیں۔

۱۳۔ کیا آنحضرت ﷺ اپنے مکتوبات شریف میں اپنے آپ کو اہل حدیث لکھواتے تھے تو وہ حدیث باسند پیش کریں۔

۱۴۔ کیا آنحضرت ﷺ نے اپنے خلفا اور صحابہؓ کو تاکید فرمائی تھی کہ تم اہل حدیث کہلوانا۔ سند صحیح پیش کریں۔

۱۵۔ حضرات علمائے کرام چند دن ہوئے سرائے سدھو ضلع ملتان سے محمد یعقوب خاں، سعید اقبال صاحب کی کتاب گستاخ اور بے ادب کون ہاتھ لگی۔ مصنف سے تو مجھے زیادہ واقفیت نہیں لیکن اس پر نظر ثانی مولانا ابوالحسن علی محمد صاحب سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مرتب فتاویٰ علماء اہلحدیث نے فرمائی ہے۔ جس سے اس کتاب کا مؤید اور مستند ہونا معلوم ہوا۔ اس کے ص ۸ پر ایک حدیث شریف پڑھی۔

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے روز جب اہلحدیث حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے۔ تم اہل حدیث ہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (طبرانی) یہ حدیث پڑھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں نے طبرانی شریف میں اس کی سند تلاش کی جو مجھے نہیں مل سکی۔ آپ حضرات اس کی مکمل سند توثیق رُوات پیش فرمادیں۔ نیز یہ بھی فرمائیں کہ اس حدیث میں لفظ اہل حدیث سے طبقہ علمی مراد ہے یعنی محدث یا فرقہ مذہبی کا ذکر بھی ہے۔

۱۶۔ ایک دن ایک منکر حدیث نے مجھے مشکوٰۃ شریف سے یہ حدیث دکھائی اے اہل قرآن وتر پڑھو۔ اور کہا کہ دیکھو ہمارے فرقہ کا ذکر حدیث میں ہے۔ اور مجھ سے کہا تم بھی اہل حدیث کا لفظ حدیث نبویؐ میں دکھاؤ میں نے گھر آکر وہی رسالہ جس کا ذکر نمبر ۱۴ میں ہوا ہے دیکھا تو اس کے ص ۸ پر یہ حدیث مل گئی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی حتی کہ قیامت برپا ہوگی وہ جماعت اہل حدیث ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) میں یہ حدیث پڑھ کر بہت خوش ہوا مشکوٰۃ اور ترمذی اٹھا کر اس منکر حدیث کے پاس لے گیا اپنے ایک مولوی صاحب کو بھی بلایا کہ یہ حدیث تلاش کر دیں۔ تلاش بسیار کے بعد جب حدیث ملی تو اس میں سرے سے اہل حدیث کا لفظ ہی نہ تھا۔ ایک امتی کی رائے میں اصحاب الحدیث کا لفظ تھا لیکن ہمارے مولوی صاحب نے امتی کی رائے کو نبی پاک کی حدیث بنا ڈالا۔ کیا آنحضرت ﷺ پر اس طرح جھوٹ بولنا جائز ہے۔ فرمایئے اس کتاب کے مرتب اور مؤید کی قرآن وحدیث میں کیا سزا ہے۔

۱۷۔ اس رسالہ کے ص ۸ اور ۱۱ پر دو جگہ یہ حدیث لکھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز رسول اللہؐ کے سب سے زیادہ قریب اہلحدیث ہوں گے کیونکہ امت محمدیہ میں یہی لوگ رسول اللہؐ پر سب سے زیادہ درود بھیجتے ہیں۔ (ابن حبان) لیکن جب اصل کتاب دیکھی گئی تو اہل

حدیث کا لفظ حدیث پاک میں نہیں بلکہ ابن حبان کی رائے میں تھا اور وہ بھی طبقہ علمی یعنی محدثین کے لیے نہ کسی فرقہ مذہبی کے لیے۔

۱۸۔ نیز اسی رسالہ کے ص ۸ پر حضرت ابو ہریرہؓ کا قول درج ہے۔

انا اول صاحب حدیث فی الدنیا (تاریخ بغداد) اس کی سند مع توثیق رواۃ پیش فرمائیں اور یہ بھی فرمائیں کہ حضرت ابو ہریرہ صاحب حدیث بمعنی محدث تھے یا بمعنی ان پڑھ غیر مقلد اور یہ بھی فرمائیں کہ حضرت ابو ہریرہ کس سنہ میں اسلام لائے۔ اگر وہ پہلے اہل حدیث ہیں ان سے پہلے اسلام لانے والے خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اہل بدر، اہل احد، مہاجرین، انصار اہل بیعت رضوان تو کسی معنی میں بھی اہل حدیث نہ رہے۔

۱۹۔ نیز اسی رسالہ ص کے ۸ پر حضرت ابو سعید خدریؓ کا قول درج ہے کہ اپنے شاگردوں کو فرمایا **فانکم خلوفنا و اهل حدیث بعدنا** بحوالہ شرف اصحاب الحدیث ص ۲۱) اس قول کی سند اور اس کے راویوں کی توثیق بیان فرمائیں۔ نیز یہ بھی فرمائیں کہ بشرط صحت اس قوم میں اہل حدیث سے مراد محدث ہے یعنی طبقہ علمی یا ان پڑھ غیر مقلد اور منکرین فقہ مراد ہیں۔ جواب باحوالہ اور باسند بیان فرمائیں۔

۲۰۔ ہمارے بعض علماء کرام اہل حدیث کا ترجمہ غیر مقلد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل حدیث اور غیر مقلد ایک ہی چیز ہے اس معنی کا ثبوت کسی معتبر و مسلم کتاب سے دیں۔

۲۱۔ اگر ہر غیر مقلد اہل حدیث ہے تو قادیانی، منکرین حدیث نیچری معتزلہ شیعہ وغیرہ فرقوں کا ہر ہر فرد بھی اہل حدیث کہلا سکتا ہے یا نہیں کیونکہ یہ لوگ بھی غیر مقلدین کی طرح آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے کیا وجہ ہے کہ ہم تقلید نہ کریں تو اہل حدیث اور وہ تقلید چھوڑیں تو اہلحدیث نہ کہلائیں۔

۲۲۔ حضرات علمائے کرام علامہ حافظ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب جامع بیان العلم وفضلہ میں اور رامھرمزی نے المحدث الفاصل میں جو یہ اقوال درج کیے ہیں۔ ان

میں لفظ اہلحدیث کن معنوں میں ہے ۔ (ا) امام شعبہ بن الحجاج فرماتے ہیں ۔ میں جب کسی اہلحدیث آدمی کو آتے دیکھتا تھا تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ۔ لیکن اب سب لوگوں سے زیادہ بغض مجھے اہل حدیث سے ہے اور محدث حرم شریف حضرت امام سفیان بن عیینہ کسی اہل حدیث کو دیکھتے تو فرماتے کہ تجھے دیکھ کر آنکھوں میں جلن پیدا ہوتی ہے حضرت عمرؓ تجھے دیکھتے تو سزا دیتے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے مبارک دور میں کوئی اہل حدیث نہ تھا ۔ ورنہ اس کی خوب پٹائی فرماتے ۔

۲۳ ۔ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ’’ اگر حدیث اچھی چیز ہوتی تو گھٹتی جاتی جیسا کہ ہر خیر کم ہوتی ہے ۔ اس کا کیا مطلب ہے اور کیا حکم ہے ۔

۲۴ ۔ محدث عمرو بن الحارثؒ جو امام اللیث کے استاذ حدیث ہیں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حدیث پاک سے زیادہ اشرف علم نہیں دیکھا مگر اہلحدیث سے زیادہ سخیف العقل کسی کو نہیں پایا ۔ اس کا کیا مطلب ہے اور اگر کوئی آج یہ بات کہے تو اس کا کیا حکم ہے ۔ بدعتی ہے یا کافر؟

۲۵ ۔ ہمارے مناظر اعظم حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں کہ لقب اہلحدیث کے لیے علم حدیث ضروری نہیں ۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۱)

یہ اصطلاح کس آیت یا حدیث سے لی ہے اس کا حوالہ درکار ہے ۔

۲۶ ۔ اگر مولانا ثناء اللہ صاحبؒ کا یہ معنی درست ہے تو کیا مسلمان کہلانے کے لیے اسلام کا علم ضروری نہیں ؟ اہل قرآن کہلانے کیلئے علم قرآن ضروری نہیں ؟ اہل صرف ونحو کہلانے کے لیے صرف نحو کا علم ضروری نہیں یہ درست ہے یا یہ مذاق صرف حدیث پاک کے ساتھ ہی روا رکھا گیا ہے ۔

۲۷ ۔ ہمارے اس نو ایجاد لقب اہل حدیث سے مراد وہ شخص ہے جو تمام متعارض حدیثوں پر عمل کرے ۔ تو یہ تو مشاہدہ کے خلاف بھی ہے ۔ اور اسطرح عمل بھی ناممکن ہے اور اگر کوئی طریقہ سب پر عمل کرنے کا حدیث میں ہو تو بیان فرمائیں ۔

۲۸ ۔ یا اس لقب سے وہ شخص مراد ہے جو راجح احادیث پر عمل کرے وہ اہل

حدیث ہے تو تمام متعارض احادیث کے لیے ہر ہر حدیث کے بارہ میں کہ فلاں راجح ہے فلاں مرجوح تو یہ فیصلہ آپ نبی معصوم ﷺ سے ثابت کرتے ہیں یا امتیوں سے جو غیر معصوم ہیں۔

۲۹۔ اگر آپ فرمائیں کہ ہم صحیح حدیثوں کو ترجیح دیتے ہیں اور ضعیف حدیثوں کو مرجوح کہتے ہیں تو فرمائیں کہ کیا ہر ہر حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ خود نبی معصوم ﷺ سے ثابت ہے یا غیر معصوم امتیوں کے اقوال پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور تقلید کی جاتی ہے۔

۳۰۔ آپ فرمائیں کہ ہر ہر حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ صراحۃً تو آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں البتہ جو حدیث صحیح کی تعریف کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ ضعیف تو صحیح حدیث اور ضعیف کی جامع مانع تعریف آنحضرت ﷺ کی صحیح حدیث سے بتائیں۔

۳۱۔ احادیث مقبولہ کی کتنی قسمیں ہیں اور احادیث مردودہ کی کتنی ان اقسام کی وضاحت کسی صحیح صریح حدیث سے بیان فرمائیں۔ یا یہ ساری قسمیں غیر معصوم امتیوں نے بنائی ہیں۔ تو ان اقسام میں ان امتیوں کی تقلید فرض ہے یا واجب یا مکروہ یا حرام۔

۳۲۔ کسی راوی پر جرح اور تعدیل کے جو قاعدے اصول حدیث کی کتابوں میں درج ہیں۔ کیا وہ سب نبی معصوم ﷺ سے ثابت ہیں تو ان کا ثبوت کسی صحیح صریح حدیث سے پیش فرمائیں۔ اگر یہ قاعدے غیر معصوم امتیوں نے بنائے ہیں تو ان قاعدوں کی مدد سے احادیث کو صحیح یا ضعیف کہنے والا متبع حدیث تو نہ ہوا امتیوں کا مقلد ہوا۔

۳۳۔ کیا امتیوں کے ان بنائے ہوئے قاعدوں کو اگر کوئی نہ مانے تو اسے خدا یا رسول کا منکر تو نہیں کہا جائے گا۔؟

۳۴۔ حدیث کے سب راویوں کا ثقہ یا ضعیف ہونا نبی معصوم ﷺ کے ارشادات سے ثابت ہے یا غیر معصوم امتیوں کے اقوال سے۔ ان اقوال کو تسلیم کر کے کسی حدیث

کو صحیح یا ضعیف کہنا ان امتیوں کی تقلید ہے یا نہیں۔

۳۵۔ حضرت علماء کرام، اسماء الرجال کی جن کتابوں پر آج کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف کہنے کا دارومدار ہے مثلاً تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال، تذکرۃ الحفاظ، خلاصہ تہذیب الکمال لسان المیزان وغیرہ ان کتابوں میں نہ تو صاحب کتاب سے لیکر جارح یا معدل تک کوئی سند ہے نہ جارح اور معدل سے لیکر راوی تک کوئی سند ہے تو ان کتابوں میں درج اقوال کو محض صاحب کتاب سے حسن ظن کیوجہ سے تسلیم کر لینا یہ اس غیر معصوم امتی کی تقلید ہے یا نہیں؟۔

۳۶۔ ان کتابوں میں ۹۹% اقوال جرح تعدیل کے بلا دلیل ہیں یعنی ان کے ساتھ دلیل تفصیلی مذکورہ نہیں۔ یہ تسلیم القول بلا دلیل تقلید ہے یا نہیں۔

۳۷۔ ان کتابوں میں راویوں کے بارہ میں بہت اختلاف ہے ایک محدث ایک راوی کو امیر المومنین فی الحدیث کہتا ہے۔ دوسرا محدث اس راوی کو دجالوں میں سے ایک دجال کہتا ہے۔ تو اس اختلاف کا فیصلہ غیر معصوم امتی ہی کریں گے یا کیا؟

۳۸۔ ہمارے مولوی ثنأ اللہ صاحب امرتسری نے ۲۹ جولائی ۱۹۲۷ء کو یہ چیلنج کیا تھا۔ کہ تمام محدثین اور مفسرین غیر مقلد تھے۔ کیا یہ دعوی اور چیلنج انگریز کے دور سے پہلے کسی مسلمہ محدث کی کتاب میں بھی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بات کسی شیعہ کی کتاب سے چوری کی ہے براہ نوازش کسی مسلم اہل سنت محدث سے یہ دعویٰ ثابت فرمائیں۔

۳۹۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے جب یہ چیلنج فرمایا تھا تو اس وقت ۷/ اگست ۱۹۲۷ء کے اخبار العدل میں اس چیلنج کو منظور کر کے مولانا ثناء اللہ صاحب سے پوچھا تھا کہ آپ مجتہد محدث اور مفسر کے شرائط جو دلیل شرعی سے ثابت ہوں تحریر فرمائیں نیز ان کتب مسلمہ بین الفریقین کی فہرست بھی تحریر فرمائیں جن سے آپ ان محدثین و مفسرین کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار یا شرعی شہادتوں سے ثابت فرمائیں

گے۔لیکن سنا ہے کہ پھر ہمارے مولانا ثناءاللہ صاحب وفات تک اس مسئلہ پر خاموش ہی رہے اور اسی طرح اس دنیا سے تشریف لے گئے، حضرات علمائے کرام یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے مولانا پہلے چیلنج دیں پھر جب وہ چیلنج منظور کرلیا جائے تو صم بکم بن جائیں۔حضرات علماءکرام اب ہی ہمت فرمائیں۔

۴۰۔ حضرات علمائے کرام عام طور پر ہمارے علماء فرمایا کرتے ہیں کہ حدیث اور سنت ایک ہی چیز ہے کیا کسی صحیح صریح حدیث پاک میں یہ آیا ہے کہ حدیث اور سنت ایک ہی چیز ہے۔اگرایسی حدیث ہوتو مع سند وتوثیق رواۃ بیان فرمائیں۔

۴۱۔ امام خطیب بغدادیؒ نے حدیث نقل فرمائی ہے۔

عن ابی هریرة عن النبی ﷺ انه قال سیاتیکم منی احادیث مختلفة فما جاء کم موافقا لکتاب الله وسنتی فهومنی وماجاأکم مخالفا لکتاب الله و سنتی فلیس منی. (الکنایہ ص ۴۳۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح کتاب اللہ اور حدیث دو چیزیں ہیں بعض حدیثیں کتاب اللہ شریف کے موافق ہیں اور بعض مخالف اس طرح سنت اور حدیث دو چیزیں ہیں۔بعض حدیثیں سنت کے موافق ہیں۔اور بعض سنت کے مخالف ہیں۔ جب سنت اور حدیث میں اختلاف ہوتو سنت کے مخالف حدیث چھوڑ دی جائے گی۔

۴۲۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ دجال اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہیں احادیث سنایا کریں گے جو حدیثیں تمہارے باپ دادا نے نہیں سنی ہوں گی۔ان سے بچنا ورنہ وہ تمہیں گمراہ کریں گے اور فتنہ میں ڈال دیں گے۔کیا اس پیش گوئی میں ہمارے ہی فرقہ کا تو ذکر نہیں ہے۔

۴۳۔　کیا لغت کی کسی کتاب میں حدیث کا معنی بات بھی آتا ہے یا نہیں ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ میں معنی بات ہے۔ کیا اس معنی کے لحاظ سے اہل حدیث کا معنی باتونی درست ہے یا نہیں ہم اگر اپنے علما سے سوالات پوچھیں اور عرض کریں کہ جواب حدیث صحیح سے دیں تو وہ نبی ﷺ کی حدیث کی بجائے بلا حوالہ حدیث اپنی باتیں لکھ دیتے ہیں۔ جس سے انکا باتونی ہونا واضح ہے۔

۴۴۔　کیا حدیث کے معنی نئے کے بھی آتے ہیں یا نہیں حدیث ضد قدیم اور حدیث السن کے معنی نوعمر کے ہیں تو اہل حدیث کے معنی نئے فرقہ والے ہوئے چنانچہ ہماری معتبر کتابوں مآثر صدیق (۲) تفسیر ثنائی میں ذکر ہے کہ ۱۸۸۸ء سے انگریزی کاغذات میں ہمارا نام اہل حدیث رکھا گیا اور یہ دونوں معتبر شہادتیں ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ...﴾ کے موافق واجب القبول ہیں۔

۴۵۔　ہمارے علماء کرام (۱) مولانا عبدالجبار صاحب غزنویؒ (۲) مولانا عبدالتواب ملتانی (فتاویٰ علمائے حدیث) (۳) نواب صدیق حسن خان (الحطہ) (۴) مولانا ابویحییٰ شاہجہانپوری نے الارشاد الیٰ سبیل الرشاد (۵) مولانا فیض عالم صدیقی نے اختلاف امت کا المیہ (۶) مولانا عبدالرشید حنیف نے دادحق (۷) مولانا علی محمد سعیدی (فتاویٰ علمائے حدیث (۸) مولانا ثناء اللہ امرتسری (نقوش ابوالوفاء) ان آٹھ علما نے تسلیم کیا ہے کہ ہمارا فرقہ نیا ہے۔ اور یہ سب بزرگ مقبول الشہادت ہیں۔ یہ بھی اسی معنی کی تائید ہے۔

۴۶۔　ہماری تاریخ اہل حدیث نامی کتاب انگریزی حکومت کے دور میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے تحریر فرمائی جس میں شیخ رضی الدین لاہوریؒ سے لیکر شاہ محمد اسحاقؒ تک حنفی محدثین کا ذکر ہے۔ یہ لوگ انگریزی دور سے پہلے علم حدیث کے مینار تھے۔ غیر مقلدین میں سب سے پہلے میاں نذیر حسین دہلوی کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے رد تقلید میں سب سے پہلی کتاب معیار الحق لکھی اور نئے فرقے کی بنیاد رکھی۔

۴۷۔ میاں صاحب کے خسر میاں عبدالخالق صاحب بھی لکھتے ہیں سو بانی مبانی اس فرقہ نواحداث کا عبدالحق بنارسی ہے۔ (تنبیہ الضالین)

۴۸۔ ہمارے مستند مؤرخ حضرت مولانا ابویحیٰ امام خاں نوشہروی نے ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات نامی کتاب تالیف فرمائی۔ مولانا محمد حنیف یزدانی نے اس کو مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی سے شائع فرمایا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا سب سے پہلا ترجمہ قرآن نواب وحید الزمان صاحب ۱۳۳۸ء نے تحریر فرمایا ص ۳۴ گویا دور برطانیہ سے پہلے ہمارا کوئی ترجمہ نہ تھا۔

۴۹۔ ہماری پہلی تفسیر تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن ہے جو مولانا ابوالوفاء ثناءاللہ صاحب امرتسری نے لکھی ص ۴۳۔ یہ وہی تفسیر ہے جس کی وجہ سے ہمارے ۸۰ علماء نے مولانا ثناءاللہ کو گمراہ اور اس کی تفسیر کو مرزائی فتنہ سے بڑا فتنہ قرار دیا (فیصلہ مکہ ص ۳) یہ وہی تفسیر ہے جس کے خلاف اربعین لکھی گئی اور یہ وہی تفسیر ہے جسے سلطان ابن مسعود نے گمراہ کن قرار دیا۔ (فیصلہ حجازیہ)

۵۰۔ ہم اپنے علما کرام سے عرض گزار ہیں کہ اسی کتاب میں درج ہے کہ ہندوستان میں اسلام ۹۳ھ میں آیا لیکن ۹۳ھ سے ۱۲۹۳ھ تک کے گیارہ سو سال کے زمانہ کا نہ کوئی ترجمہ قرآن نہ ترجمہ حدیث اور نہ نماز کی کتاب کچھ بھی نہیں ورنہ اس فہرست میں ضرور ان کا ذکر آتا۔ حیرانی ہے اس اسلامی دور میں تو گیارہ سو سال کی وسیع مدت میں ہم نماز کی کتاب نہ لکھ سکے۔ مگر ۱۲۹۳ھ کے بعد انگریزی دور میں صرف پون صدی میں ہماری جماعت (۱۰۱۶) ایک ہزار سولہ کتابیں شائع کر دے (ص ۹۹) آخر ایک نومولود فرقے کو یہ قارون کا خزانہ کہاں سے مل گیا تھا۔ جس سے اتنی کتابیں لکھوائی اور چھپوائی گئیں۔

۵۱۔ امید ہے ہمارے علمائے کرام یہ گتھی بھی سلجھائیں گے کہ انگریز نے مسلمانوں (احناف) سے حکومت چھینی۔ ان پر بے پناہ مظالم کئے۔ لیکن ہمارے فرقہ

جن کا انگریز کے دور سے پہلے ایک اخبار یا رسالہ بھی نہ تھا۔ انگریز کے دور میں ان کے ۲۸ رسالے، اخبار شائع ہوتے تھے۔ جن میں دو روزنامے، ۸ ہفتہ وار اور ایک پندرہ رزہ اور ۱۷ ماہنامے تھے۔

۵۲۔ حضرات علمائے کرام یہ عقدہ بھی حل فرمائیں کہ انگریز کے دور سے پہلے یہاں اسلام پر گیارہ صدیاں گزر جائیں۔ مگر ہماری نماز کی کتاب تک نہ ہو لیکن انگریز کی حکومت آتے ہی ہمیں پورے نو (۹) پریس مل جائیں جیسا کہ کتاب مذکور کے ص ۱۰۷ پر ان کے ناموں اور مقاموں کی مکمل فہرست موجود ہے حیرانی ہے کہ اس نومولود فرقے کو اتنا سرمایہ کہاں سے مل گیا تھا۔

۵۳۔ حضرات علمائے کرام یہ کتاب ہماری جماعت کی علمی خدمات کے بیان کے لیے لکھی گئی ہے۔ انگریز کے دور سے پہلے پوری گیارہ صدیاں اسلام پر گزر چکی تھیں۔ مگر ہمارے کسی مدرسے کا نام نشان تک نہ تھا۔ مگر انگریز کا دور آیا تو ملک بھر میں ہمارے مدارس کا جال پھیل گیا۔ چنانچہ پورے ۲۲۲ مدارس کی فہرست اس کتاب میں درج کی گئی ہے آخر ایک نومولود فرقہ کو ملک کے طول وعرض میں اتنے مدارس کے چلانے کیلئے لاکھوں روپے کا سرمایہ کہاں سے ملتا تھا۔ یہ بھی فرمائیں کہ ان مدارس کے طلباء کی تعداد کیا تھی۔

۵۴۔ حضرات علمائے کرام پاک و ہند کی پوری اسلامی تاریخ میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ کہیں ہمارا جلسہ ہوا ہو۔ لیکن انگریز کا دور اس ملک میں آیا اور ہمارے جلسے شروع ہوئے جن میں ۱۳۳۰ھ سے لے کر ۱۳۵۶ھ یعنی صرف ۲۶ سالوں میں ہماری پوری بیس آل انڈیا اہلحدیث کانفرنسیں منعقد ہوئیں جن کی فہرست کتاب مذکور ص ۱۸۹ پر درج ہے۔ حضرات علمائے کرام جب سے پاکستان بنا ہے سعودی حکومت کی طرف سے کروڑوں روپے ہمیں مل رہے ہیں۔ مگر ۳۶ سالوں میں ایک آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس لاہور میں ہوئی ہے۔ وہ بھی ایسی ناکام ہوئی کہ اب حوصلہ ہی ٹوٹ

گیا ہے۔ مگر ان ۲۰ ملک گیر کانفرنسوں کے لیے سرمایہ کن ذرائع سے حاصل کیا گیا تھا اور انگریز کے جانے کے بعد یہ سلسلہ کیوں رک گیا۔

۵۵۔ حضرات علمائے کرام ملک میں ایک آدھ ہماری کانفرنس ہو تو باوجود اس کے کہ کروڑوں روپیہ غیر ملکی ہمیں ملتا ہے۔ کوئی کتاب مفت تقسیم نہیں ہوتی بلکہ سعودیہ سے مفت آئی ہوئی کتابیں قیمتاً فروخت ہوتی ہیں۔ مگر دور برطانیہ کی ان بیس کانفرنسوں میں چھیاسٹھ ہزار پانچ سو (۶۶۵۰۰) کتابیں مفت تقسیم کی گئیں جن کی فہرست کتاب مذکورہ کے (ص ۱۹۰۔۱۸۹) پر ہے۔ یہ عقدہ ضرور حل فرمائیں کہ اتنی کتابوں کے مفت تقسیم کرنے کے لیے سرمایہ کہاں سے آتا تھا۔ جب کہ ہماری جماعت کے افراد کی تعداد بھی چند ہزار نہ تھی۔

۵۶۔ اس مذکورہ کتاب میں ہماری مساجد کی فہرست نہیں دی گئی۔ کیونکہ انگریز کے دور میں اپنی علیحدہ مساجد بنانے کی طرف ہماری جماعت کی توجہ ہرگز نہیں تھی۔ کیونکہ حنفیوں کی مساجد میں جا کر لڑائی کر کے مساجد میں فساد کر کے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا اصل مقصد تھا۔ کہ یہ لوگ اتفاق کر کے حکومت برطانیہ کے خلاف جہاد نہ کر سکیں۔ چنانچہ میاں نذیر صاحب دہلوی کی سوانح عمری الحیات بعد الممات ص ۶۱۱ تا ص ۶۱۴ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں بکثرت دیوانی اور فوجداری مقدمات لڑے گئے اور پریوی کونسل لندن تک ہماری جماعت کامیاب رہی اس کامیابی کی تو بہت خوشی ہے مگر ان بکثرت مقدمات کی کامیابی کے لیے نومولود فرقے کے پاس اتنا سرمایہ کہاں سے آیا تھا کہ یہ نومولود فرقہ پریوی کونسل لندن تک کامیاب رہتا ہے۔

۵۷۔ حضرات ہمارے علمائے کرام نے ہمیں بتا رکھا ہے کہ حضرت پیران پیر سید عبد القادر جیلانی ہمارے ہم مذہب تھے ان کی کتاب غنیۃ الطالبین نہایت معتبر کتاب ہے۔ اس میں یہ حدیث ہے کہ شیطان کے ایک بچے کا نام حدیث ہے جو نمازیوں کے

دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کا مشن بھی یہی ہے کہ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈال ڈال کر پریشان کرتے ہیں اور کسی شخص کو سکون قلب سے نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ کیا ایسے لوگ جو لوگوں کو نماز پر لگانے کی بجائے نمازیوں کو پریشان کریں وہ اسی کی طرف منسوب ہو کر تو اہل حدیث نہیں کہلاتے کیونکہ اس کا مشن پورا کرتے ہیں۔

۵۸۔ حضرات قرآن وحدیث میں ذکر ہے کہ جب ملا اعلیٰ کی میٹنگ ہوتی تھی تو شیاطین قریب جاتے اور درمیان سے کوئی ایک آدھ بات اچک کر اس میں دس جھوٹ ملاتے اور لوگوں میں پھیلا دیتے بالکل اسی طرح ہمارے بعض لوگ بھی حدیثوں میں سے ایک آدھ حدیث اچک لیتے ہیں۔ باقی حدیثوں کا نام تک نہیں لیتے اور اس طرح فقہ ثقہ میں سے ایک آدھ بات اچک کر اس میں دس بیس جھوٹ ملا کر فقہ ثقہ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور اس طرح نماز کے بارہ میں، درمیان سے کسی مسئلہ کے بارہ میں وسوسہ اندازی کرتے ہیں۔ مگر انہیں یہ کہا جائے کہ بات جب ختم ہو سکتی ہے کہ ایک طرف سے ترتیب کے ساتھ شروع کی جائے اس پر نہیں آتے اور شور مچا کر بھاگتے ہیں۔ چنانچہ

۵۹۔ ایک دن ایک شخص نے ہمارے مولوی صاحب سے پوچھا کہ حدیث شریف کیا ہے؟ کیا مخلوق کو خدا کے دین میں اپنی طرف سے مسائل داخل کرنے کا حق ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ حدیث قرآن پاک سے ہی ماخوذ اور قرآن پاک کی تفصیل اور تشریح ہے تو وہاں موجود پانچ سو آدمیوں نے اعلان کیا کہ ہم مشکوٰۃ شریف کے صرف دس صفحات بالترتیب پڑھتے ہیں۔ آپ ہر حدیث کا ماخذ قرآن کی آیت پڑھتے جائیں ہم سب اہلحدیث ہو جائیں گے ہمارے بیس کے قریب علماء تھے کسی کو ہمت نہ ہوئی بلکہ بعض نے تو صاف طور پر فرما دیا کہ حدیث قرآن کے خلاف ہے کاش ہمارے علماء اتنی کم ہمتی نہ دکھاتے تو وہ لوگ اہلحدیث ہو جاتے۔

۶۰۔ ایک دن ہمارے علماء نے کہا کہ فقہ سب کی سب حدیث کے خلاف ہے۔ چنانچہ اہل فقہ نے کہا کہ آؤ ترتیب سے بات کرو۔ ہم صرف فتاویٰ عالمگیری کے پہلے دس صفحات پڑھتے ہیں ہم ترتیب وار ایک ایک مسئلہ پڑھیں گے آپ ترتیب وار ہر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کرتے جائیں۔ لیکن ہمارے علماء دم دبا کر بھاگ گئے۔ ہزاروں آدمیوں نے کہا کہ آپ بالترتیب فقہ کے کسی ایک باب مثلاً کتاب الطہارت کتاب المیراث، کتاب الحدود کو بطریق بالا حدیث کے مخالف ثابت کر دیں اور ان مسائل کے مقابلہ میں ہر ہر مسئلہ کا صحیح حکم حدیث صحیح، صریح غیر معارض سے دکھا دیں۔ ہم فقہ کو چھوڑ دیں گے۔ مگر ہمارے علماء نے نہایت بزدلی کا ثبوت دیا اور شور مچا کر بھاگ گئے۔

۶۱۔ ایک دن ہمارے علاقہ کے ایک گاؤں میں یہ جھگڑا ہوا کہ حنفیوں کی نماز غلط ہے۔ حنفیوں نے کہا آپ بالترتیب نماز کا ہر ہر مسئلہ حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دکھا دیں ہم وہی نماز پڑھیں گے لیکن وہ اس کے لیے بالکل تیار نہیں ہوئے تو لوگوں نے کہا ہماری نماز کا کہتے ہو ہوتی نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں تم مکمل نماز بتا دو پھر کہتے ہو ہمیں آتی نہیں۔ پھر لوگوں کے دلوں میں وسوسے کیوں ڈالتے ہو۔

۶۲۔ اسی طرح ایک دن جنازہ کی نماز کا جھگڑا ہمارے علماء نے ہی ڈالا۔ تو سب لوگوں نے کہا کہ نماز جنازہ کی مکمل ترتیب اور مسائل آپ حدیث سے سنا دیں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے مگر ہمارے علماء نے مکمل ترتیب سے انکار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہلحدیث بمعنیٰ محدث تو یہ لوگ ہرگز نہیں ہاں بمعنیٰ باتونی بمعنیٰ نیا بمعنیٰ وسوسے ڈالنے والا اور حدیث نفس کا تابع ہوں تو ہوں (حضرات علمائے کرام ہمارے ان سوالوں کا جواب قرآن وحدیث سے دے کر ہمارے دلوں کو مطمئن فرمائیں اللہ آپ کو خوش رکھے ایک پریشان دل اہلحدیث)

۶۳۔ اگر احادیث راجحہ پر عمل کرنے والا اہل حدیث ہے تو حنفی یا دیگر مقلدین

اہل حدیث کیوں نہیں جو ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جن کو خیر القرون کے مجتہد نے راجح قرار دیا اور ہم ان احادیث پر عامل ہیں جن کو پندرہویں صدی کے کسی جاہل مرکب غیر مقلد نے جو مصدق ضلوا فاضلو کا ہے راجح قرار دیا حالانکہ تابعین کی ترجیح قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

۶۴۔ حضرات علمائے کرام حضرات صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین جس طرح متصل احادیث روایت کرتے اور ان پر عمل بھی کرتے تھے اسی طرح صحابہؓ تابعین مرسل احادیث روایت کرتے اور خیر القرون کے تینوں زمانوں میں مرسلات، بلکہ بلاغات پر بھی بلانکیر عمل جاری تھا۔ حنفی حضرات حدیث متصل، مرسل، موقوف مدلس سب پر عمل کرتے ہیں مگر ان کو اہل حدیث نہیں کہا جاتا اور ہم نے حدیث کی کئی اقسام مثلاً مراسیل، موقوفات، مدالیس، جہالت خیر القرون، ان سب اقسام کی احادیث ماننے سے انکار کر دیا ہے عجب بات ہے کہ احناف ان سب قسموں کو مانیں تو بھی اہل حدیث نہ ہوں ہم اکثر اقسام کا انکار کریں پھر بھی اہلحدیث رہیں۔

۶۵۔ حدیث کے لفظ کا اطلاق حدیث مرفوع، موقوف، مقطوع، مرسل، مدلس سب پر ہوتا ہے مگر ہم بجائے سب اقسام کو ماننے کے صرف ایک قسم کو مانتے ہیں اور حنفی سب اقسام کو مانتے ہیں تو حنفی کامل اہل حدیث ہوئے اور ہم ۱/۵ اہل حدیث ہوئے۔

۶۶۔ ہم میں سے بعض لوگ اثری کہلاتے ہیں۔ اثر لغت میں کسی چیز کے بقیہ کو کہتے ہیں اور اثر کا اطلاق محدثین کی اصطلاح میں حدیث مرفوع، موقوف مقطوع سب پر ہوتا ہے۔ امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں، امام طبری نے تہذیب الآثار میں اور امام سیوطیؒ نے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور میں تینوں اقسام کی احادیث درج کی ہیں۔ اسی طرح باجماع امت ادعیہ ماثورہ کا لفظ ان دعاؤں پر استعمال ہوتا ہے جو احادیث سے ثابت ہوں مگر ہمارے اثری سوائے پہلی قسم کے کوئی حدیث نہیں مانتے تو یہ اثری کہلانا خلاف اجماع ہے پھر کیا آنحضرت ﷺ نے اثری کہلانے کا حکم دیا یا

خود اپنے کو اثری لکھوایا۔

یا کسی صحابی کے اثری کہلانے پر خاموش رہے اگر ایسی حدیث ہو تو یہ سند تحریر فرمائیں اور اس کی صحت بھی تفصیلاً ثابت فرمائیں۔

۶۷۔ ہمارے بعض علماء یہ حدیث سنا کر ہمارا دل خوش کر دیتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا **اللھم ارحم خلفائی قلنا من خلفاء ک؟ قال الذین یروون احادیثی ویعلمونھا الناس**. ہمارا دل بھی بہت خوش رہا مگر تحقیق سے پتہ چلا کہ یہ حدیث تو موضوع اور باطل ہے۔ چنانچہ حافظ زیلعی فرماتے ہیں کہ یہ احمد بن عیسیٰ العلوی کی موضوعات میں سے ہے (نصب الرایہ ج ا ص ۳۴۸) اور حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں ھذا باطل (میزان الاعتدال ج ا ص ۱۲۷) اس کی کوئی صحیح سند ہو تو مع توثیق روایت پیش فرمائیں۔

۶۸۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو یہ دعا تو محدثین کے لیے ہے۔ جو طبقہ علمی ہے نہ کہ اس سے مراد کوئی فرقہ مذہبی ہے۔

۶۹۔ کیا احادیث کے وہ راوی جو رافضی، خارجی، ناصبی، مرجیہ، قدریہ، معتزلہ، وہ بھی اس حدیث کی دعا میں شامل ہیں یا نہیں اور حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی راوی اور محدثین بھی اس دعا کے مستحق ہیں یا نہیں۔

۷۰۔ حضرات علمائے کرام ہم اس بات پر تو فخر کرتے ہیں کہ رفع یدین میں شوافع اور رافضی ہمارے ساتھ ہیں لیکن ترک تقلید میں شیعہ، منکرین حدیث، نیچری، قادیانی وغیرہ سب ہمارے ساتھ ہیں۔ کیا یہ بات قابل فخر نہیں ہو سکتی۔

۷۱۔ ہمارے بعض حضرات اپنے آپ کو سلفی بھی لکھتے ہیں۔ کیا آنحضرت ﷺ نے سلفی کہلانے کا حکم دیا یا خود سلفی کہلاتے تھے۔ یا آپ کے سامنے صحابہؓ سلفی کہلاتے ہوں اور آپ خاموش رہے ہوں۔ تو ایسی حدیث شریف پش فرمائیں۔

۷۲۔ سلف صرف آنحضرت ﷺ کا نام ہے یا صحابہ، تابعین تبع تابعین بھی

سلف میں شامل ہیں۔ تو پھر یہ سلفی کہلانے والے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے ارشادات کو کیوں نہیں مانتے۔

۷۳۔ ہمارے بعض عوام محمدی کہلواتے ہیں کیا آنحضرت ﷺ نے محمدی کہلانے کا حکم دیا یا آپ کے سامنے صحابہ محمدی کہلواتے تھے اور آپ اس پر خاموش رہے ہوں تو ایسی کوئی حدیث پاک بیان فرمائیں۔

۷۴۔ کیا حضرت پیران پیر نے غنیۃ الطالبین میں فرقہ محمدیہ کو گمراہ اور دوزخی فرقوں میں شمار کیا ہے یا نہیں۔

۷۵ جس طرح لوگ محمدی کہلاتے ہیں۔ اس طرح قادیانی احمدی کہلاتے ہیں۔ بعض لوگ ان ناموں سے مغالطہ کھا جاتے ہیں کہ شاید ان ناموں میں محمد اور احمد سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں حالانکہ جس طرح احمدی نسبت آنحضرت ؐ کی بجائے مرزا کی طرف ہے۔ کیونکہ وہ مرزا کی کتابوں کو ہی کتاب وسنت کی صحیح ترجمان مانتے ہیں۔ اس طرح محمدی سے مراد محمد جونا گڑھی کے ماننے والے ہیں۔ کیونکہ ان کا دین وایمان محمد جونا گڑھی کی ہی کتابیں ہیں۔ شمع محمدی، تفسیر محمدی، وضو محمدی، نماز محمدی، نکاحِ محمدی، حجِ محمدی، طریقہ محمدی وغیرہ محمد جونا گڑھی کی کتابوں پر ہی ایمان ہے۔ اس لیے محمدی ہیں۔

۷۶۔ حضرات علمائے کرام حنفیوں کو تیرہ سو (۱۳۰۰) سال ہو چکے ہیں وہ حنفی ہی کہلاتے ہیں۔ مگر ہمیں ۱۸۸۸ء سے ابھی ایک صدی بھی نہیں ہوئی مگر کئی نام بدل چکے ہیں، مؤحد، محمدی، غیر مقلد، سلفی، اثری، غرباُ اہلحدیث، امامیہ تنظیم، جماعت المسلمین، اہل حدیث، شبان اہلحدیث کیا یہ سب نام احادیث سے ثابت ہیں۔ تو برائے نوازش وہ صحیح احادیث پیش فرمائیں۔

۷۷۔ حضرات علمائے کرام ہمارے فرقہ کو بنے ہوئے ابھی ایک صدی بھی نہیں گزری مگر یہ آپس میں سخت اختلافات کا شکار ہو گیا ہے۔ مثلاً مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ہمارے فرقہ کے روح رواں تھے۔ مگر ہماری جماعت کے علمائ ان کو دجال،

معتزلی، بے دین، واجب القتل، دو، دو آنے پر فتوے دینے والا، محدثین کی خدمات پر پانی پھیرنے والا، چھٹا ہوا نیچری اور چھپا ہوا مرزائی کہتے ہیں۔
(فیصلہ مکہ، اربعین، فیصلہ الحجاز یہ کتاب التوحید والسنۃ وغیرہ)

(ب) مولانا محمد جونا گڑھی، مولانا عبدالستار امیر جماعت غربا اہلحدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ اس کا کفر مکے کے کافروں سے بھی بڑھا ہوا ہے۔
(اخبار محمدی ص ۱۳، ۱۵ نومبر ۱۹۳۹ء)

(ج) مولانا عطاء اللہ حنیف کے شاگرد پروفیسر محمد مبارک پوری جماعت غرباء اہلحدیث کو مسیلمہ کذاب جیسے واجب القتل سمجھتے ہیں۔ (علمائے احناف اور تحریک مجاہدین ص ۴۸) کیا ایک دوسرے کو کافر کہنے والے سب کے سب طائفہ منصورہ کے مصداق ہیں اور حق واحد ہے یا متعدد۔

۷۸۔ حضرات علمائے کرام ایک عجیب بات ہے کہ منکرین حدیث نے بہت سا لٹریچر شائع کر رکھا ہے اور اسی لٹریچر کے ذریعہ وہ اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم اس لٹریچر پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو وہ یہ کہہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ ہم اہل قرآن ہیں۔ اگر ہم پر اعتراض کرنا ہے تو قرآن پر اعتراض کرو۔ اب کون مسلمان قرآن پر اعتراض کرے ہاں ان لوگوں نے اپنے سارے لٹریچر کو خلاف قرآن تسلیم کر کے اپنی ساری کتابوں کو جھوٹا مان لیا۔ بالکل یہی حال اہل حدیثوں کا ہے۔ ہم اپنے علماء کی کتابیں اور لٹریچر رات دن تسلیم کرتے ہیں اور اس کو دین کی تبلیغ سمجھتے ہیں۔ لاکھوں روپے اس پر خرچ کرتے ہیں۔ مگر جب ہمارے مخالفین ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو ہم فوراً ان سب کتابوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا مذہب صحیح حدیث ہے۔ اس طرح ہمارا اپنی تمام کتابوں کا انکار کر دینا اپنے مسلک کو باطل تسلیم کر لینا ہے۔

۷۹۔ حضرات علمائے کرام ہمارے نواب صدیق حسن خان صاحب نے محدث کی شرائط کے بیان میں یہ واقعہ نقل فرمایا ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت امام بخاریؒ کے سامنے ارادہ ظاہر کیا کہ میں اہل حدیث (محدث) بننا چاہتا ہوں۔ امام بخاریؒ نے فرمایا اس فن میں قدم نہ رکھنا۔ جب تک یہ شرائط نہ ہوں۔ سب سے پہلے یہ چار چیزیں حاصل کرنا۔

(۱) آنحضرت ﷺ کے حالات مبارکہ اور آپ کی شریعت کا علم۔

(۲) حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کی مقداروں کا علم۔

(۳) تابعین اور ان کے احوال کا علم۔

(۴) علماء دین اور ان کے تاریخی حالات۔

پھر یاد رکھو ان سب کے نام ان کی کنیت۔ ان کے ٹھکانے اور ان کا زمانہ حیات معلوم کرنا۔ ان کو ایسا ہی ضروری سمجھنا جیسے خطبہ میں خدا کی ثناء اور دعا میں وسیلہ۔ قرآن کی سورت کے ساتھ بسم اللہ اور نمازوں کے ساتھ تکبیر تحریمہ) پھر یہ پہچان کرنا کہ مسند حدیثیں کتنی ہیں مرسل کس قدر ہیں اور موقوفات کتنی ہیں۔ اپنی عمر کے چاروں زمانوں بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے کو حدیث پر خرچ کرنا اور ہر حال میں حدیث کا دور کرنا۔ فراغت ہو یا مشغولیت۔ امیری ہو یا غریبی، پھر پہاڑوں، سمندروں، شہروں اور جنگلوں میں پھر کر یہ علم حاصل کرنا، جب کاغذ نہ ملے تو پتھروں پتوں اور چمڑوں پر حدیث لکھنا۔ اپنے سے چھوٹے، اپنے ہم عمر، اپنے سے بڑے اور اپنے باپ کے خط سے احادیث لینا۔ ان سب امور میں خدا تعالیٰ کی رضا مقصود رکھنا اور ان حدیثوں پر عمل کرنا جو کتاب اللہ کے موافق ہوں اور ان احادیث کو طلبا اور محبّین حدیث میں پھیلانا اور کتاب میں تالیف کرنا اور تم اس کام کو پورا نہیں کر سکتے۔ جب تک کتابت، لغت، صرف اور نحو میں مہارت حاصل نہ کرو اور یہ سب محنت بیکار ہے اگر خدا کی توفیق سے قدرت، صحت حرص اور حفظ عطا نہ ہو اور جب یہ سب

کچھ حاصل ہو جائے تو اس محدث کی نظر میں اپنے اہل، مال اولاد اور وطن کی وقعت نہیں رہتی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کا چار چیزوں سے امتحان لیتے ہیں۔ شماتت اعدأ سے۔ سچے دوستوں کی ملامت سے جہلا کے طعن سے اور علماء کے حسد سے۔ یعنی چاروں طرف سے دوست، دشمن، جاہل، عالم سب اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں اگر وہ آدمی ان پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ چار چیزوں سے دنیا میں اس کا اکرام فرماتے ہیں قناعت عزت، ہیبت نفس، لذت علم اور شہرت عام بقائے دوام سے اور چار چیزوں سے آخرت میں اکرام فرمائیں گے کہ اپنے بھائیوں کی شفاعت کرو، میرے عرش کے سایہ میں آرام کرو۔ رسولؐ پاک ﷺ کے حوض سے پیاس بجھاؤ اور اعلیٰ علیین میں انبیاء کرام کے ساتھ جنت میں رہو۔ امام بخاریؒ نے فرمایا۔ بیٹا محدث کی شرائط میں نے اختصار سے بیان کردی ہیں جو میں نے اپنے مشائخ حدیث سے تفصیلاً سنی تھیں اب اگر تو اتنی ہمت رکھتا ہے تو اس میں قدم رکھ یعنی اہل حدیث (محدث) بننے کی کوشش کر۔ وہ شخص کہتے ہیں میں ادب سے سر جھکا کر غور و فکر کرنے لگا۔ جب امام بخاریؒ نے میرا یہ حال دیکھا تو فرمایا اگر تو اس قدر مشقتیں برداشت نہیں کرسکتا تو فقہ کو لازم پکڑلے یہ علم تجھے گھر بیٹھے حاصل ہو جائے گا۔ (کیونکہ امام بخاریؒ کے زمانہ میں ہر ہر گھر میں فقہ ہی رائج تھی) اور تجھے اس کے لیے سمندروں اور شہروں کا سفر نہیں کرنا پڑے گا۔ (اور بلا مشقت حاصل ہونے سے فقہ کو بے قدر نہ سمجھنا) وہ فقہ حدیث کا ہی ثمرہ اور پھل ہے۔ (اور فقیہ کو بہ نظر حقارت بھی نہ دیکھنا کیونکہ) آخرت میں فقیہ کا ثواب محدث سے ذرہ بھر بھی کم نہیں۔ اور نہ اس کی عزت اور شان محدث سے کم ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں امام بخاریؒ سے یہ سن کر میں نے اہل حدیث بننے کا ارادہ چھوڑ دیا اور فقہ میں محنت کی اور خدا تعالیٰ کی توفیق سے میں اپنے زمانے کا سر برآوردہ فقیہ بن گیا (الحطہ ص ۱۴۸ و ۱۵۰) حضرات علمائے کرام کیا آج ہمارے فرقے کا ہر فرد ان شرائط پر پورا اترتا ہے ہرگز نہیں تو امام بخاریؒ کے فرمان پر بھی ہمیں فقہ پر عمل کرنا

چاہیے ورنہ ہم نہ محدثین کے ساتھ رہے نہ فقہا کے ساتھ ﴿لا اِلٰی ھٰؤُلاءِ وَلا اِلٰی ھٰؤُلاءِ﴾ کا منظر رہے گا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

۸۰۔ امام بخاریؒ کے فرمان کے موافق تو جب ہم ان شرائط سے کورے ہیں تو ہم پر فقہاء کی تقلید لازم ہے۔ مگر ہمارے فرقہ کا حال یہ ہے کہ جاہل بھی اردو ترجمہ حدیث کا دیکھ کر فقہاء پر نقطہ چینی کرتے ہیں۔ میں نے کبھی اپنے بڑے سے بڑے شیخ الحدیث کو بھی نہیں دیکھا کہ ڈاکٹری کی کتاب کا اردو ترجمہ دیکھ کر خود اپنا علاج کرتا ہو چہ جائیکہ کوئی اتنا حوصلہ کرے کہ اردو ترجمہ دیکھ کر بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں کی غلطیاں پکڑے۔ ساری عمر ان ڈاکٹروں کے نسخوں کو بلا مطالبہ دلیل قبول کر کے ان کی تقلید میں گزارتا ہے۔ اجتہاد کا نام لیتے جان جاتی ہے۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ ہمارا بڑے سے بڑا عالم تعزیرات پاکستان کے اردو ترجمہ کا مطالعہ کر کے خود مقدمے کی پیروی کرتا ہو چہ جائیکہ اردو کتاب دیکھ کر چیف جسٹس صاحبان کے فیصلہ کو غلط قرار دے۔ اس طرح، صرف، نحو، بلاغت، معانی، بدیع اور منطق کے قواعد کو محض تقلیداً قبول کرتے ہیں۔ خلیل اور اخفش کی جوتیاں اٹھاتے زندگی گزر جاتی ہے مگر اجتہاد کا نام نہیں لیتے۔ مگر حضرات فقہاء پر ملامت کرنے میں ہمارا ہر جاہل تیار ہے۔ حدیث کی کتاب کا اردو ترجمہ لیا اور سب فقہا پر تبرابازی شروع کردی۔

۸۱۔ حضرات یہ بھی فرمائیں کہ امام بخاریؒ کی یہ بیان کردہ شرائط قرآن وحدیث سے ثابت ہیں تو وہ آیت یا حدیث بیان فرمائیں یا یہ امتیوں کی بناوٹ ہے تو کیا امام بخاریؒ اور ان کے سب مشائخ حدیث بدعتی تھے۔

۸۲۔ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ سے یہ پوچھا گیا کہ مفتی کی کیا شرائط ہیں۔ آپ نے فرمایا کتاب اللہ شریف کا پورا عالم ہو کم از کم چار لاکھ احادیث صحیحہ کا عالم ہو۔

صحابہ، تابعین کے فتاویٰ میں بصیرت تامہ رکھتا ہو تو اس کو فتویٰ دینے کا حق ہے ورنہ نہیں۔ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۲ بحوالہ قواعد فی علوم الفقہ ص ۵)

حضرات ظاہر ہے کہ جب وہ فتویٰ دینے کا اہل نہیں تو وہ دوسروں سے فتویٰ پوچھ کر تقلید کرے گا لیکن ہمارے فرقہ کا تو یہ حال ہے کہ چار لاکھ تو کیا چار حدیثوں کی سندوں کی بھی تفصیلی تحقیق نہیں جانتے اور نہ صرف یہ کہ تقلید سے باغی ہیں بلکہ آئمہ مجتہدین اور صحابہ سے زیادہ کتاب وسنت کا عالم ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین اور صحابہ ان کی تقلید کرتے یہ ایسی ہی خواہش ہے کہ مریض یہ خواہش کرے کہ ڈاکٹر میری تقلید کرے اور ملزم یہ خواہش کرے کہ چیف جسٹس قانون فہمی میں میری تقلید کرے۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

۸۳۔ امام ابوحفص فرماتے ہیں کہ جب میں جامعہ منصور میں مسند افتاء پر بیٹھا تو محدث ابواسحاق نے مجھے کہا کہ کیا تجھے چار لاکھ احادیث حفظ کرنے والا قول یاد ہے۔ میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا جب تجھے چار لاکھ حدیث حفظ ہی نہیں تو تو فتویٰ کیوں دیتا ہے۔ میں نے کہا میں اپنے قول پر فتویٰ ہی نہیں دیتا۔ میں تو اس مجتہد کے قول پر فتویٰ دیتا ہوں جو چار لاکھ سے بھی زیادہ حدیثوں کا حافظ تھا (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۲)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کو چار لاکھ احادیث حفظ نہ ہوں وہ خود اجتہاد نہ کرے بلکہ مجتہد کے فتوے کی تقلید کرے یہی محدثین کا طریق ہے۔

۸۴۔ امام بخاریؒ کے استاد الاستاد اور امام احمدؒ کے استاد امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کسی آدمی کو ہرگز حلال نہیں کہ وہ خدا کے دین میں فتویٰ دے ہاں مگر وہ شخص کہ قرآن پاک کا عارف ہو اس کے ناسخ، منسوخ، محکم اور متشابہ، اس کی تاویل اور تنزیل اور مکی مدنی آیات سے پورا واقف ہو۔ اور یہ ساری باتیں احادیث رسول ﷺ کے بارہ میں بھی جانتا ہو اور علم لغت اور شعر میں بھی بصیرت تامہ رکھتا ہو۔ اور علماء کے اختلاف اور وجوہ اختلاف کو خوب جانتا ہو ایسے شخص کو فتویٰ دینا جائز ہے اور جو ایسا نہ ہوں اس کے لیے

ہرگز حلال نہیں کہ فتویٰ دے۔ (اعلام الموقعین ج اص ۱۶، الفقیہ والمتفقہ الخطیب)

۸۵۔ امام بخاریؒ کے پردادا استاد حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک فتویٰ دینے نہیں بیٹھا جب تک ستر شیوخ نے مجھے نہ کہا کہ تو فتویٰ کا اہل ہے۔

(اعلام الموقعین ج اص ۱۶)

۸۶۔ امام عبداللہ بن مبارک اور امام یحییٰ بن اکثم سے پوچھا گیا کہ فتویٰ کی اہلیت کیا ہے، فرمایا جب آدمی حدیث اور فقہ (رائے) دونوں میں بصیرت تامہ رکھتا ہو۔

(اعلام الموقعین)

ان محدثین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ ہر شخص فتویٰ کا اہل نہیں چہ جائیکہ ہر شخص مجتہدین کا جج بن بیٹھے اور مجتہدین کی غلطیاں چھانٹے اور ظاہر ہے جو اہل اجتہاد نہ ہو تقلید کرے لیکن ہمارے بعض جاہل بیوقوف بھی مجتہدین بنے ہوئے ہیں۔

۸۷۔ امام شعبیؒ جنہوں نے پانچ سو صحابہؓ کی زیارت کی تھی فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ قضاء میں مضبوط فیصلہ لے تو اسے چاہیے کہ حضرت عمرؓ کے اقوال لے۔ (اعلام الموقعین ج اص ۷) دیکھئے امام شعبیؒ حضرت عمرؓ کی تقلید شخصی کی دعوت دے رہے ہیں اور وہ بھی قاضیوں کو جو یقیناً عالم تھے۔ لیکن ہماری جماعت کے جاہل بھی تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں۔

۸۸۔ حضرت مجاہدؒ جو جلیل القدر تابعی ہیں وہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ اذا اختلف الناس فی شیئ فانظروا ماصنع عمر فخذوا بہ (اعلام الموقعین ج اص ۷)

دیکھیے حضرت مجاہد بھی حضرت عمرؓ کی تقلید شخصی کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

۸۹۔ قال طاؤس ادرکت سبعین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تداراوا فی شئی انتھوا الی قول ابن عباس (اعلام الموقعین ج اص ۸) دیکھئے یہ ۷۰ صحابہ قول ابن عباس کی تقلید کرتے تھے۔ اور کوئی ان پر انکار نہ کرتا تھا۔

۹۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ صرف حجۃ الوداع میں شامل ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار تھی۔ اور ظاہر ہے کہ تمام صحابہ اس

حج میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ یہ سب اہل زبان بھی تھے۔ مگر ان میں سے فتویٰ دینے والے صحابہ کی تعداد تقریباً ایک سو تیس تھی ان میں بھی اصل مفتی صرف سات تھے۔

(اعلام الموقعین ج ۱ ص ۵)

ظاہر ہے کہ باقی تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ ان کی تقلید کرتے تھے اور عہد صحابہ میں کسی نے ان پر انکار نہیں کیا۔

۹۱۔ امام محمد بن جریرؒ فرماتے ہیں کہ ''آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے صرف عبداللہ بن مسعودؓ کے ایسے معروف اصحاب تھے۔ جو ان کے فتاویٰ اور مذہب کو مدون کرتے تھے۔ اور کسی صحابی کے فتاویٰ ان کے شاگردوں نے مرتب نہیں کئے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے مذہب کو خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کے مذہب سے ملاتے، اگر کہیں اختلاف ہوتا تو اپنا قول چھوڑ کر حضرت عمرؓ کے قول کی تقلید کر لیتے (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۷) امام اعمش فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ کے اقوال کی ہی تقلید کرتے ان دونوں سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۷)

حضرت علیؓ جب کوفہ تشریف لائے تو ان کا مذہب بھی مدون کیا گیا۔ مذہب حنفی کا ماٰخذ یہی مرتب اور مدوّن فتاویٰ تھے

۹۲۔ ہمارے بعض جہال بھی یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم تمام مذاہب کو کتاب وسنت پر پیش کرتے ہیں۔ اور جو مسئلہ جس مذہب کا کتاب وسنت کے موافق ہو اسے قبول کر لیتے ہیں۔ اگرچہ یہ دعویٰ ہمارے ہر جاہل کا ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے ہمارے علماء بھی اس دعویٰ پر پورا نہیں اتر سکتے۔ حنفی علماء نے مدتوں سے یہ اعلان شائع کر رکھا ہے کہ کوئی غیر مقلد عالم آئے ہم مختلف ابواب کے ایک سو مسائل رکھیں گے ان میں پہلے ہر مسئلہ کے بارہ میں چاروں مذاہب کے احکام پھر ہر مذہب کے مفصل دلائل اور وجوہ ترجیح بیان کر کے پھر کتاب وسنت سے صراحۃً ترجیح ثابت کرے مگر کوئی غیر مقلد اس پر آمادہ نہیں ہوا کیا اس قسم کے جھوٹے دعوے کرنا شرعاً جائز ہے۔

۹۳۔ ہمارے بعض علماء آئمہ اربعہ کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے تقلید سے منع فرمایا۔ مگر جس طرح کی سند کا مطالبہ احناف سے کیا کرتے ہیں ان اقوال کی وہ سند بیان نہیں کرتے براہ نوازش ان اقوال کی سند مع توثیق روایت پیش فرمائیں۔

۹۴۔ وہ اقوال اگر بسند صحیح بھی ثابت ہوتے تو ان اقوال کے ساتھ آئمہ اربعہ نے کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی تو ان اقوال کو بلا مطالبہ دلیل قبول کر لینا تقلید ہے۔ کیا اس تقلید سے ترک تقلید پر استدلال درست ہے۔

۹۵۔ ہمارے علماء آئمہ اربعہ کے ان اقوال کو چھپاتے ہیں۔ جن میں آئمہ اربعہ نے مفتی اور مجتہد کی شرائط بیان کی ہیں اور جن میں وہ شرائط نہ ہوں ان کو فتویٰ دینے سے منع کیا ہے۔ ان دونوں قسم کے اقوال سے پتہ چلا کہ آئمہ اربعہ کے نزدیک مجتہدین اپنی نظر و استدلال سے کتاب و سنت پر عمل کریں اور غیر مجتہدین تقلید کریں۔ اب جن اقوال کے مخاطب مجتہدین ہیں ان کو عوام پر چسپاں کرنا تلبیس حق بالباطل بھی ہے...... ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ پر بھی عمل ہے اور کتمان حق بھی ہے۔

۹۶۔ ہمارے علماء جب قرآن حدیث سے اپنی قدامت ثابت نہیں کر سکتے تو عجیب مضحکہ خیز استدلال کرتے ہیں۔ استدلال اکثر منکرین حدیث سے چوری کرتے ہیں۔ مثلاً منکرین حدیث کہتے ہیں کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے دور یعنی خیر القرون میں نہ صحاح ستہ تھی نہ مشکوٰۃ نہ بلوغ المرام نہ فتاویٰ ثنائیہ نہ فتاویٰ نذیریہ صرف اور صرف قرآن تھا۔ اس لیے وہ سب لوگ اہل قرآن تھے۔ یعنی منکرین حدیث اور ہمارے علما کہتے ہیں اس وقت نہ ہدایہ تھی نہ قدوری اس لیے سب اہل حدیث تھے۔ فرمائیے دونوں میں سے کس فریق کی دلیل وزنی ہے۔

۹۷۔ یہ بات کہ فلاں فرقہ کس دور کی پیداوار ہے۔ کوئی شرعی مسئلہ تو نہیں ایک تاریخی مسئلہ ہے اور تاریخی طور پر ہمارے علماء اس کو تسلیم بھی کر چکے ہیں۔ مگر بعض جاہل کہتے ہیں کہ ہمارے علماء قابل شہادت نہیں ہیں کیا وجہ ہے کہ امت محمدیہ کا خاص امتیاز ہی شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (البقرہ) اور شہداء اللہ علی الارض (مشکوٰۃ)

ہے۔ مگر جو غیر مقلد بن جاتا ہے وہ مردود الشہادت قرار پاتا ہے۔ کہ ان کی شہادات کو ہم قبول نہیں کرتے۔ تو وضاحت سے سمجھا دیجئے جن نکاحوں میں غیر مقلد گواہ ہیں وہ نکاح ہو گئے یا نہیں ووٹ بھی شہادت ہے اگر غیر مقلد مردود الشہادت ہو جاتا ہے تو اس کا ووٹ بھی کینسل ہوگا۔ پھر کیا کسی عدالت میں غیر مقلد کی شہادت قبول ہوگی یا نہیں۔ الیکشن کے امیدوار اور جج بننے کیلئے بھی مقبول الشہادۃ ہونا ضروری ہے۔ تو کیا غیر مقلدین کو ان سب مناسب سے شرعاً محروم سمجھا جائے گا۔

۹۸۔ حضرات علماء کرام اہل قرآن کا دعویٰ ہے قرآن ہمارا ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ صحاح ستہ ہماری کتابیں ہیں مگر اس دعویٰ پر دونوں فرقوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جب ہم اپنے علماء سے پوچھتے ہیں کہ یہ ہماری کتابیں کیسے ہیں تو ہمیں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اصحاب صحاح ستہ آئمہ مجتہدین کی تقلید کو کفر شرک کہتے تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے اس لیے یہ ہماری کتابیں ہیں لیکن یہ دلیل تو نہیں ایک دوسرا دعویٰ ہے جب ہم عرض کرتے ہیں کہ دلیل شرعی کے موافق ان کے اقرار یا معتبر تاریخی شہادتوں سے ان کا غیر مقلد ہونا ثابت کریں تو پھر موت کی سی خاموشی طاری ہو جاتی ہے آخر ہم لوگ آئمہ مجتہدین کو چھوڑ کر آپ کے علم پر لٹو ہوئے ہیں۔ مگر آپ ہمیں اتنا پریشان کیوں فرمارہے ہیں کہ کسی مسئلہ کا جواب حدیث صحیح صریح سے نہیں ہے۔

۹۹۔ حضرات علمائے کرام اگر یہ دعویٰ صحیح ہے کہ جو شخص تقلید نہ کرے اس کی کتاب ہماری کتاب ہے تو مرزا کادیانی، سرسید نیچری، پادری فانڈر سوامی دیانند، پنڈت شردمانند، ماسٹر رام چندر وغیرہ بھی آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کے مقلد نہ تھے کیا ان کی کتابیں بھی ہماری معتبر کتابیں ہوں گی آپ لوگوں نے ہمیں کتابوں کے بارہ میں بہت پریشان کر رکھا ہے۔

۱۰۰۔ حضرات اصحاب صحاح ستہ کا غیر مقلد ہونا نہ ان کے اقرار سے ثابت نہ شرعی شہادت سے لیکن ان پر خواہ مخواہ غاصبانہ قبضہ کیا جارہا ہے۔ میاں نذیر حسین صاحب، نواب صدیق حسن خاں صاحب، مولانا وحید الزماں صاحب مولانا عنایت اللہ اثری

وزیر آبادی صاحب، حکیم فیض عالم صدیقی، مولانا عبدالاحد صاحب خانپوری، جناب بشیر احمد صاحب سیکرٹری جمعیت اہلحدیث ہند، پروفیسر محمد مبارک صاحب جن کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار اور تاریخی شہادتوں سے ثابت ہے۔ان کی کتابوں کا انکار کرنا، ان کی کتابوں کو قرآن وحدیث کے خلاف کہہ کر ٹالا جاتا ہے۔آخر یہ کیا ماجرا ہے۔

ہمیں تو یہ بتایا جاتا ہے کہ حنفیوں کی کتابیں قرآن وحدیث کے خلاف ہیں مگر حنفی اس غلط پروپیگنڈے سے ذرا بھر متاثر نہیں ہوئے۔لیکن ہمیں رات دن یہ سبق پڑھایا جا رہا ہے کہ جب کوئی حنفی کسی اہلحدیث عالم کی کتاب پیش کرے فوراً کہہ دو ہم قرآن حدیث کے خلاف کسی کی کتاب نہیں مانتے۔یہ ہمارا صریح اقرار نہیں ہے۔کہ ہمارے ہر مولوی کی کتاب قرآن حدیث کے مخالف ہے۔یہ بات ہماری سمجھ میں آج تک نہیں آئی کہ پہلے اپنے علماء کی کتابوں کی خوب تشہیر کی جاتی ہے ان کو قرآن حدیث کا ترجمان کہا جاتا ہے لیکن جب کوئی حنفی اسے پیش کرے تو ان ساری کتابوں کو قرآن حدیث کے خلاف کہہ دیا جاتا ہے۔حضرات شروع ہی سے ہر کتاب پر یہ لیبل کیوں نہیں لگایا جاتا کہ یہ اہلحدیث کی کتاب ہے یہ قرآن حدیث کے خلاف ہے۔کوئی اہلحدیث اس پر اعتبار نہ کرے۔ہم ہزاروں روپے کی کتابیں خرید لیتے ہیں بعد میں پتہ چلتا ہے کہ یہ سب ناقابل اعتبار کتابیں ہیں۔

۱۰۱۔ حضرات ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ کسی امتی کو صدیق اکبر، فاروق اعظم، مناظر اعظم، امام اعظم، قائداعظم کہنا کفر وشرک ہے لیکن ہمارے علماء نے ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر جو سپاسنامہ پیش فرمایا اس کی پہلی سطر تھی، بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ دی گریٹ قیصرہ ہند **بارک اللہ فی سلطنتھا** اور کہا کہ ہمیں مذہبی آزادی سرف برطانیہ کی حکومت میں ہی حاصل ہے اور اس حکومت کے لیے ہمارے دلوں سے مبارک باد کی صدائیں نعرہ زن ہیں۔حضرات آنحضرت ﷺ یہ اعلان فرمائیں **ھلک قیصر فلاقیصر بعدہ** کا مگر ہم قیصرہ کیلئے مبارک باد کے نعرے اور اس کی حکومت کے لیے برکت کی دعائیں کریں۔

ناطقہ سر گریباں ہے کہ اسے کیا کہیے

پھر بھی ہم اہلحدیث رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی۔

۱۰۲۔ حضرات مرزا قادیانی نے قادیاں میں بیٹھ کر حکومت برطانیہ کو خدا کی رحمت کہا لیکن ہمارے میاں نذیر حسین صاحب نے حرمین شریفین میں کھڑے ہو کر حکومت برطانیہ کو اپنی جماعت کے لیے رحمت کہا۔ (الحیات بعد الممات) فرمائیے کون زیادہ ثواب کا مستحق ہے۔

۱۰۳۔ حضرات خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمان رکھا۔ جب بھی مردم شماری ہوتی ہے حنفی صرف اپنے آپ کو مسلمان لکھواتے ہیں۔ مگر شیعہ اپنے آپ کو شیعہ مسلمان۔ مرزائی احمدی مسلمان اور غیر مقلد اہلحدیث مسلمان لکھواتے ہیں۔ آخر مسلمان کے نام کو ناکافی کیوں سمجھا جاتا ہے۔

حضرات علمائے کرام آخر میں گذارش ہے کہ ہمارے ان سوالات کا جواب قرآن و حدیث اور ایسی معتبر کتابوں سے حوالہ دیا جائے جن کو ہماری ساری جماعت معتبر مانتی ہو عام طور پر ہمارے علماء بلا حوالہ جواب دیتے ہیں یا کسی غیر معتبر کتاب کا حوالہ لکھتے ہیں۔ اور جواب بھی تسلی بخش نہیں ہوتا۔ اس لیے ہمارے سینکڑوں آدمی صحیح اور تسلی بخش جواب نہ ملنے کی وجہ سے مرزائی منکرین حدیث یا نیچری بن جاتے ہیں ہم آپ کو خداوند قدوس کی عظمت و جلال کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ ہمارے سوالات کا نہایت تسلی بخش جواب دے کر ہمارے ڈگمگاتے ہوئے ایمان کو سہارا دیں۔ ایسے پھسپھسے جوابات نہ ہوں کہ ہماری جماعت کا ہر فرد اس کتاب کو پڑھ کر کہے یہ ہماری معتبر کتاب نہیں۔ ہم اس کو نہیں مانتے اس لیے جواب کے لیے کوئی ایسی شخصیت قلم اٹھائے جو جماعت کی مسلمہ شخصیت ہو اور حوالے ایسی کتابوں کے ہوں جو جماعت کی مسلمہ ہوں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی یہ مسلک چھوڑ کر کسی اور طرف جانا پڑے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں برکت دیں۔

فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات

اس ملک میں آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، فقہ کو مخالف حدیث کہنا، اپنے کو موحد اور محمدی اور مقلدین آئمہ اربعہ کو مشرک اور بدعتی کہنا۔ تقلید سے چڑنا۔ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک کہنا بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنا مثل روافض کے رفع یدین عندالرکوع کو ارکان نماز سے شمار کرنا، مثل خوارج کے آئمہ کو گالیاں دینا اور اجماع اور قیاس شرعی کا انکار کرنا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کو مجسم مانتے ہیں کہ وہ عرش پر ہے اور جب عرش سے اترتا ہے تو عرش ایسے ہی خالی ہو جاتا ہے جیسے کرسی پر بیٹھا ہوا انسان کرسی سے اترے تو کرسی خالی رہ جاتی ہے اور خدا کو لامکان نہیں بلکہ مکان کا مکیں مانتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۰ و ۱۱)

۲۔ خدا تعالیٰ کے بارہ میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۷، ۹)

۳۔ یعنی عیسائی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عیسیٰ کی شکل میں ظاہر ہوا، اور ہندو کہتے ہیں کہ خنزیر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس کو جواز مل گیا۔

۴۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں الاستہزا، السخریۃ والمکر، والخداع والکید کو بھی شمار کرتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۷)

۵۔ کہتے ہیں ذات باری تعالیٰ کو حوادث سے پاک سمجھنا باطل ہے۔ غزالی اور رازی کی خرافات ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۲)

۶۔ ان کا عقیدہ ہے کہ رام چندر، لچھمن، کرشن، زراتشت، کنفیوس، مہاتما بدھ، سقراط اور فیثاغورث۔ یہ سب انبیائے صالحین میں سے ہیں۔ ہم پر واجب ہے کہ کہیں۔ آمنا بجمیع انبیاء ورسلہ لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون.

(ہدیۃ المہدی ص ۸۵)

۷۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ نبی، علی اور ولی کا سماع عام لوگوں سے وسیع ہے۔ حتی کہ پوری زمین سے ہر جگہ دور و نزدیک سے وہ سن لیتے ہیں تو یہ شرک نہیں ہے۔

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ۲۵)

۸۔ اس عقیدے سے کوئی یا رسول اللہؐ، یا علیؓ، یا غوث کہے تو شرک نہیں۔

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ۲۴)

۹۔ نواب صدیق حسن خاں (اسی عقیدے سے) یہ وظیفہ پڑھا کرتے تھے قبلہ دیں مددے، کعبہ ایمان مددے، ابن قیم مددے، قاضی شوکاں مددے (ج ا ص ۲۳) یہ فوت بھی ہو چکے تھے اور دور بھی تھے لیکن نواب صدیق حسن صاحب ان سے استمداد فرمایا کرتے تھے۔

۱۰۔ نواب وحید الزماں نے کتاب لکھتے وقت یہ دعا کی۔ **اللھم ایدنی فی تالیف ھذا کتاب و اتمامه باالا رواح المقدسة من الانبیاء** (ج ا ص ۳) گویا اس کتاب کی تالیف کے وقت رام چندر لچھمن، کرشن کی روحیں بھی مدد فرماتی رہی ہیں۔

۱۱۔ جو شخص سماع موتیٰ کا انکار کرتا ہے وہ اہلحدیث ہرگز نہیں بلکہ معتزلی ہے۔

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ٦)

۱۲۔ اس فرقہ کے نزدیک قرآن پاک کی قطعیات کے مقابلہ میں خبر واحد پر عمل واجب ہے۔ جواب

۱۳۔ قرآن پاک کے اوقاف بدعت سیّئہ ہیں چنانچہ انہوں نے مسنون قرأت والا قرآن شائع کیا ہے۔

۱۴۔ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع ذخیرے سے صرف چھ کتابوں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کی بھی اکثر احادیث کو ضعیف کہہ کر ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔

۱۵۔ احادیث کی بہت سی اقسام میں سے صرف حدیث صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ باقی تمام اقسام حدیث کے حجت ہونے سے

انکار کر جاتے ہیں۔

۱۶۔ غیر منسوخ احادیث کی اکثر اقسام کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ مگر منسوخ حدیث پر عمل کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ (معیار الحق)

۱۷۔ اجماع امت میں اجماع صحابہ کو بھی ماننے کو تیار نہیں جیسے بیس رکعت تراویح، طلاق ثلاثہ، اذان جمعہ وغیرہ مگر اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری الصحیح البخاری اور صحاح ستہ کے اجماع کے انکار کو کفر سمجھتے ہیں۔

۱۸۔ قیاس شرعی اور اجتہاد کو خنزیر (ارشاد محمدی ج ۲ ص ۳، والتحقیق ص ۶۰) اور مثل بول و مردار (طریق محمدی) قرار دیتے ہیں۔ مگر اس خنزیر اور بول کے استعمال کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بھی بنا رکھا ہے۔

۱۹۔ فقہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر فرمایا ہے خبیث قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کی ایک کتاب کا نام ہے۔ اظہار الطیب والخبیث بتقابل الفقہ والحدیث المعروف شمع محمدی، نیز نواب صدیق حسن لکھتے ہیں سرچشمہ سارے جھوٹے حیلوں اور مکروں کا اور کان تمام فریبوں اور دغا بازیوں کی علم رائے ہے جو مسلمانوں میں پیغمبر برحق کے بعد پھیلا اور مہا جال ان سب خرابیوں کا بول چال فقہا اور مقلدوں کی ہے اور ساری خرابی ڈالی ہوئی ان ملاؤں کی ہے جو دام تقلید میں گرفتار ہیں اور بدعت اور شرک کے نشہ میں سرشار۔ (ترجمان وھابیہ ص ۲۴) اور خوب خیال کرو تو سارے عالم کا فساد اور تمام خرابیوں کی بنیاد یہی گروہ ہے جو اپنے آپ کو کسی مذہب کا مقلد کہتا ہے۔

(ترجمان وھابیہ ص ۲۵،۲۴)

۲۰۔ آئمہ اربعہ جو باجماع امت العلماء ورثة الانبیاء کے مصداق ہیں کو یہودیوں کے احبار و رہبان اور مشرکین کے آباؤ اجداد قرار دے کر انہیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والا اور مقلدین کو مشرک اور یہودی قرار دیتے ہیں ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ...﴾ اور بل نتبع ماوجدنا علیه

آبا نا سے آئمہ اربعہ کی تقلید کا رد کرتے ہیں۔ ان کے مولوی محمد یسین نے اشعار الحق جواب تنویر الحق میں تمام مقلدین کو اخوان یزید، رافضی پلید، شیطان اور کافر لکھا ہے۔ اس طرح مولوی محی الدین نومسلم لاہوری کتب فروش نے بھی الظفر المبین مطبوعہ رمضان ۱۲۹۷ھ ص ۱۸۹، ص ۲۳۰، ص ۲۳۲ پر آئمہ کی تقلید کو حرام اور شرک لکھا ہے۔ مقلدین کو مشرک اور کافر لکھا ہے حالانکہ ان کے ان فتووں کی زد سب سے پہلے اصحاب صحاح ستہ پر پڑتی ہے یعنی آئمہ اربعہ تو احبار رہبان اور اصحاب صحاح ستہ مثل ابوجہل و یہود کے ہیں۔

۲۱۔ ان کا عقیدہ ہے جو شخص امام العصر امام مہدی علیہ السلام سے سچی محبت رکھے اور امام مہدی کے ظہور سے پہلے مرجائے۔ امام مہدی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کر کے امام مہدی کے حضور پیش کر کے کامیاب کرے گا یہ رجعت ہے۔

(دراسات ص ۲۱۹)

۲۲۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بارہ امام اور حضرۃ فاطمۃ الزہرا انبیاء علیھم السلام کی طرح معصوم ہیں۔ (دراسات اللبیب ص ۲۱۳)

۲۳۔ روافض کی طرح حدیث اصحابی کا النجوم کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول میں اس کو حسن ثابت کیا ہے۔ (دراسات اللبیب)

۲۴۔ جس طرح شیعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے تمام ساتھیوں کو معاذ اللہ منافق اور غاصب قرار دیتے ہیں اور حضرت علیؓ اور آپ کے ساتھیوں کو معاذ اللہ تقیہ باز قرار دیتے ہیں تا کہ ہر ایک کی بات کا انکار کیا جا سکے۔ اس طرح غیر مقلدین مجتہدین کی فقہ کو خرطۃ البیر اور تحقیق الحمیر سے تشبیہہ دیتے ہیں (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۲) اور اپنے علماء کو مصداق ضلوا و اضلوا کا قرار دے کر ان کی سب کتابوں کا انکار کر جاتے ہیں۔

غیر مقلدین کے بارے میں

مزید جاننے کیلئے ہندوستان کے

مشہور حنفی عالم مولانا محمد ابوبکر

غازی پوری کی قلم سے شستہ تحریر

غیر مقلدین کیلئے لمحہ فکریہ

کا مطالعہ کریں

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

جنگ آزادی

اور

غیر مقلدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ آزادی اور غیر مقلدین

غیر مقلدین نے ہر جگہ نفاق کا جہنم گرم کر دیا۔ مساجد میں لڑائیاں شروع کرا دیں انگریز حکومت نے جب دیکھا کہ غیر مقلدین نے مسلمانوں کے اتفاق واتحاد کو تباہ کر دیا ہے تو اس نے موقع کو غنیمت جانا اور دہلی پر حملہ کر دیا جنرل بخت خاں نے علمائے دہلی سے جہاد کا فتویٰ مرتب کروایا یہ فتویٰ جنگ آزادی ص ۴۰۴ تا ۴۰۶ پر درج ہے۔ غیر مقلدین نے جنگ آزادی میں یہ کردار ادا کیا کہ ایک طرف تو بظاہر مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے رہتے اور فتویٰ جہاد پر دستخط کر دیے مگر دلی طور پر انگریزوں کا پورا پورا ساتھ دیا پروفیسر ایوب قادری لکھتے ہیں۔ جو دستخط کرنے کے باوجود سرکار انگریزی کے وفادار رہے۔ انہوں نے انگریزوں کو چھپایا۔ جاسوسی کے فرائض سر انجام دیے اور تحریک آزادی کی مخالفت کی ان میں یہ حضرات ہیں۔

(۱) شیخ الکل شمس العلمائ میاں سید محمد نذیر حسین۔

(۲) شمس العلماء مولوی ضیاء الدین۔

(۳) مولوی سید محبوب علی جعفری۔

(۴) مفتی صدر الدین آزردہ۔

(۵) مولوی حفیظ اللہ خاں۔ (جنگ آزادی ص ۴۰۹)

مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔ جنرل بخت خاں وغیرہ باغی افسران نے علماء کو حکم دیا کہ اس فتویٰ پر اپنے دستخط کر دیں ورنہ سب قتل کر دیے جائیں گے پس سب نے بخوف جان کرہاً و جبراً دستخط کر دیے اگر وہ دستخط نہ کرتے تو اس وقت سب تلوار سے قتل کر دیے جاتے یا توپ سے اڑائے جاتے ان ہی سے مجبور ہو کر دستخط کرنے والے مولویوں میں سے مولوی حفیظ اللہ خاں اور مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے مولوی شریف حسین اور ان کے شاگردان مولوی محمد صدیق پشاوری اور مولوی عبداللہ

مرحوم غزنوی تھے۔

(اشاعت السنۃ نمبر ا، بحوالہ آثار رحمت ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، جنگ آزادی ص ۴۱۴، ۴۱۵)

نوٹ: یہ مولوی حفیظ اللہ خاں، میاں نذیر حسین کے سمدھی اور شاگرد تھے۔ ان کی صاحبزادی مولوی شریف حسین کو منسوب تھی۔ (جنگ آزادی نمبر ۴۱۴)

کمشنر صاحب کا اعتراف

ڈبلیو۔ جی۔ وائر فیلڈ قائمقام کمشنر دہلی لکھتے ہیں مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے مولوی شہاب حسین اور ان کے دوسرے گھر والے غدر کے زمانہ میں مسز لیسنس کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے۔ حالت مجروحی میں انہوں نے انکا علاج کیا۔ ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں ان کو پہنچا دیا۔ (الحیات بعد الممات ص ۱۳۲) اس کے صلے میں میاں صاحب کو تیرہ سو روپے (۱۳۰۰) انعام ملا۔ (الحیات بعد الممات ص ۱۲۷)

رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد

میاں صاحب نے فتویٰ جہاد کے مقابلہ میں اپنے شاگرد محمد حسین بٹالوی سے رسالہ لکھوایا جس کی سب غیر مقلدین نے تائید کی اس میں انگریزوں کیخلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ جنگ آزادی لڑنے والے مجاہدین کو باغی، مذہبی دیوانے اور دوزخی قرار دیا اور اپنی جماعت کی انگریز کے ساتھ وفاداری کا بار بار اعلان کیا یہ رسالہ چھپا ہوا ملتا ہے۔ یہ رسالہ حکومت برطانیہ کو اتنا پسند آیا کہ مولانا محمد حسین صاحب کو انعام و کرام اور جاگیر سے سرفراز کیا گیا۔ مولوی مسعود عالم ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ''اس کتاب پر مولانا محمد حسین بٹالوی انعام سے بھی سرفراز ہوئے'' اور پھر لکھتے ہیں معتبر اور ثقہ'' راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی۔

(ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص ۲۹)

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتے ہیں آپ نے (مولوی محمد حسین

بٹالوی) نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی (سیرت ثنائی ص ۳۷۲) ان غداروں کی غداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز کامیاب ہوگیا اور مسلمان ابتلائے مصائب ہوئے۔

(۱) ہزاروں علمائے اہل السنّت والجماعت کو پھانسیاں دی گئیں۔ کالے پانی بھیجا گیا۔ حکومت کی طرف سے گرفتاریوں اور مقدموں کا یہ سلسلہ ۱۸۷۱ء تک برابر جاری رہا۔ ہزاروں خاندان تباہ کردیے گئے۔

علی گڑھ کالج کے سالانہ جلسہ میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے سر عبدالرحیم نے فرمایا مسلمان جاگیرداروں اور زمینداروں کے تمام املاک گورنمنٹ انگلشیہ نے ضبط کرلیں جو بنگال کی ایک چوتھائی تھیں۔ اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری ملت کے سینکڑوں شریف اور خوشحال خاندان نان شبینہ کے محتاج ہو گئے اور ہماری قوم کے ہزاروں افراد بیکسی اور مفلسی میں دربدر پھرنے لگے (جنگ آزادی ص ۶۱) آخر مسلمان جہاد ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور انہوں نے مساجد میں خدا کو پکارنا شروع کردیا۔ اب غیر مقلدین نے یہ کردار ادا کیا کہ جو حنفی علماء جنگ آزادی کے مقدموں سے بچ گئے تھے۔ ان کی مساجد میں مذہبی لڑائی کر کے مقدمہ کھڑا کیا جاتا اور انگریزی حکومت ہر مقدمے میں فیصلہ اپنے وفاداروں اور وظیفہ خواروں کے حق میں دیتی۔ چنانچہ میاں نذیر حسین کی سوانح حیات میں ہے ''اس زمانہ میں احناف اور اہلحدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی اور فوجداری میں دائر تھے (الحیات بعد الممات ص ۶۱۱) انگریزی عدالت دیوانی اور فوجداری میں بہ بکثرت مقدمات دائر ہوئے۔ اور اب تک ہوتے جاتے ہیں۔ بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گزر کر ہائی کورٹ الہ آباد اور کلکتہ تک پہنچے اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لندن تک لڑا جس میں غیر مقلدین کامیاب رہے یعنی اہلحدیث (الحیات بعد الممات ص ۶۱۴) ان میں سے بعض مقدمات کی تفصیل میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ایک مستقل کتاب فتوحات اہلحدیث شائع کی۔

ان مقدمات میں غیر مقلدین کو ۱۸۹۴ء تک گھسیٹا گیا۔ جن میں بعض کی

فہرست (الارشاد ص ۲۲، ۲۳) پر بھی درج ہے۔ آپ سوچیں گے ایک نومولود فرقے کو اتنے مقدمات کے لیے خرچ کہاں سے ملتا تھا۔ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ مقلدین کی جائیریں ضبط کر کے غیر مقلدین کو دی جاتی تھیں چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب کی سوانح عمری (مآثر صدیقی ج ا ص ۴۷) پر ہے۔ کہ نواب شمس الامر کو اس خطاب کے علاوہ باون لاکھ روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور نواب صدیق حسن خاں صاحب کو ایک لاکھ چوبیس ہزار /۲۴۰۰۰ اروپے سالانہ حکومت برطانیہ سے ملتے تھے۔

(ترجمان وہابیہ ص ۲۸)

چونکہ غیر مقلدین سرکاری سرمایہ کے بل بوتے پر مساجد میں فساد کرتے اور غریب مقلدین (جن کی قوت کچھ جنگ آزادی کی نظر ہو چکی تھی۔ باقی سرمایہ گورنمنٹ نے لوٹ لیا) کو پریشان کرتے جاسوسی کرتے اور مساجد میں عجیب و غریب عقائد کا مظاہرہ کرتے۔ آخر علماء اہلسنت والجماعت نے ان کے خلاف ایک فتویٰ بنام، جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد شائع کیا جس پر علمائے عرب و عجم میں سے ۹۵ مفتیان کرام کی مہریں ثبت تھیں۔ اس فتویٰ سے پریشان ہو کر انہوں نے حکومت برطانیہ کی چاپلوسی کی حد کر دی چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔

''اس گروہ اہلحدیث کے خیر خواہ وفادار، رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے ماتحت رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور اس امر کو اپنے قوی وکیل اشاعۃ السنۃ کے ذریعے سے جس کے نمبر ۱۰ جلد نمبر ۶ میں اس امر کا بیان ہوا ہے۔ (اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچ چکا ہے گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا۔ اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ شمارہ نمبر ۹ ص ۲۶۲ جنگ آزادی ص ۶۶)

اس طرح ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر جو ایڈریس محمد حسین بٹالوی نے گروہ مسلمانان اہلحدیث کی طرف سے پیش کیا اس میں لکھا تھا۔ مذہبی آزادی اس گروہ کو

خاص کر اس سلطنت میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یہ یقین ہو سکتا ہے۔ کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

(اشاعۃ السنۃ جلد ۹ شمارہ نمبر ۷ ص ۲۰۵، جنگ آزادی ص ۶۷)

اس طرح لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی سبکدوشی پر جماعت اہلحدیث نے ایک خوشامدانہ ایڈریس دیا۔ جس پر سب سے پہلے میاں نذیر حسین کے دستخط ہیں اس کے بعد ابوسعید محمد حسین وکیل اہلحدیث مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسری مولوی قطب الدین، پیشوائے اہل روپڑ مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری، مولوی محمد سعید بنارسی، مولوی محمد ابراہیم آرہ اور مولوی نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدراس کے دستخط ہیں۔

میاں نذیر حسین صاحب جب حج کو گئے تو حرم محترم میں آپ نے فرمایا ہندوستان میں اس وقت انگریزی حکومت ہے۔ وہاں ہر مذہب والا آزادی کے ساتھ اپنے شعار مذہب کے ادا کرنے کا مجاز ہے کوئی مسلمان نہ جمعہ سے روکا جاتا ہے نہ جماعت سے اور یہاں اسلامی سرزمین اور مسلمانوں کی حکومت میں ہم لوگ طواف کعبہ اور جمعہ و جماعت سے مجبور ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لیے خدا کی رحمت ہے۔

(الحیات بعد الممات ص ۱۶۱، ۱۶۲)

حضرات بالکل یہی بات مرزا کادیانی نے تریاق القلوب میں لکھی ہے لیکن مرزا نے یہ بات قادیاں میں بیٹھ کر کہی اور میاں نذیر حسین نے حرم شریف میں سوچو کس کو ثواب زیادہ ملے۔ سو ان عبارات سے یہ بات دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو گئی کہ یہ فرقہ انگریزی حکومت کا پیدا کیا ہوا ہے۔ کوئی اسلامی حکومت اس کے وجود کو برداشت نہیں کرتی تھی۔

فتویٰ جامع الشواہد کو بے اثر ثابت کرنے کے لیے غیر مقلدین نے پھر کمشنر

برطانوی کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ایک صلح نامہ مرتب کروایا مگر وہ کوئی شرعی فتویٰ نہ تھا۔ اس لیے اس فتویٰ سے بچنے کے لیے انہوں نے حکومت برطانیہ کو درخواست دی کہ سرکاری کاغذات میں ہمارا نام اہل حدیث لکھا جائے اور وہابی کا لفظ منسوخ کیا جائے تاکہ یہ فتویٰ کسی عدالت یا پنچایت میں ہم پر لاگو ہی نہ ہو سکے چنانچہ یہ درخواست منظور کر لی گئی۔

(جنگ آزادی ص ٦٦)

اس دوران میں میاں نذیر حسین نے رد تقلید پر ایک کتاب معیار الحق لکھی۔ جس کا اکثر مواد روافض وغیرہ کی کتابوں سے لیا مگر اس پر عرب وعجم کے کسی ایک مسلمہ مفتی کی تصدیق بھی نہ لکھوا سکے۔ جب مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوریؒ نے اس کے استدلال کی خامیاں ظاہر کیں اور نقول کی خیانتیں ظاہر کیں تو غیر مقلدین یہ کہہ کر اس کتاب سے جان چھڑا گئے کہ ہم قرآن حدیث کے سوا کسی کتاب کو نہیں مانتے۔ خود میاں نذیر حسین جب حج کے لیے گئے تو اس مسئلہ پر توبہ نامہ لکھ کر آئے۔

پھر عوام میں فتنہ اور مساجد میں خانہ جنگی کے لیے ایک دس سوالوں کا اشتہار شائع کیا۔ جس کے جواب میں احناف کی طرف سے کئی کتابیں، ادلہ کاملہ، ایضاح الادلہ، اظہار الادلہ، عشرہ کاملہ، عشرہ مبشرہ، اشعار الاشاعرہ علی اشتہار العشرہ، انتصار الاسلام، لکھی گئیں مگر غیر مقلدین کسی کا جواب نہ دے سکے۔ اور ایک غیر مقلد نے چند سال بعد پھر اسی اشتہار کو دوبارہ شائع کر دیا اور یہ جھوٹ لکھا کہ اس اشتہار کا کوئی جواب احناف نہیں دے سکے۔ درحقیقت اس جھوٹ پر ان کی بنیاد ہے۔

اس دوسری دفعہ پھر ۳۴ سوالات کا ایک اشتہار احناف کی طرف سے شائع ہوا جس میں چونتیس مسائل پر غیر مقلدین کی مندرجہ شرائط پر حدیث کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہ اشتہار الفتح المبین ص ۴۳۱، ۴۳۲ پر درج کر دیا گیا ہے لیکن غیر مقلدین آج تک جواب نہیں دے سکے۔ جب اس طرف سے لاجواب ہوئے تو ۱۲۹۰ھ میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اسلام میں پہلی دفعہ بیس رکعت تراویح کے خلاف فتویٰ دیا اور رمضان کا مبارک مہینہ بھی اس دن سے ذکر وفکر کی بجائے فتنہ وفساد کا مہینہ بنا دیا گیا۔

الظفر المبین جب غیر مقلدین نے دیکھا کہ علمی میدان میں وہ اب منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے تو انہوں نے خیر القرون میں مرتب اور شائع ہونے والے مذہب کو غلط ثابت کرنے کے لیے یہ شور مچایا کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے اور ساری جماعت نے مل کر فقہ و حدیث میں خیانتیں کر کے کچھ مواد اکٹھا کیا۔ لیکن جھوٹ اور خیانت کے اس پلندے کو کوئی نام نہاد لامذہب مولوی اپنے نام پر چھپوانے کو تیار نہ تھا۔ کیونکہ ان کے مولویوں پر پہلے بہت سی کتابیں قرض تھیں وہ سارا مواد محی الدین نامی تاجر کتب کے نام سے چھپا اس شخص کا اصلی نام ہری چند ولد دیوان چند قوم کھتری سکنہ علی پور ضلع گوجرانوالہ تھا۔ یہ شخص ابن سبا کی طرح برائے نام مسلمان بنا۔ اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک بناتا رہا۔ اس نے وہ سارا مواد الظفر المبین کے نام سے شائع کیا۔ ان کے کسی مولوی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس کے اس پہلے ایڈیشن جو رمضان ۱۲۹۷ھ میں شائع ہوا۔ پر ایک سطر بھی تصدیق کی لکھ دیں۔ اس شخص کا فقہ کے بارہ میں علم اتنا ہی تھا۔ جتنا سوامی دیانند کا علم قرآن پاک کے بارہ میں یا پنڈت شردھانند کا علم صحاح ستہ کے بارہ میں تھا۔ مگر عجیب بات یہ تھی کہ اہل حدیث نام رکھ کر بڑی بے دردی سے اکثر احادیث کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کے جواب میں احناف نے نصر المجتہدین، ظفر المقلدین، سیف المقلدین اور الفتح المبین کتابیں چھپوائیں۔

حضرت مولانا منصور علیخاں نے الفتح المبین، علماء اور مفتیان کرام کے سامنے پیش کی وقت کے ایک سو چار مفتی صاحبان نے اس کتاب کی توثیق و تصدیق فرمائی، علمائے احناف نے دونوں کتابیں الظفر المبین اور اس کا جواب الفتح المبین علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کر دیں۔ علمائے حرمین شریفین نے احناف کی کتاب الفتح المبین کی تائید و تصدیق فرمائی اور الظفر المبین کے بارہ میں لکھا کہ اس کا مؤلف ضال، مضل، فسادی کاذب اور شیطان ہے اور تعزیر بالقتل کا مستحق ہے۔

(الفتح المبین ص ۴۶۵ تا ص ۴۶۷)

غیر مقلدوں

کا

دستر خوان

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدوں کا دستر خوان

ا۔ کافر کا ذبیحہ

کافر غیر کتابی کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰ ص ۲۳۹، دلیل الطالب ص ۴۱۳) اس مسئلہ کی دلیل میں آیت قرآنی یا حدیث صحیح پیش کریں۔ شوکانی کی تقلید جائز نہیں۔

۲۔ ذبح

ذبح کا جو طریق فقہاء نے بیان فرمایا ہے کہ چار رگیں کاٹی جائیں ان کی صراحت قرآن حدیث میں ہے یا نہیں۔ اگر چاروں رگوں کے نام کی صراحت ہے تو آیت یا حدیث دکھائیں یا جھٹکے کا نام ذبح رکھیں۔ (عرف الجادی ص ۲۳۹)

۳۔ تسمیہ

غیر مقلدین کے نزدیک جانور کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے اس کا کھانا جائز ہے (عرف الجادی ص ۲۳۹) غیر مقلد اس مسئلہ میں امام بخاری کے مقلد ہیں، ہمارے ہاں تسمیہ تو ہے نکٹوں اور ناک والوں کی مثال ہے تضاد متروک التسمیہ اگرچہ ناسیا ہو حرام ہے۔ ش (ثنائیہ ص ۹۰، ۸۹ ج ۲)

۴۔ بحری جانور

وحق آنست کہ ہر حیوان بحری حلال است۔ بر ہر صورت کہ باشد۔

(عرف الجادی ص ۲۳۸)

۵۔ بحری مردہ

وہر چہ در بحر مردہ یافتہ شود بہر سبب کہ باشد حلال است، مادام کہ طافی نہ بود۔ (عرف الجادی ص ۲۳۸، بدور الاہلہ ص ۳۳۳) یعنی مینڈک خنزیر، کچھوا، کیکڑا، سانپ

انسان وغیرہ احلت لنا میتتان کے خلاف ہے۔ (الحدیث ز جاجہ ج ۳ ص ۳۰۲)

۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں (بدور الاہلہ ص ۳۴۸) کیڑے مکوڑے، مکھی، مچھر بھڑیں، چھپکلی وغیرہ۔ آنحضرت کا تو یہ فرمان ہے کہ مکھی پانی وغیرہ میں گر پڑے تو غوطہ دیکر نکال دو۔ مگر غیر مقلدین پھینکنے کی بجائے منہ میں ڈالتے ہیں۔ اس دعویٰ کیلئے صریح آیت یا حدیث لائیے۔

۷۔ خار پشت

یعنی ساہی کھانا حلال ہے، حرمت کی حدیث ثابت نہیں۔ (عرف الجادی ص ۲۳۵، بدور الاہلہ ص ۳۵۱) صریح حدیث لاؤ۔

۸۔ شکار

پس صید جملہ جوارح مکلبہ حلال باشد (عرف الجادی ص ۲۳۸) یعنی کافر کتا ہو یا خنزیر۔ (ز جاجہ ص ۲۹۲، ۲۹۱ ج ۳)

۹۔ بندوق کا شکار

جو جانور بندوق سے مر جائے اس کا کھانا جائز اور حلال ہے (بدور الاہلہ ص ۳۳۵، فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۲، ج ۱ ص ۱۵۰) حالانکہ اس سے انہار دم نہیں ہوتا بلکہ موقوذہ ہے۔ اس کے جواز کے لیے صحیح حدیث یا آیت قرآنی پیش کریں۔

۱۰۔ بجو

بجو حلال ہے جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں یہ قول صحیح اور موافق حدیث رسولؐ ہے۔
(فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۲۱، ص ۷۷)

۱۱۔ گھوڑا

گھوڑا حلال ہے (عرف الجادی ص ۲۳۶) اس کا قربانی کرنا بھی ثابت

ہے بلکہ ضروری ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ص ۱۲۸، ۱۲۷ ج ۱)

نوٹ: فقہاء نے حلال جانور کے بعض اجزا مثلاً آلہ تناسل وغیرہ کھانا حرام لکھا ہے۔ غیر مقلدین فقہ کے اس مسئلہ کو نہیں مانتے وہ یا تو صریح حدیث دکھائیں کہ گھوڑا حلال ہے مگر اس کا آلہ تناسل حرام ہے یا اس کو کھائیں دیدہ باید۔

بول و براز

ماکول اللحم کا بول و براز (حلال جانور کا پیشاب پاخانہ) پاک ہے جس کپڑے پر لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے نیز بطور ادویات کے استعمال کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۵۶، ج ۱ ص ۴۹)

یعنی شربت بنفشہ نہ ملا گھوڑے کا پیشاب پی لیا۔ اسپرو کی بجائے گھوڑے کی لید چبالی معجون فلاسفہ کی بجائے بھینسے کا گوبر اور ہاتھی کی لید اور پیشاب تو لبوب کبیر کا فائدہ دیتی ہوگی۔

۱۲۔ گوہ حلال ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۳۶، نزل الابرار ج ۳ ص ۳۱۱)

۱۳۔ منی ہر چند پاک است (عرف الجادی ص ۱۰) ایک قول میں کھانا بھی جائز ہے۔ (فقہ محمدیہ ج ۱ ص ۴۶ حاشیہ صحیح مسلم) یہ فقہ محمدیہ محمد صاحب الظفر المبین کی ہے، کسٹرڈ، کلفیاں جو چاہیں بنائیں دو قول۔ عمل کا غالباً یہ طریقہ اچھا رہے گا کہ ایک دن مرد کھا لیا کرے دوسرے دن عورت، قرآن پاک تو کہتا ہے ﴿الَمْ نَخْلُقكُّمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ﴾ (السجدۃ) بخاری پر منی کو اذیٰ فرمایا ہے لیکن غیر مقلد کہتے ہیں۔ **والحق ان الاصل الطهارة** (الروضۃ الندیہ ص ۱۳) اب غیر مقلد **احل لکم الطیبات** کہہ کر کھانا شروع کر دیں۔

نوٹ فقہاء حرمت کی چار وجوہ بیان کرتے ہیں۔ ۱۔ نجاست ۲۔ نشہ ۳۔ استخباث ۴۔ استقذار غیر مقلدین کے نزدیک استخباث بھی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ منی کو پاک کہہ کر اس کی حرمت کی وجہ بیان کریں۔

۱۵۔ رضاع کبیر

يجوز ارضاع الكبير ولو كان ذالحية لتجويز النظر.

(روضۃ الندیہ ص ۲۳۶، نزل الابرار ج ۲ ص ۷۷، عرف الجادی ص ۱۳۰)

نوجوان وہابن کا دودھ جب ایک ہاتھ لمبی ڈاڑھی والا پئے گا تو ڈاڑھی پستان تک پہنچے گی پردے کا کام بھی دے گی، سنت کا ثواب علیحدہ ملا ہم خرما ثواب۔ ادھر بابا دودھ پی رہا ہے ادھر فرج کی رطوبت ڈاڑھی کو لگ رہی ہے وہ غیر مقلدہ چاٹ لے گی یہ بھی قید نہیں کہ دن میں کتنی بار پیئے۔ لا رضاع بعد العفال۔

۱۶۔ نمکین ایکٹ

خمر میں آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے تو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ خمر جل جاتی ہے۔ (نزل الابرار جلد ا ص ۵۰) اگر پیشاب پاخانہ میں آٹا گوندھ لیا جائے تو پھر کیا حکم ہے؟

۱۷۔ کچھوا، کوکرا اور گھونگھا حلال ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۰۹، ۱۳۲)

۹ب:۔ بندوق کا شکار اگر تکبیر پڑھ کر گولی چلائی جائے اور جانور قبل از ذبح مر جائے تو حلال ہے احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۲) حلت شکار بندوق کا فتویٰ (میرا) ہی نہیں بلکہ نواب صاحب بھوپال قاضی شوکانی۔ سید عرفان وغیرہ مرحومین بھی قائل تھے آہ۔

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم　　　جنید و شبلی و عطار ہم مست

علاوہ دلائل نقلیہ کے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر شکار بندوق حرام قرار دیا جاوے تو آج کل شکار کی رسم ہی بند ہو جائے گی کیونکہ تیروں کا رواج ہی نہیں فافہم۔

(ثنائیہ ج ۲ ص ۱۵۰)

تضاد

بندوق کی گولی سے جو جانور مرے وہ موقوذہ ہے لہٰذا حرام ہے۔

(ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۲، دلیل ج ۲ ص ۱۴۹)

نوٹ: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ (براہین پنجم) مگر بعد میں قول شاہ نعمت اللہ کا پیش کرتا تھا۔ ثناء اللہ کو تنبیہ بھی کر دی گئی کہ یہ مرقوط ہے اور لاتاکل من البندوق الا ماذکیت پھر بھی وہ شوکانی کی تقلید کر رہا ہے بتائیے یہ تقلید قسم چہارم میں داخل ہو کر حرام اور شرک بنی یا نہیں۔

۱۸۔ سرطان

سرطان کی حرمت مجھے کسی آیت یا حدیث میں نہیں ملی اس لیے بحکم ذرونی ماترکتکم حلال ہے۔ (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۰۹)

تضاد

آیت یحرم علیھم الخبائث کی بنا پر سرطان حرام ہے۔

(سیف بنارسی ثنائیہ ج ۲ ص ۱۰۹،۱۱۰)

۱۹۔ حقہ تمباکو

حقہ تمباکو خواہ زردہ ہو کچی پتی ہو یا خمیرہ ہو یا بیڑی سگریٹ سب مفترات و مسکرات میں داخل ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تمباکو نوش راسینہ سیاہ است
اگر باور نداری نے گواہ است

اجمع المسلمون علیٰ وجوب الحد علیٰ شاربھا سوا شرب قلیلاً او کثیراً ولو قطرۃ واحدۃ. اس علت سے یہ شے محرمات میں شمار ہو گی۔

(ثنائیہ ج ۲ ص ۱۱۶)

تضاد

سوال: پان تمباکو حقہ وغیرہ پینا جائز ہے یا ناجائز اس پر جو پیسہ خرچ ہوتا ہے اسراف میں داخل ہے یا نہیں۔

الجواب: ناجائز کہنے کی کوئی دلیل نہیں کسی کوضرورت مفیدہ ہوتو اسراف بھی نہیں۔ (اہلحدیث ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ) منع کا فتوی ۱۷ صفر ۱۳۳۷ھ کا ہے۔

۲۰۔ ڈاک خانہ کا سود

اس کو بعض جائز کہتے ہیں بعض حرام۔ (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۱۸) کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ لیکن ش فرماتے ہیں یہ قطعی حرام ہے (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۸) غیر مقلد کس قول پر عمل کریں گے۔ ہفتہ ہفتہ کا بٹوارہ کرلیں گے۔

۲۱۔ زید شراب کا کاروبار کرتا ہے اسے گھاٹا پڑ گیا۔ مولوی ثناؒ اللہ صاحب کہتے ہیں اس کے مال سے کھانا جائز ہے (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۴) ش کہتے ہیں ناجائز ہے (ثنائیہ ج ۲ ص ۱۳۴) غیر مقلد کدھر جائیں۔

غیر مقلدین سے ایک سوال

ایک جگہ دو صاحب جھگڑ رہے تھے ایک صاحب کہتا تھا میں براہ راست آنحضرت ﷺ کی پیروی کرتا ہوں۔ تم امام ابو حنیفہؒ اور فقہاء کے واسطے سے حضورؐ کی پیروی کرتے ہو۔ میرا دین صحابہؓ والا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ کی بات مجھے پسند آئی۔ میں غیر مقلد ہونا چاہتا ہوں لیکن ان پڑھ ہوں نہ میں نے صحابہ کی طرح آنحضرتؐ کو نماز پڑھتے دیکھا نہ خود حضورؐ سے سن کر صحابہؓ کی طرح حدیثیں یاد کیں نہ ہزاروں راویوں کے حالات کی چھان پھٹک کرسکتا ہوں مجھے کوئی اسلام پر عمل کرنے کا ایسا طریق بتائے جس میں سوائے نبی پاکؐ کے کسی پر اعتماد بھی نہ کرنا پڑے اور میں مکمل اسلام پر براہ راست صحابہ کی طرح عمل بھی کرلوں۔ کوئی صاحب فوراً یہ طریقہ بتائیں تاکہ میں نجات کے راستے پر آسکوں کہیں اپنی تقلید یا کسی اور امتی کا نام نہ لے دینا اور نہ اس پریشانی میں ڈالنا کہ ایک کی بجائے ہزاروں راویوں کا اعتماد حاصل کرنا پڑے۔ ۲۹ مئی ۱۹۲۸ء ملخصاً

تحقیق اور تقلید

تحقیق کہتے ہیں معرفۃ النبی بالدلیل کو اور تقلید کہتے ہیں معرفۃ الشیئ بلا دلیل کو۔ اس لیے تقلید جہالت ہے (ا) معرفت بھی ہے اور جہالت بھی۔ جس کا علم بلا دلیل ہو جیسے خدا کا علم، رسول کا علم، اس کا کیا حکم ہو گا۔ اِنِّی جاعِلُک لِلنَّاسِ اِمَاماً. وَاجعلنا للمتقین اماماً میں کیا جہل اور شرک کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

تقلید جہالت

انما شفا المعی السوال کے خلاف ہے۔ حضورؐ جہالت سے شفا فرمائیں۔ نذیر حسین وغیرہ نے کہا ہے کہ مطلق تقلید واجب۔ کیا جاہل رہنا واجب ہے یا مباح ہے یا شرک ہے۔

نوٹ ضروری

ان کے جواب میں کسی امتی کا قول پیش کر کے مشرک نہ بنیں۔ اور نہ قیاس کر کے شیطان بننے کی کوشش کریں۔

نوٹ: (ش) سے مراد شرف الدین کے فتوے ہیں

کتاب النکاح

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

(۱) غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے۔ نکاح کرسکتا ہے اس کی حد نہیں کہ چار ہی ہوں (ظفر المانی ص ۱۴۱ عرف الجادی ص ۱۱۱) فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع ... سے استدلال کرتے ہیں

(۲) بیٹی:۔ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو۔

(عرف الجادی ص ۱۰۹)

(۳) قرآن پاک میں ہے فانکحوا ماطاب لکم من النساء یعنی نکاح کرو جو بہتر ہو تمہارے نزدیک عورتوں میں سے۔

بہتر عورت

وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو اور جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو (لغات الحدیث پ ۶ ص ۵۶ الحارقہ)

(۴) **محل قائم رکھنے کا نسخہ:**

عورت کو زیر ناف بال استرے سے صاف کرنے چاہئیں۔ اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ (فتاوی نذیریہ)

(۵) گواہ شرط نہیں اگر حدیث لا نکاح الا بولی وشاھدی عدل صحیح ہوتی تو گواہ شرط ہوتے مگر یہ حدیث صحیح نہیں اس سے استدلال نہیں ہوسکتا۔

(عرف الجادی ص ۱۰۷)

۶۔ جماع کے طریقے

امالو جامع اجنبیة بالطریق الغیر المعتاد (دُبرزنی) اوبا الحجر اولخشبة وھلکت فعلیه ارش الجنایة ولامھرولا عقر. (نزل الابرار ج ۲ ص ۵۷)

ترجمہ: اگر کسی غیر عورت سے دُبر زنی کی یا پتھر اور لکڑی سے اس سے صحبت کی اور وہ مر گئی تو اس جرم کا نہ جرمانہ ہوگا نہ مہر دینا ہوگا نہ خون بہا۔

قیاس تو شیطان کا کام ہے۔ مگر یہاں جماع کے طریقے بتانے میں تو شیطان کے بھی کان کتر دیے کاش یہ بھی واضح فرما دیتے کہ وہ پتھر صاف ہو یا نوکدار کتنا موٹا اور لمبا ہو لوہا خاردار ہو یا دھاردار اور لکڑی کانٹے دار ہو یا کیسی؟

(۷) استبرا از حیض

عورت جب حیض سے پاک ہو تو دیوار کے ساتھ پیٹ لگا کر کھڑی ہو جائے۔ اور ایک ٹانگ اس طرح اٹھائے جیسے کتا پیشاب کرتے وقت اٹھاتا ہے اور روئی کے گالے فرج کے اندر بھرے پھر ان کو نکالے اس طرح وہ پوری پاک ہو گی (لغات الحدیث استبرا) آج کل روئی ۲۵/ روپے سیر ہے۔ جس شخص کی کفالت میں دس عورتیں ہوں وہ اڑھائی سو (۲۵۰/) کی تو روئی لا کر دے۔ قیامت کے قریب تو پچاس پچاس عورتیں کفالت میں ہونگی۔

(۸) خوشبو کا استعمال

حائضہ حیض سے پاک ہو کر جب غسل کرے تب دھجی کا روئی کے ساتھ خوشبو لگا کر شرم گاہ کے اندر رکھ لے (فقہ محمدیہ ج ۱ ص ۳۲) قبر کو خوشبو لگانے والے قبر پرست، فرج کو لگانے والے فرج پرست کیوں نہیں۔ قرآن کو خوشبو لگانا بدعت اور حرام اور فرج پر عطر چھڑکنا سنت۔

(۹) نظر در باطن فرج

ہمچین دلیلے بر کراہت نظر در باطن فرج نیامدہ۔ (بدور الاہلہ ص ۱۷۵)

شرم گاہ کے اندر جھانکنے کے مکروہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں

(۱۰) ودر جواز استمتاع از فخذین وظاہر الیقین ونحو آں خود ہیچ شک وشبہ نہ باشد سنت صحیحہ بداں وارد گشتہ۔

(بدور الاہلہ ص ۱۷۵)

رانوں میں صحبت کرنا۔ اور دُبر میں جائز ہے کوئی شک نہیں بلکہ یہ سنت سے ثابت ہے۔

(۱۱) وطی الازواج والاماء فی الدبر یہ اختلافی مسئلہ ہے اس پر انکار جائز نہیں ہے۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۸)

بیویوں اور لونڈیوں کے غیر فطری مقام کے استعمال پر انکار جائز نہیں۔

(۱۲) ولو ادخل ذکرہ فی دبر نفسہ لایلزم الغسل۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار ج ۱ ص ۲۴)

اگر (غیر مقلد نے) اپنا آلہ تناسل اپنی ہی دُبر میں داخل کر لیا تو غُسل فرض نہیں۔

(۱۳) غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی شخص دبر آدمی میں وطی کرے تو غسل واجب نہیں (ہدیۃ المہدی ص ۳۴ پر صاف تصریح ہے کہ غسل کے واجب ہونے پر کوئی دلیل ہم نے نہیں دیکھی۔

(۱۴) متعہ یعنی کنجری بازی کا قطعی لائسنس:۔ ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک متعہ کی اباحت قرآن پاک کی قطعی آیت سے ثابت ہے اور حرمت ظنی ہے (نزل الابرار ج ۲ ص ۳۴) متعہ پر انکار جائز نہیں ہے (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۸) آہ غیر مقلدوں کی حکومت میں یہی کچھ ہوگا کہ غیر مقلد عورتیں متعہ کے سائن بورڈ اٹھائے بازاروں میں گھوما کریں گی۔ اور کوئی روکنے والا نہ ہوگا۔

(۱۵) زنا کا میلہ

ہر کہ مکرہ شد برزنا اوراز نا جائز ست وحد غیر واجب .... وامکان اکراہ زن ظاہر ست اگرچہ مرد را ارادہ فعل نبود۔

جس کو زنا پر مجبور کیا جائے اس کو زنا کرنا جائز ہے اور کوئی حد واجب نہیں۔ عورت کی مجبوری تو ظاہر ہے۔ مرد بھی اگر کہے کہ میرا ارادہ نہ تھا مجھے مجبور کیا گیا تو مان لیا جائے گا۔ اگرچہ ارادہ زنا کا نہ ہو۔ (عرف الجادی ص ۲۰۸)

دیکھو غیر مقلد عورتوں کو زنا کی کیسی چھٹی دے دی۔ وہ جب بھی پکڑی جائیں گی امکان اکراہ ظاہر ہے۔ اور مرد بھی یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میرا ارادہ بالکل نہ تھا لیکن عورت نے چھیڑ چھاڑ کی۔ قوت شہوت کی وجہ سے میں بے اختیار ہو گیا۔

(۱۶) نظر بازی محارم

وظاہر ادلہ جواز نظر ست بسوئے محرم در ماسوائے قُبل و دُبر۔

ظاہر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں بہن بیٹی وغیرہ کی قبل دُبر کے سوا پورا بدن دیکھنا جائز ہے۔ (عرف الجادی ص ۵۲)

(۱۷) نظر بازی کے لیے رضاع

یجوزا رضاع الکبیر ولو کان ذالحیة لتجویز النظر.

(روضۃ الندیہ ص ۲۳۶، نزل الابار ج ۲ ص ۷۷)

جائز ہے کہ عورت غیر مرد کو اپنا دودھ چھاتیوں سے پلائے اگرچہ وہ مرد ڈاڑھی والا ہوتا کہ ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہو جائے۔

(۱۸) نظر بازی اجانب

و یجوز للمرأة النظر الی الرجال الاجانب و حدیث افعمیا وان انتما محمول علیٰ انه خاص بازواج

النبی علیہ وسلم وکذالک یجوز للرجل النظر الی فرج امرأته

(نزل الابرار ج ۳ ص ۴۷)

عورت کو جائز ہے کہ غیر مردوں کو دیکھے البتہ ازواج مطہرات کو یہ منع تھا۔
اس طرح مرد کو جائز ہے کہ عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔

آہ یہ غیر مقلدہ اور غیر مقلد زور شہوت سے کتنے اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں نہ ان کو قرآن کی آیت نظر پڑتی ہے۔ ﴿قل للمومنات یغضض من ابصارهن﴾ نہ ان کو خدا کی پھٹکار کی آواز سنتی ہے. لعن الله الناظر والمنظور اليه

(۱۹) نظر بازی سے

وبالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح ست لاسیما چون فاعل خاشے از وقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازیست باشد کہ دریں حین مندوب ست بلکہ گاہے واجب گردد منیکہ ترک معصیت جز بایں حرکت ممکن نشود (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(مرد) کا اپنے ہاتھ سے اپنی منی نکالنا اور (عورت کا) کسی سخت چیز کے استعمال سے اپنی منی نکالنا بوقت ضرورت جائز ہے خاص طور پر جب نظر بازی یا کسی فتنہ یا گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو خواہ نظر باز کا اس وقت مشت زنی باعث ثواب ہے اور گناہ سے بچنا مشکل ہو تو مشت زنی واجب ہے۔

(۲۰) فعل صحابہؓ

بعض اہل علم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اند۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ صحابہ بھی جب گھر سے باہر ہوتے تو مشت زنی کیا کرتے تھے۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(۲۱) فضلات موذیہ

ودر مثل ایں کار ہر جے نیست بلکہ ہمچو استخراج دیگر فضلات موذیہ بدن ست

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

دلیل یہ ہے کہ جس طرح جسم میں دوسرے فضلے (پیشاب پاخانہ) ہیں کہ نہ نکالے جائیں تو انسان کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح منی بھی ایک فضلہ ہے اس کے نکالنے میں کوئی جرم نہیں۔

(۲۲) بحد یا تعزیز:۔ پس حکم بحد یا تعزیز مستمنی بید باعصمت مسلم وتحریم ایلاش بے وجہ ہست۔ (عرف الجادی ص ۲۰۸)

پس مشت زنی کرنے والے پر حد لگانا یا تعزیر بلا وجہ مسلمان کو دُکھ دینا ہے۔

(۲۳) **فلو زنا بامرأة تحل له امها وبنتها.**

(نزل الابرار ج ۳ ص ۲۱، فتاوٰی نذیریہ ج ۲ ص ۱۷۶، ستاریہ ج ۱ ص ۱۰۰، ج ۴ ص ۱۱۸)

کسی عورت سے زنا کرتا رہے تو بھی اس عورت کی ماں اور بیٹی سے نکاح جائز ہے۔

(۲۴) **لوزنا ابنه بامرأة تحل لابيه وكذالك لوزنا ابوه بامرأته فتحل لابنه**

(نزل الابرار ج ۳ ص ۲۱)

اگر بیٹے نے ایک عورت سے زنا کیا تو یہ عورت باپ کے لئے حلال ہے اسی طرح اس کے برعکس بھی حلال ہے۔

باپ اور بیٹے کی مشترک بیوی۔ **ولو جامع احد زوجة ابيه سوا كان بالغا اوغير بالغ اوصغيرا اومراهقا لم تحرم علىٰ ابيه.** (نزل الابرار ج ۳ ص ۲۸)

اگر کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا خواہ زنا کرنے والا بالغ ہو یا نابالغ یا قریب البلوغ تو وہ اپنے خاوند پر حرام نہیں ہوئی۔

بہت خوب نکاح اور زنا دونوں کی گاڑی چلتی رہے۔

(۲۴) تین غیر مقلد ایک غیر مقلدہ

واذا اشترک ثلاثة فی وطی امة فی طهر ملکها کل واحد منهم فیه فجأت بولد وادعوه جمیعا فیقرع بینهم ومن استحقه با لقرعة فعلیه للآخرین ثلثاالدیة.

(نزل الابرار ج ۳ ص ۷۵)

ما ایک عورت (غیر مقلدہ) سے تین (غیر مقلد) باری باری صحبت کرتے رہے۔ اوران تینوں کی صحبت سے لڑکا پیدا ہوا تو لڑکے پر قرعہ اندازی ہوگی جس کے نام قرعہ نکل آیا اس کو بیٹا مل جائے گا اور باقی دو کو یہ بیٹا لینے والا دو تہائی دیت دے گا۔

یہ جزئیہ کسی حدیث سے دکھاؤ۔ بہت خوب متعہ کی اولاد بانٹنے کا طریقہ بھی سکھا دیا۔

غیر مقلدین کی خانہ جنگی

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی خانہ جنگی

ہمارے لامذہب (غیر مقلد) بھی عجیب ذہنیت کے مالک ہیں۔ رات دن یہ راگ الاپتے ہیں کہ تقلید کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے ہیں حنفی شافعی، مالکی، حنبلی ان کے اختلافات بیان کرتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان اختلافات سے ہی تنگ آکر تقلید چھوڑی ہے اور بے چارے سادہ لوح عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اختلاف سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ جہاں اختلاف دیکھو۔ اس سے جان بچاؤ اور اس چیز کو چھوڑ دو۔ مگر عاقل اور فہیم لوگ جانتے ہیں کہ یہ محض ایک فریب ہے۔ ہم ان لامذہبوں سے پوچھتے ہیں کہ:

(۱) کیا فروعی اختلافات صحابہ میں تھا یا نہیں اگر تھا جیسا کہ کتب احادیث مثل مصنف عبدالرزاق۔ مصنف ابن ابی شیبہ سے ظاہر ہے کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں مسائل میں اختلاف تھا تو کیا آپ کے اصول پر صحابہ کو چھوڑنے والے حق پر ہیں یا ماننے والے۔

(۲) نیز یہ فرمائیے کہ آپ کے مناظر اعظم شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں۔ اس لیے اصحاب کے حق میں سب وشتم کرنے والے کو کافر یا مومن کہنے کے بارے میں کف لسان اور قلم کو روکتا ہوں (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۱۹۰) کہ یہ مسئلہ کسی حدیث صحیح، صریح غیر معارض سے ثابت ہے؟

(۳) کیا فروعی مسائل میں حدیث میں اختلاف ہے یا نہیں۔ کتب احادیث کو دیکھنے والا جانتا ہے کہ یقیناً اختلاف ہے تو آپ کے اسی اصول پر تمام احادیث کا انکار کرنے والے حق پر ہیں یا اختلافی احادیث میں سے راجح احادیث پر عمل کرنے والے حق پر ہیں۔

(۴) کیا محدثین میں احادیث کی صحت وضعف کے بیان میں اختلاف ہے یا نہیں یقیناً ہے ایک محدث ایک حدیث کو صحیح کہتا ہے۔ دوسرا محدث اسے ضعیف بلکہ موضوع تک کہہ جاتا ہے۔تو کیا آپ کے اصول پر محدثین کا انکار کر دیا جائے گا۔

(۵) کیا اسماء الرجال میں راویوں کے ثقہ یا ضعیف ہونے کے بارہ میں اختلاف ہے یا نہیں یقیناً ہے تو کیا آپ کے اصول پر اسماء الرجال کے سارے فن کو ترک کر دینا واجب ہے۔

(۶) کیا قرآن پاک بہت سی آیات کی تفسیر کے بارہ میں مختلف اقوال تفاسیر میں موجود ہیں یا نہیں؟۔ تفاسیر کو دیکھیں یقیناً ہیں تو کیا قرآن پاک کی ان آیات کا انکار کردو گے جن کی تفسیر میں اختلاف ہے۔

(۷) کیا قرآن پاک کی ساتوں قرأتوں میں اختلاف ہے یا نہیں ہے۔اور یقیناً ہے تو کیا ان سب قرأتوں کا انکار کر دیا جائے گا؟

(۸) اور خدارا بتائیے کیا اس ملک میں شافعی بستے ہیں؟ مالکی آباد ہیں؟ حنبلی رہتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں۔ کیا اس ملک میں کبھی حنفی شافعی مناظرہ ہوا کبھی مالکی حنبلی جھگڑا کھڑا ہوا کسی مالکی نے کوئی کتاب یا رسالہ حنفیوں کے خلاف لکھا؟ ہرگز نہیں تو جو اختلاف اس ملک میں سرے سے موجود ہی نہیں اس کا ذکر کر کے لوگوں کو دین سے بیزار کرنا دین کی کونسی خدمت ہے۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ ہم اس اختلاف کی وجہ سے غیر مقلد ہوئے ہیں کتنا بڑا جھوٹ ہے اگر آپ کی یہ دلیل انکار تقلید کے لیے واقعی معقول ہے تو کیا منکرین حدیث کا کہنا کہ احادیث کے اختلافات کی وجہ سے منکر حدیث بنے ہیں۔ منکرین صحابہ کا کہنا کہ صحابہ کے اختلاف کی وجہ سے ہم نے صحابہ سے انکار کیا ہے ان کی دلیل اور آپ کی دلیل میں کیا فرق ہے۔ جب کہ وہ اختلاف موجود ہے اور آپ کا بیان کردہ اختلاف سرے سے موجود ہی نہیں (اس ملک میں)۔

(۹) اگر انکار تقلید کا سبب آئمہ مجتہدین کا اختلاف ہے تو غیر مقلدین اس ملک

میں پیدا ہونے چاہیے تھے جہاں چاروں مذاہب موجود ہیں۔ حرمین شریفین میں تقریباً بارہ سو سال سے آئمہ اربعہ کے مقلدین آباد ہیں۔ ان کے مدارس ہیں۔ ان کی مساجد ہیں۔ ہر گروہ کے مفتی صاحبان ہیں۔ مگر بارہ سو سال میں وہاں تو غیر مقلد فرقہ پیدا نہ ہوا۔ یہ لا مذہب فرقہ انگریز کی حکومت میں اس ملک میں پیدا ہوا جہاں آئمہ اربعہ کے اختلاف کا نام تک نہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا یہ پروپیگنڈہ سراسر جھوٹا ہے۔ کہ آئمہ اربعہ کے اختلاف کی وجہ سے ہم غیر مقلد ہوتے ہیں۔

(۱۰) پھر عجیب بات یہ ہے کہ آئمہ اربعہ کا اختلاف تو اس ملک میں سرے سے موجود ہی نہیں مگر اس فرقہ پر نصف صدی بھی نہیں گزری تھی کہ یہ فرقہ عقائد کے اعتبار سے مرزائیوں، نیچریوں، منکرین حدیث اور دین بیزاروں میں بٹ گیا اور اعمال کے اعتبار سے محمدی، غزنوی، روپڑی، ثنائی، غربا اہلحدیث، جماعت المسلمین وغیرہ فرقوں میں بٹ گیا اور یہ اختلاف اسی ملک میں موجود ہے۔ ان کو چاہیے کہ ان اختلافات کو تقریروں میں بیان کر کے اپنے فرقوں کا جھوٹا ہونا بیان کریں۔

(۱) زیارت قبور

مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں، قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر خدا کی لعنت ہے۔ یہ ممانعت اٹھ نہیں سکتی (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۱۶، ۳۱۵) مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۱۶) ایک مفتی اسے لعنتی کہتا ہے دوسرا عامل بالحدیث۔

(۲) امامت

مولانا ثنا اللہ فرماتے ہیں "جو حضور کو حاضر ناظر جانے اس کو امام بنانا جائز نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۳۶۴)

مولانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ مرزائی کی اقتداء جائز ہے بلکہ مولانا ثناء اللہ نے مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ (فیصلہ مکہ ص ۷ و ۳۶)

(۳) مولانا ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں محرم عاشورا کے دن اپنے بچوں کے لیے حلوا وغیرہ پکانا بند کرنا چاہیے یہ بدعت ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۶۷)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اپنے بچوں پر وسعت کرنا حدیث صحیح سے ثابت ہے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۷)

(۴) مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ اس کے قائل تھے کہ خواب میں معراج ہوا۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۸)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں (یہ خواب) کا معراج بالکل غلط ہے کسے باشد۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۸)

(۵) مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں۔ جو امام تعدیل ارکان نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۲)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں نہیں نہیں ہرگز ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۲)

(۶) مولانا ثناًاللہ صاحب فرماتے ہیں جس شخص نے فجر اور عصر کے فرض پڑھ لیے ہوں پھر اسے جماعت فجر عصر کی ملے تو شامل نہ ہو۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں کہ عصر اور فجر کی نماز میں بھی دوبارہ جماعت میں شریک ہو جائے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

(۷) مولانا ثناًاللہ صاحب فرماتے ہیں جس نے مغرب کی نماز پہلے پڑھ لی ہو وہ پھر جماعت میں شریک ہو تو چار رکعت کی نیت کرے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں تین رکعت کی ہی نیت کرے کیونکہ تین نفل جائز ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

(۸) جمعہ کی اذان اول رائجہ بدعت ضلالت ہے نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عثمانی نہ سنت خلفاء۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۴)

یہ اذان سنت خلفا ہے اس کو گمراہی اور ضلالت کہنا بالکل غلو ہے۔ جمہور صحابہ پر حملے کرنا بڑی جرأت ہے۔ (ج ا ص ۴۳۵، ج ۲ ص ۱۷۹)

(۹) مولانا ثناءاللہ، جرابوں پر آنحضرت ﷺ نے مسح کیا ہے۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۱)

مولانا شرف الدین، میاں نذیر حسین۔ جرابوں پر مسح جائز نہیں۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۲، ۴۴۳)

(۱۰) کل سفر تین میل کرنا ہو تو نماز قصر کر سکتا ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۴) اگر کل سفر دس میل ہو تو قصر کر سکتا ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۰) محدثین کے نزدیک بارہ میل سفر پر قصر کر سکتا ہے۔ (ثنائیہ ص ۴۶۳) جمہور، سلف اور محدثین کا مسلک یہ ہے کہ اڑتالیس میل پر قصر کرے اس سے کم پر نہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ص ۴۶۲)

(۱۱) بے نماز کافر ہے واجب القتل ہے (ثنائیہ ص ۴۶۵) نہ کافر ہے نہ واجب القتل۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۶)

(۱۲) مسجد کا محراب بنانا یہود و نصاریٰ سے مشابہت اور بدعت ہے۔ (اربعین محمدی، محمد جوناگڑھی) مسجد میں محراب بنانے جائز ہیں۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۷۶)

(۱۳) چار رکعتوں کے درمیانی قعدہ میں بھی درود شریف پڑھنے کا حکم حدیث میں ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۶) چار رکعتوں کے درمیانی التحیات میں درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۷)

(۱۴) جو شخص حالت جنابت میں ہو اس پر غسل فرض ہو وہ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتا (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۸) ایسی حالت جنابت میں قرآن پاک کی تلاوت کر سکتا ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۰، ۵۲۱)

(۱۵) سر ننگے نماز جائز ہے۔ سر ننگے نماز کو سنت سمجھنا بالکل غلط ہے بلکہ اس کی عادت خلاف سنت اور بے وقوفی ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳)

(۱۶) تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھنا منع ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳) اوقات نہی میں بھی پڑھنا جائز ہے۔ تحیۃ المسجد صرف مستحب ہے اوقات نہی

میں نہ پڑھے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۵۲۴)

(۱۷) جو مقتدی رکوع میں آ کر شریک ہو اس کی وہ رکعت شمار نہیں ہو گی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۵۳۲، ۵۳۳) جو شخص رکوع میں آ کر شریک ہوا احادیث صحیحہ کے مطابق اس کی وہ رکعت صحیح ہے۔ اعادہ نہ کرے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۱)

(۱۸) عیدین کے دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے جو اس کے خلاف کرتا ہے خلاف سنت ہے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۵۳۵)

دو خطبے عیدین کے اور ان کے درمیان بیٹھنا خلاف سنت ہے۔

(ثنائیہ ج ا ص ۵۳۶)

(۱۹) رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا اس کے حکم میں سخت اختلاف ہے۔

(۱) یہ نماز کا رکن ہے۔ (جیسے دین اسلام کے پانچ ارکان ہیں یہ بھی نماز کا رکن ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۲) یہ رفع یدین نماز کے واجبات میں سے ہے جو یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز باطل ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۳) یہ رفع یدین سنت ہے اس کا تارک کافر ہے۔ خدا کا دشمن ہے نبی کا مخالف ہے امت محمدیہ سے خارج اور گمراہ ہے۔ (اثبات رفع الیدین)

(۴) یہ رفع یدین نماز کی زینت ہے اس کا تارک اتباع سنت سے محروم ہے بدقسمت ہے اور چار رکعتوں میں سو نیکیوں سے محروم ہے۔ (اثبات رفع الیدین)

(۵) یہ رفع یدین اتنی اہم ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ نے نجران کے ضدی عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اسی طرح نور حسین گرجاکھی نے تارکین رفع یدین کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۶) مولوی ثناء اللہ صاحب نے صاحب تنویر العینین کے مسلک کو اپنا مسلک قرار دیا اگرچہ نامکمل نقل کیا ہے کہ رفع یدین کرنا ثواب کا کام ہے لیکن اگر کوئی ساری

عمر بھی نہ کرے تو اس پر ملامت کرنا جائز نہیں۔ (ثنائیہ ج اص ۱۰۱)

(۷) یہ رفع یدین مستحب ہے اس کے ترک میں ثواب نہیں ملتا جیسے ہر نماز کے لیے وضو کرنا مامور بہ لیکن وضو ہونے کی صورت میں ترک وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے۔ مگر (وضو پر وضو) کرنے کا ثواب نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ترک رفع ترک ثواب ہے ترک فعل سنت نہیں۔ فافھم. (ثنائیہ ج اص ۶۰۸)

(۸) اس کو سنت یا مستحب سمجھنے کی نشانی یہ ہے کہ کبھی کیا کرے کبھی چھوڑ دیا کرے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج اص ۵۸۱)

(۹) نواب وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں۔ رفع یدین سنت ہے جیسے جوتا پہن کر مسجد میں جانا سنت ہے یا جوتے سمیت نماز پڑھنا سنت ہے۔ جہاں فساد کا خوف ہو لوگ ناراض ہوں ان کے سامنے نہ کرے۔ (ملخصاً تیسر المجازی ج اص ۱۵۶)

(۱۰) یہی نواب وحید الزمان صاحب ان اعمال کی فہرست بیان کرتے ہیں جن کے فاعل پر انکار کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ وہ اعمال یہ ہیں۔ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا، مردوں کا وسیلہ لینا، ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا بیوی کی دُبر زنی کرنا، متعہ کرنا کرانا۔ دو نمازوں کا اکٹھا کر کے پڑھنا، شطرنج کھیلنا گانا گانا، باجے بجانا، ختم دلانا، محفل میلاد کرنا، نماز میں رفع یدین کرنا، بلند آواز میں آمین کہنا، تشہد میں انگلی اٹھانا۔ (ہدیۃ المھدی ج اص ۱۱۸) اب رفع یدین متعہ اور دُبر زنی کے برابر ہوگئی۔

(۲۰) منی پاک ہے جیسے تھوک اور رینٹ پاک ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج اص ۳۳، ۳۴)

منی پیشاب پاخانہ کی طرح ناپاک ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج اص ۴۲)

(۲۱) کافر اور مشرک کے روپیہ سے مسجد بنانا ناجائز ہے۔ ان کا روپیہ مسجد میں لگ ہی نہیں سکتا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۴۷)

نوٹ: آجکل غیر مقلدین کی ساری بناوٹ اور آبادی ہی سعودیہ کے پیسے سے ہے جو حنبلی مقلد ہیں اور مقلد مشرک ہوتا ہے۔

کوئی غیر مسلم مسجد کو ثواب اور دین کا کام سمجھ کر حلال کمائی سے امداد کرنا چاہے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۴۵ ج ۱ ص ۵۲)

(۲۲) جس جگہ پہلے مسجد ہو اس مسجد کو گرا کر وہاں مدرسہ بلکہ بازار بنانا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۵۰) جو مکان شرعی مسجد بن جائے اس پر دکانیں یا (سوائے سجدہ گاہ کے اور کچھ بنانا جائز نہیں) (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۵۱)

(۲۳) مسجد کے لوٹے، رسی، بالٹی چٹائی، دری، جاجم، فرش اور اس کی مرمت و صفائی یا تعمیر میں عشر اور زکوٰۃ (اوساخ الناس) کا خرچ کرنا درست نہیں کیونکہ مسجد اور اس کی ضروریات زکوٰۃ کے مصارف منصوصہ میں داخل نہیں (ج ۲ ص ۵۴)

مسجد کی مرمت تعمیر یا ضروری سامان کا انتظام مصارف زکوٰۃ میں آجاتا ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۵۲، ۵۱)

(۲۴) ایک شخص نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی وہ مسجد میں گیا تو عصر کی نماز کھڑی تھی۔ وہ ظہر کی نیت سے جماعت عصر میں شامل ہو گیا۔ اس کا یہ فعل نص صریح کے معارض ہے اس لیے غلط اور مردود ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

وہ ظہر کی نیت کر کے جماعت میں شامل ہو جائے اور بعد میں عصر کی نماز الگ پڑھ لے یہی صورت بہتر ہے۔ (ج ۲ ص ۱۲۹)

(۲۵) جمعہ کے دن زوال کے وقت نفل پڑھنے جائز ہیں۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۳۳)

جمعہ کے دن زوال کے وقت نماز پڑھنی منع ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۳۳)

(۲۶) مسبوق کے پیچھے نماز پڑھنی حدیث سے مسکوت عنہ ہے اور اصل مسکوت عنہ میں جواز و اباحت ہے پس جواز ثابت ہوا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۹۶) مسبوق کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۲۲۶)

(۲۷) کسی بریلوی حنفی کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ ان کے بعض عقائد و اعمال

شرکیہ اور کفریہ ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۲۴۰) بریلویوں کی عارضی اقتدامیں نماز باجماعت ادا کر لینی چاہیے یہ لوگ اہل اسلام سے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ص ۲۴۳)

(۲۸) عام غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے مگر ان کی آخری معتبر کتاب میں حافظ محمد گوندلوی نے لکھا ہے کہ زیر بحث عبادہ بن صامت کی حدیث ہے اور اس سے صرف ایک بار کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (خیر الکلام ص ۱۳۶) ان احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار نماز میں ضرور فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ (خیر الکلام ص ۵۳۶) یعنی ساری نماز ظہر میں صرف ایک مرتبہ فاتحہ ضروری ہے۔

(۲۹) عام طور پر لامذہب یہ کہا کرتے ہیں کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل ہے۔ چنانچہ حافظ محمد گوندلوی لکھتا ہے ہمارا تو یہ مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فرعی اختلافی ہونے کی بنا پر اجتہادی ہے۔ پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری اپنی تحقیق پر عمل کرے۔ تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور ہماری تحقیق میں فاتحہ خلف الامام ہر نماز میں جہری ہو یا سری فرض ہے اس کے چھوڑنے سے' نماز باطل ہو جاتی ہے (خیر الکلام ص ۳۲) امام احمدؒ کا قول نقل کیا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ صحابہ اور تابعین ہیں۔ اہل حجاز میں امام مالک ہیں اہل عراق میں امام ثوری ہیں۔ اہل شام میں امام اوزاعی ہیں۔ اہل مصر میں امام لیث ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایسے شخص کی نماز کو باطل نہیں کہا جس نے جہری نماز میں امام کی اقتدا کی اور قرأت نہ کی۔ (خیر الکلام ص ۳۳)

مولانا عطا اللہ حنیف بھوجیانوی احسن الکلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ پونے چار سو صفحات کی یہ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔ ساری بنیاد اس پر کھڑی کی گئی ہے کہ اہل حدیث امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز سمجھتے ہیں

حالانکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے امام بخاری سے لے کر محققین علمائے اہل حدیث تک کی کسی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا۔ (مقدمہ خیر الکلام ص ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے لیکر پندرھویں صدی عطا اللہ حنیف تک کسی محقق نے بھی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز نہیں کہا بے نماز کہنا تحقیق نہیں خلاف تحقیق ہے۔

(۳۰) عام طور پر غیر مقلدین سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ منع ہے کیونکہ بخاری مسلم کی حدیث ابن عمرؓ میں آ گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مگر فتاویٰ علمائے حدیث میں لکھا ہے کہ یہ رفع یدین یعنی سجدہ کی نبی ﷺ کی آخری عمر کا فعل ہے کیونکہ اس کا راوی مالک بن الحویرث مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی آخری عمر میں داخل ہوا ہے اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی جس سے نسخ ثابت ہو بلکہ ابن عمر کا اس فعل کو قبول کرنا بعد روایت منع رفع الیدین عندالسجود اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا...... بلاشبہ اس کا عامل محیی السنۃ المیتۃ ہے (یعنی مردہ سنت کو زندہ کرنے والا ہے) اور مستحق اجر سو شہید کا ہے اس کی مخالفت کرنے والا اور ناراض ہونے والا غالی اور معاند حق ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴ ص ۳۰۶، ۳۰۷)

(۳۱) پنجاب کے غیر مقلدین رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑتے ہیں اور سندھ کے بعض غیر مقلدین رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ سینے پر باندھتے ہیں۔

خانہ جنگی

(ا) اگر سونے کا بھی مکمل نصاب نہ ہو چاندی کا بھی مکمل نصاب نہ ہو اور دونوں مل کر ان کی قیمت نصاب کے برابر بن جاتی ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

(ابوالحسن، نذیر حسین فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۸۵ ـ ۸۶)

(ب) سونے اور چاندی کو ایک جگہ ملا کر زکوٰۃ نہیں دینی ہوگی بلکہ ایسی صورت میں

زکوٰۃ معاف ہوگی۔

(محمد یونس مدرس مدرسہ میاں صاحب فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۸۶،۸۸)

(ج) اس بارہ میں حضور سے کچھ مروی نہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۹۱)

(۲) زیور کی زکوٰۃ

سونے چاندی کے زیور پر زکوٰۃ فرض ہے۔ کیونکہ صحیح مسلک محققین کا یہی ہے۔ کہ زیور پر زکوٰۃ فرض ہے اس لیے حدیث کی کتابوں میں بہت سی حدیثیں ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۹۳) زیور مستعملہ میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کا اختلاف قطعاً باطل ہے (ص ۹۶) شرف الدین فرض ہے۔ (ج ۷ ص ۱۰۱) سعیدی واجب نہیں (ج ا ص ۵۹،) ثناء اللہ ج ۷ ص ۱۰۰) عبدالرؤف رحمانی ج ۷ ص ۳۰۲)

(۳) مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں (عرف الجادی) زکوٰۃ فرض ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۷۶)

(۴) عشر

عشر ہری زمینیں جن پر سرکار لگان لیتی ہے عشر واجب ہے

(عبداللہ غازی پوری ج ۷، ص ۱۲۶، ۱۲۷)

ان زمینوں پر نصف عشر واجب ہے۔ عبداللہ روپڑی (ج ۷ ص ۱۲۴)

ربع عشر واجب ہے۔ (ثناء اللہ ج ۷ ص ۱۲۳، ص ۱۸۳، ص ۱۴۵)

(۵) علما اور زکوٰۃ

من جملہ فی سبلیل اللہ علماء کرام پر صرف کرنا بھی ہے اس لیے کہ انکا بھی اس مال میں حصہ ہے۔ خواہ وہ امیر ہوں خواہ فقیر بلکہ اس راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ (ج ۷ ص ۲۲۴)

اصحاب اموال کا اپنے بچوں کو ایسے لوگوں سے تعلیم دلانا جن کی وہ تنخواہ اپنے اموال کی زکوٰۃ وعشر سے دیتے ہیں درست نہیں ایسے علماء جو دین کے کام میں مصروف ہوں معیشت کے لیے وقت نہ نکال سکیں مساکین میں شامل ہیں۔ (ج ۷ ص ۲۳۹)

(۶) مسجد

(ا) زکوٰۃ وعشر نہ اپنی مسجد پر خرچ کرنا جائز ہے۔ نہ دوسری مسجد پر۔ مسجد اور اس کی ضروریات زکوٰۃ کے مصرف میں داخل نہیں (ج ۱ ص ۱۷۸) اور زکوٰۃ کا مال بھی مسجد میں نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ مصارف زکوٰۃ ایک مشہور چیز ہے۔ مساجد زکوٰۃ کے مصارف سے ہرگز نہیں۔ بعض لوگ فی سبیل اللہ کو عام جان کر زکوٰۃ کے روپوں کو مسجد میں لگانا جائز بتاتے ہیں۔ ان کی زبردست غلطی ہے بغیر دلیل کے لڑتے ہیں نیز یہ زکوٰۃ اوساخ الناس ہے (شرف ج ۷ ص ۲۲۶) آیت شریف للفقرأ میں ''لام'' محض تملیک کے لیے ہے۔ اور مدارس ومساجد پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز نہیں۔

(محمد اسماعیل مدراسی ص ۲۳۳)

(ب) تعمیر مساجد میں صرف کرنا درست ہے (ج ۷ ص ۲۲۱) زکوٰۃ کے متعلق ایک قول ملتا ہے کہ مسجد میں لگانا جائز ہے (ج ۷ ص ۲۸۶)

مدرسہ

(ا) مال زکوٰۃ سے مدرسین کو دینا یا سامان فراہم کرنا جائز نہیں ہے ہاں مال زکوٰۃ غریب طلباء کو دینا جائز ہے (ج ۷ ص ۲۱۳) نذیر حسین۔

(ب) جو شخص اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے لوگوں کو کہے کہ مال زکوٰۃ مدرسہ میں طلبا کو دینا یا مال زکوٰۃ سے مدرسہ بنانا حرام و ناجائز ہے۔ وہ جھوٹا اور علم دین سے بے خبر و جاہل ہے اس کو اپنی ہٹ دھرمی وسینہ زوری سے توبہ کر کے خدائے قدوس غفور الرحیم کے دربار عالی میں دست بستہ کھڑے ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنی واجب و ضروری ہے (ج ۷ ص ۲۲۲) مال زکوٰۃ سے مدرسین کو تنخواہ دینا یا سامان مدرسہ فراہم کرنا جائز نہیں (ج ۷ ص ۲۲۷) عبدالرحمٰن مبارکپوری۔

مدرسین کی تنخواہیں اور مناظرین اور مبلغین کا سفر کرایہ اور دیگر ضروری

اخراجات جیسے لاؤڈ سپیکر کا کرایہ اور مبلغین کا سفر خرچ اور زائد خدمت زکوٰۃ سے ہو سکتے ہیں۔ (ج ۷ ص ۲۵۰)

لاؤڈ سپیکرز زکوٰۃ کی مد سے خرید کر وقف نہیں ہو سکتا۔ (ج ۷ ص ۲۵۰، ج ۷ ص ۳۲۴) کارخانہ، مکان، لاریاں اور آلات وغیرہ کی مالیت خواہ کتنی ہو اس پر زکوٰۃ نہیں (ج ۷ ص ۱۹۳) صدقہ فطر فرض عین ہے (ج ۷ ص ۱۹۹، ج ۷ ص ۲۹۳) لاصدقة الاعن ظهر غنى کے خلاف ہے۔

امام

امام زکوٰۃ صدقۃ الفطر امام یا اس کے نائب کے حوالہ کرنا چاہیے (ج ۷ ص ۳۱۰) سردار ہی زکوٰۃ کے لینے اور اس کے بانٹنے کا مالک ہے۔ خود سردار ہی تحصیل کرے یا اپنے نائب کے ذریعے تحصیل کراوے تو جو شخص تحصیلدار کو نہ دے اس سے جبراً لی جاوے گی (ج ۷ ص ۳۱۷) زکوٰۃ اور عید کا صدقہ دینے والا اور نکالنے والا اپنے طور پر غربا و مساکین وغیرہ کو نہ بانٹے بلکہ واجب ہے کہ اپنے سردار یا اس کے نائب کے حوالے کر دے یا سردار و نائب خود طلب کر کے اپنے طور پر تقسیم کرا دے۔ (ج ۷ ص ۳۱۳)

سود

سیونگ بنک کا سود لینے کا فتویٰ جماعت اہلحدیث میں سے مولوی عبدالواحد غزنوی نے دیا ہوا ہے۔ (ج ۷ ص ۳۰۵)

عُشر کمِن پر

عشر صرف زمیندار اور مزارع پر ہے (لوہار، ترکھان، حجام دھوبی پر بعد نصاب بھی فرض نہیں) (ج ۷ ص ۱۳۶)

لوہار ترکھان وغیرہ کے دانے نصاب کو پہنچ جائیں تو ان پر بھی عشر فرض ہے۔ (ج ۷ ص ۱۳۶)

ہمشیرہ!

صدقہ فطر و زکوٰۃ حقیقی ہمشیرہ کو با جازت امام دے سکتا ہے (ج ۷ ص ۲۷۹) گنے میں زکوٰۃ فرض ہے (ج ۷ ص ۱۴۹) گنا پونڈا سے رسول اللہ ﷺ نے عشر معاف کر دیا ہے۔ (ج ۷ ص ۱۶۳)

امام

امام (مولوی عبدالستار) کو زکوٰۃ وصول کرنا قطعاً ناجائز وحرام ہے (ج ۷ ص ۲۶۳) تملیک زکوٰۃ میں لازم ہے (ج ۷ ص ۲۵۶) ضروری نہیں۔ (ج ۷ ص ۲۳۴)

کافر

کافر مصرف زکوٰۃ غریب مساکین ہیں اس میں مؤمن کافر کی تمیز نہیں (ج ۷ ص ۲۷۵) غیر مسلم کو فطرہ یا زکوٰۃ ہرگز نہیں دینی چاہیے اگر ان کو یہ اموال دیے گئے تو شرعاً یہ خیرات مردود ہے۔ (ج ۷ ص ۲۹۱)

حرام دو قسم پر ہے ایک کا حصول بالرضا ہوتا ہے جیسے زنا کی اجرت جوئے کا نفع وغیرہ دوسرا بالجبر جیسے چوری ڈاکہ وغیرہ پہلی قسم کے متعلق بعض علماء کا عقیدہ ہے کہ توبہ کے بعد حلال ہو جاتا ہے دوسری قسم کے متعلق نہیں (ج ۷ ص ۲۷۲) ثنائیہ، پہلی قسم کے متعلق بعض علماء کا عقیدہ بالکل باطل ہے قطعاً حرام ہے حلت کی کوئی دلیل نہیں۔

(ج ۷ ص ۲۷۲ شرفیہ)

(۱) نماز میں آپ کے بدن پے نجاست لگ گئی آپ نے نماز نہ توڑی۔
(تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۱۲ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷)

پس مصلی با نجاست بدن آثم ست ونمازش باطل نیست۔

ترجمہ: نمازی کے بدن کو نجاست لگی ہو تو وہ گناہ گار ہے لیکن نماز باطل نہیں (بدور الاہلہ) کیا معاذ اللہ آنحضرت ﷺ اس نماز سے گنہگار ہوئے؟

(۲) طہارت محمول وملبوس را شرط صحت نماز گردانیدن کما ینبغی نیست (بدور الاہلہ ص ۳۹) ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد۔ (عرف الجادی ص ۲۲)

نمازی کے لباس اور نمازی نے جو چیز اٹھائی ہو اس کا پاک ہونا صحت نماز کے لئے شرط ہے (جیسے حنفی کہتے ہیں)

اذا القی علیٰ ظهر المصلی قذرا ورجيفة لم تفسد عليه صلوته (بخاری ج ۱ ص ۳۷) نیز راجع تیسیر الباری۔

ابوال الابل والدواب والغنم ومرابضها وصلی ابو موسیٰ فی دار

البرید والسرقین والبریة الی جنبه فقال هھناوثم سواء (بخاری ص ۳۶)
یعنی لید اور گوبر نجس نہیں ہے تو یہ مقام اور جنگل کا صاف میدان دونوں برابر ہیں۔

(تیسر الباری ج ا ص ۲۰۸)

طہارت مکان نماز واجب ست نہ شرط صحت نماز۔ یہ بات درست نہیں (گندے لباس اور گندگی سر پر اٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز بالکل صحیح ہے) (عرف الجادی ص ۲۱) نوٹ۔ عرف الجادی والا مشت زنی کو بھی واجب کہتا ہے۔

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

ہمارے علما میں سے امام ابن حزم اور اصطغری کا بھی یہی قول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عورت صرف قبل اور دبر ہے یعنی ذکر اور خصیے اور مقعد امام بخاری کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۲۸۳) باب الصلوٰۃ فی التیان ص ۵۲ گھٹنا ص ۵۳ وظاہر ادلہ جواز نظر ست بسوئے محرم در ماعدائے قبل و دبر (عرف الجادی ص ۵۲)

ظاہری دلائل سے محرم کی طرف قبل و دبر کے علاوہ دیکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

وہر کہ چیزے از عورتش در نماز نمایاں شد یا در جامہ ناپاک گذارد نمازش صحیح است (عرف الجادی ص ۲۲)

ہر وہ شخص کہ جس کا نماز میں کچھ ستر کھل گیا یا اس نے ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

واما آنکہ نماز زن اگرچہ تنہا یا بازناں یا باشوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم است۔ (بدور الاہلہ ص ۳۹)

عورت اکیلی یا عورتوں میں کھڑی ہو کر شوہر یا باپ بھائی، بیٹے کے ساتھ کھڑی ہو کر بالکل ننگی نماز پڑھ سکتی ہے (حنفی جو کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوگی) ہم یہ بات نہیں مانتے۔

مولوی ثناء اللہ کے نزدیک نوکر ج ا ص ۴۳۶، ج ا ص ۶۱۵ دکاندار ج ا ص ۶۰۳، فٹ بال کھلاڑی (ج ا ص ۶۳۲، ۶۳۱) نماز عصر نماز ظہر کے وقت پڑھ سکتا ہے۔ اہل

حدیث کے نزدیک بغیر عذر کے دو نمازیں ایک وقت میں اکٹھی پڑھ سکتا ہے۔
الجمع بین الصلوتین من غیر عذر ولا سفر ولا مطر جائز ھذا عند اھل الحدیث (ہدیۃ المہدی ج۱ ص۱۰۹) یعنی تین وقت رہ گئے۔ فجر ظہر، مغرب

ماسوائے عورت (شرمگاہ) کے باقی سارے بدن پر محرمات (ماں بہن بیٹی وغیرہ سے مالش کروانا جائز ہے۔ بوڑھے کو بھی جوان کو بھی ضرورت شدید کے وقت محرمات کو عورت (شرمگاہ) کی طرف نظر کرنا اور مس کرانا (مالش کرانا) بھی جائز ہے جیسے طبیب کو جائز ہے (نذیریہ ج۳ ص ۱۷۶) ضرورت کی تشریح۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

بہتر عورت وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو یا جو پر شہوت ہو۔ شہوت کے بارہ میں اپنے دانت پیس رہی ہو۔ تم ایسی عورت کرو جس کی فرج تنگ ہو۔ جو شہوت کے مارے دانت پر دانت رگڑ رہی ہو وہ عورت جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو۔ (وحید اللغات الحارقہ ج ۲ ص ۵۶) عورتوں کے لیے موئے زیر ناف اکھاڑنے سے استرہ سے مونڈنا اچھا ہے کیونکہ اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے۔
(نذیریہ ج۳ ص ۳۵۶)

غیر مقلدین حضرات کے اس پرُ شور دعویٰ

کہ ''ہم اہلحدیث ہیں'' اور انکا عمل تمام

سنتوں پر اور تمام صحیح احادیث پر ہوتا ہے

اس دعویٰ کا رد مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

مدظلہ نے بڑے ہی خوب صورت انداز

میں فرمایا اس سلسلہ میں ان کی کتاب:

مسائل غیر مقلدین

کتاب وسنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں

کا مطالعہ فرمائیں

غیر مقلدین
کی
غیر مستند
نماز

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی غیر مستند نماز

(۱) اسلام میں ایمان کے بعد سب سے بڑا مقام اور درجہ نماز کا ہے۔ تمام مسلمان فرقے نماز پڑھتے ہیں اور سب فرقوں نے اپنے طریقہ نماز پر نہایت مفصل کتابیں لکھی ہیں جو اس فرقہ میں مسلّم ہیں، ان کے مدارس میں داخل نصاب ہیں۔

مگر ایک غیر مقلدین کا فرقہ ایسا ہے جن کی ایسی کوئی مستند مسلّم داخل نصاب کتاب ہو۔ نہیں ہے۔

(۲) چونکہ ہمارے ملک کی قومی زبان اردو ہے، اس لئے ہر فرقہ نے اردو میں بھی اپنی کتابیں لکھیں تا کہ اردو دانوں کو نماز کا طریقہ اور تفصیل سکھائی جائے۔ جن میں سے اہل سنت والجماعت کے مدارس میں تعلیم الاسلام، بہشتی زیور نصابی حیثیت کی کتابیں ہیں۔

غیر مقلدین کا عربی زبان سے کوئی مذہبی رشتہ نہیں ہے

(۳) احناف کی عربی کتب فقہ عرب وعجم کے اسلامی مدارس میں داخل نصاب ہیں۔ جن کا انکار دوپہر کے سورج کا انکار ہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ احناف کی جڑیں عرب، اور شاخیں سب پر سایہ افگن ہیں عرب وعجم کا سواد اعظم اس شجرۂ طیبہ کے زیر سایہ اسلامی زندگی گزار رہا ہے۔

غیر مقلدین کے مذہب کا کوئی مسلّم متن عربی زبان میں نہیں ہے جو کسی عربی مدرسے میں داخل نصاب ہو ان کے مسائل کی کتابیں عموماً اردو میں ہیں جس سے واضح ہے کہ عرب سے ان کا کوئی مذہبی رشتہ نہیں ہے یہ سراپا ایک ہندوستانی فرقہ ہے جو اسی ملک میں پیدا ہوا یہیں پلا اور بس۔

(۴) پاک و ہند میں بھی دورِ وکٹوریہ سے قبل اس فرقہ کی نہ کوئی مسجد تھی نہ مدرسہ نہ کوئی کتاب نہ قبر، نہ کوئی اخبار نہ رسالہ نہ اشتہار۔ معلوم ہوا کہ اس کی پیدائش ہی غیر

مسلم حکومت ہی کی مرہون منت ہے۔

(۵) اس نومولود فرقے نے سواد اعظم کی نماز کے بارہ میں عوام کے دلوں میں وسوسے پیدا کرنے شروع کئے ہیں اور اپنی نماز کو یہ خالص نبوی نماز کہتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ خدا اور رسول کی براہ راست بات کے سوا کوئی بات دین میں قابل قبول نہیں اس لئے ضرورت ہے کہ یہ جھگڑا ختم ہو اور اردو دان حضرات کے سامنے اردو نصابی کتب اور عام پڑھے جانے والی عملی نماز کا تقابل ہو جائے۔

غیر مقلدین اپنی نماز کی شرائط قرآن وحدیث سے ثابت کر کے دکھائیں

(۱) الفقہ علی مذاہب اربعہ میں چاروں آئمہ سب سے پہلے نماز کی مکمل شرائط عام فہم ترتیب سے یکجا بیان کرتے ہیں۔ ہماری نماز کی سات شرائط تعلیم الاسلام ص ۴۴ پر موجود ہیں، ہر اردو دان خود پڑھ سکتا ہے۔اسی طرح غیر مقلدین اپنی نماز کی شرائط سب اردو دانوں کے سامنے رکھ دیں۔اگر وہ اپنی نماز کی شرائط قرآن وحدیث سے نہ دکھا سکیں اور ہرگز ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو آئندہ قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنا بند کر دیں۔

(۲) سب کو معلوم ہے کہ صحاح ستہ والے فقہ کے چاروں اماموں کے بعد ہوئے ہیں۔ان کا فرض تھا کہ ان غلط شرائط کو حدیث سے رد کرتے۔تو اب غیر مقلدین کا فرض ہے کہ وہ صحاح ستہ سے وہ حدیث دکھائیں جس کی بنا پر تمام صحاح ستہ والوں نے ان شرائط کو باطل قرار دیا ہو، اور شرائط نماز لکھنے والوں کو بے دین کہا ہو۔

غیر مقلدین اپنی نماز کے ارکان مسلّمہ نصابی کتب سے دکھائیں

(۳) سب آئمہ فقہ نے پھر نماز کے ارکان بیان فرمائے ہیں۔ہم رکن کی تعریف، اس کے ثبوت کا طریق، اس کے تارک کا حکم، اور تعداد ارکان اپنی مسلّمہ نصابی کتب سے دکھائیں گے۔ (تعلیم الاسلام، ص ۱۲۳ ج ۳)

(۴) غیر مقلدین

(ا) یہ سب باتیں اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔

(ب) پھر ہماری تعریف، حکم وارکان کے غلط ہونے کو حدیث صحیح صریح، غیر معارض سے ثابت کریں گے اور اپنی تعریف، حکم، ارکان، ایک حدیث سے دکھائیں گے۔ یا ارکان ماننے والوں کا مشرک و بدعتی ہونا دکھائیں گے۔ اور لکھ کر دیں گے کہ کسی فرض کو ماننا خواہ وہ شرط ہو یا رکن ہو اور اس پر عمل کرنا بے دینی ہے۔ اور جن احادیث میں فرائض کے حساب وغیرہ کا ذکر ہے ہم ان سب کے منکر ہیں۔

(۵) اس کے بعد احناف واجب کی تعریف اس کا طریق ثبوت، اس کے تارک کا حکم، اور واجبات کی تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتب سے دکھائیں گے۔

(تعلیم الاسلام ج ۳ ص ۱۲۸، ۲۹)

(۶) پھر غیر مقلدین ان چاروں کی تردید حدیث سے کریں گے۔ اور قرآن و حدیث سے یہ چاروں چیزیں صحیح ثابت کریں گے، یا ان کے قائلین کا بے دین ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے۔

(۷) پھر احناف سنت مؤکدہ کی تعریف، طریق ثبوت، تارک کا حکم، اور تعداد سنن اپنی نصابی کتب سے دکھائیں گے۔ (تعلیم الاسلام، ص ۱۳۰ ج ۳)

(۸) ازاں بعد احناف نماز کے مستحبات، تعریف، طریق ثبوت، فاعل و تارک کا حکم، اور تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔ (تعلیم الاسلام ص ۱۳۰ ج ۳)

(۱۰) پھر غیر مقلدین ہماری مستحب کی تعریف، طریق ثبوت، فاعل و تارک کے حکم، اور تعداد کو قرآن و حدیث سے غلط ثابت کریں گے اور مستحب کی صحیح تعریف، طریق ثبوت، اس کے فاعل و تارک کا حکم اور تعداد قرآن و حدیث اور اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔

(۱۱) نماز کو مفسدات سے بچانا بھی ضروری ہے۔ اس لئے احناف نماز کے مفسد

کی تعریف، حکم، اور تعداد اپنی نصابی مسلمہ کتاب سے دکھائیں گے۔

(تعلیم الاسلام ص ۱۶۷ ج ۴)

(۱۲) پھر غیر مقلدین اس تعریف، حکم اور تعداد کا غلط ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے۔ اور مفسد کی صحیح تعریف، حکم اور تعداد قرآن وحدیث سے اور اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔

(۱۳) پھر احناف مکروہات نماز، مکروہ کی تعریف، طریق ثبوت، حکم اور تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔ (تعلیم الاسلام، ج ۴ ص ۱۷۰۔۱۶۹)

(۱۴) پھر غیر مقلدین ہماری اس تعریف، طریق ثبوت، حکم، اور تمام مکروہات کو قرآن وحدیث سے غلط ثابت کریں گے۔ اور مکروہات کی صحیح تعریف، صحیح طریق ثبوت، صحیح حکم، اور صحیح تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھا کر پھر قرآن وحدیث سے دکھائیں گئے۔

غیر مقلدین کی نماز قرآن وحدیث سے ثابت نہیں

(۱۵) غیر مقلد مناظر دوران بحث قرآن وحدیث کی پابندی کرے گا۔ کوئی ایسا نام استعمال نہ کرے گا۔ جو قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔ اصول فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر اسماء الرجال اصول جرح وتعدیل وہی پیش کرے گا۔ جنہیں اہل فن نے صرف قرآن کی آیات واحادیث سے لکھا ہو۔

(۱۶) اگر غیر مقلد مناظر اپنا نام۔ اپنی نماز کے شرائط، ارکان، سنن، مستحبات، مکروہات مفسدات اور احکام اپنی مسلمہ نصابی کتاب اور صرف قرآن وحدیث سے ثابت کرنے سے عاجز رہا۔ تو اسے لکھ کر دینا ہوگا کہ میں اپنی نماز کی تفصیل اپنی مسلمہ نصابی کتاب اور قرآن وحدیث سے ثابت کرنے سے عاجز رہا ہوں۔

اور اپنے دعویٰ عمل بالقرآن والحدیث میں بالکل جھوٹا ثابت ہوگیا ہوں۔

اسی طرح احناف کی نماز کی شرائط، ارکان، سنن، مستحبات، مکروہات، مفسدات، ان کی

تعریفات واحکام کو خلاف قرآن وحدیث ثابت کرنے سے عاجز رہا ہوں۔اور اس دعویٰ میں بالکل جھوٹا ثابت ہوا ہوں کہ حنفی نماز قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ جب اپنی مسلّمہ نصابی کتاب سے اپنی نماز کی تفصیل بتانے سے غیر مقلدین عاجز رہیں تو ان کی عملی نماز پر بات شروع ہوگی۔وہ ہر جواب حدیث صحیح ،صریح ،غیر معارض سے دیں گے۔

غیر مقلدین قرآن وحدیث سے جواب دیں

(۱) نیت کے وقت دل میں ، وقت ،نماز ،سنت ،فرض وغیرہ کن کن امور کا ارادہ کرنا چاہیئے۔

(۲) آیت قرآن، قوله تعالیٰ ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى﴾، کا تعلق نماز سے ہے۔اور آیت ربک فکبر ، کا تعلق بھی نماز سے ہے۔یا نہیں۔

(۳) ان دونوں آیات کے مطابق کوئی اللہ اکبر کے علاوہ اللہ اجل۔اللہ اعظم کہہ لے تو آیات کے موافق ہے یا مخالف۔

(۴) لفظ اللہ اکبر فرض ہے یا واجب یا سنت۔یہ حکم صریح حدیث میں دکھلائیں۔

(۵) تکبیر تحریمہ ،منفرد اور مقتدی ہمیشہ آہستہ آواز سے کہتے ہیں یہ کس حدیث میں ہے۔

(۶) تکبیر تحریمہ امام ہمیشہ بلند آواز سے کہتا ہے اس کی حدیث بتائیں۔

(۷) تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین احادیث سے ثابت ہے،مگر اس کا یہ حکم کہ یہ سنت مؤکدہ ہے یہ بھی حدیث سے ثابت ہے یا اجماع سے۔

(۸) ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رخ رکھنے کی حدیث عمیر بن عمران کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن آپ کا عمل اسی پر ہے۔ (مجمع الزوائد ،ص ۱۰۲ ج ۲)

(۹) انگلیاں کھلی اور کشادہ رکھیں (ترمذی) یہ حدیث باطل ہے (آپ کا عمل اسی پر ہے) (کتاب العلل ابن ابی حاتم ،ص ۱۶۲ ج ۱)

(۱۰) مرد کندھوں تک ،عورت سینے تک ہاتھ اٹھائے (طبرانی) اس پر آپ کا عمل

کیوں نہیں محض قیاس پر عمل ہے۔

(۱۱) حضرت وائل ابن حجرؓ کی حدیث کہ آنحضرت ﷺ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھتے تھے۔ مسلم، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد، ابوداؤد طیالسی اور ابن حبان میں ہے ان سات کتابوں میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا لفظ اس حدیث میں نہیں ہے۔ صرف ابن خزیمہ میں ہے، جس کا راوی مؤمل بن اسماعیل ضعیف ہے اسی منکر، مردود روایت پر آپ کا عمل ہے۔

(۱۲) فتاویٰ ثنائیہ، (ج ۱ ص ۵۳۴)۔ اور فتاویٰ علمائے حدیث، (ج ۳ ص ۹۸) پر آیت قرآنی ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ سے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلیل لی ہے جب کہ صحیح احادیث اور امت کا اجماع ہے کہ وانحر سے قربانی مراد ہے۔ احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے خلاف قرآن کے غلط معنی کرنا گناہ ہے یا ثواب......؟

(۱۳) اگر کہو کہ ہم دونوں معنی لیتے ہیں، قربانی کرنا بھی، اور سینے پر ہاتھ باندھنا بھی، تو قربانی آپ نماز کے بعد کرتے ہیں؟ بلکہ گھر جا کر کرتے ہیں۔ اس لئے ہاتھ بھی گھر ہی جا کر باندھا کریں۔

(۱۴) فتاوی ثنائیہ (ج ۱ ص ۴۴۳) اور فتاویٰ علمائے حدیث (ج ۳ ص ۹۱) پر لکھا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات بخاری مسلم...... میں ہیں...... حالانکہ بخاری و مسلم میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔

(۱۵) مولانا نور حسین گرجاکھی نے لکھا ہے کہ حضرت وائل کی رفع یدین والی حدیث میں۔ مسلم، ابن ماجہ، دار قطنی، دارمی، ابوداؤد، جزء بخاری، مسند احمد، مشکوۃ میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا لفظ ہے (اثبات رفع الیدین ص ۱۹) حالانکہ ان میں سے کسی ایک کتاب میں بھی یہ لفظ نہیں ہے۔

(۱۶) مولوی محمد یوسف جے پوری غیر مقلد حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۳ پر لکھتے ہیں کہ سینے

پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق آئمہ محدثین (صحیح ہے) ہدایہ ص ۳۵ ج ۱، شرح الوقایۃ ص ۹۳ یہ محض جھوٹ ہے۔

(۱۷) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی احادیث باتفاق آئمہ محدثین ضعیف ہیں ہدایہ ص ۳۵۰ ج ۱، یہ بھی بالکل جھوٹ ہے نمبر ۱۶ و نمبر ۱۷ کی ہدایہ اور شرح الوقایۃ کے متن کی اصل عربی عبارات تحریر کریں۔

حضرات دیکھئے:۔ اہلحدیث کہلانے والے ذمہ دار علماء کس بیبا کی سے قرآن، حدیث اور فقہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔

(۱۸) فتاوی ثنائیہ ص ۴۴۴ ج ۱، پر ابن خزیمہ کی حدیث ضعیف کی سند اتار کر صحیح مسلم کی ایک سند جوڑ دی ہے جو بہت بڑا دھوکا ہے۔

(۱۹) سب انبیاء کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (مسند زید اور محلی ابن حزم میں۔ حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت انسؓ سے ذکر ہے۔ اور آنحضرتؐ کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، مطبوعہ کراچی ص ۳۹۰ ج ۱) اس کا سنت ہونا مسند احمد میں مذکور ہے مگر صرف احناف کی ضد سے غیر مقلدین ان احادیث پر عمل نہیں کرتے۔

(۲۰) علماء کرام کا اجماع و اتفاق ہے کہ عورتیں نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ (السعایہ ص ۱۵۶ ج ۲)

ثناء پر بحث

(۲۱) حضور ﷺ کا بلند آواز سے ثناء پڑھنا، امام بن کر، (نسائی مترجم ص ۳۵۶ ج ۱) اور حضرت عمرؓ کا امام بن کر جہراً پڑھنا، مسلم اردو ص ۳ ج ۲ پر ہے۔ غیر مقلدین کس حدیث کی بناء پر ان پر عمل نہیں کرتے۔

(۲۲) مقتدی کا بلند آواز سے ثناء پڑھنا، نسائی مترجم ص ۳۰۰ ج ۱ پر ثابت ہے، غیر مقلدین اس کے خلاف کس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

(۲۳) اکیلے نمازی کا ثناء آہستہ پڑھنا جیسا کہ غیر مقلدین کا عمل ہے، کس حدیث میں ہے۔

(۲۴) آنحضرتؐ کے بعد خلفاء راشدین میں سے کسی نے بھی سبحانک اللھم الخ کے علاوہ ثناء نہیں پڑھی، فرائض وسنن میں۔ معلوم ہوا کہ سنت قائمہ یہی ہے۔ مگر غیر مقلدین اس کو سنت قائمہ نہیں سمجھتے۔

(۲۵) اگر ثناء نماز میں جان بوجھ کر نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۲۶) اگر بھول کر ثناء کی جگہ التحیات الخ پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہیں جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۲۷) ثناء میں جل ثناء ک کے الفاظ احادیث مشہورہ میں نہیں ہیں اس لئے فرائض میں نہ پڑھے۔ (ہدایہ ص ۲۶ ج ۱) ہاں مسند الفردوس میں ہیں۔ غیر مقلدین جنازہ میں باقی سبحانک اللھم حدیث سے ہمیں دکھا دیں، جل ثناء ک وہ ہم سے دیکھ لیں۔

(۲۸) آنحضرتؐ قرأت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے تھے (عبدالرزاق ص ۸۶ ج ۲) آپؐ کے بعد حضرت عمرؓ بھی یہی پڑھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ ج ۱) یہی سنت قائمہ ہے، دوسرے صیغوں پر عمل باقی نہ رہا۔

(۲۹) تعوذ کا منفرد، امام، مقتدی کے لئے آہستہ پڑھنا آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث میں نہیں ہے۔

(۳۰) تعوذ فرض ہے یا سنت، اگر کوئی نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں جواب بحوالہ حدیث دیں۔

تسمیہ پر بحث

(۳۱) امام کا بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنا صحیح احادیث میں ہے۔ (مسلم ص ۱۷۲ ج ۱، مسند احمد ص ۲۶۴ ج ۳) اور امام کا بلند آواز سے تسمیہ پڑھنا بدعت

ہے۔(ترمذی ص ۶۲) غیر مقلدین سنت کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

(۳۲) اکیلے نمازی کا بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۳۳) نسائی مترجم ص ۳۰۸ ج ۱ کی تبویب سے ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر بھی نماز میں یہ بسم اللہ نہ پڑھے تو نماز درست ہے۔

قرأت فاتحہ پر بحث

(۳۴) اکیلا نمازی ہر نماز میں سورۃ فاتحہ اور سورت آہستہ پڑھتا ہے اس کی دلیل کونسی حدیث ہے۔

(۳۵) قرآن میں ہے ﴿فَاقْرَؤُا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل) جس طرح پانی کا ہر قطرہ پانی ہے۔اسی طرح قرآن کی ہر ایک آیت قرآن ہے۔اس آیت سے ثابت ہوا کہ مطلق قرأۃ فرض ہے لیکن غیر مقلدین اس حکم قرآنی کونہیں مانتے۔تو کیوں......؟

(۳۶) کیا خاص سورۃ فاتحہ کا فرض ہونا کسی صریح آیت قرآنی سے ثابت ہے۔

(۳۷) حضورؐ نے فرمایا جس نماز میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔(مسلم ص ۱۶۹ ج ۱) لیکن غیر مقلدین حضورؐ کے خلاف اس نماز کو باطل کہتے ہیں۔

(۳۸) آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں منادی کروائی جس میں ولو بفاتحۃ الکتاب ہے۔(ابوداؤد، کتاب القرأۃ) جو فرضیت فاتحہ کی نفی ہے۔لیکن غیر مقلدین اس منادی کونہیں مانتے۔

(۳۹) آنحضرت ﷺ نے جتنی تاکید نماز میں سورۃ فاتحہ کی فرمائی اتنی ہی کچھ زائد قرآن پڑھنے کی فرمائی، حکم بھی دیا۔(ابوداؤد ص ۱۱۸ ج ۳ و ابن حبان ص ۲۱۱ ج ۳ نماز کی نفی بھی فرمائی، فمازاد ابوداؤد ص ۱۱۸ ج اوحاکم ص ۲۳۹ ج ۱، فصاعداً مسلم ص ۱۶۹ ج ۱، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱، وسورۃ ترمذی ص ۶۱، ابن ماجہ ص ۶۰، اس لئے احناف جس طرح فاتحہ کو واجب کہتے ہیں اسی طرح فَمَازَادَ کو واجب کہتے ہیں۔غیر مقلدین نے اس کے وجوب کا انکار کر کے کئی احادیث سے بغاوت کر رکھی ہے۔

(۴۰) امام احمدؒ نے فرمایا کہ ہم نے اہل اسلام میں سے کسی سے نہیں سنا جو یہ کہتا ہو کہ جب امام جہر سے قرأۃ کرتا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے قرأت نہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہو گی۔ فرمایا کہ یہ آنحضرت ﷺ ہیں، اور یہ آپؐ کے صحابہ اور تابعین ہیں، اور یہ امام مالکؒ ہیں اہل حجاز میں، امام ثوری ہیں اہل عراق میں، یہ امام اوزعی ہیں۔ اہل شام میں۔ اور یہ امام لیث ہیں اہل مصر، ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کا امام قرأۃ کرے اور مقتدی قرأت نہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔ (مغنی ابن قدامہ ص۶۰۲ ج۱)

لیکن پوری امت کے خلاف غیر مقلدین نے احناف کی نماز کو باطل قرار دینا شروع کیا۔ اس پر چیلنج بازیاں شروع کر دیں، سینکڑوں اشتہار ورسالے لکھے۔ اس کے جواب میں محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ نے احسن الکلام لکھی جس کے بعد غیر مقلدین کے ذمہ دار علماء نے ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ حافظ محمد گوندلوی اور مولانا ارشاد الحق اثری نے صاف لکھا'' امام بخاریؒ سے لے کر دور قریب کے محققین علمائے اہلحدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے وہ بے نماز ہیں (توضیح الکلام ص۴۳ ج۱) فاتحہ نہ پڑھنے والے پر تکفیر کا فتویٰ یا اس کے بے نماز ہونے کا فتویٰ امام شافعیؒ سے لیکر مؤلف خیر الکلام تک کسی ذمہ دار محقق عالم نے نہیں دیا۔

(توضیح الکلام ص۹۹ ج۱)

امام بخاری سے لیکر تمام محققین علماء اہلحدیث میں سے کسی نے نہیں کہا کہ جو فاتحہ نہ پڑھے وہ بے نماز ہے۔ کافر ہے (توضیح الکلام ص۵۱۷ ج۱)

ص۴۳ پر ایسے لوگوں کو غیر ذمہ دار لوگ قرار دیا ہے...... اگرچہ ایک دو ذمہ دار علماء نے یہ لکھا ہے، مگر ان کے عوام سو فیصد اور علماء خدا سے زیادہ اپنے عوام سے ڈرتے ہیں۔ ۹۹۹ فی ہزار اسی غیر ذمہ داری پر قائم ہیں۔

قرأت قرآن کی بحث

(۴۱) ان کے غیر ذمہ دار عوام وعلماء کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن پاک کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے ایک سو تیرہ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا حرام ہے صرف ایک سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا فرض ہے۔ جو نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بے کار ہے۔

ہمارا چیلنج ہے کہ پورے قرآن پاک میں ایک بھی آیت موجود نہیں ہے۔ جس میں ان کا یہ دعویٰ موجود ہو۔ قرآن ان کا ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن ان کے غیر ذمہ دار حضرات ہی نہیں بلکہ ذمہ دار حضرات بھی اس غیر ذمہ دارانہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی ایک نہیں پوری پانچ آیات کو تختہ ستم بنا رہے ہیں۔

فَاقْرَؤُا مَاتَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۞ الخ یہ سورۃ المزمل کی آیت ہے، جو تہجد کے بارہ میں نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد)

اور آنحضرت ﷺ نے بھی اکیلے شخص کو جب نماز کا طریقہ سکھایا تو فرمایا

ثم اقرأ بما تیسر معک من القرآن (بخاری ومسلم)

رسول پاک ﷺ کی ان احادیث کو یہ نہیں مانتے۔

(۴۲) یہ کسی حدیث سے اس آیت کا شان نزول یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ اس آیت سے پہلے مقتدی فاتحہ نہیں پڑھتے تھے، باقی سورتیں پڑھتے تھے۔ اس آیت نے مقتدی پر فاتحہ فرض، اور باقی ایک سو تیرہ سورتیں حرام کر دیں۔

(۴۳) دوسری آیت ﴿وَلَقَدْ آتَیْنٰکَ سَبْعاً مِنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمِ﴾ پیش کرتے ہیں اس کے نہ ترجمہ میں ان کا دعویٰ مندرجہ نمبر ۴۱ درج ہے۔ اور نہ ہی شان نزول کسی حدیث سے مثل نمبر ۴۲ ثابت۔

(۴۴) تیسری آیت ﴿وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی﴾ (النجم پ ۲۷) ہر انسان کو اس کی کوشش ہی کام آئے گی۔ نہ تو اس آیت کا ترجمہ کے لحاظ سے امام و مقتدی کی قرأت سے تعلق، اور اس میں مثل نمبر ۴۱ دعویٰ مذکور نہ ہی مثل نمبر ۴۲ اس کا یہ

شان نزول ہے۔

(۴۵) غیر مقلدین حضرات! قرآن کی ۱۱۳ سورتیں آپ بھی امام کے پیچھے نہیں پڑھتے، امام کا سترہ اور خطیب کا خطبہ بھی سب کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہاں آپ کو یہ آیت یاد کیوں نہیں آتی۔

(۴۶) چوتھی آیت ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ ...﴾ پیش کرتے ہیں اس کا نہ تو ترجمہ ان کے دعویٰ مثل نمبر ۴۱ کو ثابت کرتا ہے، نہ مثل نمبر ۴۲ اس کا شان نزول یہ مسئلہ ہے۔

(۴۷) اور ذکر کیا صرف سورۃ فاتحہ ہے باقی ۱۱۳ سورتیں ذکر نہیں وہ آپ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے۔ یہ چار آیات تو مولوی ارشاد الحق اثری اور اس کے استاد حافظ محمد گوندلوی نے پیش کی ہیں۔

(۴۸) پانچویں آیت ان کے امیر جماعت مولوی محمد اسماعیل سلفی نے پیش کی ہے۔ ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى﴾ (طٰہٰ) اس کا بھی مسئلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں نہ اس میں مثل نمبر ۴۱ دعویٰ مذکور، اور نہ مثل نمبر ۴۲ شان نزول، اور ایک سو تیرہ سورتوں سے سلفی صاحب بھی بقول ان کے ساری عمر منہ پھیرتے رہے، اب قبر میں سزا بھگت رہے ہوں گے۔

(۴۹) چھٹی آیت مولوی محمد صادق سرگودھوی نے پیش کی ہے ﴿لَاتَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (بنی اسرائیل) کسی کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے گا۔ اس کا بھی مسئلہ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں، نہ مثل نمبر ۴۱ اس میں دعویٰ مذکور نہ مثل نمبر ۴۲ اس کا یہ شان نزول۔ نہ اس کا جواب کہ ۱۱۳ سورتوں، خطبے، اور سترے کا بوجھ امام کیوں اٹھالیتا ہے۔

حضرات گرامی! یہ قرآن پاک کی گت بنائی جاتی ہے، جو مسئلہ قرآن میں نہ ہو اسے قرآن پاک کے ذمہ لگانا کتنا بڑا گناہ ہے اور یہ گناہ اس فرقہ کے ذمہ دار علماء کا اوڑھنا بچھونا بن گیا ہے۔

(۵۰) ہاں قرآن پاک کی آیت ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ یعنی جب (نماز باجماعت میں امام سے) قرآن پڑھا جائے تو (اے مقتدیوں) تم توجہ کرو اور خاموش رہو، تا کہ تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(مغنی ابن قدامہ ص ۶۰۵ ج ۱۔ وفتاویٰ ابن تیمیہ، ص ۴۱۲ ج ۲)

(۵۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز باجماعت کا طریقہ سکھایا تو فرمایا؟ واذا قرأفا نصتو یہ حدیث حضرت ابوموسیٰ (مسلم ص ۱۷۴ ج ۱۔ مسند احمد ص ۴۱۵ ج ۱) حضرت ابو ہریرۃؓ (ابن ماجہ ص ۶۱) حضرت انسؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زید بن اسلم، اور حضرت زہری سے مروی ہے اور یہ شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن مغفلؓ اور بہت سے تابعین سے مروی ہے۔

الحمدللہ قرآن پاک کا سایہ ہمارے سر پر ہے۔ غیر مقلدین محض ضد کی بنا پر قرآنی حکم کا انکار کر رہے ہیں۔

(۵۲) جس طرح قرآن پاک سے غیر مقلدین کا یہ مسئلہ ثابت نہیں اسی طرح خیر القرون میں لکھی گئی کتب حدیث مؤطا امام مالکؒ، کتاب الآثار امام محمد، کتاب الآثار ابی یوسف، کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ، مسند امام اعظمؒ کسی کتاب سے ایک حدیث بھی اپنے دعویٰ مثل نمبر ۴۱ پیش نہیں کر سکتے۔

(۵۳) اسی طرح کتب حدیث مابعد خیر القرون میں سے صحیحین میں بھی ان کے دعویٰ پر کوئی صحیح صریح دلیل نہیں۔

(۵۴) سنن سے ایک حدیث عبادہؓ کی واقعہ فجر والی پیش کرتے ہیں۔ مگر وہ صحیح نہیں۔ اس میں محمد بن اسحاق کی تضعیف و تدلیس اور اصحاب مکحول سے مخالفت کی وجہ سے شذوذ و نکارت۔ مکحول کی تدلیس وارسال نافع بن محمود کی جہالت وستارت سب

عیب موجود ہیں۔

(۵۵) احناف کے نزدیک وہ قرآن کے خلاف اور اجماع کے خلاف ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔ اور سنت مشہورہ قرأۃ الامام لہ قرأۃ کے خلاف ہے۔

الغرض جب تک غیر مقلدین اس کو صحیح متفق علیہ اور آیت واذ اقری القرآن الخ کے بعد کی ثابت نہ کریں۔ اس وقت تک انکا کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اور یہ دونوں باتیں وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

(۵۶) اس ضعیف و منکر حدیث میں بھی صرف جہری نماز کا ذکر ہے۔ جن گیارہ رکعتوں میں امام آہستہ قرآن پڑھتا ہے ان میں بھی مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل اور بے کار ہے۔ یہ کسی ضعیف حدیث میں بھی صراحۃً نہیں آیا۔

کافروں کی آیت

(۵۷) غیر مقلدین سے جب کہا جاتا ہے کہ آپ آیت واذاقری القرآن الخ کو کیوں نہیں مانتے۔ تو فوراً کہتے ہیں کہ یہ آیت کافروں کے لئے نازل ہوئی ہے۔ ہمارے لئے نہیں۔ جب کہا جاتا ہے کہ یہ بات کسی حدیث سے ثابت کردو، تو گالیاں بکنے لگتے ہیں۔

حدیث منازعت پر بحث

(۵۸) غیر مقلدین کے علامۃ العصر ناصر الدین البانی نے حدیث عبادہؓ واقعہ فجر والی کو اپنی کتاب صفۃ صلوٰۃ النبی میں منسوخ قرار دیا ہے۔ اور حدیث منازعت کو اس کا ناسخ قرار دیا ہے۔ یہ حدیث منازعت حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ ابن بحسینہؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ غیر مقلدین محض ضد اور نفسانیت سے اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں ہے۔

(۵۹) حدیث منازعت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرأۃ خلف الامام کرنے والے پر حضورؐ ناراض ہوئے، اسے ڈانٹا۔ مگر غیر مقلدین کو حضورؐ کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں۔

قرأۃ خلف الامام کی بحث

(۶۰) حدیث منازعت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہری نمازوں میں تمام صحابہ وتابعین امام کے پیچھے قرأت چھوڑ گئے تھے۔ غیر مقلدین اس اجماع کو بھی نہیں مانتے۔

(۶۱) جس طرح ایک اذان پورے محلہ کے لئے کافی ہوتی ہے، ایک اقامت پوری جماعت کے لئے کافی ہوتی ہے، امام کا سترہ سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔ خطیب کا خطبہ سب حاضرین جمعہ کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث کفایت سے ثابت ہے کہ امام کی قراۃ مقتدی کے لئے قرأۃ ہوتی ہے۔ یہ حدیث حضرت جابرؓ بن عبداللہ حضرت ابودرداءؓ حضرت انسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت نواس بن سمعان اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ مگر غیر مقلدین محض تعصب سے اس کا انکار کرتے ہیں۔

(۶۲) اور جب کہا جاتا ہے کہ آپ اتنی احادیث کے مقابلہ میں ایک ہی صحیح حدیث پیش کریں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے قرأۃ ہرگز نہیں، وہ حدیث ان کے بعد کی ہو تو بھی پیش نہیں کر سکتے۔

(۶۳) آج کل کے غیر مقلدین قرآن اور صحاح ستہ کی صحیح احادیث اور اجماع امت کے خلاف کتاب القرأۃ بیہقی ص ۵۶ کی ایک حدیث پیش کرتے ہیں **لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام**۔ لیکن یہ ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی سند کا مدار زہری پر ہے۔ اور وہ عن سے روایت کر رہا ہے۔ مدلس کے عنعنہ کو غیر مقلدین ضعیف کہتے ہیں۔ پھر یہی زہری اسی کتاب القرأۃ میں روایت کرتے ہیں کہ صحابہ آیت **واذا قری القرآن** الخ کے نزول سے پہلے امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے اسی آیت نے آکر روک دیا۔ تو خود زہری نے اس کا منسوخ ہونا بتا دیا۔ زہری سے چودہ شاگرد حدیث لاصلوٰۃ الخ کے راوی ہیں۔ مگر یونس کے علاوہ کسی کی روایت میں خلف الامام کا لفظ نہیں ہے۔ اور یونس کے بھی تین شاگرد ہیں۔ ان میں سے دو یہ لفظ بیان نہیں کرتے۔ صرف

عثمان بن ؟ کی روایت میں ہے۔اور عثمان بن عمر کے بھی دو شاگرد ہیں۔حسن بن مکرم یہ لفظ بیان نہیں کرتے۔دوسرا شاگرد محمد بن یحییٰ الصفار ہے، ساری امت کے خلاف یہی یہ لفظ (خلف الامام) روایت کرتا ہے۔مولوی ارشاد الحق اثری نے اپنی تیرہ سو سے زائد صفحات کی کتاب کا پیٹ گالیوں سے تو بھرا ہے مگر محمد بن یحییٰ الصفار کی توثیق اسماء الرجال کی کسی مستند کتاب سے ثابت نہیں کر سکے، نہ قیامت تک ثابت کر سکیں گے۔

افسوس اس بے ثبوت روایت کو بہانہ بنا کر قرآن کا انکار کیا جا رہا ہے۔احادیث صحیحہ سے فرار ہے۔اجماع امت سے بیزار ہیں اور تمام احناف کو بے نماز کہتے ہیں۔

(۶۴) پھر اسی کتاب القرأۃ بیہقی ص ۱۳۶ پر حضرت جابرؓ ص ۱۷۱ پر حضرت ابو ہریرہؓ ص ۱۷۲ بیہقی پر حضرت ابن عباسؓ سے احادیث مروی ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے مگر امام کے پیچھے نہ پڑھے۔ان کے بعد والی احادیث کا محض حیلے، بہانوں سے انکار ہے۔

(۶۵) مولوی ارشاد الحق اثری نے اب ایک نئی حدیث تلاش کی ہے تا کہ قرآن کے مقابلہ کے لئے ہتھیار ہی مل جائے، پھر غیر مقلدین اہلحدیث زندہ باد کے نعروں سے قرآن پاک کو اپنی مسجد سے نکال کر بس کریں گے۔وہ جانتے ہیں کہ قرآن پاک احادیث مشہور اور اجماع امت کے مقابلہ کے لئے کم از کم متواتر حدیث چاہیے۔مگر یہ خبر واحد صحیح بھی نہیں، نہ اس میں ان کا پورا دعویٰ مذکور ہے۔نہ تو یہ ہے کہ امام کے پیچھے ۱۱۳ سورتیں پڑھنا حرام ہیں نہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ فرض ہے، جو نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے۔

(۶۶) الغرض نہ دعویٰ کی صراحت ہے، نہ ہی یہ حدیث صحیح ہے۔مکحول کی تدلیس، سعید بن عبد العزیز کا اختلاط، عتبہ سے بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی کا روایت نہ لینا اس کے علاوہ حویت بن احمد کی توثیق بطریق محدثین مستند کتب اسماء الرجال سے ثابت کرنے سے اثری صاحب اور ان کی ساری جماعت عاجز ہے۔اثری صاحب گالیوں کے دو ہزار صفحات اور لکھ سکتے ہیں، اور اذا خاصم فجر پر رات دن عمل کر

رہے ہیں مگر اسکی توثیق ثابت نہیں کر سکتے۔

ناظرین کرام! دیکھیئے قرآن و حدیث کے نعرہ کے ساتھ کس طرح قرآن، احادیث اور اجماع سے بغاوت ہے۔

(۶۷) ہم نے پیر بدیع الدین آف جھنڈا، حافظ عبدالقادر روپڑی، پروفیسر عبداللہ بہاولپوری کو مناظروں میں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری باجماعت نماز جو صدیق اکبرؓ کے پیچھے پڑھی تھی اس میں ثابت کر دیں کہ حضورؐ نے پہلی رکعت میں صدیق کے پیچھے فاتحہ پڑھی تھی اور دوسری رکعت میں صدیق اکبرؓ نے مقتدی بنکر فاتحہ پڑھی تھی، مگر وہ ہرگز ہرگز ثابت نہ کر سکے۔

(۶۸) آنحضرت ﷺ کے معراج سے پہلے سورہ فاتحہ نازل ہو چکی تھی۔ نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ حضورؐ نے معراج کی رات انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی کیا آپ کسی حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں کہ حضورؐ نے پہلے ان کو فاتحہ یاد کرائی تھی، پھر ان سب نے آپؐ کے پیچھے فاتحہ پڑھی تھی، ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ ؎

(۶۹) جب غیر مقلدین کو یہ یقین ہو گیا کہ ہم آیت واذاقرئ القرآن الخ کے بعد کی ایک بھی صحیح صریح حدیث پیش کرنے سے عاجز ہیں تو انہوں نے وسوسے ڈالنے کا کام شروع کر دیا۔ واذاقرئ القرآن کو رد کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں نہیں ہے۔ ہم سورۃ فاتحہ قرآن میں دکھاتے ہیں کہ فاتحہ قرآن میں ہے۔ وہ ایک قرآن بھی ایسا نہیں دکھا سکتے جس میں فاتحہ نہ ہو۔ ہم بخاری کی حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ فاتحہ قرآن ہے وہ ایک حدیث ایسی نہیں دکھا سکتے جس میں حضورؐ نے فرمایا ہو کہ فاتحہ قرآن نہیں۔ ہاں حدیث ہو یا نہ ہو ضد میں پکے ہیں۔

(۷۰) احادیث صحیحہ کو رد کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ حضورؐ نے قرأۃ سے منع فرمایا ہے فاتحہ قرأۃ نہیں، میں نے روپڑی صاحب سے یہ سوال کیا کہ آپ ایسی احادیث پیش کریں کہ فاتحہ قرأت نہیں بعد والی سورت ہی قرأت ہے، مگر وہ آج تک ایک

نوٹ: یاد رہے کہ؟ سورۃ فاتحہ حضورؐ سے پہلے کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی۔ شکریہ۔

بھی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے ہاں ضد پر بدستور قائم ہیں۔

(۷۱) قرآن و حدیث میں مقتدی کو انصات کا حکم ہے روپڑی صاحب نے کہا آہستہ زبان اور ہونٹوں سے پڑھا جائے تو یہ انصات کے خلاف نہیں۔ ہم نے بخاری، مسلم سے دکھایا کہ حضرت ابن عباسؓ سے ثابت ہے کہ زبان کی حرکت یا ہونٹ کا ہلنا انصات کے خلاف ہے مگر روپڑی صاحب اپنی ضد پر قائم رہے صرف نعرے لگے، مسلک اہلحدیث زندہ باد۔

(۷۲) حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت پوری شمار ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ (بحوالہ امام الکلام) مولوی ارشاد الحق اثری بھی مانتے ہیں کہ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جائے گی۔ (توضیح الکلام ص ۱۴۲ ج ۱)

مگر غیر مقلدین پوری امت کے خلاف اس ضد پر ہیں کہ وہ رکعت نہیں ہوتی کسی مناظرہ میں وہ ایک بھی صحیح صریح حدیث پیش نہیں کر سکے کہ آنحضرتؐ نے رکوع میں ملنے والے کو رکعت دہرانے کا حکم دیا ہو۔

فتاویٰ ستاریہ میں مولوی عبدالستار، امام جماعت غرباء اہلحدیث نے احادیث اور اجماع امت سے ثابت کیا ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جاتی ہے۔ مگر غیر مقلدین ان سب احادیث اور اجماع کے منکر ہیں۔

کیا ہٹ دھرمی اسی کا نام نہیں؟

نہ تم طعنے ہمیں دیتے نہ یوں ہم فریاد کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

تحقیق مسئلہ آمین

(۷۳) غیر مقلدین جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین ہمیشہ آہستہ کہتے ہیں، وہ ایک صحیح صریح حدیث پیش کریں کہ اکیلے نمازی کے لئے آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

(۷۴) غیر مقلدین مقتدی امام کے پیچھے ہمیشہ گیارہ رکعت میں آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۷۵) چھ جہری رکعتوں میں اگر مقتدی رہ جائے اور جماعت کے بعد پوری کرے ان میں بھی وہ مقتدی ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۷۶) جس جہری رکعت میں مقتدی سورۃ فاتحہ کے آخر میں ملا ابھی اس نے الحمد للہ رب العالمین پڑھا پھر امام کے ساتھ بلند آواز سے آمین کہتا ہے پھر باقی فاتحہ پڑھتا ہے۔ یہ دوران فاتحہ آمین کہنا کس حدیث سے ثابت ہے۔؟

(۷۷) آپ ﷺ نے کبھی مقتدیوں کو حکم نہیں دیا کہ میرے پیچھے ہمیشہ چھ رکعت میں اونچی آواز سے آمین کہا کرو، اور گیارہ رکعت میں آہستہ آواز سے۔

(۷۸) نہ آپ ﷺ نے کبھی مقتدی بن کر ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی اونچی آواز سے آمین کہی۔

(۷۹) کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت نہیں کہ پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں آپ ﷺ کے پیچھے کسی ایک صحابی نے ایک نماز کی ایک ہی رکعت میں اونچی آواز سے آمین کہی ہو۔ جو گونج والی حدیث ابن ماجہ کے حوالہ سے پیش کرتے ہیں۔ وہ ضعیف بھی ہے۔ چنانچہ خود مولوی عبدالرؤف حاشیہ صلوٰۃ الرسول پر لکھتا ہے" یہ سند ضعیف ہے کیونکہ بشر بن رافع ضعیف ہے، اور ابو عبداللہ مجہول ہے ص ۲۳۹)

(۸۰) ضعیف ہونے کے باوجود قرآن پاک کے بھی خلاف ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ حضور ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال باطل کر دیئے جائیں گے۔ اور اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی آواز پہلی صف کا صرف قریبی

آدمی سنتا تھا۔ مگر مقتدی صحابہ کی آواز آپ ؐ کے مقابلہ میں اتنی بلند ہوتی تھی کہ مسجد گونج جاتی تھی۔ اور معاذ اللہ صحابہ کی نمازیں باطل ہو جاتی تھیں۔

(۸۱) ضعیف، اور خلاف قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ یہ اجماع صحابہؓ وتابعین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اسی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کا فرمان ہے ترک الناس التامین، سب لوگوں نے امین (بالجہر) چھوڑ دی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں لوگ صحابہ وتابعین ہی تھے۔

(۸۲) ضعیف، خلاف قرآن، خلاف اجماع ہونے کے ساتھ ساتھ عقل کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ گونج گنبد دار عمارت میں پیدا ہوتی ہے، اور آپ ؐ کے زمانہ میں مسجد کچی تھی۔ کھجور کے تنے کھڑے کر کے اور کھجور کے پتے ڈالے ہوئے تھے اس میں گونج پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔

دیکھئے غیر مقلدین کس طرح خلاف قرآن، خلاف حدیث، خلاف اجماع خلاف عقل اور ضعیف روایات کے سہارے ملک بھر میں فتنہ پھیلاتے ہیں ان کا سرمایہ یہی کھوٹی پونجی ہے۔

(۸۳) ان کا امام گیارہ رکعت میں ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہتا ہے اس کی حدیث لائیں۔

(۸۴) ان کا امام صرف چھ رکعت میں بلند آواز سے ہمیشہ آمین کہتا ہے۔ یہ صراحت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

(۸۵) پورے ذخیرۂ حدیث میں ایک حدیث بھی نہیں کہ خلفاء راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ راشد نے کبھی امام یا مقتدی بن کر اونچی آمین کہی ہو۔

(۸۶) کسی ایک حدیث سے ثابت نہیں کہ خلفاء راشدین کے ہزاروں مقتدیوں میں سے کسی ایک نے تیس سال میں صرف ایک دن ایک نماز کی ایک رکعت میں اونچی آمین کہی ہو۔

(۸۷) حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث ابوداؤد سے جو پیش کرتے ہیں نہ صحیح ہے

کیونکہ اس میں سفیان مدلس، علاء بن صالح شیعہ محمد بن کثیر ضعیف ہے۔ نہ دوام میں صریح ہے۔

(۸۸) ام الحصین والی حدیث کی سند میں نضر بن شمیل متعصب ہارون الاعور شیعہ غالی، اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف، ابواسحاق مختلط، ابن ام الحصین مجہول ہے۔ ایسی حدیث ان کا سرمایہ ہے۔

(۸۹) قرآن پاک کی سورۃ یونس میں حضرت موسیٰ کی دعاء کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا...﴾ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ دوسرے دعا گو حضرت ہارون تھے اور ان کی دعا آمین تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آمین کو دعا فرمایا۔ اور صحیح بخاری ص ۱۰۷ ج ا پر ہے، قال عطاً آمین دعا۔ لیکن غیر مقلدین نے خدا تعالیٰ کی بات اور اجماع مفسرین کا انکار کر دیا ہے، اور آمین کو دعا نہیں مانتے۔

(۹۰) اور دعا کا قانون قرآن پاک میں یوں آیا ہے؟

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً ...﴾ دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور آہستہ آواز سے (اعراف)

﴿اِذْنَادٰى رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِيًّا﴾ زکریاؑ نے اپنے رب سے دعا مانگی آہستہ آہستہ (مریم)

حدیث پاک میں قانون یہ ہے کہ آہستہ آواز سے دعاء کرنا۔ بلند آواز سے ستر دعاؤں کے برابر ہے۔ اخرجہ ابوالشیخ عن انسؓ مرفوعاً بسند صحیح، (فتح القدیر)

بس دو اور دو چار، کی طرح ثابت ہو گیا کہ آمین دعاء ہے، اور دعاء میں اصل اخفاء ہے اسی لئے امام ہو یا منفرد، یا مقتدی آمین آہستہ کہتا ہے۔

(۹۱) غیر مقلدین سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے ثابت کریں کہ آمین دعاء نہیں، اور دعاء میں اصل جہر ہے۔

(۹۲) حضرت وائل بن حجرؓ نے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے ولا الضالین

کے بعد آمین آہستہ آواز سے کہی۔ (مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۴۔ حاکم ص ۲۳۲ ج ۲)

قال الحاکم علی شرطھما و اقرہ الذھبی

(۹۳) حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بھی آہستہ آمین کہا کرتے تھے۔ (طحاوی، طبرانی)

(۹۴) قیاس بھی یہی کہتا ہے کہ آمین قرآن میں نہیں ہے۔ اس لئے قرآن کو اونچی آواز سے پڑھا جائے، اور آمین کو آہستہ آواز میں پڑھا جائے تاکہ کسی کو قرآن میں ہونے کا شبہ نہ ہو۔

(۹۵) پاک و ہند میں اسلام پر تیرہ صدیاں گذر رہی ہیں، مگر بارہ سو سال میں یہاں سب لوگ قرآن حدیث، تعامل خلفاء راشدین وصحابہ کے موافق آہستہ آمین کہا کرتے تھے، نہ بارہ سو سال میں اس کے خلاف کوئی رسالہ لکھا گیا، نہ مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ بارہ سو سال کے بعد کسی محدث، عالم، صوفی نہیں بلکہ فاخرالہ آبادی نے سب سے پہلے اس ملک میں آمین بالجہر کہی، چنانچہ مشہور غیر مقلد مورخ امام خان نوشہروی لکھتے ہیں۔ مولانا شاہ محمد فاخرالہ آبادی نے پہلی دفعہ جامع دہلی میں آمین بالجہر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کی۔ (نقوش ابوالوفا ص ۳۴)

دیکھئے! قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین کے مسلک کو کس طرح تقلید کی بکارت کہہ کر قرآن وسنت سے بغاوت، اور اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ مولانا فاخر کون تھے؟ ان کے بارہ میں مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

نہ مذہب سے ہوئے واقف نہ دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۰۳ ج ۱)

دوسری مرتبہ بلند آواز سے آمین۔ گورنمنٹ برطانیہ کے ملازم، حافظ محمد یوسف نے کی۔ (نقوش ابوالوفا ص ۴۲)

یہ بعد میں مرزائی ہو گیا۔ اشاعۃ السنہ ص ۱۱۴ ج ۲۱ پر ہے کہ امرتسر میں سب

سے پہلے عمل بالحدیث شروع کرنے والے حافظ محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر مرزا غلام احمد قادیانی کے حامی مؤید بن گئے۔

اسی طرح دور برطانیہ میں اس مسئلہ کو مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا گیا۔ غیر مقلد پاک و ہند میں ایک مسجد ایسی بتائیں جس میں دور انگریز سے پہلے بلند آواز سے آمین کہی جاتی ہو۔

(۹۶) قرآن پاک کے قانون، حدیث صحیح، سنت خلفاء راشدین، اور تعامل صحابہ کے خلاف اونچی آمین کی جو ضعیف حدیث غیر مقلدین پیش کرتے ہیں اس کے بارے میں خود حضرت وائل بن حجرؓ وضاحت فرماتے ہیں "ما اراہ الا یعلمنا.

(کتاب الکنی والاسماء ص ۱۹۶ ج ۱)

کہ یہ صرف نماز سکھانے کے لئے اونچی کہی گئی تھی۔ چنانچہ ہمارے مدارس میں بھی جب بچوں کو نماز سکھائی جاتی ہے تو ساری نماز ایک بچہ بلند آواز سے کہلاتا جاتا ہے۔ اور پیچھے لڑکے بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس ضعیف حدیث پر بھی ہمارا عمل موجود ہے۔ ہمیں کسی آیت یا حدیث کی مخالفت کا خطرہ نہیں۔

(۹۷) غیر مقلد مستری نور حسین نے لکھا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمیشہ آمین بالجہر ہی کہا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی یہی کہا کرتے تھے کہ آمین بلند آواز سے کہا کرو۔

(بخاری ص ۱۰۸ ج ۱۔ رسالہ آمین بالجہر ص ۱۸)

یہ صحیح بخاری شریف پر صاف جھوٹ ہے۔ بخاری میں جہر کا لفظ ہرگز نہیں۔

(۹۸) حکیم صادق سیالکوٹی ایک حدیث لکھتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر یہود آمین (اونچی سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور آواز سے نہیں چڑتے، بس تم بہت آمین کہنا (ابن ماجہ) اگر کوئی اونچی آمین کہے تو رسول کریمؐ کی اس سنت پاک سے ہرگز نہ چڑنا، اور نہ نفرت کرنا۔ کیونکہ آمین اونچی سے یہودیوں کی چڑتھی اور وہ نفرت کرتے تھے۔ اور ہمیں یہود کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ (صلوٰۃ الرسول ۲۴۲)

دیکھو! کس طرح ساری امت کو یہودی بنا دیا۔ حالانکہ اولاً یہ تو حدیث ہی

صحیح نہیں۔ خود مولوی عبدالرؤف غیر مقلد حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ طلحہ بن عمرو کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (ص ۲۴۱)

پھر اس ضعیف حدیث میں بھی اونچی (جہر) کا لفظ ہرگز موجود نہیں ہے۔ اونچی کا لفظ ملانا حضورؐ پر سفید جھوٹ ہے۔

(۹۹) آپ غیر مقلدین کے مرد عورتیں جب اکیلے نماز پڑھیں، اور نماز ظہر، عصر میں امام و مقتدی بلند آواز سے آمین نہیں کہتے، کیا یہود سے کوئی ساز باز کی ہوئی ہے۔

(۱۰۰) چونکہ آمین بالجہر کی حدیث صحیح نہیں۔ عوام کے سامنے ایک عجیب فراڈ کیا۔

غیر مقلدین کا عجیب فراڈ

کہ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث آمین بالجہر کے بارہ میں لکھ کر حافظ عبداللہ روپڑی نے لکھا کہ اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند اچھی ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔

(اہلحدیث کے مسائل امتیازی ص ۹۷)

حالانکہ نہ ان تینوں کتابوں میں یہ حدیث ہے، نہ ہی ان لوگوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۱۰۱) مولوی یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴ پر لکھتے ہیں احادیث آمین بالجہر کے اثبات میں، ہدایہ ص ۳۶۵ ج ا شرح وقایہ ص ۹۷، حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے ہدایہ اور شرح وقایہ کی اصل عربی عبارات پیش کریں۔

(۱۰۲) مولوی یوسف ہی حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴ پر لکھتے ہیں کہ ابن ہمام نے آہستہ آمین والی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (ہدایہ ص ۳۶۴ ج ا) کیا عجیب جھوٹ ہے، ہدایہ چھٹی صدی کی کتاب ہے اور ابن ہمام نویں صدی کے بزرگ ہیں۔ وہ تین سو سال پہلے کی کتاب میں یہ کیسے لکھ گئے۔

(۱۰۳) حکیم محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔ اس روز سے لے کر آج تک مسجد نبوی آمین کی آواز سے گونج رہی ہے۔ (صلوۃ الرسول ص ۲۴۰) یہ بالکل جھوٹ ہے، خلافت راشدہ، خلافت اموی، عباسی، خوارزمی، سلجوقی، ترکی میں وہاں آہستہ آمین صدیوں تک رہی ہے۔

سجدۂ سہو

(۱۰۴) اگر امام بھول کر فجر مغرب، عشاء کی رکعتوں میں آہستہ قرأۃ کرے تو سجدۂ سہولازم ہوگا یا نہیں۔

(۱۰۵) اگر امام بھول کر سرّی نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کرے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

(۱۰۶) اگر سورۃ فاتحہ پڑھ کر سورت پڑھنا بھول گیا، رکوع کرلیا، تو سجدۂ سہولازم ہو گا یا نہیں۔

(۱۰۷) ایک شخص نے بھول کر پہلے قل ھو اللہ الخ پڑھ لی، پھر فاتحہ، اس پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

(۱۰۸) جہراور سر کی جامع مانع تعریف کیا ہے۔ سب کا جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں، اور ہو سکے تو براہ کرم گالیوں سے پرہیز کریں۔

بحث ماضی استمراری

(۱۰۹) آنحضرتؐ ظہر میں واللیل اذا یغشی الخ پڑھا کرتے تھے، کان یقرأ ماضی استمراری۔ (مسلم شریف ج ا۔ ص ۲۵۴)

(۱۱۰) آنحضرتؐ فجر میں ق والقرآن المجید پڑھا کرتے تھے۔ کان یقرا ماضی استمراری حضورؐ فجر کی سنتوں میں سورۃ الکافرون والاخلاص پڑھتے تھے، کان یقرأ ماضی استمراری ص ۲ حضورؐ فجر کی سنتوں میں قولوا امنا باللہ پڑھا کرتے تھے کان یقرأ ماضی استمراری ص ۳۔ کیا یہ ہی سورتیں ان نمازوں میں مقرر ہیں یا اور بھی پڑھ سکتا ہے کیا ماضی استمراری دوام کے لئے آیا کرتی ہے۔

(۱۱۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضورؐ کو بے شمار دفعہ مغرب کی سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے سنا۔ (ترمذی)

کیا ان رکعتوں میں جہراً پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ آپ جو مغرب کی سنتوں میں آہستہ قرأت کرتے ہیں اس کی صریح حدیث پیش فرمائیں؟

(۱۱۲) آنحضرت کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے تھے۔ (بخاری ص ۳۵ ج ۱)

حائضہ بیوی کو گود میں سہارا لگا کر قرآن پڑھا کرتے (ماضی استمراری بخاری ص ۴۴ ج ۱) حائضہ بیوی سے مباشرت فرمایا کرتے، ماضی استمراری۔

(بخاری ص ۴۴ ج ۱)

آپ ﷺ روزہ میں بیوی سے بوس و کنار فرمایا کرتے تھے، کان یقبل۔

(بخاری ص ۲۵۸ ج ۱)

آپ ﷺ نماز سے پہلے بیوی کا بوسہ لیا کرتے تھے (مشکوٰۃ، کان یقبل، کان یرقد وھو جنب۔ (بخاری شریف ص ۴۲ ج ۱)

یہ افعال رسولؐ ماضی استمراری سے ثابت ہیں ان کے منع یا منسوخ ہونے کی کوئی حدیث پیش کریں، ورنہ ان پر سنت مؤکدہ کی طرح عمل کریں، اور ان کے تارکین کو سنت کے تارک کہہ کر چیلنج بازیاں شروع کریں۔

(۱۱۳) ماضی استمراری کی اصل وضع ایک دفعہ کے فعل کیلئے ہے۔

(نووی ص ۲۵۴ ج ۱) مجمع البحار ص ۲۳۵ ج ۳، مسلک الختام ص ۵۶۷ ج ۱)

اس سے مواظبت بطور نص ثابت نہیں ہوتی، ہاں قرائن اجتہادیہ سے کہیں مجتہد دوام مراد لیتا ہے۔ کہیں دوام مراد نہیں لیتا۔ احناف کے ہاں سب قرائن سے بڑا قرینہ تعامل خلفاء راشدین، یا تعامل خیر القرون بلانکیر ہے۔ اگر فعل رسولؐ ماضی استمراری سے بھی ثابت ہو ان کے بعد اگر تعامل جاری ہوا تو وہ قرینہ عمل پر مواظبت کا ہوگا، اور اگر تعامل جاری نہ رہا تو وہ قرینہ ترک پر مواظبت کا ہوگا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا افعال نمبر ۱۱۲ میں گزرا۔

(۱۱۴) رکوع کی تکبیر منفرد اور مقتدی آہستہ کہیں، اور امام بلند آواز سے اس کی صریح حدیث پیش کریں۔

(۱۱۵) پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا حکم موجود (طبرانی عن ابن عباسؓ) منع کہیں نہیں فعل احادیث تواتر قدر مشترک کے درجہ میں موجود ہیں جن کے معارض کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں، اور امت کا اجماع تعامل بلانکیر موجود ان تین باتوں کو مد نظر رکھ کر ساری امت اسے سنت کہتی ہے۔

(۱۱۶) چار رکعت نماز میں بائیس تکبیریں ہوتی ہیں۔ (بخاری ص ۱۱۰ ج ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ روایت عمیر بن حبیب، حدیث ابن عباسؓ، (ابن ماجہ ص ۶۲) حدیث جابر بن عبداللہ، مسند احمد حدیث ابن عمرؓ مشکل الآثار طحاوی، حدیث ابو ہریرہؓ کتاب العلل، دار قطنی۔ ان پانچوں احادیث میں ماضی استمراری ہے، مگر شیعہ ان پر عامل ہیں اور غیر مقلد باغی ہیں۔

احادیث کی بغاوت

(۱۱۷) سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا آنحضرتؐ سے۔

(۱) حضرت مالک بن الحویرث۔ (نسائی)

(۲) حضرت وائل ابن حجرؓ۔ (ابوداؤد، دار قطنی، موطا امام محمد)

(۳) حضرت انسؓ (ابویعلی بسند صحیح)

(۴) ابن عمرؓ (طبرانی بسند صحیح)

(۵) ابوہریرۃ، ابن ماجہ۔ ابن عباسؓ ابوداؤد۔ یہ چھ اور پچھلی پانچ گیارہ احادیث سے سجدہ کے وقت رفع یدین ثابت ہے۔ اس کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل غیر مقلدین کے پاس نہیں ہے۔ ترک کی حدیث ایک ابن عمرؓ کی ہے۔ جو خود متعارض ہے، غیر مقلدین ایک متعارض حدیث کی بنا پر گیارہ احادیث پر عمل سے باغی ہیں۔

غیر مقلدین کا سفید جھوٹ

جھوٹ کی بھرمار

(۱۱۸) کہ تمام صحابہؓ بلا استثناء ساری عمر رفع یدین کرتے رہے، جو محض جھوٹ ہے۔

(۱۱۹) کبھی کہتے ہیں کہ ہر رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ دیا ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۱۲۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو دار العلم کوفہ میں آباد ہوئے۔ ان کی رفع یدین کی حدیث تو سناتے ہیں۔ مگر یہ بالکل نہیں بتاتے کہ حضرت علیؓ خود رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ (طحاوی، موطا امام محمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی)

اور نہ ہی یہ بتاتے ہیں کہ اصحاب علیؓ (جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی) میں سے ایک بھی رفع یدین نہ کرتا تھا۔ (ابن ابی شیبۃ) اور یہ بھی نہیں بتاتے تھے کہ اہل کوفہ کا عمل قدیماً وحدیثاً ترک رفع یدین پر ہی رہا ہے۔ (التعلیق الممجد ص ۹۱ ج ۳) اور امام مروزیؒ فرماتے ہیں" لانعلم مصراً من امصار ترکوا باجماعھم رفع الیدین عندالخفض والرفع الا اھل الکوفہ۔ (التعلیق الممجد ص ۹۱) یعنی اہل کوفہ میں تو ہمیشہ عمل ترک رفع یدین پر رہا ایک مثال بھی رفع یدین کی نہیں ملتی۔ نہ اہل کوفہ صحابہ سے نہ تابعین سے نہ تبع تابعین سے۔ ہاں دوسرے شہروں میں ترک رفع یدین پر اجماع نہ تھا، کبھی کبھار کوئی کر ہی بیٹھتا تھا۔ اگر چہ اس پر فوراً اعتراض ہو جاتا۔

غیر مقلدین کی خیانت ومنافقت

سنن ابی داؤد کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث اثبات رفع یدین کی نقل کی۔ حالانکہ ان کی صحیح حدیث بخاری ص ۱۱۰ ج ۱۔ صحیح مسلم ص ۱۶۸ ج ۱ جامع ترمذی ص ۶۴ پر موجود ہے، جس میں رفع یدین کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہاں رفع یدین کا ذکر کرنے والا راوی یحیٰی بن ایوب ہے جو ضعیف ہے (میزان) اس لئے حفاظ کے خلاف اس کی یہ حدیث منکر ہے۔ اس منکر حدیث کو تو ذکر

کیا مگر اس میں بھی ساری عمر رفع یدین کا ذکر نہیں۔ ہاں اس کے بعد ابو داؤد میں ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت براؓ بن عازبؓ اور حضرت جابر بن سمرۃ کی ترک رفع یدین کی احادیث تھیں جن کو نقل ہی نہیں کیا۔ خیانت اہلحدیث کی نشانی نہیں بلکہ منافق کی علامت ہے۔ اور پھر سنن نسائی سے حضرت وائلؓ کی ضعیف حدیث رفع یدین کی نقل کر دی۔ جس میں رفع یدین کے باقی رہنے کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین کی حدیث کو چھوڑ دیا یہ ایسا ہی دھوکا ہے جیسے کوئی عیسائی بیت المقدس والی حدیث نقل کر دے اور بیت اللہ والی کا نام نہ لے۔

اور ایک جھوٹ غیر مقلدین یہ بھی بولتے ہیں کہ! ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ رفع یدین کرتے تھے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نہ جزء رفع یدین میں یہ تعداد مذکور ہے نہ ہی وہ رسالہ قابل اعتماد ہے۔ یہ بات حضرت وائلؓ کی دوسری آمد کے ضمن میں ہے جب کہ ابو داؤد میں دوسری آمد کے وقت صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر ہے۔

رفع یدین کے نسخ کی بحث

غیر مقلدین نے بعض علماء کے نامکمل حوالے نقل کر کے آخر میں ملا علی قاری حنفی کا نعرہ حق کا عنوان لکھ کر موضوعات کبیر کے حوالہ سے کہ رفع یدین نہ کرنے کی سب حدیثیں باطل ہیں۔ اپنے خیال میں میدان فتح کر لیا ہے لیکن یہ اتنا بڑا فریب ہے جس کی مثال کسی کافر کی کتاب میں بھی نہیں ملی۔ ملا علی قاری نے اس قول کی پرزور تردید فرمائی ہے اور پوری چوبیس سطروں میں ترک رفع یدین کی احادیث ذکر کی ہیں۔ بلکہ رفع یدین کو منسوخ ثابت کیا ہے۔

یہ جھوٹی روایات پڑھ سن کر ان کی فطرت ہی ایسی جھوٹ پسند ہو گئی ہے کہ اب وہ سچ کو برداشت ہی نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ خانہ خدا میں بیٹھ کر ترک رفع یدین کی (اور دیگر) تمام صحیح احادیث کا پوری جرأت سے انکار کرتے ہیں اور منکرین حدیث سے بڑھ کر ان احادیث کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(۱۲۱) مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۴ پر لکھتے ہیں۔ تصدیق

احادیث رفع الیدین قبل رکوع و بعد رکوع۔ (ہدایہ ص ۳۸۴ ج ۱۔ شرح وقایہ ص ۱۰۲) یہ دونوں حوالے محض جھوٹ ہیں۔

(۱۲۲) نماز الت صحیح الاسناد ہے ص ۳۸۶ ج اصاف جھوٹ اصل عربی عبارت پیش کرو۔

(۱۲۳) رفع یدین کرنے کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔
(ہدایہ ص ۳۸۹ ج ۱) جھوٹ۔

(۱۲۴) رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۰۲) (ہدایہ ص ۳۸۶ ج ۱) بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۲۵) حق یہ ہے کہ آنحضرتؐ سے رفع یدین صحیح ثابت ہے (ہدایہ ص ۳۸۶ ج ۱) بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۲۶) جو رفع یدین کرے اس سے مناقشہ حلال نہیں۔ (ہدایہ ص ۳۸۹ ج ۱) بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۲۷) رکوع سے پہلے ایک تکبیر ہے یا دو۔ اگر غیر مقلد دو تکبیریں کہیں، ایک رفع یدین کے ساتھ، دوسری رکوع کے ساتھ، تو یہ حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث بخاری میں چار رکعت کی بائیس تکبیریں مذکور ہیں۔

(۱۲۸) اگر ایک تکبیر ہے تو وہ صرف رکوع کی ہے یکبر عن کل خفض ورفع اسی لئے اس کو تکبیر انتقال کہتے ہیں تو رفع یدین بغیر تکبیر کے رہ گئی۔ بغیر ذکر کے ہاتھ اٹھانا کوئی عبادت نہیں۔

نوٹ: مندرجہ بالا سوالات میں سے سوال نمبر ۱۲۱ و نمبر ۱۲۶ میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ ہدایہ اور شرح وقایہ کے ہیں۔ یہ دونوں کتابیں عربی میں ہیں ان کے متن کی اصل عربی پیش کریں۔ جس کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے؟ تو ہم فی عبارت ایک سو روپیہ انعام دیں گے۔

حضرات گرامی: ۔ایک ہی مسئلہ میں اتنے جھوٹ اور فریب آپ کسی اور فرقہ میں نہیں دکھا سکتے۔

افسوس: افسوس ہے کہ یہ سب کچھ قرآن وحدیث کے نام پر ہو رہا ہے۔ ہمارے جو دوست ان کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ فرقہ قرآن وحدیث کا خادم ہے۔ وہ ان کے جھوٹ اور فریب پر غور و فکر کریں، جو قرآن وحدیث کے نام پر ہو رہا ہے۔ ۱۲ محمد امین عفی عنہ

(۱۲۹) رکوع کا ذکر ایک مرتبہ کہنا جائز ہے یا نہیں، کیونکہ بخاری و مسلم میں تعداد کا کوئی ذکر نہیں۔

(۱۳۰) کم از کم تین مرتبہ کہنے کی حدیث ضعیف ہے۔ عون کا ابن مسعودؓ سے سماع نہیں اور اسحاق ابن یزید مجہول ہے۔

(۱۳۱) دس مرتبہ پڑھنے کی روایت نسائی میں ہے وہ بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں وہیب بن مانوس مستور ہے۔

(۱۳۲) آپؐ نے حکم صرف سبحان ربی العظیم کا دیا ہے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(۱۳۳) اگر کوئی رکوع میں کوئی ذکر بھی نہ کرے تو نماز جائز ہے۔

(نسائی مترجم ص ۳۵۰ ج ۱)

(۱۳۴) اگر کوئی بھول کر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نماز باطل ہوگی۔

(۱۳۵) نسائی مترجم ص ۳۴۹ ج ۱۔ ابوداؤد مترجم ص ۳۴۰ ج ۱ پر رکوع کا ذکر بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ اس پر آپ کا عمل کیوں نہیں۔

(۱۳۶) آپ جو ہمیشہ رکوع کے اذکار آہستہ پڑھتے ہیں اس کی صریح حدیث کہاں ہے۔

(۱۳۷) رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے کسی نے بھول کر کوئی آیت پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نماز باطل ہوگی۔

(۱۳۸) نسائی شریف میں رکوع کے چھ قسم کے اذکار ہیں۔ کیا آپؐ نے سب پر مواظبت فرمائی یا کسی ایک پر بھی مواظبت نہیں فرمائی۔ ہمیں کیا حکم دیا۔

(۱۳۹) حکیم محمد صادق سیالکوٹی نے رکوع کی چوتھی دعا بحوالہ بخاری و مسلم ذکر کی ہے۔ حالانکہ وہ نہ بخاری میں ہے۔ نہ ہی مسلم میں۔ اگر ہے تو پیش کریں؟

(۱۴۰) رکوع سے اٹھتے وقت امام ذکر بلند آواز سے، مقتدی و منفرد آہستہ کہیں، اس فرق کی کیا دلیل ہے۔ پیش کریں۔

(۱۴۱) بعض غیر مقلدین قومہ میں ہاتھ باندھتے ہیں۔ اور بعض چھوڑ دیتے ہیں

دونوں کس حدیث پر عامل ہیں۔

(۱۴۲) مقتدی کا قومہ کی دعا بلند آواز سے پڑھنا، نسائی شریف میں موجود ہے، غیر مقلدین کا عمل اس کے خلاف ہے۔

(۱۴۳) قومہ کے اذکار فرض ہیں یا واجب یا سنت، صریح حکم حدیث میں دکھائیں۔

(۱۴۴) سجدوں کی تکبیرات، تسبیحات امام بلند آواز سے کہتا ہے، مقتدی، منفرد آہستہ کہتے ہیں یہ فرق کس حدیث میں ہے۔

(۱۴۵) سجدہ کی تسبیحات کتنی مرتبہ پڑھنی چاہئیں، اس کی کوئی صحیح حدیث بتائیں۔

(۱۴۶) نسائی مترجم ص ۳۷۷ ج ا پر ہے کہ سجدہ میں کوئی ذکر بھی نہ کرے تو جائز ہے۔ اس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں۔

(۱۴۷) حکیم صادق صاحب نے سجدوں سے درجات کی بلندی کے عنوان کے تحت ایک حدیث لکھی ہے۔ علیک بکثرة السجود الخ۔ حالانکہ یہ الفاظ حدیث رسول نہیں۔ صادق صاحب نے اپنی طرف سے ملا دیئے ہیں۔

(۱۴۸) سجدوں کے درمیان ہاتھ باندھے یا کھلے رکھے تو کہاں رکھے۔ صاف صریح حدیث پیش کریں۔

(۱۴۹) مسند احمد ص ۳۱۷ ج ۴ پر گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے مگر ساتھ ہی اشارہ سبابہ بین السجدتین ہے۔ جس پر آپ کا عمل نہیں؟

(۱۵۰) بین السجدتین جو ذکر آپ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں، اس کے آہستہ پڑھنے کی کونسی حدیث ہے۔

(۱۵۱) یہ ذکر بین السجدتین فرض ہے، واجب ہے، یا سنت۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو نماز اس کی ناقص ہوگئی یا باطل۔

(۱۵۲) امام بیہقی ص ۲۲۲ ج ۲، اور فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۴۸ ج ۳ پر احادیث اور آئمہ اربعہ سے ثابت کیا ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔ غیر مقلدین ان احادیث اور اجماع کے خلاف محض قیاس سے کہتے ہیں کہ مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔

(۱۵۳) رکوع وسجدہ کے اذکار عربی میں کہنا ضروری ہیں اگر کوئی اور زبان میں کہے تو پھر اس کی نماز ناقص ہوگئی یا باطل۔

(۱۵۴) ایک شخص ایک سجدہ کے بعد بھول کر کھڑا ہوگیا، دوسری رکعت کے رکوع میں یاد آیا۔ اب وہ نماز کس طرح پوری کرے۔

غیر مقلدین باغی سنت ہیں

فتاوٰی علماء حدیث ص ۳۰۶ ج ۴ پر لکھا ہے کہ سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی حدیث بلاشک صحیح ہے، یہ حضورؐ کی آخری عمر کا فعل ہے۔ بلاشبہ اس کا عامل مردہ سنت کو زندہ کرنے والا، اور مستحق اجر سو شہید کا ہے۔ غیر مقلدین اس سنت سے باغی ہیں۔

(۱۵۵) وتر کے قومہ میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا، اور منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ کرنا کس حدیث میں ہے

جلسہ استراحت اختراع غیر مقلدین ہے

(۱۵۶) کیا کسی صحیح صریح حدیث میں ہے کہ؟ جلسہ استراحت سنت مؤکدہ ہے؟

(۱۵۷) کیا جلسہ استراحت میں کوئی ذکر بھی مسنون ہے اقم الصلوٰۃ لذکری کے خلاف ہے یا نہیں۔

(۱۵۸) کیا جلسہ استراحت کے بعد تکبیر کہہ کر اٹھنا بھی کسی حدیث سے ثابت ہے؟ جب ثابت ہی نہیں تو یہ سنت یا مستحب نہ ہوا، کیونکہ یہ خفض واقع میں تکبیر ہے (بخاری شریف) اور تکبیرات کی تعداد بائیس ہے۔

(۱۵۹) حضورؐ نے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کا حکم دیا، (بخاری ص ۹۸۶ ج ا)

حضرت ابو مالک اشعریؓ نے اپنی ساری قوم کو جب حضورؐ کی نماز کا طریقہ سکھایا اس نے نہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین سکھائی اور نہ ہی جلسہ استراحت سکھایا۔ (مسند احمد ص ۳۴۳ ج ۵)

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، اور حضورؐ کے صحابہ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

حضرت نعمان بن ابی عیاش فرماتے ہیں، میں نے بہت سے صحابہؓ کی زیارت کی، ان میں سے کوئی بھی جلسہ استراحت نہیں کرتا تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ، ابن عمیرؒ، ابراہیم نخعی، کوئی بھی جلسہ استراحت نہ کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۴ ج ۱)

ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بوڑھے عمرو بن سلمہ کے علاوہ کسی کو جلسہ استراحت کرتے نہیں دیکھا۔ (بخاری ص ۱۱۳ ج ۱)

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ امام محمدؒ، اوزاعی، اور ثوری بھی جلسہ استراحت کے قائل نہ تھے۔ (تمہید، کتاب الحجہ ص ۳۱۷ ج ۱)

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ سنت یہی ہے کہ جلسہ استراحت نہ کرے سیدھا کھڑا ہو، ہاں بڑھاپے وغیرہ کے عذر سے کوئی سیدھا نہ اٹھ سکے تو وہ باعث عذر جلسہ استراحت کر کے اٹھے۔ (کتاب الحجہ ص ۳۱۵ ج ۱)

ناصر البانی غیر مقلد جس کا ذکر فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۷۶ ج ۳ پر ہے، وہ بھی فرماتے ہیں کہ جلسہ استراحت مشروع نہیں، صرف حاجت کے لئے ہے۔

(ارداء الغلیل ص ۸۳ ج ۲)

(۱۶۰) مولوی یوسف نے حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۵ پر جو لکھا ہے کہ جلسہ استراحت نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے (شرح وقایہ ص ۱۰۱) یہ بالکل جھوٹ ہے۔ شرح وقایہ کے متن کی اصل عبارت پیش کرو اور ایک صد روپیہ انعام لو؟

(۱۶۱) شیخ ناصر البانی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہر رکعت تعوذ سے شروع کرو (صفۃ صلوٰۃ النبی ص ۱۳۷) یہ آنحضرتؐ کی کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۱۶۲) دو رکعت کے بعد قعدہ فرض ہے، واجب ہے یا سنت، اگر بھول کر آدمی کھڑا ہو جائے تو سجدہ سہو کرنا ہوگا یا کیا؟

درمیانی اور آخری قعدہ پر غور کرو

(۱۶۳) وتر کی نماز میں جو غیر مقلدین یہ تشہد نہیں بیٹھتے، وہ فرض کے تارک ہیں یا سنت کے یا واجب کے۔؟

(۱۶۴) حکیم صادق نے جو حدیث وتر کے بارہ میں لا یقعد والی لکھی ہے، اس میں سیبان ضعیف ہے، ابان منفرد ہے، قتادہ مدلس ہے اور مستدرک کے اکثر نسخوں میں یہ روایت سرے سے موجود ہی نہیں، اس لئے مولوی عبدالرؤف غیر مقلد کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ۔ اس روایت کا ان الفاظ سے مروی ہونا محل نظر ہے۔ (حاشیہ صلوٰۃ الرسول ص ۳۹۱) امام بیہقی نے بھی اس کو خطا قرار دیا ہے۔ ص ۲۸ ج ۳۔ البانی بھی شاذ کہتے ہیں۔ (ارواء الغلیل)

(۱۶۵) ایک شخص نے بھول کر درمیانی قعدہ میں تشہد کی بجائے الحمد شریف پڑھ لی اور تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر یاد آیا اب موافق حدیث وہ نماز کس طرح پوری کرے۔

(۱۶۶) درمیانی قعدے میں تشہد فرض ہے یا سنت، اور کہاں تک پڑھے۔ شیخ البانی کہتے ہیں کہ درود بھی پڑھے۔ اور عبداللہ روپڑی کہتے ہیں کہ درود نہ پڑھے، کس کا مسئلہ حدیث کے موافق ہے۔ کس پر عمل کیا جائے۔

(۱۶۷) آخری قعدہ فرض ہے یا واجب یا سنت، اگر کوئی آخری قعدہ چھوڑ کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو جائے تو اب وہ کیا کرے۔

(۱۶۸) آخری قعدہ کر کے تشہد پڑھ کر بھول کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو گیا۔ اب وہ نماز کس طرح پوری کرے۔

(۱۶۹) آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے، یا واجب یا سنت۔

(۱۷۰) نسائی شریف مترجم ص ۴۲۴ ج ۱، پر تقریری حدیث میں تشہد بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے، آپ کا اس پر عمل نہیں؟

(۱۷۱) اگر آخری قعدہ میں بھول کر تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھ کر سلام پھیر دیا، اب کیا کرے۔

(۱۷۲) آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا فرض ہے، یا واجب، یا سنت

درود ابراہیمی پر بحث

(۱۷۳) کیا صحاح ستہ کی کسی صحیح حدیث میں صراحت ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی ہی خاص ہے۔ نسائی مترجم ص ۴۲۴ ج ۱، کی تقریری حدیث سے درود کا جہراً پڑھنا ثابت ہے۔ آپ کا اس پر عمل کیوں نہیں؟

(۱۷۴) آپ کا امام، مقتدی، منفرد، سب نماز میں درود آہستہ پڑھتے ہیں۔ اس کی صریح حدیث پیش فرمائیں۔

(۱۷۵) اگر کوئی شخص درود پڑھے بغیر سلام پھیر دے، تو اب نماز دوبارہ پڑھے، یا کیا؟

(۱۷۶) کوئی شخص درود ابراہیمی کی بجائے کوئی اور ماثور درود پڑھ لے، تو نماز پر کیا اثر پڑے گا۔

(۱۷۷) درود کے بعد دعا مانگنا فرض ہے یا واجب یا سنت۔ صریح حکم حدیث سے دکھائیں۔

(۱۷۸) یہ دعا عربی زبان میں ضروری ہے۔ یا غیر ماثور دعا بھی مانگ سکتا ہے حدیث سے جواب دیں۔

(۱۷۹) نسائی مترجم ص ۴۲۴ ج ۱، کی تقریری حدیث سے اس دعا کا بلند آواز سے مانگنا ثابت ہے۔ جس کو آپ نے چھوڑ رکھا ہے۔

(۱۸۰) اگر کوئی شخص یہ دعا ہاتھ اٹھا کر مانگے تو کس حدیث سے اس کو منع کیا جائے یا کس سے ثابت کیا جائے۔

سلام پر بحث

(۱۸۱) نماز کے آخر میں دونوں طرف سلام پھیرنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت۔

(۱۸۲) امام مقتدی اور منفرد سلام کے وقت دل میں کیا نیت کریں۔

(۱۸۳) امام بلند آواز سے مقتدی و منفرد آہستہ آواز سے سلام پھیریں۔ یہ صراحت

کس حدیث میں ہے۔

(۱۸۴) فتاویٰ علماء حدیث ص ۲۱۴ ج ۳، پر ہے "نماز فرض وسنت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں اس پر قولی، فعلی، اور اثری بہت سی دلیلیں ہیں۔ اور عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔ آج کل غیر مقلدین ان قولی، فعلی دلیلوں سے باغی ہو کر دعا کا صاف انکار کر گئے ہیں۔

(۱۸۵) کسی غیر عورت سے بوس و کنار کر کے نماز پڑھ لے سب کچھ معاف ہو جاتا ہے۔ (بخاری شریف ص ۷۵ ج ۱) کیا آپ اپنی صاحبزادیوں کو اس پر عمل کرنے، کروانے کی اجازت دیتے ہیں۔

(۱۸۶) حضور ﷺ فرماتے؟ عورت سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ص ۱۹۷ ج ۱) مگر حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کے سامنے لیٹی ہوتیں آپ سجدہ میں جاتے وقت اس کے پاؤں بھی دباتے۔ (مسلم ص ۱۹۸ ج ۱)

(۱۸۷) آپ نے فرمایا حائضہ عورت سامنے ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (ابوداؤد ص ۲۸۳ مترجم ج ۱) حضرت عائشہؓ حالت حیض میں سامنے لیٹتی (ابوداؤد ص ۲۸۴، ج ۱) حضرت میمونہ حیض میں پہلو میں........ (بخاری ص ۷۴ ج ۱، مسلم ص ۱۹۸ ج ۱)

(۱۸۸) عورتیں نماز میں امام کی شرمگاہ کو دیکھتی رہیں، تو ان کی نماز نہیں ٹوٹتی (بخاری ص ۶۹۰ ج ۲) اگر مرد، عورت کی شرمگاہ دیکھ لے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۸۹) حضور نماز میں بیوی کے پاؤں کو ہاتھ لگا لیتے، آپ نماز پڑھتے تو بیوی آپ کی پنڈلیوں کو ہاتھ لگا لیتی، اور نماز نہ ٹوٹتی۔ اگر نمازی عورت کے کسی اور حصے کو ہاتھ لگا لے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۰) آپ نماز سے پہلے بیوی کا بوسہ لیتے، اس سے وضو نہ ٹوٹتا، اگر مرد نماز پڑھتی عورت کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔ جواب حدیث صریح سے دیں۔

(۱۹۱) اگر اس کے برعکس مرد نماز پڑھ رہا تھا، عورت نے بوسہ لیا۔ تو مرد کی نماز

ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۲) نمازی کی نظر اپنی شرم گاہ پر پڑ گئی تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۳) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے گود میں پیشاب کر دیا۔نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۴) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے دودھ چوسنا شروع کر دیا۔نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۵) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گدھا سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم ص ۱۹۷ ج ۱) لیکن آپؐ نے خود نماز پڑھائی تو سب کے سامنے گدھی چر رہی تھی۔ (مسلم، ص ۱۹۶ ج ۱، ابوداوٗد، نسائی) بلکہ آپؐ نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے۔

(۱۹۶) آپؐ نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ص ۱۹۷، ج ۱)

(۱۹۷) آنحضرت ﷺ پر حالت نماز میں اونٹنی کا بچہ دان ڈالدیا گیا۔اس پر باب یوں باندھتے ہیں۔ جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار (نماز میں) ڈالدیا جائے تو نماز نہیں بگڑے گی۔اور عبداللہ بن عمرؓ جب نماز کے اندر اپنے کپڑے پر خون دیکھتے تو اس کپڑے کو اتار کر ڈال دیتے، اور نماز پڑھے جاتے۔اور سعید ابن المسیبؒ اور عامر شعبیؒ نے کہا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ لے، اور اس کے کپڑے میں خون لگا ہو یا منی لگی ہو۔تب بھی نماز نہ لوٹائے۔ (بخاری مترجم ص ۱۹۶ ج ۱، باب نمبر ۱۶۷)

(۱۹۸) آنحضرت ﷺ اپنی نواسی حضرت امامہؓ کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے (بخاری و مسلم) اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ لڑکے یا لڑکی یا کسی اور پاک جانور کا فرض یا نفل نماز میں اٹھانا درست ہے۔اور امام و مقتدی اور منفرد سب کے لئے جائز ہے اور مالکیہ نے اس کا جواز نفل نماز سے خاص کیا ہے لیکن یہ لغو ہے، کیونکہ خود حدیث سے ثابت ہے کہ آپؐ امام تھے

اور امامہ کو اٹھائے ہوئے تھے۔

بعض مالکیہ نے کہا ہے یہ حدیث منسوخ ہے۔ بعض نے کہا کہ ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا۔ مگر یہ سب باتیں باطل اور مردود ہیں اور حدیث سے اس امر کا جواز ثابت ہے کہ قواعد شرعیہ کے یہ امر خلاف نہیں۔ کیونکہ آدمی پاک ہے۔ اور بچے کے بدن اور کپڑے کو پاک سمجھنا چاہیئے جب تک نجاست پر کوئی دلیل نہ ہو۔

(حاشیہ صحیح مسلم ص ۱۱۷ و ص ۱۱۸ ج ۲)

(۱۹۹) آپ کے مذہب میں کتا اور خنزیر پاک ہیں (عرف الجادی ص ۱۰) پھر ان کو اٹھا کر نماز پڑھنا کس حدیث کے خلاف ہے۔

(۲۰۰) آپ کے مذہب میں تو نمازی جس چیز کو اٹھائے اس کا پاک ہونا بھی ضروری نہیں (بدور الاہلہ) آپ کے نزدیک تو کتا اور خنزیر پیشاب پاخانے میں لت پت ہو تب بھی نماز ہو جائے گی۔

(۲۰۱) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے اوڑھنی کھینچ لی، تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۲۰۲) حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبۃ میں ہے کہ حضرت معاذؓ اور حضرت عمرؓ نماز میں جوئیں مارا کرتے تھے۔ (ص ۳۶۷ و ص ۳۶۸ ج ۲)

(۲۰۳) حدیث کی کتاب میں ہے کہ ابراہیم، قتادہ، حکم، عطاء نے فرمایا کہ کوئی سرے سے تکبیر تحریمہ ہی نہ کہے تو نماز جائز ہے۔ (عبدالرزاق ص ۲۷ و ص ۷۳ ج ۲)

(۲۰۴) حدیث کی کتاب میں ہے کہ عطاء نے کہا۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ٥ نہ پڑھے تو بھی نماز جائز ہے۔ (عبدالرزاق ص ۸۷ ج ۲)

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اکیلا آدمی بھی سورۃ الفاتحہ نہ پڑھے تو نماز نہ دہرائے۔ (ص ۹۵ ج ۲)

(۲۰۵) حضرت عمرؓ نے مغرب کی پہلی رکعت میں فاتحہ نہ پڑھی اور سجدۂ سہو کر لیا۔ (ص ۱۲۳ ج ۲) حضرت معمر، قتادہ، اور حضرت حماد فرماتے ہیں کوئی تشہد نہ پڑھے تو نماز درست ہے، (ص ۲۰۵ ج ۲) حضرت ابو برزہ اسلمی خچر کو ہاتھ میں پکڑ کر نماز پڑھا

کرتے تھے۔ (ص ۲۶۲ ج ۲)

(۲۰۶) نمازی لاٹھی سے جانور کو بھگا دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ص ۲۶۲ ج ۲)

(۲۰۷) نمازی نماز میں کنکریاں جمع کر کے یا لکیریں لگا کر گنتی کرتا رہا تو کوئی مضائقہ نہیں (ص ۳۲۹ ج ۲) حضرت سعید بن جبیرؒ نفل نماز میں پانی وغیرہ پی لیا کرتے تھے۔ حضرت طاؤس بھی جائز کہتے تھے۔ (ص ۳۳۳ ج ۲)

(۲۰۸) حرام زادہ نماز میں امام بن سکتا ہے۔ (ص ۳۹۶، ص ۳۹۷ ج ۲)

(۲۰۹) آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد نبویؐ کچی تھی یا پکی۔

(۲۱۰) آپؐ نے مسجد نبوی کا نام مسجد قدس رکھا تھا، یا مسجد مبارک، یا مسجد اہل حدیث۔

(۲۱۱) علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ حضرت علیؓ مسجد میں محراب دیکھتے تو اس کو توڑ ڈالتے، مسجد میں محراب بنانا خلاف سنت ہے۔ اب اکثر لوگوں نے اس کو اختیار کر لیا ہے۔ الا ماشاء اللہ ایک جماعت اہل حدیث نے چند مسجدیں مطابق سنت کے بنائی ہیں۔ جن میں نہ محراب ہے نہ منبر۔ (لغات الحدیث ص ۴۴، کتاب الحاء)

(۲۱۲) احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد کا فرش کچا تھا۔ پیشانی پر مٹی لگ جاتی تھی۔ کیا مسجد کا پکا فرش بنانا حدیث میں صراحۃً آیا ہے۔

(۲۱۳) کیا آنحضرتؐ نے مسجد میں کائی کی صفیں اور ان پر قالین بچھوائے تھے۔

(۲۱۴) آنحضرتؐ نے مسجد کے کتنے مینار بنوائے تھے، ان کی بلندی کتنی تھی۔

(۲۱۵) آنحضرتؐ نے مسجد کے ساتھ کتنے استنجاء خانے اور کتنے غسل خانے بنوائے تھے۔

(۲۱۶) آنحضرتؐ نے وضو کی جگہ مسجد میں کس طرف بنوائی تھی۔

(۲۱۷) آپؐ نے مسجد میں کس قسم کا پنکھا لگوایا تھا۔

(۲۱۸) آپؐ نے فرمایا ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے، مسجد میں گھنٹی والے کلاک لگانے کا حدیث میں کیا حکم ہے۔

(۲۱۹) آنحضرت ﷺ ایک مد پانی سے وضو کیا کرتے تھے اس سے زیادہ پانی

خرچ کرنا اسراف ہے یا نہیں۔ ذرا سوچ سمجھ کر بتلائیں۔

(۲۲۰) آپؐ ایک صاع پانی سے غسل فرماتے تھے۔ غسل میں اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اسراف ہے، یا نہیں۔

(۲۲۱) مد اور صاع کی مقدار ہمارے وزن کے موافق حدیث سے کتنی ثابت ہے۔

(۲۲۲) قرآن وحدیث سے عام مکان اور مسجد میں مابہ الامتیاز کیا کیا چیزیں ثابت ہیں۔

(۲۲۳) آپؐ کے زمانے میں کتنی روشنی ہوتی تھی، اس سے زائد روشنی اسراف ہے یا نہیں۔

(۲۲۴) آپؐ کے زمانہ میں حبشیوں نے جنگلی کھیل کھیلا تھا۔ اب آپ کی مسجد میں یہ سنت زندہ ہے یا مردہ۔

(۲۲۵) آپ نے جوتا دونوں پاؤں کے درمیان رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جو لوگ مسجد سے باہر جوتے اتارتے ہیں، یا آگے رکھتے ہیں، وہ اس حدیث کے مخالف ہیں یا نہیں۔

(۲۲۶) کیا جس طرح حدیث میں من رغب عن سنتی فلیس منی آیا ہے اسی طرح کسی حدیث میں، من رغب عن حدیثی فلیس منی بھی آیا ہے۔

(۲۲۷) جس طرح حدیث میں من احب سنتی فقد احبنی آیا ہے۔ کیا کسی حدیث میں احب حدیثی فقدا حبنی بھی آیا ہے۔

(۲۲۸) کیا جس طرح حدیث میں علیکم بسنتی آیا ہے۔ کسی حدیث میں علیکم بحدیثی بھی آیا ہے۔

(۲۲۹) جس طرح سنت پر عمل کرنے کا ثواب سو شہید کے برابر حدیث میں آیا ہے کیا کسی حدیث میں، حدیث پر عمل کرنے کا ثواب بھی آیا ہے۔

(۲۳۰) جس طرح حدیث میں سنت اور حدیث کا الگ الگ ہونا آیا ہے کیا کسی حدیث میں حدیث اور سنت کا ایک ہونا بھی آیا ہے۔

(۲۳۱) جس طرح صحیح مسلم ص ۱۰ ج ۱ پر حدیث کا نام لیکر گمراہ کرنے والوں پر فتنہ ڈالنے والوں کو کذاب ودجال کہا ہے، کیا کسی حدیث میں سنت کے عاملین کو بھی ایسا

کہا گیا ہے۔

(۲۳۲) غنیۃ الطالبین میں، ایک حدیث میں شیطان کے بچے کا نام حدیث آیا ہے۔کیا غیر مقلد وہی تو نہیں؟

(۲۳۳) حدیث میں اجماع کے منکر کو گمراہ و دوزخی کہا گیا ہے۔کیا کسی حدیث میں اجماع کے ماننے والوں کو بھی دوزخی اور گمراہ کہا گیا ہے۔

(۲۳۴) جس طرح قرآن وحدیث میں فقہ کی تعریف ہے، کیا کسی آیت یا حدیث میں فقہ کی مذمت ہے۔

(۲۳۵) منکرین حدیث بہت سے سوالات کرتے ہیں کہ معاذ اللہ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کے قول وفعل میں تضاد تھا۔اس تضاد کو اپنے قیاس سے نہیں احادیث سے رفع فرمائیں، تاکہ لوگ حدیث سے بدظن نہ ہوں۔آپؐ کا حکم تھا کہ رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف پشت کرو نہ منہ مگر آپ خود قبلہ رو ہو کر قضائے حاجت فرماتے تھے۔

(۲۳۶) آپؐ کا حکم تھا کہ تین سے کم پتھروں سے استنجاء نہ کرو، مگر خود دو پتھروں سے کیا۔

(۲۳۷) آپؐ لوگوں کو بیوی کے غسل کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، مگر خود اپنی بیوی کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرما لیتے تھے۔

(۲۳۸) آپؐ بار بار فرماتے تھے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر خود گوشت کھا کر وضو نہیں کرتے تھے۔

(۲۳۹) آپؐ کا حکم تو یہ تھا کہ جنبی شخص وضو کر کے سوئے، مگر خود پانی کو چھوئے بغیر سو جایا کرتے تھے۔

(۲۴۰) آپ صبح کی نماز روشنی میں پڑھنے کا حکم دیتے تھے، مگر خود اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

(۲۴۱) آپ عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے، مگر خود نماز پڑھتے تھے۔

(۲۴۲) آپؐ لوگوں کو نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، اور خود گوشہ چشم سے دائیں بائیں دیکھا کرتے تھے۔

(۲۴۳) آپؐ جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر جانے سے منع فرمایا کرتے تھے مگر خود گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے تھے۔

(۲۴۴) آپؐ فرمایا کرتے تھے، جو روزہ کی حالت میں سینگی لگوائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر خود روزہ میں سینگی لگوائی۔ یہ سوالات ترمذی میں موجود ہیں، ان کے جوابات آپ صحیح صریح احادیث کے حوالہ سے پیش کریں۔

(۲۴۵) آنحضرت ﷺ نے جس طرح اپنے صحابہ کو اہل قرآن فرمایا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) کیا کسی صحیح حدیث میں صحابہؓ کو اہل حدیث فرمایا تھا۔

(۲۴۶) مولوی ثناء اللہ صاحب، اور مولوی عنایت اللہ اثری مرزائیوں کے پیچھے نماز کو جائز بھی کہتے تھے اور پڑھ بھی لیتے ہے، یہ کس حدیث پر عمل تھا۔ (فیصلہ مکہ الجرا البلیغ)

(۲۴۷) آنحضرتؐ نے بنو قریظہ کے راستے میں عصر پڑھنے والوں میں دونوں میں سے کسی کے اجتہاد کو غلط نہ فرمایا نہ کسی پر اعتراض کیا، غیر مقلدین کس حدیث کی بنا پر مجتہدین کو شیطان کہتے ہیں۔

(۲۴۸) آنحضرتؐ کی حدیث کے مطابق مجتہد کو ہر حال میں اجر ملتا ہے، صواب پر دو، خطاء پر ایک، پھر مجتہدین کو گالیاں دینا کس حدیث پر عمل ہے۔

(۲۴۹) مولوی محمد یوسف غیر مقلد حقیقۃ الفقہ میں فرماتے ہیں۔ گردن کا مسح بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔ (ہدایۃ، ص ۱۸ و ص ۱۹۳ ج ۱)

حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ ہدایہ شریف میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۵۰) دیگر ص ۱۹۴، پر لکھتے ہیں کہ۔ عمامہ پر مسح جائز ہے۔ (ہدایہ ص ۱۰ ج ۱) حالانکہ ہدایہ کی اصل عبارت (عربی) یہ ہے **لایجوز المسح علی العمامۃ**، پگڑی پر مسح جائز نہیں ہے۔

(۲۵۱) دیگر ص ۲۰۰ پر لکھتے ہیں کہ۔ تیمم ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں۔ (ہدایہ ص ۱۴۲ ج ۱۔ شرح وقایہ ص ۵۷) اور ص ۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ۔ تیمم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف اور موقوف ہیں۔ (ہدایہ ص ۱۴۲ ج ۱۔ شرح وقایہ ص ۵۶) یہ چاروں جھوٹ ہیں۔ ہدایہ میں تو لکھا ہے کہ تیمم دو ضرب سے ہے۔ ایک چہرے کیلئے اور دوسری دونوں بازوؤں کے لئے۔ یہی آنحضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

پھر ص ۲۱۴ پر لکھتے ہیں کہ۔ آنحضرت ﷺ کا عمل دوام غلس میں تھا (ہدایہ ص ۲۹۲ ج ۱) حالانکہ اصل عربی عبارت یہ ہے۔ ویستحب الاسفار بالفجر لقوله علیه السلام اسفر وابا الفجر فانه اعظم للاجر اور مستحب ہے روشنی میں فجر کی نماز پڑھنا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا حکم یہی ہے کہ فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھو، اس کا ثواب بہت ہے۔

نیز لکھتے ہیں۔ ترجیع حدیث سے ثابت ہے۔ (ہدایہ ص ۲۹۲ ج ۱) حالانکہ ہدایہ میں اس کے برعکس (یوں) ہے، لاترجیع فیه .لنا انه لا ترجیع فی المشاهیر، یعنی اذان میں ترجیع نہیں، کیونکہ احادیث مشہورہ میں ترجیع ثابت نہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ اقامت ایک ایک بار ہے (شرح وقایہ) حالانکہ اصل کتاب میں ہے کہ اقامت اذان کے مثل ہے، کیونکہ فرشتے نے اذان اور اقامت ایک جیسی ہی سکھائی تھی۔ اسی کتاب حقیقۃ الفقہ (جو پوری دنیا کے جھوٹوں سے بھری ہوئی ہے) میں یہ جھوٹ بھی درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۲۵۲) سجدہ سہو، دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کرے۔

(ہدایہ ص ۵۸۴ ج ا شرح وقایہ ص ۱۳۹)

(۲۵۳) سجدہ سہو میں ایک سلام پھیرنے والا بدعتی ہے (ہدلیۃ ص ۵۸۵ ج ۱) یہ سب جھوٹ ہیں۔ آپ خود یہ کتابیں اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو حیرت ہو گی کہ ان کتابوں میں

ان کے برعکس لکھا ہے۔ غلط باتوں کو ان مستند کتابوں سے منسوب کر کے عوام کو بدھو بناتے ہیں۔

نیز لکھتے ہیں کہ۔ تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔

(ہدایہ ص ۵۶۳ ج ۱۔ شرح وقایہ ص ۱۳۳)

(۲۵۴) تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۳۳)

(۲۵۵) تراویح مع وتر حدیث سے گیارہ ثابت ہیں۔

(ہدایہ ص ۵۶۳ ج ۱، شرح وقایہ ص ۱۳۳)

(۲۵۶) تراویح آٹھ رکعت سنت ہیں، اور بیس رکعت مستحب ہیں۔ (شرح وقایہ ص ۱۳۴)

یہ چاروں نمبر محض جھوٹ ہیں، وہاں صرف بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے۔ ان چاروں عبارات کی اصل عربی متن کتاب میں دکھادیں تو یکصد روپیہ فی عبارت انعام لیں۔

(۲۵۷) مزید لکھتا ہے کہ۔ صبح کے فرض کے بعد سنتیں پڑھ سکتا ہے۔

(ہدایہ ص ۵۴۲ ج ۱ شرح وقایہ ص ۸۴)

دونوں کتابوں پر جھوٹ ہے، ان کی عربی عبارت، متن سے دکھانے والے کو میں دوصد روپیہ انعام دوں گا۔ ہے کوئی مرد مجاہد جو ہمارے اس چیلنج کو قبول کر کے انعام حاصل کرے، آگے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ۔ صبح کی سنت پڑھنے کے بعد داہنی کروٹ لیٹے۔

(ہدایہ شریف ص ۵۴۱ ج ۱)

بالکل جھوٹ ہے۔ ہدایہ شریف کے متن میں اصلی عربی عبارت دکھانے والیکو یکصد روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ہم عوام غیر مقلدین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے نام نہاد علماء وعلامہ حضرات کو مجبور کریں کہ وہ ہمارے اس چیلنج کو قبول کریں، تا کہ امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی ہوسکے، والسلام۔

تکمیل دین
تمکین دین
تدوین دین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تکمیل دین

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین. امابعد

معزز قارئین! اس دنیا میں بہت سے دین پائے جاتے ہیں مگران میں سچا دین صرف اورصرف اسلام ہے۔ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللہِ الاِسْلَامِ﴾ بیشک دین جو ہے اللہ کے ہاں (۳۔۱۹) سو یہی مسلمانی حکمبرداری ﴿وَمَن یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الاسۡلَامِ دِیۡنًا فلن یُّقۡبَلَ مِنۡهُ وَهُوَفِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخَاسِرِیۡنَ﴾ (۸۵:۳) اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ اور وہ آخرت میں خراب ہے۔ اسی طرح مسلمانوں میں کئی فرقے ملتے ہیں۔ مگران میں نجات پانے والے صرف اہل سنت والجماعت ہیں رسول پاک ﷺ نے فرمایا ماانا علیه و اصحابی یعنی نجات وہ پائیں گے جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر ہوں گے اور فرمایا میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا (ترمذی) اور فرمایا جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں (بخاری) اور ایک روایت میں تو آپؐ نے تارک سنت کو ملعون فرمایا (مشکوٰۃ) اہل سنت و الجماعت کے علاوہ باقی فرقوں کو آپ نے دوزخی فرمایا (ابوداؤد) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سے آیت کریمہ یوم تبیض وجوہ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ جن کے چہرے قیامت کے دن روشن ہونگے وہ اہلسنت والجماعت ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی یہی ارشاد فرمایا (الدر المنثور ج ۲ ص ۶۳) اور آپؐ نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (الکامل لابن اثیر ج ۴ ص ۶۲)

وضاحت

آپؐ نے فرمایا میرے امتیو! میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان پر مضبوطی سے قائم رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ (موطا ص ۷۰۲)

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے۔ جو ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے۔ اور لفظی الہام یا وحی متلو ہے اور آپؐ نے اس کتاب پر خود اللہ تعالیٰ کے سمجھانے سے اللہ تعالیٰ ہی کی زیر نگرانی عمل کر کے جو عملی نمونہ پیش فرمایا اس کو سنت کہتے ہیں۔ اس سے اہل سنت کا معنی بھی سمجھ آ گیا کہ جو لوگ قرآن پاک پر اپنی خود رائی سے نہیں بلکہ رسول اقدس ﷺ کے عملی نمونہ کو سامنے رکھ کر عمل کرتے ہیں وہ اہل سنت کہلاتے۔ کیونکہ الفاظ قرآن کے ہوں اور نمونہ عمل حضور کا ہو یہی سنت ہے۔

والجماعت

جس طرح قرآن پاک کو صحیح سمجھنے کے لیے صرف عربی دانی کافی نہیں اس کی صحیح تفسیر آپ کی عملی زندگی ہے۔ اس طرح آپؐ نے آنے والی امت کی پوری رہنمائی کے لیے صحابہ کرامؓ کی ایک عظیم جماعت تیار فرمائی جنہوں نے آپؐ کی نگرانی میں آپؐ کی سنتوں پر عمل کیا۔ اور بعد میں آنیوالوں کے لیے یہ حضرات سنت کے عملی نمونے قرار پائے جو نہ صرف یہ کہ نبی پاکؐ کی نگرانی میں تیار ہوئے بلکہ خداوند قدوس نے بھی مکمل نگرانی فرمائی اور رضی اللہ عنہم ورضوعنہ (اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے) کا سرٹیفیکیٹ عطا فرمایا۔ آپؐ نے تاکیدی حکم دیا کہ علیکم بالجماعۃ اس جماعت کو لازم پکڑو اور جماعت سے کٹنے والوں کو شیطان کا لقمہ فرمایا اور اس بکری سے تشبیہ دی جو چرداہے کی نگرانی اور ریوڑ سے نکل کر کسی بھیڑیئے کا نوالہ بن جائے (احمد) شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

فاهل السنة والجماعة هم المتبعون للنص والاجماع (منہاج السنۃ ج ۳ ص ۲۷۲) یعنی اہل سنت وہ لوگ ہیں جو نص (کتاب وسنت) اور اجماع کی تابعداری کرتے ہیں۔

تکمیل دین

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل کتاب میں دین کی تکمیل کا اعلان فرمایا

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ نمبر۳) آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔

تمکین دین

آپؐ جو کامل دین اسلام لے کر آئے پوری دنیا کے لیے تھا۔ عرب میں تو آپؐ کی حیات طیبہ میں دین پھیل گیا.......... باقی عجم میں آپؐ کے صحابہؓ جو آپ ہی کی سنت کے نمونے تھے۔ ان کے ذریعے دین پھیلا اور اس کی پیش گوئی خود قرآن پاک میں فرما دی گئی تھی وعدہ کر لیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تم میں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جما دے گا ان کے لیے دین انکا جو پسند کر دیا واسطے ان کے اور دیگا ان کو ان کے ڈر کے بدلے امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو یہی لوگ ہیں نافرمان (النور۔۵۵) چنانچہ جس دین کی تکمیل آپ پر ہوئی تھی۔ وہ صحابہ کرامؓ کی محنتوں اور کوششوں سے دنیا میں مضبوطی کیساتھ جم گیا۔ یہی وہ مقدس جماعت ہے۔ جن کا ذکر خیر ہمارے نام میں والجماعت کے لفظ میں آ گیا ہے۔ اہلسنت کے علاوہ کسی اہل بدعت کے نام میں نہ والجماعت ہے نہ اس سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں۔

تدوین دین

قرآن پاک کی مکمل عملی تفسیر سنت تھی اس سنت کے کامل نمونے صحابہ کرامؓ تھے جو خدا اور رسول کی زیر نگرانی تیار ہوئے ان کے ذریعے آپؐ کی سنت پوری دنیا میں پھیل گئی۔ آپؐ آفتاب ہدایت تھے اور آپ کے صحابہؓ ستارے تھے ان کے ذریعے دین دنیا میں پھیل گیا۔ ان مقدسین کی زندگیاں جہاد میں گذر گئیں۔ ان کو یہ فرصت نہ ملی کہ آپ کی سنت کو مدون و مرتب فرما دیتے۔ لیکن یہ ایک اہم ضرورت تھی کہ جو دین

قیامت تک کے لیے آیا ہے۔ اس کو آسان اور عام فہم ترتیب میں پوری تفصیل سے مدون کر دیا جائے تا کہ قیامت تک کے مسلمان اپنے محبوب پیغمبرؐ کی سنتوں پر آسانی سے عمل کریں چنانچہ یہ کام صحابہ کرامؓ کے ہی آخری دور میں شروع ہو گیا اور تدوین کا پہلا سہرا سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے سر بندھا اور اس کی پیش گوئی بھی اشارۃً کتاب وسنت میں موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سنتے ہو تم لوگ تم کو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں۔ پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا۔ سو نہ دے گا آپ کو اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے (محمد: ۳۸) علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس حکمت اور مصلحت سے بندوں کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اس کا حاصل ہونا کچھ تم پر منحصر نہیں۔ فرض کیجئے تم اگر بخل کرو اور اس کے حکم سے روگردانی کرو گے۔ وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہو گی بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی راہ میں خرچ کرے گی بہر کیف اللہ کی حکمت ومصلحت تو پوری ہو کر رہے گی ہاں تم اس سعادت سے محروم ہو جاؤ گے حدیث میں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ دوسری قوم کون ہے جس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ آپؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''اسکی قوم'' اور فرمایا خدا کی قسم اگر ایمان ثریا پر جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے۔ الحمد للہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری قوم کو لانے کی نوبت نہ آئی تاہم فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم اور ایمان کا وہ شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات انجام دیں کہ جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک حضور کی پیشگوئی کے موافق یہی قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کر سکتی تھی۔ ہزار ہا علماء وآئمہ سے قطع نظر کر کے تنہا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا وجود ہی اس پیش گوئی کے

صدق پر کافی شہادت ہے بلکہ اس بشارت عظمیٰ کے کامل اور اولین مصداق امام صاحب ہی ہیں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ امیین (اہل عرب) کے ذکر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں اور اٹھایا اس رسول کو (عرب کے علاوہ) ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی جو ابھی نہیں ملے ان میں اور وہی ہے بڑا زبردست حکمت والا یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔ (الجمعہ ۳۔۴) علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے عرب پیدا کیے اس دین کے تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے حدیث میں ہے جب آپ سے ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ...﴾ کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسیؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے گا تو اس کی قوم فارس کا مرد وہاں سے بھی لے آئے گا۔ شیخ جلال الدین سیوطی وغیرہ نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیش گوئی کے بڑے مصداق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ النعمان ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ تفسیر عثمانی حاشیہ نمبر ۷)..........

چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق سیدنا امام اعظم نے دین کی تدوین فرمائی چونکہ قرآن پاک میں اسلام کا دوسرا نام حنیف ہے جس کی تکمیل آنحضرتؐ پر تمکین صحابہ کرام کے ذریعے اور تدوین میں اولیت کا شرف امام صاحبؒ کو حاصل ہوا اس لیے پوری امت میں بالاتفاق آپ کی وصفی کنیت ابو حنیفہ قرار پائی یعنی دین حنیف کے پہلے مدون آپؒ کا اسم گرامی نعمان ہے۔ ابن حجرؒ نے نعمان کے تین معنی لکھے ہیں۔ نعمان نعمت سے اسم مبالغہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تکمیل دین کو اتمام نعمت فرمایا تو سب سے بڑی نعمت کی تدوین جس سے ہوئی وہ واقعی اسم بامسمیٰ نعمان ہیں۔

(۲) نعمان ایک گھاس ہوتی ہے جس کی خوشبو دور دور تک پھیلتی ہے۔ امام عالی مقام کے ذریعہ عالمگیر نبیؐ کی عالمگیر سنت کی خوشبو پوری دنیا میں پھیلی کسی اور امام کا مذہب اس کا عشر عشیر بھی نہیں پھیلا۔ اس لیے بھی آپ اسم بامسمیٰ نعمان ہیں۔

(۳) نعمان اس خون کو کہتے ہیں جس پر زندگی کا مدار ہے جو جسم کے ایک ایک

بال تک پہنچا ہے۔ آپ نے پیارے نبیؐ کی پیاری سنت کی ایسی تفصیل فرمائی کہ انسان کی پیدائش سے موت تک زندگی کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ کا حل سنت سے تلاش کر لیا اس معنی میں بھی آپ نعمان ہیں۔ نیز آپ کی فقہ بعد والوں کے لیے قوام کا کام دیتی ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ سب نے اس سے استفادہ کیا اس معنی میں بھی آپ اسم بامسمّی نعمان ہیں آپ کا لقب امام اعظمؒ ہے کیونکہ رسول اقدسؐ نے فرمایا۔ **اعظم الناس نصیبا فی الاسلام اهل فارس لو كان الاسلام فی الثريالتنا وله رجال من اهل فارس** (تاریخ ابونعیم بحوالہ مقدمہ کتاب التعلیم ص ۹۷)

اسلام میں بڑا حصہ اہل فارس کا ہے۔ اگر دین ثریا ستارے میں بھی ہوگا تو اہل فارس اسے لے آئیں گے ظاہر ہے کہ جن کا اسلام میں نصیب اعظم ہے ان کا امام بھی اعظم ہے صحابہ کے بعد سب نے آپ کو اعظم مانا اور دنیا میں سواد اعظم آج تک آپ کے مقلدین کا ہے الغرض رسول پاکؐ آفتاب ہدایت صحابہؓ نجوم ہدایت اور ثریا ستارے تک پہنچنے والے امام اعظمؒ چراغ ہدایت ہیں اہلسنت میں ہماری نسبت آفتاب ہدایت کے ساتھ جڑی والجماعت میں نجوم ہدایت کے ساتھ اور حنفی میں ستاروں تک پہنچنے والے ثریا جاہ وامام کے ساتھ۔ نبی پاکؐ دین کے لانے والے صحابہؓ دین کے پھیلانے والے۔ آئمہ اربعہ دین کے لکھوانے والے صحابہؓ نے یقیناً وہی دین پھیلایا جو نبیؐ والا تھا۔ اور آئمہ نے وہی دین لکھوایا جو صحابہ والا تھا۔ ہمارا یہ نام اہل سنت والجماعت حنفی ہمارے مذہب کی متصل سند ہے جو مشاہد اور متواتر تعامل پر مبنی ہے۔ نبی کی سنت کو صحابہ نے مشاہدہ سے لیا اور اس پر تواتر سے عمل جاری ہوا اور امام صاحبؒ نے صحابہؓ کا مشاہدہ فرمایا ان کے متواتر عمل کو کتابوں میں مدون کرایا اور عملاً پوری دنیا میں اس کو متواتر کر دیا۔ ہر جگہ سنت پر عمل جاری ہو گیا۔ جس طرح ہمارا یہ نام رسول پاکؐ تک متصل سند ہے اسی طرح اس نام میں جامعیت بھی ہے اہل سنت والجماعت بالترتیب چار دلائل شرعیہ کو مانتے ہیں۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع امت، قیاس........اس نام میں چاروں دلیلوں کا ذکر ہے سنت میں الفاظ قرآن کے اور

نمونہ عمل رسول خدا ﷺ کا و الجماعت میں اجماع اور حنفی میں قیاس

فقہ حنفی کے چار اساس کتاب، سنت، اجماع، قیاس

اب اس متصل اور مستند مسلک کے بارہ میں نام نہاد اہل حدیث کا تبصرہ بھی پڑھ لیں۔ پروفیسر عبداللہ بہاول پوری اپنے کتابچہ میں لکھتے ہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عیسائی اور مرزائی جو کافر ہیں وہ تو اپنی نسبت اپنے نبی کی طرف کر کے عیسائی کہلائیں اور آپ مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنے نبی کو چھوڑ کر اپنی نسبت امام کی طرف کریں۔ اور حنفی کہلائیں کیا عیسائی اور مرزائی اچھے نہ رہے۔ جنہوں نے کم از کم اپنی نسبت تو اپنے نبی کی طرف کی۔ (اصلی اہلسنت ص ۳) مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

اصلی باپ کے ہوتے ہوئے پھر کسی اور طرف منسوب ہونا کس شریعت کا مسئلہ ہے۔ جب حضور ہمارے روحانی باپ ہیں تو باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کرنے کا معنی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے باپ کا نہیں یا وہ غلط کار ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے باپ کی نسبت توڑتا ہے وہ کفر کرتا ہے نیز اس پر جنت حرام ہے۔ (ص ۴ ملخصاً) مکرم ناظرین آپ نے عمل بالحدیث کی تابانی دیکھی گویا تمام حنفی، مالکی شافعی، حنبلی محدثین فقہاء، مفسرین اولیاء اللہ نبی کو چھوڑ چکے ہیں۔ وہ عیسائیوں اور مرزائیوں سے بدتر ہیں ان میں سے کوئی بھی اپنے باپ کا نہیں وہ سب کافر ہیں ان پر جنت حرام ہے۔ قربان جایئے اس عمل بالحدیث کے تھوڑا سا ستا کر پھر فرماتے ہیں۔ اسلام کا کوئی ایڈیشن یا کوئی قسم از قسم سوشلزم و جمہوریت نہیں جیسا کہ شافعیت اور حنفیت بھی اسلام کی قسمیں نہیں۔ سوشلزم یا جمہوریت، حنفیت ہو یا شافعیت، دیوبندیت ہو یا بریلویت یہ سب اسلام میں اضافے ہیں۔ جن کا اسلام بالکل متحمل نہیں (ص ۱۳) حضرات عمل بالحدیث کی برکات دیکھیے اب دنیا میں کہیں اسلام نظر آتا ہے؟

اختلاف اور امتیاز

صحابہ کرامؓ میں اس پر اتفاق تھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے افضل ہیں

اس لیے کوئی ابوبکری نہیں کہلایا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ کے بارہ میں بھی اختلاف نہیں ہوا اس لیے کوئی عمری نہ کہلایا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے بارہ میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ جمہور صحابہؓ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ سے افضل کہتے تھے وہ امتیاز کے لیے عثمانی کہلائے۔ جو حضرت علی کو افضل کہتے تھے وہ علوی کہلائے۔ بعض تابعین کا عثمانی وعلوی کہلانا بخاری ص ۴۳۳ ج ا پر ہے شاید پروفیسر صاحب ان کے بارہ میں بھی فرمائیں گے کہ وہ نبی کو چھوڑ کر ان سب فتووں کے مستحق ہو گئے۔ جن کا تجربہ حنفیوں پر کیا ہے۔ قرآن پاک کی قرأتوں میں اختلاف ہوا تو امتیازی نام قاری عاصم کی قرأت اور امام حمزہ کی قرأت رکھے گئے اس کا کسی نے یہ مطلب نہیں لیا کہ یہ خدا کا قرآن نہیں قاری عاصم کا گھڑا ہوا ہے احادیث میں اختلاف ہو تو کہنے لگے یہ بخاری کی حدیث ہے وہ ابوداؤد کی۔ اس پر بھی کوئی کفر کا گولہ نہیں پھینکا گیا۔ بالکل یہی حال فقہ کے اختلاف کے وقت حنفی شافعی کہلانے کا ہے۔ ہم عیسائیوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مسلمان، اہل بدعت خوارج ومعتزلہ کے مقابلہ میں اہلسنت، شافعی، مالکی، حنبلی کے مقابلہ میں حنفی کہتے ہیں۔ جیسے ہم بھارتی کے مقابلہ میں پاکستانی، سرحدی کے مقابلہ میں پنجابی، لاہوری کے مقابلہ میں اوکاڑوی کہتے ہیں۔ اوکاڑوی پنجاب اور پاکستان کو مان کر کہا جاتا ہے۔ نہ کہ چھوڑ کر۔ بیچارے پروفیسر صاحب کا یہ حال ہے کہ لفظ یا کا استعمال بھی صحیح نہیں جانتا۔ یہ لفظ ایک جنس کے درمیان آتا ہے جیسے آج نومبر ہے یا دسمبر پیر ہے یا منگل، تو محمدی ہے یا موسوی حنفی ہے یا شافعی اور یہ کہنا غلط اور مضحکہ خیز ہے کہ تو پاکستانی ہے یا پنجابی، آج نومبر ہے یا منگل۔ تو محمدی ہے یا حنفی .... جو لوگ اردو کے ایک لفظ کا استعمال صحیح نہ کر سکیں وہ کتاب وسنت کو خاک سمجھیں گے اللہ تعالیٰ اہلسنت والجماعت کو وساوس سے محفوظ فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

غیر مقلدین کے مسلک و مذہب اور ان
کی تاریخ جاننے کیلئے ایک نہایت
دلچسپ کتاب اور ایک ایسا آئینہ جس
میں غیر مقلدین کا واقعی چہرہ نظر آتا ہے

غیر مقلدین کی ڈائری

از قلم

مولانا محمد ابوبکر غازیپوری

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

غیر مقلدین
کی
کتابیں

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی کتابیں

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس لامذہب فرقہ کی دنیا میں نہ کوئی اصول کی کتاب ہے۔ نہ فروع کی مدون کتاب جس پر سب غیر مقلدین کا اتفاق ہو۔ یہ لوگ مقلدین کو ابو جہل جیسے مشرک، یہود و نصاریٰ جیسے کافر بھی کہتے۔ اور ان کے اصول کی کتابوں سے استدلال بھی کرتے ہیں۔ یہ لوگ مذاہب اربعہ کو شیطانی راستے، ان کی فقہ کو خنزیر اور مردار سے بھی بدتر کہتے رہتے ہیں۔ اور اپنے دستر خوان کی رونق بھی اسی خنزیر و مردار سے قائم کرتے ہیں۔ اپنے عوام کالانعام کے سامنے قرآن و حدیث کا نام لیکر ان کو دھوکا دیتے ہیں۔ اگر چہ لامذہب عوام اس جواب پر پھولے نہیں سماتے۔ مگر ہم جب ان سے ان کے اصول و فروع کا سوال کرتے ہیں۔ کہ آیت قرآنی اور ایسی حدیث صحیح، غیر معارض سے یہ مسائل ثابت کرو جس کی صحت میں کلام نہ ہو۔ تو حال یہ ہوتا ہے۔

میاں تم تو کہتے تھے کہ ہم سپر چیریں گے

کو نہ تک زور کیا تب بھی نہ ٹوٹا پاپڑ

قرآن و حدیث کا نام سب لیتے ہیں۔ حتی کہ آپ کے بڑے بھائی متنبّی قادیان بھی قرآن و حدیث کی گردان کرتے تھے۔

عوام کو کہتے ہیں کہ صحاح ستہ ہماری کتابیں ہیں۔ ہم جب پوچھتے ہیں کہ اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ چھ حضرات، ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک و بدعت، اور چاروں اماموں کی فقہ کو مردار اور خنزیر کہتے تھے۔ فقہ کو کوک شاستر کہتے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ دلیل نہیں بلکہ ایک دوسرا غلط دعویٰ ہے۔ یہ چھ (۶) ائمہ، ائمہ اربعہ کے بعد ہوئے ہیں ان کی کتابوں سے تقلید کے شرک و حرام ہونے کا باب نکال کر دکھا دو اور ائمہ اربعہ کی فقہ کے خنزیر و مردار کے مثل ہونے کا باب دکھا دو تا کہ پتہ چلے کہ ان کے اقرار سے مقلدین آئمہ اربعہ کا مشرک، بدعتی، دوزخی، ابدی جہنمی ہونا ثابت

ہے اور مستند تاریخی شہادتوں سے بھی یہ ثابت کریں کیونکہ اسلام میں ثبوت کیلئے اقرار شہادت ہی معتبر ہے۔

ہاں اگر آپ کا دعویٰ درست ہے کہ ہماری کتابیں وہ ہیں جو ان بزرگوں نے لکھی ہوں جو تقلید کے منکر ہوں تو ہم نواب صدیق حسن، وحید الزماں، نور الحسن، امام خاں نوشہروی، نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری، داؤد غزنوی محی الدین لاہوری وغیرہ کا غیر مقلد ہونا۔ بلکہ غلام احمد پرویز اسلم جیراجپوری سرسید چکڑالوی، غلام احمد قادیانی کا غیر مقلد ہونا اقرار یا بینہ سے ثابت کر دیتے ہیں تو ان سب کی کتابیں تو یقیناً آپ کی ہوئیں۔ اور کتب احادیث کے بارہ میں آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ ان کے مؤلف ایسے ہوں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں اس لیے ہر حدیث کی کتاب ہماری ہے تو کیا پہلے قرآن آپ اہل قرآن کو دے کر دستبردار ہو جائیں گے۔ پھر موطا امام محمد طحاوی زجاجۃ المصابیح وغیرہ حدیث کی کتابیں بھی آپ کی ہوئیں ان سے انکار کرنے والا منکر حدیث ہوا نہ کہ اہل حدیث۔

بہرحال آپ اپنی کتابوں کی وہ فہرست دیں۔ جن کا معتبر ہونا قرآن پاک اور احادیث صحیحہ میں نام بنام صراحۃً مذکور ہو اور جو عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ سے آج تک داخل نصاب رہی ہوں۔

لامذہب لوگ رات دن مقلدین کو کتاب وسنت کا مخالف بھی کہتے ہیں۔ مگر ان کی کتابوں کے سوا چارہ بھی نہیں۔ فتح الباری، نووی سے سرقہ شدہ مسائل کو کتاب و سنت کے مسائل کہتے ہیں ادھر صدیق حسن نذیر حسین، وحید الزماں وغیرہ کی تمام کتابوں کو کتاب وسنت کے مخالف قرار دے کر مردود قرار دے دیا ہے گویا آئمہ مجتہدین کو تو مصداق ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ...﴾ کا مصداق قرار دیا تھا۔ اپنے تمام علماء کو مصداق ضلو فاضلوا کا بنا دیا۔ مرزائی، منکرین حدیث اور ان لامذہبوں نے اپنے مذہب کی تمام کتابوں کو غلط باطل اور

مصداق ﴿یَکۡتُبُوۡنَ الۡکِتَابَ بِاَیۡدِیۡھِمۡ ثُمَّ یَقُوۡلُوۡنَ ھٰذَا مِنۡ عِنۡدِاللّٰہِ...﴾ کا قرار دیا ہے۔ صدیق حسن یہ کہتا ہے کہ یہ سب نبی معصوم کے مسائل ہیں۔ لامذہب کہتے ہیں۔ بالکل جھوٹ یہ سب صدیق حسن کے اپنے گھڑے ہوئے مسائل ہیں۔ اور ان مسائل کو نبی معصوم کے مسائل کہنے والے سب من کذب علی معتمدا (الحدیث) کے مصداق ہیں۔ ایک اور زبردست فریب چونکہ ان کے مولوی پہلے حنفی تھے پھر انگریز سے جاگیریں اور وظائف لے کر لامذہب بن گئے اب ان کی کتاب کا حوالہ دیں تو فوراً عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ یہ کتابیں ان کی وہ ہیں جو حنفی ہوتے وقت لکھی تھیں حالانکہ کتابوں میں حنفی فقہ کے مسائل نہیں بلکہ ان کی تردید ہوتی ہے۔

نے فروعت محکم آمد نے اصول
شرمت باید از خدا و از رسول

الغرض غیر مقلدین کا کوئی مذہب نہ مکمل نہ مرتب نہ قابل تبلیغ، جتنے غیر مقلد اتنے ہی ان کے اجتہادات اتنے ہی مذاہب۔ مگر مکمل مسلک ایک کے پاس بھی نہیں یہ اپنے جس مولوی کا نام بھی لیں۔ آپ ان سے یہ پوچھیں کہ اس مولوی اور اس کی لکھی ہوئی کتابوں پر آپ سب کا اعتماد ہے۔ ہے تو وہ مکمل جماعتی تصدیق لاؤ۔ اگر اس مولوی اور اس کی کتابوں پر خود تمہیں اعتماد نہیں ہے تو دوسروں کو دعوت کیوں دے رہے ہو۔ جب تم لوگوں نے اپنی جاہل عوام۔ بلکہ چکڑالوی، جیراجپوری، لاجپوری، جے پوری، روپڑی کو حق دے دیا ہے کہ وہ براہ راست استنباط کریں تو آئمہ مجتہدین سے یہ حق کیوں چھینا جا رہا ہے اگر آپ کہیں کہ وہ استنباط کریں۔ مگر کسی کو دعوت نہ دیں تو غیر مقلدوں کو تقریر تحریر بلکہ تعلیم و تدریس کا حق بھی نہ رہا۔ ان جاہل لامذہبوں کو دوسروں کے اذہان پر ڈاکہ ڈالنے کا کیا حق ہے خصوصاً جب وہ مصداق ضلوا فاضلوا کا ہیں اہلحدیث زمانہ کی اتباع سنت کی تو یہ حقیقت ہے کہ ان کی نماز کا امام قادیانی بابی، بہائی، رافضی، پکے منافق و مرتد بھی ہو سکتے ہیں۔ (چاند پوری العدل ص ۲۵۳

فروری ۱۹۲۹) کسی بات کا اناپ شناپ غلط سلط جواب لکھنا بے بنیاد دعاوی اور جھوٹ در جھوٹ بولتے جانا مرزا صاحب کا کمال تھا یا پھر مولانا ثنأ اللہ کی ہمت ہے۔ ان کے بعد تبرائیوں میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا)

افسوس کہ دنیا میں مرزائیوں، رافضیوں تک کی اصولی امتیازی کتابیں موجود ہیں۔ جن میں ان کے خاص امتیازی مسائل مذکور ہیں اور ان کی جماعت ان کتابوں پر اعتماد کرتی ہے۔ لیکن غیر مقلدین ایک بھی ایسی اصولی کتاب پیش نہیں کر سکتے۔

فتویٰ

ایک مسلمان شیر فروش کی دکان پر ایک گاہک دودھ لینے گیا خریدار نے بچہ اٹھایا ہوا تھا اس نے پیشاب کر دیا۔ جس کے چند قطرے دودھ میں پڑے۔ دودھ کا رنگ بو، مزا کچھ نہیں بدلا اس دوٗدھ کا کیا حکم ہے۔ امام مالک کے نزدیک پاک ہے۔

(اخبار اہلحدیث ۱۳ رمضان ۱۳۳۷ھ)

آئمہ اربعہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ جو تبرائی غیر مقلد آئمہ اربعہ کو مخرب دین۔ دین کے ٹکڑے کرنے والے اور برا خیال کرے اس کا کیا حکم ہے جو شخص آئمہ اربعہ کے مقلدین کو اہل سنت والجماعت سے خارج، مشرک، ناری جہنمی یہود و نصاریٰ کی مثل کہے۔ اس تبرائی غیر مقلد کا کیا حکم ہے۔

(۱) قرآن شریف کی کیا تعریف ہے نص صریح قطعی الدلالت جواب میں پیش کیجئے علمائے اصول کا قول پیش نہ فرمائیں ورنہ بقول آپ کے آپ کو مشرک بننا پڑے گا۔

(۲) احکام شرعیہ کتنے ہیں ہر ایک کی تعریف کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے منکر یا تارک کا کیا حکم ہے اس کے لیے بھی نص صریح مطلوب ہے۔ فقہاء یا محدثین کی تقلید کا پٹہ گلے میں نہ ڈالنا۔

(۳) دلائل شرعیہ کتنے ہیں ہر ایک کی تعریف (قرآن، حدیث صحیح، اجماع، اجتہاد) اور اس کے منکر اور تارک کا حکم نص صریح قطعی الدلالۃ سے بیان فرمائیں۔

(۴) دلالت کی منطقی اقسام، مطابقی، التزامی تضمنی یا دلالت کی اصولی تقسیم، عبارت اشارت، اقتضاء، دلالت یا بیان کی اقسام، تغییر، تبدیل، تفسیر تقریر ضرورت وغیرہ کے قائل ہوں تو ہر ایک کی تعریف اور حکم نص تصریح سے بیان کریں اور اگر نہ مانتے ہوں تو جو لوگ ایسی دلالتوں کے قائل ہیں۔ قرآن وحدیث میں انکا کیا حکم ہے۔

(۵) تقلید کا کوئی فرد جائز بھی ہے یا نہیں اگر ایجاب جزئی ہے تو کس نص سے اور سلب کی ہے تو کس نص سے۔

(۶) ثبوت شی بقاء شی کو مستلزم ہے یا نہیں اگر ہے تو کونسی نص صریح قطعی الدلالت ہے، اگر نہیں تو رفع یدین کے دوام اور سنیت کی کونسی نص صریح ہے۔

(۷) جن مسائل کا ثبوت بالتصریح قرآن وحدیث میں نہیں ملتا ان کے ثابت کرنے کے لیے کیا طریقہ ہے۔

(۸) قیاس کرنے کیلئے کسی مجتہد کا ہونا ضروری ہے یا ہر مولوی غیر مقلد قیاس کرسکتا ہے۔

(۹) اگر قیاس کرنے کے لیے مجتہد یا کم از کم مولوی کی ضرورت ہے تو اس مجتہد یا مولوی کی شرائط کتاب وسنت سے لکھیں۔

(۱۰) استنباط واجتہاد کے لیے قرآن وحدیث میں کچھ قواعد واصول بھی ہیں۔ یا نہیں ہیں تو کیا کسی کتاب میں درج ہیں۔

قیاس

ابن عبدالبر جامع بیان العلم وفضلہ باب اثبات المقائسۃ فی الفقہ میں فرماتے ہیں۔ **قال اللہ تبارک وتعالیٰ فجزا مثل ماقتل من النعم ھذا تمثیل الشی بعد لہ مثلہ و شبھہ و نظیرہ وھونفس القیاس عند الفقھا**۔ وطی حلال کا قیاس۔ وطی حرام پر بخاری باب اذا عرض نبغی الولد۔ روزہ کا ٹوٹنا اور مکی حج اور فرض۔

سوال

ایک حدیث صحیح، صریح غیر معارض مرفوع ایسی پیش کریں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم موجود ہو کہ نماز وتر کی دعائے قنوت میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا اور پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدے میں جانا سنت ہے لیکن فاتحہ کی دعا، بین السجدتین کی دعا۔ درود کے بعد والی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھنا اور پھر ہاتھ منہ پر پھیرنا منع اور حرام ہے۔

ہم مسلمان جب دھرم بھکشو، راجپال، سوامی دیانند، مرزا قادیانی کی گالیوں سے نہیں ڈرے تو محمد جونا گڑھی جیسے شاتم سے کب ڈرنے لگے۔ پہلے وہ خود اپنا عقیدہ بیان کریں کہ امام اعظم کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

غیر مقلدین

نے اس وقت امت میں فتنہ ڈالا جب شدھی تحریک زوروں پر تھی۔ دوسری طرف قادیانی مجاہدین کا خاکہ اڑا رہا تھا تیسری طرف نیچری معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء کا مذاق اڑا رہے تھے۔ چکڑالوی انکار حدیث کی تحریک چلا رہے تھے الغرض کفر وارتداد کی آندھی زوروں پر تھی اور مسلمان سلطنت سے محروم ہو چکے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کی مساجد میں انتشار وافتراق کا جہنم گرم کر کے غیر مقلد امت محمدیہ میں فتنہ وفساد برپا کر رہے تھے۔

قرآن وحدیث

چودہ سو سال سے ہیں۔ صحابہؓ نے بھی پڑھے۔ آئمہ مجتہدین، مفسرین نے بھی رازی، غزالی مجدد الف ثانی نے بھی مگر یہ راز کہ قرآن میں اجرائے نبوت اور وفات مسیح کے عقیدے مذکور ہیں مرزا پر منکشف ہوئے اسی طرح آئمہ مجتہدین کی تقلید کفر، شرک اور حرام ہے یہ راز ثناء اللہ پر منکشف ہوئے۔ ہر غیر مقلد رازی اور غزالی ابو حنیفہ سے قرآن کو زیادہ سمجھتا ہے۔

مذاہب اربعہ

غیر مقلدین کے نزدیک بنص حدیث شیطانی مذاہب ہیں (بحوالہ ابن ماجہ) آئمہ اربعہ اول من قاس ابلیس کے مصداق ہیں اور احبار ورہبان والی آیات کے مصداق ہیں اور مقلدین یہود و نصاریٰ کی طرح مشرک ابوجہل کی طرح کافر ہیں خصوصاً حنفیہ مرجۂ ہیں بنص حدیث اسلام میں انکا کوئی حصہ نہیں۔ شاید ان چار لکیروں سے نیچری، مرزائی، چکڑالوی غیر مقلد مراد ہوں۔

قربانی
اور
اهل حدیث

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

قربانی اور اہل حدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کا وجود اگرچہ ہر امت میں ثابت ہے۔ مگر تمام روئے زمین پر قربانی کرنا اسلام کا امتیازی نشان ہے۔ یہود صرف ہیکل یروشلم میں قربانی کے قائل ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر مرجانا ہی ہم سب کی طرف سے قربانی کا بدل ہے۔ جب کہ قرآن پاک نے اس غلط افواہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر مرنا تو کجا صلیب پر چڑھنا ہی ثابت نہیں رسول اقدس ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی۔ کسی بھی سال ترک نہیں فرمائی۔

گذشتہ صدی سے بعض لوگوں میں دین میں خودرائی کا مرض پیدا ہوگیا تو کئی اسلامی مسائل ان کا تختہ مشق بنے۔ چنانچہ قربانی کا مسئلہ بھی اس کی زد میں آگیا۔ بعض منکرین حدیث نے قربانی کی مخالفت میں لکھا تو اہلسنت والجماعت نے ان کے ہر مغالطہ کا جواب دیا۔ ہمارے اہل حدیث حضرات کو بھی اس معرکہ میں فقہاء کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ فتاویٰ علمائے حدیث میں آئمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کی عبارات سے قربانی کا ثبوت پیش کر کے مخالفین سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر اب بھی ان (منکرین قربانی) کو اپنے اس ادعا پر ناز ہے تو پھر ہمیں بھی اپنے ان فقہا کا پتہ دیں جو قربانی کے مشروع اور مسنون ہونے کے قائل نہیں کہ کون ہیں کتنے ہیں؟ سنی ہیں یا شیعہ ...... ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔

لاؤ تو صحیح ذرا میں بھی دیکھ لوں کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ دے نہ مانیں تو آئمہ اربعہ کو بھی جواب دے دیں ماننے پر آئیں تو شیعہ فقیہ بھی برہان بن جائے۔

یہ بھی یاد رکھیے کہ مذکورہ بالا فقہاء اسلام کا یہ اجماع و اتفاق قربانی کے مشروع

ومسنون ہونے پر خود ایک مستقل اور ناقابل انکار شہادت ہے کیونکہ ان فقہاء کرام کا زمانہ عہد نبوت اور عہد صحابہؓ سے اتنا قریب تھا۔ کہ وہ بڑی آسانی سے شرعی احکام ومسائل پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم کا طرز عمل معلوم کر سکتے تھے کہ تحقیق وتفحص کے تمام ذرائع موجود تھے۔ دیکھیے آئمہ اربعہ کے زمانہ ولادت ووفات کا نقشہ یہ ہے۔

امام ابوحنیفہؒ۔ ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ۔ امام مالک ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ امام شافعیؒ ولادت ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ امام احمدؒ ولادت ۱۶۴ھ اور وفات ۲۴۱ھ مثلاً امام مالکؒ نے اسی مسئلہ قربانی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث صرف دو راویوں کے واسطہ سے نقل فرمائی ہے۔ یعنی مالکؒ نے ابن زبیر مکی سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث سنی (موطا ص ۴۹۶) .... امام ابوحنیفہؒ تو امام مالک سے تیرہ برس بڑے ہیں آپ کا مولد ومسکن شہر کوفہ رہا جو حضرت علیؓ کا دارالخلافہ تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کی ولادت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے درمیان صرف چالیس برس کا فاصلہ ہے۔ امام موصوف کے زمانہ میں ایسے لوگ ہزار در ہزار موجود تھے جنہوں نے خلفائے راشدینؓ کا عہد اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور صحابہ کرامؓ کی صحبت پائی تھی۔

ایسے میں ان فقہاء کے بارے میں کوئی یہ تصور کر سکتا ہے کہ ان کو یہ معلوم کرنے میں کوئی مشکل آڑے آسکتی تھی کہ قربانی کا یہ طرز عمل کب سے اور کیسے رائج ہوا اور کس نے اسے رواج دیا۔

یہی حالت پہلی اور دوسری صدی ہجری کے تمام فقہاء کی ہے ان سب کا زمانہ عہد نبوتؐ اور عہد صحابہؓ سے اتنا قریب تھا کہ ان کے لیے سنت اور بدعت کے درمیان تفریق کرنا کوئی بڑا مشکل امر نہ تھا اور وہ آسانی کے ساتھ [illegible] غلط فہمی کا شکار نہ ہو سکتے تھے کہ جو عمل سنت نہ ہو اسے سنت باور کر بیٹھیں۔

امت کا متواتر عمل

قربانی کے مشروع و مسنون عمل ہونے پر اس شہادت کے علاوہ ایک اور اہم ترین شہادت امت مسلمہ کے متواتر عمل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ اور اسکی قربانی جس روز سے شروع فرمائی اس روز سے وہ امت مسلمہ میں عملاً رواج پا گئی اور اس تاریخ سے آج تک دنیا کے تمام اطراف و اکناف میں مسلمان ہر سال مسلسل اس پر عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کے چودہ سو سالہ تسلسل میں کبھی ایک سال کا انقطاع بھی واقع نہیں ہوا ہے۔ ہر نسل نے پہلی نسل سے اس کو سنت المسلمین کے طور پر لیا اور اپنے سے بعد والی نسل کی طرف اسے منتقل کیا ہے۔ یہ ایک ایسا متواتر عمل ہے جس کی زنجیر ہمارے عہد سے رسول اللہ ﷺ کے عہد تک اسطرح مسلسل قائم ہے کہ اس کی ایک کڑی بھی کہیں سے غائب نہیں ہوئی۔ دراصل یہ ویسا ہی تواتر ہے جس تواتر کے برتے ہم نے قرآن کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب مانا ہے اور عرب کے درّ یتیم محمد بن عبداللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول تسلیم کیا ہے۔ کوئی فتنہ اگر اس تواتر کو بھی مشکوک قرار دینے کی ٹھان لے تو پھر اسلام میں کونسی چیز شک سے محفوظ رہ سکتی ہے

ع ان حسینوں کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

مختصر یہ کہ قربانی کی اصل نوعیت یہ ہرگز نہیں کہ ہماری تاریخ کا کوئی دور ایسا گزرا ہو جس میں کسی معتمد فقیہ نے قربانی ایسی سنت مؤکدہ کو مشکوک ٹھہرایا (والحمد للہ علی ذلک)

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۳۱ ج ۱۳)

مزید تحریر فرماتے ہیں۔

تحقیق گزیدہ حضرات نے انکار سنت کی راہ ہموار کرنے کے لیے اسلام کے ان مسائل و احکام میں بھی تشکیک پیدا کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جن میں مسلمانوں کے درمیان ابتدا سے لے کر آج تک اتفاق موجود ہے گویا ان حضرات کے نزدیک

دین کی اصل خدمت اور ملت اسلامیہ کی صحیح خیر خواہی بس یہ رہ گئی ہے کہ متفق علیہ مسائل کو بھی کسی نہ کسی طریقے سے اختلافی بنا دیا جائے اور دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہ چھوڑا جائے جس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہو کہ سب مسلمانوں کے نزدیک یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۴۱ ج ۱۳)

حضرات منکرین قربانی کو جو فہمائش کی گئی ہے بے شک برحق ہے۔ لیکن اگر یہ حضرات خود اس قانون پر کاربند ہو جائیں تو امت کے کتنے اختلافات مٹ سکتے ہیں خود ان حضرات نے ہی تو یہ راستہ دکھایا۔ چنانچہ ذیل میں ہم ان چند مسائل کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں جن میں ان حضرات نے عملی متواترات سے انحراف کیا ہے

(۱) امت میں قرآن کے اوقاف عملاً قربانی کے عمل سے بہت زیادہ متواتر تھے لیکن ان حضرات نے قرآن پاک چھپوایا جس کا نام رکھا ''مسنون قرأت والا قرآن'' اور اس سے تمام اوقاف حذف کر دیے۔

(۲) اسلام میں تقلید کا عمل پہلے دن سے آج تک متواتر ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق میں صحابہ و تابعین کے ہزارہا فتاویٰ بلا ذکر دلیل درج ہیں لوگوں نے بلا مطالبہ دلیل ان پر عمل کیا نہ فتویٰ دینے والوں کو ابلیس کہا گیا نہ عمل کرنے والوں کو مشرک کہا گیا۔ ان حضرات نے اس تواتر سے اعراض کیا۔

(۳) جمعۃ المبارک سے قبل دو اذانیں امت میں یقیناً قربانی کے عمل سے زیادہ متواتر ہیں۔ مگر فتاویٰ ستاریہ میں پہلی اذان کو بدعت قرار دیا گیا۔

(۴) رمضان المبارک میں بیس تراویح پڑھنا امت میں یقیناً قربانی کے تواتر سے زیادہ متواتر ہے۔ مگر آج اسلام کی اہم خدمت بیس رکعت تراویح کے خلاف چیلنج بازی کو ہی سمجھا جا رہا ہے۔

(۵) باریک جرابوں پر مسح آئمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ یہ امت کے عملی تواتر کے خلاف ہے مگر یہ حضرات باریک جرابوں پر مسح کر کے اپنا وضو اور

نمازیں خراب کر لیتے ہیں۔

(۶) جس طرح متعہ کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہے اسی طرح تین طلاقیں خواہ کسی طرح دی جائیں اس کے بعد بیوی کے حرام ہونے پر بھی آئمہ اربعہ کا اجماع ہے مگر ان حضرات نے تین کے ایک ہونے میں اجماع سے اختلاف کیا۔

(۷) امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ استفاضہ (تواتر) سے ثابت ہے کہ آیت واذا قرئ القرآن نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن یہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ آیت کافروں کے لیے ہے۔

(۸) ساری امت کا اتفاق ہے کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں شامل ہے مگر ان کے عوام اس کا انکار کرتے ہیں۔

(۹) آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ مقتدی رکوع میں شامل ہو جائے تو اس کی وہ رکعت پوری شمار ہوتی ہے۔ مگر یہ حضرات اس رکعت کو شمار نہیں کرتے۔

(۱۰) پوری امت کا اتفاق ہے کہ قربانی کے حصہ داروں میں اگر ایک مرزائی ہو تو کسی کی قربانی جائز نہیں ہوگی مگر ان حضرات نے فتویٰ دے دیا اگر حصہ داروں میں مرزائی شریک ہو تو قربانی جائز ہے۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۸۹)

الغرض جو شکوہ غیر مقلدین کو منکرین حدیث سے ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کو ہی عمل بالقرآن سمجھتے ہیں۔ یہی شکوہ اہلسنت والجماعت کو غیر مقلدین سے ہے۔ کہ جو مسائل اور احکام فقہاء اور عوام میں متواتر چلے آرہے ہیں ان میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کا کام عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے۔

قربانی کے جانور کے بارہ میں حدیث میں مسنہ کا لفظ آیا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ فتاویٰ نذیریہ میں ہے۔

مسنہ ہر جانور میں سے ثنی کو کہتے ہیں بکری میں سے جو ایک سال کی ہو۔ دوسرا شروع اور گائے بھینس میں سے جو دو سال کی ہو تیسرا شروع اور اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو

چھٹا شروع ہو۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۵۲ فتاوی علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۲۴)

اس فتویٰ پر مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری اور میاں نذیر حسین کے علاوہ سات اور غیر مقلدین کے دستخط ہیں اور علامہ شوکانیؒ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ اب غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مسنہ کا یہ معنی فقہاء نے بیان کیا ہے لغت میں اس کا معنی ہے دوندا یعنی جس کے دو دانت گر گئے ہوں۔

عرض یہ ہے اگر آپ نے مسنہ میں فقہاء کا بیان کردہ معنی چھوڑ کر لغت کا سہارا لیا ہے تو اگر کوئی شخص ''صلوٰۃ'' کا لغوی معنی دعا ہی لے یا حج کا لغوی معنی ارادہ کرنا ہی لے اور ارادے کو ہی حج سمجھے اور زکوٰۃ کا لغوی معنی پاکی ہے لے اور ان الفاظ کے شرعی معنی کا لحاظ نہ کرے تو پھر آپ ان کو فقہاء کی طرف آنے کی دعوت کیونکر دیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو غلط راستہ آپ ہی دکھا رہے ہیں کیونکہ اس مسئلہ میں تو آپ بھی فقہاء سے بگڑ گئے ہیں۔

قربانی کے دن

اس بات پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ دس تاریخ کو ہی قربانی کرتے تھے اور اسی دن قربانی کرنے کا ثواب زیادہ ہے اور اس پر بھی امت کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید کے دن فرمایا کہ تین دن بعد قربانی کا گوشت گھر نہ رکھنا۔ یہ حدیث تقریباً سولہ صحابہؓ سے مروی ہے اور متواتر ہے۔ اس حدیث سے جمہور امت نے یہی سمجھا کہ جب چوتھے دن گوشت کی ایک بوٹی رکھنے کی بھی اجازت نہیں تو پورا بکرا قربان کرنا کیسے جائز ہوگا معلوم ہوا قربانی کے تین ہی دن ہیں۔

۱۔ **مالک عن نافع عن عبداللہ ابن عمر قال الاضحی یومان بعد یوم الاضحی** (موطا ص ۴۹۷)

مالک اور نافع کی سنہری سند سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے قربانی کے تین دن ہیں ۱۰، ۱۱، ۱۲۔

۲۔ مالک انه بلغه عن علی بن ابی طالب مثل ذلک موطا (موطا ص ۴۹۷ وصلی فی المحلی ج ۷ ص ۳۲۰)

امام مالک فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ بھی قربانی کے تین دن فرماتے تھے ابن حزم نے المحلی میں اس کی سند بیان کی ہے۔

منکرین حدیث نے اعتراض کیا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ قربانی نہیں کرتے تھے اس کا جواب دیتے ہوئے حضرات مقلدین لکھتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی نے اپنی زندگی بھر عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی نہیں کی تھی تو وہ تین دن تک قربانی کے قائل کس لیے تھے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۴ ج ۱۳)

اس فتویٰ میں صاف تسلیم کیا کہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ تین دن قربانی کے قائل تھے (۴۔۵۔۶۔۷) امام ابن حزم نے حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی قربانی کے تین دن روایت کیے ہیں۔
(المحلی ج ۷ ص ۳۷۷)

ہمارے غیر مقلدین دوستوں کا شیوہ یہ ہے کہ معروف روایات پر جو تعامل جاری ہے اس کو مٹانے کے لیے منکر روایات کا سہارا لیا کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہی ہوا۔ تین دن کی قربانی کی بنیاد مذکورہ متواتر روایات پر تھی دور صحابہؓ میں تمام مراکز اسلام مکہ مکرمہ میں ابن عباسؓ، مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں حضرت انسؓ اس پر فتویٰ دیتے تھے۔ کہیں بھی کسی نے منکر روایت کا سہارا لے کر اس فتویٰ کی مخالفت نہیں کی۔ مگر ہمارے غیر مقلدین حضرات اس لیے یہ ایک منکر حدیث لے اُڑے کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں یعنی ان میں روزہ نہ رکھیں یہ مضمون تقریباً چودہ صحابہؓ نے روایت فرمایا ہے اس کے خلاف

حضرت جبیر بن معطم کی روایت میں ایک راوی سلیمان بن موسیٰ الاشدق نے کھانے کی بجائے لفظ ذبح بیان کر دیا۔ غیر مقلدین میں سے جو علم حدیث سے معمولی مناسبت بھی رکھتے ہیں وہ اس کو صحیح نہیں مانتے چنانچہ ان کے سابقہ مناظر اعظم مولانا بشیر احمد سہوانی اس کو ضعیف کہتے ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۸) اور سابق امیر جماعت اہلحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی بھی فرماتے ہیں اس کے ہر طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے (فتاوی، علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۶۹) اور دوسری جگہ تو غصے میں آپے سے باہر ہو کر فرماتے ہیں بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیرؓ بن معطم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جبیرؓ بن معطم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں۔ (ص ۱۷۱ ج ۱۳)

الغرض چوتھے دن قربانی کرنا رسول اقدس ﷺ سے تو کجا کسی ایک صحابی سے بھی بسند صحیح ثابت نہیں۔ پھر تکبیرات تشریق تو ۹ تاریخ کو بھی کہی جاتی ہیں تو ۹ تاریخ کو بھی قربانی کرنی چاہیے ہاں ان کے مناظر اعظم مولانا بشیر احمد سہوانی نے تو یہ رسالہ لکھا ہے ایام النحر من عاشر ذالحجۃ الی آخر الشھر جس کا خلاصہ فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۵ ج ۱۳ تا ص ۱۸۰ ج ۱۳ پر درج ہے کہ قربانی کے دن بیس یا اکیس ہیں۔ جب تک محرم کا چاند نظر نہ آئے قربانی کر سکتا ہے۔ ضد کی بات الگ ہے ورنہ ان کے مفتی صاحبان بھی چوتھے دن کی قربانی کو پسند نہیں فرماتے حتی کہ ان کے مفتی ابو البرکات احمد صاحب فرماتے ہیں جس کو پہلے دن قربانی میسر ہو اور وہ نہ کرے اور وہ قربانی کو باندھ رکھے اس کا عمل حدیث کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۵۵) اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جس طرح اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے آخر وقت نماز پڑھنے کی عادت بنالیں تو نماز تو ہو جائے گی لیکن منافقانہ نماز ہوگی۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۶ ج ۱۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائیں۔ آمین!

غیر مقلد مولف حکیم صادق سیالکوٹی

کی کتاب

سبیل الرسول پر ایک نظر

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری مدظلہ کے قلم سے پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے اس کا ضرور مطالعہ فرماویں۔

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

پچاس ہزار روپے انعام کی حقیقت

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . امابعد!

مولوی اشرف سلیم غیر مقلد نے فیصل آباد میں اہل سنت والجماعت کو بے نماز بے نماز کہنے کی مہم شروع کرر کھی تھی اور اس طرح علاقہ بھر میں بدامنی کی فضاء قائم کردی تھی ۔آخر بعض حضرات نے ان سے تین سوالات پوچھے:

۱۔ جس طرح اہل سنت والجماعت آیت قرآن واذ قری القران کا شان نزول صحابہؓ، تابعینؒ اور اجماع سے نماز میں قرآۃ نہ پڑھنا ثابت کرتے ہیں آپ بھی قرآن مجید کی ایک آیت جو اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو اس کا شان نزول صحابہ، تابعینؒ اور اجماع امت سے یہ ثابت کردیں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے جو مقتدی نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوگی اور قرآن پاک کی باقی ایک سو تیرہ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا منع اور حرام ہیں تو ہم آپ کو مبلغ دس ہزار روپے انعام دیں گے۔

۲۔ جس طرح اہل سنت والجماعت ثلاثی عالی سند سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے قرأت کرنے والے مقتدی کو ڈانٹا۔ اس سے ناراض ہوئے آپ بھی کسی ثلاثی عالی سند سے ثابت کریں کہ رسول اقدس ﷺ نے فاتحہ نہ پڑھنے والے مقتدی کو ڈانٹا ہو۔ اس سے ناراض ہوئے ہوں اور وہ حدیث، حدیث ابوہریرہؓ کے بعد کی ہو، تو ہم آپ کو مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

۳۔ اگر آپ کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت کردیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی آخری نماز باجماعت میں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی، خود مقتدی بن کر فاتحہ پڑھی تھی تو ہم مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

اشرف سلیم صاحب ایک سوال کا بھی صحیح جواب نہ دے سکے۔ خود ان کے مقتدیوں نے سمجھایا کہ فرقہ واریت کو نہ بھڑکایا کرو اب تک تم بڑی شیخیاں اور شوخیاں کرتے رہے اب ان سوالات کے موافق آیت پیش کر کے انعام کیوں نہیں لیتے؟

اس نے کہا چندہ اکٹھا کرو، میں ان سوالات کا جواب بشکل اشتہار دوں گا چنانچہ اس چندے سے یہ اشتہار شائع کیا مگر اس میں ایک سوال کا جواب بھی نہ دیا۔ البتہ ضروری اطلاع کے تحت وعدہ کیا کہ جواب دیا جائے گا مگر آج پانچ سال گزر رہے ہیں ابھی تک لوگ انہیں وہ وعدہ یاد دلاتے ہیں کہ ان سوالات کا جواب دو، وعدہ پورا کرو، وعدہ خلافی منافق کی نشانی ہے مگر وہ ان لاجواب سوالات کا جواب نہ خود دے سکا نہ کسی اور سے دلا سکا۔ ویسے ہی اپنی جماعت کو ذلیل کیا۔

اشتہار کی حقیقت

۱۔ اس اشتہار میں آیت ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ...﴾ نقل کی اور ﴿وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ...﴾ نقل نہ کیا اور ثابت کر دیا کہ یہ لوگ قرآن بھی پورا نہیں جانتے۔ اگر ان کو یہ آیت پوری یاد ہوتی تو مجتہدین کی تقلید کرتے کبھی غیر مقلد نہ رہتے۔

۲۔ سورۃ المزمل کی ایک آیت نقل کی یہ سورت باعتبار نزول نمبر ۵ پر ہے الفاتحہ نمبر ۷ اور اعراف نمبر ۳۹ پر پھر کسی حدیث یا قول صحابی سے یہ بھی ثابت نہیں کر سکا کہ یہ آیت قرأۃ خلف الامام کے لیے نازل ہوئی ہے۔ نہ یہ ہی بتایا کہ قرآن صرف سورت فاتحہ ہے یا مکمل ۱۱۴ سورتیں۔ الغرض یہ آیت تہجد کے لیے نازل ہوئی جو جماعت سے نہیں اکیلے اکیلے پڑھی جاتی ہے۔ جماعت کے ساتھ اس کا تعلق نہیں

۳۔ بائیں کونے پر ایک حدیث **لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام** (بیہقی) لکھی جس کو نہ روپڑی صاحب ڈبر شکر گنج کے مناظرہ میں صحیح ثابت کر سکے، نہ پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری مہتہ جھیڈو (چشتیاں) کے مناظرہ میں صحیح ثابت کر سکا نہ اشرف سلیم میں یہ جرأت ہوئی کہ اس کو صحیح ثابت کر سکے۔ نہ ہی پیر بدیع الدین پیر جھنڈا ماتلی سندھ کے مناظرہ میں اسے صحیح ثابت کر سکا۔ اس حدیث کے ہر راوی کا عادل ضابطہ ہونا ثابت کرو۔ خصوصاً ابو ابراہیم محمد بن یحییٰ الصفار۔ اور اس کے شاگردوں کی ثقاہت ثابت کرو۔ ابو ابراہیم کا استاد عثمان بن عمر ہے اس کی روایت کتاب القرأۃ ص ۲۲ پر ہے جس میں خلف الامام کا لفظ نہیں۔ عثمان بن عمر کا

استاد یونس ہے۔ اس کی حدیث صحیح مسلم ج ا ص ۱۶۹ اور کتاب القرأۃ ص ۱۲، ص ۱۳ پر ہے جس میں خلف الامام کا لفظ ہی نہیں اور یونس کو زہریؒ کی روایت میں وہم بھی ہو جاتا تھا۔ (تقریب ص ۳۹۱) یونس کا استاد زہری ہے جو عن سے روایت کر رہا ہے عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد زہری کی ایسی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ (ابکار المنن ص ۴۳ ص ۶۰، ص ۶۴، ص ۱۷۱) نیز اسی کتاب القرأۃ ص ۹۲ ص ۹۵ میں ہے کہ امام زہریؒ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کو خلاف قرآن سمجھتے تھے۔

نیز زہری کے چودہ ثقہ شاگردوں میں سے ایک بھی اس حدیث میں خلف الامام کا لفظ بیان نہیں کرتا۔ بلکہ زہری کے کئی شاگرد خلف الامام کی بجائے فصاعداً بیان کرتے ہیں جو یقیناً صحیح ہے پس یہ لفظ شاذ ہوا۔

نوٹ: یہ ضعیف روایت کتاب القرأت ص ۵۶ پر ہے۔ اس کے بعد ص ۸۶ تا ص ۱۰۶ میں یہ ثابت کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں جس طرح لوگ نمازوں میں باتیں کر لیتے تھے اسی طرح مقتدی قرأت بھی کر لیتے تھے۔ پھر آیت و اذ اقرئ القرآن نے مقتدی کو قرأت سے روک دیا۔ پھر بہت سی احادیث ترک قرأت خلف الامام کی لکھی ہیں جن میں ص ۱۳۶، ص ۱۳۸، ص ۱۷۱، ص ۱۷۳ پر خاص فاتحہ کے لفظ والی احادیث ہیں کہ مقتدی نہ پڑھے۔ اگر بالفرض اشرف سلیم کی پیش کردہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو آیت کے نزول سے پہلے کی ہے یہ حدیث پیش کرنا اور بعد کے زمانہ والی حدیث پیش نہ کرنا ایسا ہی فریب ہے جیسے کوئی یہودی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والی حدیث پیش کرے اور بعد میں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والی آیت اور حدیث پیش نہ کرے کوئی متعہ والا بخاری سے متعہ والی احادیث پیش کرے اور متعہ سے منع کی احادیث پیش نہ کرے۔ کوئی شرابی بعض صحابہؓ کے شراب پینے والی روایات پیش کرے اور منع والی احادیث پیش نہ کرے۔ کوئی شخص نماز میں باتیں کرنے والی احادیث پیش کرے اور باتوں سے منع کی احادیث پیش نہ کرے۔ الغرض نہ تو اشرف سلیم صاحب اس حدیث کو صحیح ثابت کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ

حدیث آیت واذا قرئ القرآن کے بعد کی ہے یہ حدیث غیر مقلدین کے دلائل کی سب سے اعلیٰ حدیث تھی جو نہ صحیح ہے اور نہ محکم۔

خلاصہ یہ ہے کہ اشرف سلیم اور اس کی ساری جماعت نہ ان تین سوالات کا جواب دے سکی نہ آیت واذا قرئ القرآن کے بعد کی کوئی آیت یا حدیث صریح غیر معارض پیش کرسکی کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض اور باقی قرآن پڑھنا حرام ہے البتہ اپنے جاہلوں کو خوش کرنے کے لیے یہ اشتہار شائع کیا۔ تاکہ کسی طرح سے غیر مقلدیت کے جنازے کو کندھا دیا جاسکے۔

یہ چیلنج جس دن چھپا اور فیصل آباد میں لگا۔ اسی دن عصر کے وقت ہمارے علماء حدیث کی کتابیں لے کر اشرف سلیم کو حدیث دکھانے گئے مگر اس نے حدیث دیکھنے سے انکار کردیا ہمارے علماء نے یہاں تک کہا کہ اگر آپ کے پاس انعام دینے کے لیے پچاس ہزار روپیہ نہیں تو بھی ہم محض خدا تعالیٰ کی رضا اور سنت نبویؐ کے احیاء کے لیے آپ کو حدیث دکھاتے ہیں اس پر بھی اس نے حدیث دیکھنے سے انکار کردیا۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا اگر تم بلا معاوضہ بھی حدیث نہ دیکھو گے تو آپ منکر حدیث منکر رسول ہیں ہم آپ کی پٹائی کریں گے۔ مگر اس نے مار کھالی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو دیکھنا گوارا نہ کیا۔ بعد میں اس پٹائی کا غصہ اس طرح نکالا کہ گھر میں بیٹھ کر عورتوں کی طرح گالیوں کا اشتہار مرتب کیا اور اذا حدث کذب اور اذا اخاصم فجر پر پورا پورا عمل کیا جب اس گالی گلوچ سے شہر کی فضاء بہت مکدر ہوگئی تو جناب ڈی سی صاحب کے سامنے توبہ نامہ لکھ دیا۔

دھوکا دہی، پہلا دھوکا

اس اشتہار میں پہلا دھوکا یہ کیا کہ متواتر حدیث میں ہے: البینة علی المدعی کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے چونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور باقی قرآن پڑھنا حرام ہے تو دلیل ان کے ذمہ تھی۔ اس نے دلیل کا مطالبہ قرأت نہ پڑھنے والوں سے کر کے متواتر حدیث کا انکار کردیا۔

مثال نمبرا

یہ ایسا ہی مطالبہ ہے جیسے کوئی رافضی یہ مطالبہ غیر مقلدین سے کرے کہ ایک صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث پیش کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے خاص اذان میں اشھدان علیا ولی اللہ کہنے سے منع کیا ہو تو ہم آپ کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ تو کیا آپ پیش کر سکیں گے؟

مثال نمبر۲

یا کوئی بریلوی آپ سے مطالبہ کرے کہ آپ ایک ہی صحیح صریح، مرفوع، غیر مجروح حدیث ایسی پیش کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے خاص میت کے ایصال ثواب کے لیے کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو تو ہم آپ کو پچاس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ غیر مقلد ذرا پیش کر دیں۔

دوسرا دھوکا

سب جانتے ہیں کہ دین اسلام کامل ہے اس لیے رسول اقدس ﷺ جب بھی مسئلہ بیان فرماتے تو مکمل مسئلہ بیان فرماتے۔ قرآن پاک کی تلاوت پر ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب بیان فرمایا تو یہ سارے قرآن کا مسئلہ تھا فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ حائضہ اور جنبی کو قرآن کی تلاوت سے ممانعت فرمائی تو پورے قرآن کی فرمائی خواہ فاتحہ ہو یا اور سورت۔ اسی طرح آپؐ نے نماز کے بارہ میں امام ہو، مقتدی ہو، منفرد ہو پورے قرآن کا مسئلہ بتایا مگر اشرف سلیم نے قرآن کی ۱۱۳ سورتوں کے حکم کا ذکر ہی نہ کیا۔ یہ انکار قرآن کی بدترین صورت ہے۔

تیسرا دھوکا

اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ دلائل شرعیہ چار ہیں۔ کتاب اللہ تعالیٰ سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع اور قیاس شرعی۔ تو سائل کو کسی دلیل کے خاص کرنے کا

کوئی شرعی اور قانونی جواز نہ تھا۔ سوال یوں کرتا کہ آپ اپنے شرعی مسئلہ کو چاروں دلیلوں میں سے کسی دلیل سے ثابت کر دیں۔

چوتھا دھوکا

اہل السنّت والجماعت چار دلائل کو مانتے ہیں۔ غیر مقلدین اہل سنت کے خلاف رافضیوں کی تقلید میں اجماع کا انکار کیا کرتے ہیں اور خارجیوں کی طرح قیاس شرعی کا انکار کیا کرتے ہیں مگر اشرف سلیم نے تو مطالبہ دلیل کے وقت قرآن پاک کو بھی دلائل سے خارج کر دیا ذکر تک نہیں لایا۔

پانچواں دھوکا

منکرین حدیث حدیث کی تمام اقسام کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اشرف سلیم نے بھی صرف حدیث کی ایک قسم کے علاوہ باقی تمام قسم کی احادیث کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس لیے اس سے سوال کیا گیا کہ آپ اپنی شرط کے مطابق ایک ہی حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح ایسی پیش کریں کہ دلیل شرعی صرف حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح میں ہی منحصر ہے مگر وہ آج تک ایسی حدیث پیش نہیں کر سکا اس کی یہ شرط دین میں اضافہ ہے۔

چھٹا دھوکا

جب اسے کہا گیا کہ تم اپنی پیش کردہ حدیث کو اس اپنی شرط کے موافق ثابت کر دو تو بھی بھاگ گیا۔

وعدہ پورا کرو

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مسئلہ فیصل آباد کی عدالت میں زیر بحث آ گیا جس میں اہل سنت والجماعت نے صحیح مسلم شریف کی حدیث واذا قرأ فانصتوا پیش کی۔ مفصل بحث کے بعد فاضل عدالت نے اس حدیث کو صحیح قرار دے دیا اور لکھا کہ

یہ موافق شرط ہے۔ اب تو خدا کا خوف دل میں رکھتے ہوئے پچاس ہزار روپیہ اہل سنت کو دینا چاہیئے ورنہ یہ قرض ذمہ رہا تو جنازہ جائز نہ ہوگا۔

نوٹ: (۱) جہاں بھی کوئی غیر مقلد یہ اشتہار پھیلا کر فرقہ واریت کو ہوا دے اور بدامنی پیدا کرے تو اہل سنت امن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اشٹام پر اس غیر مقلد سے تحریری وعدہ لیں کہ اگر ہم جج صاحب کا فیصلہ دکھا دیں تو میں پچاس ہزار روپیہ ادا کر دوں گا پھر ہم سے رابطہ کریں ہم فیصلہ کی نقل لے آئیں گے۔

نوٹ: (۲) اس اشتہار میں اشرف سلیم نے مان لیا کہ حنفی پوری دنیا میں آباد ہیں اور خصوصاً عربستان میں بھی حنفی آباد ہیں۔ جب کہ غیر مقلد پاک و ہند کے بعض علاقوں کے سوا دنیا میں کہیں موجود نہیں۔

نوٹ: (۳) اشرف سلیم صاحب نے خالق کائنات کی قسم کھا کر لکھا ہے کہ کوئی مقلد ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتا۔ حدیث پیش ہو چکی خاص فیصل آباد کے جج نے اس کے صحیح ہونے کا فیصلہ سنا دیا۔ اس پر جو ذلت ان کو نصیب ہوئی۔ اشتہار پر اشرف سلیم کا یہ پتہ درج ہے خطیب جامع مرکزی محمدی اہل حدیث رضا آباد نمبر ۳ فیصل آباد۔ اب غیر مقلدوں نے نہ صرف اسے مسجد سے نکال دیا بلکہ پورے فیصل آباد کے علاقہ سے بھگا دیا۔ یہ تو دنیا کا عذاب تھا اور خدا کے نام کی جھوٹی قسم کا عذاب آخرت میں بھی اس کے لیے تیار ہے۔

مذاہب اربعہ

اشرف سلیم نے اپنا تعارف یہ کروایا ہے۔ فاضل مذاہب اربعہ، مذاہب اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ ان چاروں مذاہب کو مذہب مانتا ہے مگر غیر مقلدیت کو وہ خود بھی کوئی مذہب نہیں سمجھتا۔ ورنہ وہ فاضل مذاہب خمسہ لکھتا۔ اس مشتہر نے مذاہب اربعہ کا لفظ لکھ کر اس فرقہ شاذہ کو مذاہب سے نکال کر لا مذہب قرار دے دیا ہے۔ یہ بھی دنیا کا ایک عذاب ہے۔ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾

رمضان المبارک اور مسنون نماز تراویح

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم امابعد.

حق تعالیٰ شانہ نے اپنے فضل و کرم سے رمضان المبارک کو عجیب بابرکت مہینہ بنایا ہے۔ یہ مہینہ گویا عالم روحانیت کا موسم بہار ہے۔ اس ماہ مقدس کی برکات کا اندازہ لگانا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اس ماہ مقدس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ والے ان مبارک گھڑیوں کو غنیمت سمجھتے ہیں اور ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے کہ شائد آئندہ سال ہمیں یہ مقدس گھڑیاں نصیب ہوں یا نہ ہوں۔ اللہ والوں کے ہاں اس ماہ مقدس میں خوب چہل پہل رہتی ہے۔ اعتکاف ہے، تلاوت قرآن ہے، لاکھوں کی تعداد میں درود شریف کا ورد ہے۔ رات بھر نوافل ہیں۔ لوگ اس کی برکات سے جھولیاں بھرتے اور کمائی کرتے ہیں۔

حضورؐ کا طرز عمل

عن عائشة کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل شهر رمضان شد مئزره ثم لم یات فراشه حتی ینسلغ

(شعب الایمان للبیهقی ج ۲، ص ۳۱۰)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی کمر ہمت کس لیتے اور جب رمضان المبارک گزر نہ جاتا آپ بستر پر تشریف نہ لاتے۔

عن عائشةؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل رمضان تغیر لونه و کثرت صلواته وابتهل فی الدعاء واشفق منه (شعب الایمان للبیهقی ج ۳، ص ۱۱۰)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک آتا تو آپ کا رنگ مبارک بدل جاتا آپ بکثرت نوافل پڑھتے۔ خوب گڑگڑا کر دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے۔

اور آخری عشرہ میں تو آپ بہت ہی زیادہ مستعدی ظاہر فرماتے۔

عن عائشةؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شدمئزره واحيى ليله وايقظ اهله.

(بخاری ج۱ص۲۷۱ مسلم ج۱ص ۳۷۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آجاتا تو نبی علیہ السلام پوری پوری مستعدی ظاہر فرماتے رات کو زندہ کرتے (ساری رات عبادت میں گزارتے) اور ازواج مطہرات کو بھی جگاتے۔

عن عائشةؓ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتهد فی عشر الاواخر مالا یجتهد فی غیره. (مسلم ج۱ص ۳۷۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں (عبادت) میں جتنی کوشش فرماتے، اتنی دوسرے عشروں میں نہ فرماتے۔

یہ ہے ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک کی عبادت کا حال جس کی کچھ جھلک آج بھی اللہ والوں کے ہاں ملتی ہیں۔

ایک المیہ

رمضان کی خیر و برکت تو شروع سے آرہی ہے لیکن تقریباً ایک صدی سے رمضان کے مبارک مہینہ میں ایک المیہ کا ظہور بھی ہونے لگا ہے۔ ہمارے زمانہ کے جدید مدعیان بالحدیث کا سارا رمضان اس میں گزرتا ہے کہ رمضان المبارک میں غیر رمضان سے زیادہ عبادت کرنا بدعت ہے، گناہ ہے اور آخری عشرہ میں دوسرے عشروں سے دو رکعت بھی زیادہ پڑھ لینا بدعت اور حرام ہے، پورا رمضان المبارک اسی عبادت سے روکنے میں گزرتا ہے، ہزاروں اشتہارات، سینکڑوں رسالے اس عبادت کے خلاف چھپتے ہیں خود تو بے چارے رمضان المبارک کی برکات سے محروم ہیں، دوسروں کو بھی ان بحثوں میں الجھا کر رکھتے ہیں اور نام اہل حدیث ہے۔ آپ جو سارا مہینہ آٹھ تراویح اور ایک وتر پڑھاتے ہیں ان ۹ رکعات کی بھی کوئی حدیث نہیں۔ آپ جب کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد

ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ نہ تو اس پر آپ کوئی حدیث پیش کرتے ہیں اور نہ ہی آپ رمضان کے علاوہ گیارہ مہینے اس اہتمام سے تراویح پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ آپ جو کہتے ہیں کہ گیارہ مہینے یہ نماز نفل ہوتی ہے اور بارہویں مہینہ میں یہی نماز سنت موکدہ ہو جاتی ہے۔ گیارہ مہینے اس کا وقت رات کا آخری حصہ ہے۔ بارہویں مہینے اول رات بھی اس کا وقت ہے گیارہ مہینے یہ گھر پر پڑھنی افضل ہے بارہویں مہینے جماعت سے۔ یہ باتیں آپ کی حدیث نفس سے ثابت ہیں نہ کہ حدیث رسولؐ سے۔ جب یہ باتیں حدیث رسول سے آپ ثابت نہیں کر سکتے تو نہ آپ محمدی رہے اور نہ اہل حدیث۔ ان ساری ۹ باتوں میں نہ آپ لوگوں کو حدیث رسول دکھاتے ہیں اور نہ ہی لوگوں سے حدیث رسول کا مطالبہ کرتے ہیں اگر بالفرض دسویں مسئلہ تعداد رکعات میں آپ کے پاس بیس رکعات تراویح کے بدعت اور حرام ہونے کی کوئی حدیث بھی ہوتی تو جب آپ ۱۰ / ۹ غیر محمدی اور ۱۰ / ۹ غیر اہل حدیث ہیں بلکہ ۱۰ / ۱۰ تو یہ عمل بالحدیث کا شور تو بالکل غلط نکلا، ہاں آپ کو عامل بحدیث نفس کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ آپ حضرات آٹھ رکعات تراویح باجماعت پورا مہینہ مسجد میں عشاء کے فوراً بعد کو جو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور بیس رکعات تراویح کو بدعت اور حرام کہتے ہیں، اس میں بھی آپ کے پاس کوئی حدیث نہیں بلکہ آج تک سنت مؤکدہ، بدعت، حرام، حدیث صحیح اور حدیث ضعیف کی جامع مانع تعریف بھی یہ لوگ قرآن و حدیث سے بیان نہیں کر سکے۔ ضرورت کے وقت امتیوں کے اصول فقہ یا اصول حدیث سے چوری کر لی جاتی ہے، پھر بھی محمدی اور اہل حدیث ہی رہتے ہیں۔

بیس تراویح

(۱) عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر.

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہؐ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۲۹۴)

(۲) عن جابر بن عبداللہ قال خرج النبی ﷺ ذات لیلة فی رمضان فصلی بالناس اربعة و عشرین رکعة و اوتر بثلاثة.

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی علیہ السلام باہر تشریف لائے اور صحابہ کرامؓ کو چوبیس رکعت (۴ فرض ۲۰ تراویح) اور تین وتر پڑھائے۔

ان دونوں احادیث کو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ نے نہ صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف لیکن امت کی تلقی بالقبول سے یہ صحیح ہے۔ اور پوری امت بیس رکعت کی برکات سے جھولیاں بھر رہی ہے کیونکہ اس مہینہ میں نفل کا ثواب بھی فرض کے برابر ہو جاتا ہے۔ ہزاروں اشتہارات چھپاتے ہیں اور مسلمانوں کو ان برکات سے محروم کرتے ہیں۔ ہزاروں اشتہارات کے نتیجہ میں اگر ایک آدمی کسی مسجد میں آٹھ تراویح پڑھ کر جماعت سے نکل جائے تو عید کی سی خوشی منائی جاتی ہے اس کو مبارک بادیاں دی جاتی ہیں گویا وہ نیا مسلمان ہوا ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو بیس سے زائد تراویح پڑھتے ہیں، بدعتی کہا جاتا ہے۔

عمل بالحدیث

رمضان المبارک کی برکات سے محروم رہنے اور محروم کرنے کے عمل کا نام عمل بالحدیث رکھا ہے۔ آپ ان سے بات کریں تو وہ صاف کہتے ہیں کہ ہم نبی پاکؐ کے سوا کسی کو نہیں مانتے ہم صرف اور صرف محمدی ہیں، ہم نہ ابوبکری، ہیں نہ عمری، نہ حنفی، نہ شافعی۔ ہمارے ہر ہر عمل پر نبی پاک ﷺ کی مہر ہے۔

(۱) جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ساری عمر میں صرف اور صرف تین رات اور وہ بھی آخری عشرہ میں باجماعت تراویح پڑھائی ہیں اور بس آپ لوگ جو حدیث کے خلاف سارا رمضان تراویح باجماعت پڑھتے ہیں۔ اس میں تو آپ محمدی نہیں کیا ہیں؟ کیوں کہ اس پر مواظبت صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے نہ کہ نبیؐ سے۔

آپ زندگی بھر میں صرف تین رات جماعت سے تراویح پڑھ کر ساری عمر آرام سے گھر بیٹھیں تاکہ باقی لوگ سکون کے ساتھ رمضان المبارک کی برکات سے مستفید ہوسکیں۔

(۲) نیز آپ لوگ ہر سال پورا مہینہ مسجد میں نماز تراویح ادا کرتے ہیں۔ یہ تو تمہارے اصول پر محمدی طریقہ نہیں، کیونکہ آپؐ نے تو (نماز تراویح کے آخری یعنی تیسرے دن) فرمادیا تھا:

فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا الصلوة المکتوبة. (بخاری ج ۱ ص ۱۰۱۔ مسلم ص ۲۶۶، ج ۱)

لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو بلاشبہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کو اپنے گھر میں نماز بہتر ہے۔

(۳) اس نماز کا نام تراویح رسول پاک ﷺ نے رکھا ہے یا صحابہ کرامؓ نے۔ اس نماز کو تراویح کہنے والا محمدی ہے یا کچھ اور؟۔

(۴) آپ لوگ جو پورا مہینہ عشاء کے ساتھ ہی رات کے اول وقت میں نماز تراویح پڑھتے ہیں اس کا ثبوت بھی حدیث میں نہیں اس میں بھی آپ محمدی رہے نہ اہل حدیث۔

(۵) آپ جو پورا ماہ رمضان نماز وتر باجماعت پڑھتے ہیں اس میں بھی آپ محمدی ہیں نہ اہل حدیث۔

(۶) آپؐ نے نماز تراویح میں خود نہ پورا قرآن ختم کیا نہ ہی ختم کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی بعض مساجد میں جو تراویح میں قرآن پاک ختم ہوتا ہے، بلکہ بعض مساجد میں قرآن ختم کرنے کے لیے نماز میں قرآن اٹھا کر پڑھا جاتا ہے اس کی ورق گردانی ہوتی ہے اس عمل میں آپ حضرات نہ ہی محمدی نہ ہی اہل حدیث۔ بیس تراویح کی احادیث کو غیر مقلد نہ صحیح کہہ سکتے ہیں اور نہ ضعیف۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ امت کا اجماعی عمل ان پر ہے یا نہیں تو پوری امت کا ان احادیث پر عمل ہے اور امت کا اجماع ہے کہ تلقی بالقبول سے حدیث صحیح ہوجاتی ہے۔

امر فاروقی

(۳) عن یحیی بن سعید ابن عمر بن الخطاب امر رجلا یصلی بھم عشرین رکعة.

حضرت عمر بن الخطاب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۲۹۳)

دور فاروقی

(۴) وروی مالک من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید عشرین

حضرت سائب فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں بیس رکعت تراویح تھیں۔ اس کی سند بخاری شریف میں دو جگہ ہے۔

(۵) عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر (معرفۃ السنن والاثار بیہقی)

حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۶) محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمرؓ بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة یطیلون فیھا القراءة و یوترون بثلاث الخ. (قیام اللیل ص ۹۱)

محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ زمانہ فاروقی میں لوگ رمضان میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۷) عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة و یوترون بثلاث.

حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیئیس رکعات رمضان میں ادا کرتے تھے۔

(۸) عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بھم عشرین رکعۃ۔

(ابوداؤد ج ۱، ص ۲۰۲ سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۰، ج ۱)

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے لوگوں کو ابی بن کعبؓ پر جمع فرمایا اور وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

(۹) عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب امرہ ان یصلی باللیل فی رمضان فصلی بھم عشرین رکعۃ۔

(کنز العمال ج ۸، ۲۶۴)

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھاؤں پس بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں۔

امام بیہقیؒ، علامہ باجیؒ، قسطلانیؒ، ابن قدامہؒ، ابن حجر مکیؒ، طحطاویؒ، ابن ہمامؒ، صاحب بحرؒ، سب بالاتفاق فرما رہے ہیں کہ عہد فاروقی میں بیس تراویح پر ہی استقرار ہوا، یہی متوارث ہیں۔ دور برطانیہ سے پہلے کسی ایک محدث یا فقیہ نے اس کا انکار نہیں فرمایا اور سنیت کے لیے مواظبت شرط ہے تو یہی بیس رکعت سنت فاروقی ہوئیں۔ یہ حضرت عمرؓ ہی ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا اور فرمایا اللہ کے دین میں سب سے مضبوط عمرؓ ہیں۔ اگر بیس رکعت تراویح بدعت ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مہاجرین وانصار کا بدعتی ہونا لازم آتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اُبی ابن کعب بیس تراویح مہاجرین وانصار میں پڑھاتے تھے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا۔

(فتاویٰ ج ۲۳، ص ۱۱۲)

عہد عثمانی

(۱۰) حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی۔ اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے

لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے۔ (بیہقی ج ۲، ص ۴۹۶) عہد عثمانی میں ایک اور صرف ایک مسلمان کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا جو آٹھ تراویح پڑھ کے جماعت سے نکل جاتا ہو یا کسی ایک شخص نے بیس تراویح کو بدعت کہا ہو۔

دور مرتضویؓ

(۱۱) عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علیؓ قال دعی القراء فی رمضان فامر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة قال و کان علیؓ یوتر بهم۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور وتر کی جماعت خود حضرت علیؓ کراتے تھے۔

(بیہقی ۲۔۴۹۶)

(۱۲) عن ابی الحسناء ان علیاؓ امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة.

حضرت ابوالحسناء فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو پانچ تراویح بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

حضرت علیؓ خود نبی علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جس نے بدعت ایجاد کی اس کا نہ فرض قبول نہ نفل۔ (بخاری ج ۲، ص ۱۰۸۴۔ مسلم ج ۱، ص ۱۴۴) اور حضرت علیؓ نے اذان کے بعد ایک مؤذن کو عشاء کے لیے تثویب کہتے سنا تو فرمایا اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو (بحر الرائق) اور ایک شخص کو عید گاہ میں نماز عید سے قبل نفل پڑھتے دیکھا تو اسے ڈانٹا۔ اگر بیس رکعت تراویح بدعت ہوتی تو اس کا حکم کیوں دیتے؟ دور برطانیہ سے پہلے کسی ایک محدث یا فقیہ کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے دور مرتضوی میں بیس تراویح پڑھائے جانے کا انکار کیا ہو۔ کوئی شخص اس زمانہ میں ایک شخص کا نام پیش نہیں کر سکتا جو آٹھ رکعت پڑھ کر جماعت سے نکل جاتا ہو۔ یہ بھی

یادرہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیس رکعت والی نماز کا نام تراویح حضرت علیؓ نے بیان فرمایا، کسی خلیفہ راشد یا کسی ایک صحابی نے آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ پورے ذخیرہ حدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

(۱۳) عن زيد بن وهب قال كان عبدالله يصلى بنافى شهر رمضان فينصرف وعليه ليل قال الاعمش كان يصلى عشرين ركعة ويوتر بثلث (قیام اللیل ص ۱۵۷)

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہم کو رمضان میں تراویح پڑھا کر فارغ ہوتے ابھی رات ہی ہوتی تھی،

امام اعمش فرماتے ہیں وہ بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ سنت پر اکتفا کرنا بدعت پر محنت کرنے سے بہت اچھا ہے۔ (حاکم ا) اگر بیس رکعت تراویح بدعت ہوتی تو وہ کیوں پڑھاتے؟

جمہور صحابہ کرامؓ

(۱۴) ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان الناس كانوا يصلون خمس ترويحات فى رمضان۔

امام ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم (۹۶ھ) سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک لوگ رمضان میں پانچ ترویحے (بیس رکعات) پڑھتے تھے۔ (کتاب الآثار ابی یوسف)

حضرت امام صاحبؒ نے بھی تراویح کا لفظ صرف اور صرف بیس رکعت کے ساتھ ہی روایت فرمایا ہے آٹھ رکعت کے ساتھ کہیں روایت نہیں فرمایا۔

(۱۵) عن عبدالعزيز بن رفيع قال كان ابى بن كعب يصلى

بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة و یوتر بثلاث۔

عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ لوگوں کو رمضان میں مدینہ منورہ میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳)

عن عطاء قال ادرکت الناس وهم یصلون ثلثة و عشرین رکعة بالوتر. (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲۔ص ۳۹۳)

حضرت عطاء (۱۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے ہی پایا۔

تابعین کرام

حضرت سوید بن غفلہ جو عمر میں آنحضرت ﷺ سے صرف تین سال چھوٹے ہیں، وہ امامت کراتے تھے، حضرت ابوالخصیب فرماتے ہیں:

کان یومنا سوید بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة.

حضرت سوید بن غفلہ رمضان میں ہمیں باجماعت پانچ ترویحے بیس رکعت پڑھایا کرتے تھے۔ (بیہقی ج ۲، ص ۴۹۶)

عن ابی البختری انه کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان و یوتر بثلاث.

حضرت ابوالبختری سے مروی ہے کہ وہ رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے تھے۔

عن سعید بن ابی عبید ان علی بن ربیعة کان یصلی بهم فی رمضان خمس ترویحات و یوتر بثلاث.

(ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۳۹۳)

حضرت سعید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ علی بن ربیعہ پانچ ترویحے یعنی بیس تراویح اور تین وتر باجماعت پڑھاتے تھے۔

جب آئمہ اربعہ نے دین کو مدون اور مرتب فرما دیا تو سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے، چنانچہ استاذ العلماء سید المحققین حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ علامہ ابن خلدون سے نقل فرماتے ہیں: "دیار وامصار میں انہیں آئمہ اربعہ پر تقلید ٹھہر گئی۔ اور ان کے سوا جو امام تھے ان کے مقلد ناپید ہو گئے۔ اور لوگوں نے اختلافات کے دروازے اور راستے بند کر دیے اور چونکہ اصطلاحات علمیہ مختلف ہو گئیں اور لوگ رتبہ اجتہاد تک پہنچنے سے باز رہ گئے اور اس امر کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں اجتہاد ایسے شخص کی طرف مستند نہ ہو جائے جو اس کا اہل نہ ہو یا اس کی رائے یا دین قابلِ وثوق نہ ہو، لہذا علمائے زمانہ نے اجتہاد سے اپنا عجز ظاہر کر دیا اور اس کے دشوار ہونے کی تصریح کر دیں۔ اور انہیں مجتہدین کی تقلید کے لیے جن کے لوگ مقلد ہو رہے تھے لوگوں کو ہدایت کرنے لگے اور چونکہ تداول تقلید (غیر شخصی) میں تلاعب ہے، لہذا کبھی ان کی اور کبھی ان کی تقلید کرنے سے لوگوں کو منع کرنے لگے اور صرف نقل مذاہب باقی رہ گئی اور بعض صحت صحیح اصول اور اتصال سند بالروایہ ہر مقلد اپنے اپنے مجتہد کی تقلید کرنے لگا اور فقہ سے آج اس امر کے کچھ اور مطلب نہیں اور فی زماننا مدعی اجتہاد مردود اور اس کی تقلید مہجور ہے، اور اہل اسلام ان ہی آئمہ اربعہ کی تقلید پر قائم ہو گئے" (آثار خیر ص ۱۴۴)

اور یہ بات دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہے کہ آئمہ اربعہ کے متون فقہ میں آٹھ رکعت تراویح کا نام ونشان تک نہیں اور آئمہ اربعہ کے متون فقہ کے کسی متن میں بیس رکعت تراویح کو بدعت یا حرام نہیں لکھا۔ اور صحابہ کرام سے لے کر دور برطانیہ تک کسی اسلامی فرقہ کی ایک مسجد کا پتہ نہیں دیا جا سکتا کہ کبھی ایک سال بھی پورا مہینہ

آٹھ رکعت تراویح پڑھی گئی ہو یا صحابہ کرامؓ سے لے کر دور برطانیہ تک ایک اور صرف ایک مسلمان کا نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا، جو آٹھ تراویح پڑھ کر جماعت سے نکل کر بھاگ جاتا ہو، معلوم ہوا کہ بیس تراویح امت میں متوارث ہے۔

آٹھ رکعت

آٹھ رکعت پڑھ کر جو لوگ جماعت سے نکل جاتے ہیں وہ رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں دو سنتوں کو پامال کرتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ ظہر کی چار مؤکدہ سنتوں کی بجائے آپ نے کبھی دو سنتیں پڑھی ہیں۔ اور اگر کوئی پڑھے تو کبھی اس کا دل مانے گا کہ میں نے پوری سنت ادا کر لی ہے ہر گز نہیں۔ اسی طرح بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ آٹھ رکعت پڑھنے سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح نماز تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا یا سننا سنت ہے جو آٹھ رکعت پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور اس سنت سے بھی محروم رہتے ہیں۔

چند مغالطے

جو لوگ اس سنت کے تارک ہیں اور اس سنت کو مٹانے میں سارا زور علم و قلم خرچ کرتے ہیں وہ جن باتوں سے مغالطہ دیتے ہیں ان کی پوری وضاحت تو اس مضمون میں ممکن نہیں اس لیے رئیس المناظرین عمدۃ المحققین حضرت مولانا خیر محمد جالندھری برد اللہ مضجعہ کے مضمون کا مطالعہ ضروری ہے جو آثار خیر صفحہ ۲۲۱ سے صفحہ ۲۷۹ تک ہے۔ مختصراً گزارش ہے کہ صحاح ستہ میں سے ایک حدیث حضرت عائشہؓ کی پیش کرتے ہیں کہ آپؐ رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ حدیث نماز تہجد کے بارے میں ہے۔ تاریخ الخلفاء کے مطابق ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے تراویح کی جماعت شروع کرائی اور سیدہ عائشہؓ کا وصال ۵۷ھ میں ہوا۔ پورے بیالیس سال اماں جان کے حجرہ کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت جاری رہی۔ اماں جان خود نبی علیہ السلام سے

یہ حدیث روایت فرماتی ہیں کہ جس نے اس دین میں بدعت جاری کی وہ مردود ہے۔ (بخاری و مسلم) مگر یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اماں جان نے بیالیس سال میں ایک دفعہ بھی اس تہجد والی حدیث کو بیس تراویح والوں کے خلاف پیش فرمایا ہو۔ اب دو ہی راستے ہیں۔ یا تو یہ مان لیا جائے کہ اس حدیث کا تراویح سے کوئی تعلق نہیں۔ اماں جان یہی سمجھتی تھیں یا یہ مان لیا جائے کہ اماں جان اس حدیث کو ۲۰ تراویح کے خلاف ہی سمجھتی تھیں لیکن ان کے دل میں سنت کی محبت اور بدعت سے نفرت اتنی بھی نہ تھی جتنی آج کل کے ان پڑھ غیر مقلد میں ہے۔ یہ تو رافضی ہی کی سوچ ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث حضرت جابرؓ کی پیش کر کے مغالطہ دیتے ہیں۔ اولاً تو وہ صحیح نہیں ہے۔ ثانیاً اس میں مواظبت کا ذکر نہیں جو سنیت کے لیے شرط ہے۔ ثالثاً حضرت جابر کا وصال ۷۰ھ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی ہوا اور کم از کم پچپن سال آپ کے سامنے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت جاری رہی اور آپ نے خود زبان رسولؐ سے یہ ارشاد گرامی سنا تھا کہ **شر الامور محدثا تھا و کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار** (نسائی) کہ سب سے برے کام بدعات ہیں ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے مگر پھر بھی کم از کم پچپن سال حضرت جابرؓ یہ بدعت دیکھتے رہے اور سنت کی حدیث آپ کے پاس تھی اس کو سب سے چھپایا۔ صرف عیسیٰ بن جاریہ کے کان میں سنائی جو ضعیف ہے اور اس نے یہ امانت ایک شیعہ یعقوب بن عبداللہ کو دے دی اور بس۔ حضرت جابرؓ کا بیس تراویح والوں کے خلاف اس حدیث کو پیش کرنا تو کیا ثابت ہوتا، سرے سے یہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ جب سب لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے تو حضرت جابرؓ آٹھ رکعت پڑھ کر نکل جاتے۔ ایاز قدر خویش شناس۔ غیر مقلد اپنی علمی اوقات پہچانیں۔ صحابہ کرام سے بڑے علامہ بننے کے دعوے نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سنت پر عمل اور اس کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

اسوۃ سید الکونین فی ترک رفع الیدین

تالیف /

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی! السلام علیکم، جناب کی تحریر سے آپ کے مندرجہ ذیل دعاوی سامنے آئے۔

۱۔ آنحضرت ﷺ اپنی پوری زندگی تک رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے رہے۔ (ص ۱، ۲)

۲۔ اس سلسلہ میں چار سو احادیث موجود ہیں (ص ۱۲) ان میں عشرہ مبشرہ کی احادیث بھی ہیں۔

۳۔ یہ رفع یدین سنت ہے۔ اس کا ترک فساد ہے اس لیے رفع یدین کی سنت کو زندہ کرنا ان فاسد نمازوں کے مقابلہ میں سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (ص ۱۳)

۴۔ رفع یدین کرنے کی حدیثیں صحیح ہیں اور رفع یدین نہ کرنے کی حدیثیں ضعیف ہیں۔

مکرمی!

(۱) اب آپ کا فرض تھا کہ ان چار سو احادیث میں سے صرف ایک حدیث صحیح صریح سالم عن الاضطراب والمعارضہ پیش فرما دیتے جس میں صراحتاً اس رفع یدین کا سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہونا مذکور ہوتا اور اس رفع یدین کے تارک کی نماز کا فاسد ہونا مذکور ہوتا۔ لیکن آپ اس میں سو فیصد ناکام اور نامراد رہے ہیں اس لیے سو شہید کے مرتبہ کا خواب غلط نکلا۔

(۲) آپ ان چار سو احادیث میں سے ایک بھی صحیح صریح سالم عن الاضطراب والمعارضہ حدیث پیش نہیں کر سکے جس میں ان مواقع پر رفع یدین کرنا ساری عمر ثابت ہو۔

(۳) مکرمی ذرا ان چار سو صحابہ کے اسمائے گرامی ہی تحریر فرما دیتے اور حدیث کی جن کتابوں میں ان کی احادیث ہیں ان کی نشان دہی فرما دیں، بڑی نوازش ہوگی۔

(۴) مکرمی جب آپ ایک حدیث سے بھی اس رفع یدین کا سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہونے کا حکم نہیں دکھا سکتے تو آپ کو جان لینا چاہئے کہ جو لوگ قرآن و حدیث کا

نام لے لے کر اس کو سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کہتے ہیں وہ قرآن وحدیث پر جھوٹ بولتے ہیں۔

(۵) ہم یہ کہتے ہیں کہ اس رفع یدین کا کوئی حکم صراحتاً نہ کتاب اللہ شریف میں مذکور ہے اور نہ ہی حدیث صحیح میں، بس بموجب حدیث معاذؓ ہم نے مجتہد کی طرف رجوع کیا تو مجتہد اعظم امام ابو حنیفہؒ نے بتادیا کہ یہ رفع یدین نہ سنت مؤکدہ ہے نہ سنت غیر مؤکدہ ہے۔

(۶) پھر آپ کا فرض تھا کہ سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی جامع مانع تعریف قرآن حدیث سے نقل کرتے، غیر معصوم امتیوں کی اصول فقہ سے سرقہ نہ ہو لیکن آپ یہ تعریف نہیں لکھ سکے۔

(۷) آپ نے جو یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ رفع یدین کرنے کی احادیث صحیح ہیں اور نہ کرنے کی ضعیف، کیا یہ دعویٰ کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے یا امتیوں کے اقوال پر مدار ہے؟ ظاہر ہے کہ اس دعویٰ پر آپ کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے، غیر معصوم بلکہ جانبدار امتیوں کی باتیں ہیں جن کو تسلیم کرنا آپ کے مذہب میں شرک ہے۔

(۸) جب یہاں امتیوں سے ہی فیصلہ لینا ہے تو ہم نے خیر القرون کے مجتہد کی طرف رجوع کیا اور ایسے امور میں جو صراحتاً کتاب وسُنت میں نہ ہوں، مجتہد کی طرف رجوع کرنا حدیث معاذؓ سے ثابت ہے اور جناب نے خیر القرون کے بعد کے مقلدین شوافع کی طرف رجوع کیا، جن کی طرف رجوع کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

(۹) حکیم صاحب، آپ کا فرض ہے کہ حدیث صحیح اور حدیث ضعیف کی تعریف قرآن وحدیث سے لکھیں۔ غیر معصوم امتیوں کی اصول فقہ سے سرقہ نہ فرمائیں، پھر ان تعریفوں پر ان احادیث کی پرکھ ہو جائے گی۔

(۱۰) ہماری پیش کردہ حدیث ابن مسعودؓ پر جو کچھ آپ نے لکھا، وہ بے دلیل لکھا ہے، جب آپ صحیح اور ضعیف حدیث کی تعریف لکھیں گے تو انشاء اللہ بات واضح ہو جائے گی۔

(۱۱) ہاں عاصم بن کلیب راوی کو ضعیف کہا ہے مگر اس کا ضعف اسماء الرجال کی کتابوں سے ثابت نہیں کیا۔ ہاں ذرا یہ بھی فرمایئے آپ نے ص ۱۱ پر حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث رفع یدین کے سلسلہ میں پیش فرمائی ہے اس کی سند جزء بخاری، ابوداؤد میں دیکھیں۔ یہی عاصم بن کلیب ہے اور ص ۱۲ پر جزء بخاری سے جو نقل کیا ہے کہ ایک صحابی بھی ایسا نہ تھا جو رفع یدین نہ کرتا ہو، اس مفروضے کی بنیاد جس سند پر رکھی گئی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب موجود ہے۔ آپ کی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث جو ابن خزیمہ کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے، اس سند کا مدار بھی عاصم بن کلیب پر ہے۔ ذرا انصاف کو آواز دو کہ وہ کہاں ہے؟

(۱۲) آپ نے ہماری پیش کردہ روایت حدیث براء بن عازبؓ پر جو بحث کی ہے، اس کا جواب تو آپ جب حدیث صحیح اور ضعیف کی تعریف لکھیں گے، پھر واضح ہو گا لیکن اس وقت آپ نے اس کے راوی یزید بن ابی زیاد کو موردالزام ٹھہرایا ہے مگر آپ نے خود ص ۱۰ پر رفع یدین کی احادیث بیان کرتے ہوئے حضرت براء کی جو حدیث پیش کی ہے اس کی سند میں بھی تو یہی راوی ہے، وہاں یہ کیسے حجت بن گیا، کیا انصاف اسی کا نام ہے؟

(۱۳) آپ نے ص ۱۰ پر جو حدیث براءؓ نقل فرمائی ہے وہ نصف نقل فرمائی ہے اور لا تقربوا الصلوۃ پر عمل فرمایا ہے۔ اب اس روایت کو مکمل باسند تحریر فرمائیں اور اس کی سند کے راوی ابراہیم بن بشار اور یزید بن ابی زیاد کا مکمل ترجمہ پوری دیانت داری سے اسماء الرجال کی کتابوں سے نقل فرمائیں۔

(۱۴) جناب نے بار بار یہ لکھا ہے کہ ماضی استمراری دوام کے لیے آتی ہے مگر اس پر کوئی دلیل نہیں دی۔

(۱) مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ وضو کے بعد اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیتے کان یقبل بعض ازواجہ کیا یہ آنحضرت ﷺ کا دائمی عمل تھا۔ اور وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینا وضو کی سنتوں میں شامل ہے اور اس بوسہ لینے والے کو سو

شہیدوں کا ثواب بھی ملے گا اور بغیر بوسہ لیے وضو فاسد بھی ہو جائے گا؟

(ب) اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے مباشرت فرماتے، **کان یباشر** ایک روایت میں ہے **کان ینام و ھو جنب** بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کی بیوی حالت حیض میں ہوتی، آپ ان کی گود میں سر مبارک رکھ کر تلاوت فرماتے، یہاں ہر جگہ ماضی استمراری ہے تو کیا روزہ میں مباشرت، حالت جنابت میں سونا، حالت حیض میں بیوی کی گود میں سر رکھ کر تلاوت کرنا، آپ کے دائمی افعال تھے اور یہ تینوں کام روزہ، جنابت اور حیض کی سنتوں میں شامل ہیں اور ان افعال پر سو شہیدوں کا ثواب بھی ملے گا؟ ذرا اس ماضی استمراری کی بحث نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ پر پڑھ لیں۔

اب ہم آپ کی چار سو حدیثوں میں سے صرف عشرہ مبشرہ والی دس احادیث کو دیکھتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیقؓ

آپ کا فرض تھا کہ اس حدیث کو مکمل سند کے ساتھ نقل کر کے اس کو صحیح ثابت کرتے، مگر آپ ایسا کیوں کرتے؟

(ا) اس کی سند کا پہلا راوی وہی ہے جس کو تذکرۃ الحفاظ میں رافضی خبیث لکھا ہے

(ب) دوسرے راوی الصفار کا سماع آپ اس کے استاد السلمی سے ثابت نہ کر سکتے تھے اگر ہمت ہے تو کر کے دکھاؤ۔

(ج) پھر یہ سلمی خود متکلم فیہ راوی ہے۔

(د) یہ سلمی صاحب جن کی وفات ۲۸۰ھ میں ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ابو النعمان محمد بن الفضل بصری کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے رفع یدین رکوع والی کی، میں نے اس سے پوچھا "ماھذا؟" یہ کیا ہے؟ یعنی سلمی جو بغداد کے رہنے والے ہیں، انہوں نے اپنی زندگی میں نہ بغداد میں نہ مکہ میں نہ مدینہ میں کبھی کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تھا، اپنی زندگی میں بصرہ میں صرف ایک شخص کو رفع یدین کرتے

دیکھا اور اس کی ساری نماز میں یہ رکوع والی رفع یدین ہی نئی چیز نظر آئی اس لیے اس نے حیران ہو کر پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ صاحب جس نے رفع یدین کی تھی اس کے بارے میں ابن حبان (جن کا قول آپ نے بھی نقل کیا ہے) کہتے ہیں "کہ اس کا حافظہ اتنا کمزور ہو چکا تھا کہ وہ جو حدیث بیان کرتا اسے یہ بھی پتہ نہ چلتا کہ وہ کیا بیان کر رہا ہے" (تہذیب التہذیب ص ۴۰۴ ج ۹) الغرض اس تیسری صدی کے شروع میں ساری دنیا میں یہی ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا، جس کا دماغ چل گیا تھا۔

(ہ) اب اس چلے ہوئے دماغ والے آدمی نے جو سند بنا کر سنائی وہ بھی سنیے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی، اس نے رکوع والی رفع یدین کی، تو میں نے بھی اس سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا کیا؟ گویا اسے بھی ساری زندگی میں ایک ہی آدمی رفع یدین کرنے والا ملا۔ حماد بن زید کا وصال ۱۷۹ھ میں بصرہ میں ہوا۔ گویا دوسری صدی کے نصف آخر میں ساری دنیا میں صرف بصرہ میں ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا۔

(و) حماد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایوب سختیانی (وفات ۱۳۱ھ) کو رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا اور میں نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ دوسری صدی کے نصف اول میں ساری دنیا میں صرف بصرہ میں ہی ایک شخص رفع یدین کرنے والا تھا۔

(ز) وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء کے پیچھے نماز پڑھی ،انہوں نے رکوع والی رفع یدین کی اور میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس سے پتہ چلا کہ دوسری صدی کے ربع اول میں صرف ایک حضرت عطاء نے رفع یدین کی۔

(ح) وہ کہتے ہیں میں نے ابن زبیرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ گویا پہلی صدی کے نصف آخر میں صرف ابن زبیر نے رفع یدین کی، اسی لیے ان سے پوچھا گیا یہ کیا ہے۔

(ط) ابوداؤد میں میمون مکی نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ میں نے صرف ابن زبیر کو

رفع یدین کرتے دیکھا اور کسی کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

(ی) آپ نے ص ۱۱ پر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس کا عنوان دے کر یہ روایت نقل کی ہے، اس میں میمون مکی کا مندرجہ بالا بیان تھا جو آپ نے نقل نہیں کیا جو آپ کی خیانت اور بددیانتی کی بدترین مثال ہے۔

(ک) ابن زبیر کہتے ہیں، میرے سامنے ایک دفعہ حضرت صدیقؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ جملہ بتارہا ہے کہ حضرت صدیق نے ایسی نماز پڑھی کہ اور کوئی صحابی ایسی نماز نہ پڑھتے تھے اسی لیے تو پوچھنے کی ضرورت پڑی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے رفع یدین کی۔ آپ نے ساری روایت میں سے صرف یہ آخری جملہ لکھا اور اس میں تمام عمر اور ہمیشہ رفع یدین کرنے کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا لیے اور حضرت صدیق اکبرؓ پر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئے۔

(ل) اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ خیر القرون میں پوری تین صدیوں میں صرف چار پانچ آدمی رکوع کی رفع یدین کرنے والے تھے اور تین صدیوں تک یہ رفع یدین ایک ایسی منکر بات تھی کہ جب کوئی کر بیٹھتا، فوراً لوگ پکڑ کر پوچھتے کہ یہ کیا ہے؟

اصل بات

محمد بن فضل کا چونکہ حافظہ درست نہیں رہا تھا، اس نے بصرہ سے رفع یدین کا رخ مکہ کی طرف موڑا اور حضرت عطاء، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ کی سند سے رفع یدین بیان کر دی۔ اصل بات یہ ہے کہ محدث عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ اہل مکہ میں رفع یدین ابن جریج سے شروع ہوئی۔ ابن جریج پرلے درجہ کے مدلس تھے۔ وہ نماز کی سند حضرت عطاء، حضرت زبیر، حضرت صدیق اکبر کے واسطہ سے حضورؐ تک پہنچاتے، اس میں صراحتاً رفع یدین کا ذکر نہ کرتے لیکن سننے والے سمجھتے کہ یہ چونکہ خود رفع یدین کرتے ہیں اس لیے یہ رفع یدین کی سند ہے۔ محمد بن فضل عارم

نے اپنے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے ابن جریج والی روایت کو رفع یدین کا ذکر ملا کر بیان کر دیا۔ یہ صرف حافظہ کی خرابی کا کرشمہ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

(ن) یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا (تذکرۃ الحافظ) یہ ہی مکہ میں رفع یدین کے بانی ہیں اور انہوں نے حضرت عطاء سے صرف رکوع کی ہی نہیں بلکہ سجدہ کے بعد کی رفع یدین کی بھی روایت کی ہے (مصنف عبدالرزاق ص ۷۰ ج ۲) شیعوں نے ابن جریج کے دونوں مسئلوں کو قبول کر لیا، وہ متعہ کے بھی قائل ہیں اور رکوع سجود کی رفع یدین کے بھی۔ غیر مقلدین نے اس کے فتویٰ متعہ کو بھی قبول کر لیا (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۲ ج ۱، نزل الابرار ص ۳ ج ۲) اور رکوع کی رفع یدین کو قبول کر لیا مگر سجدہ کی رفع یدین کو قبول نہ کیا:

در کفر ہم ثابت نہ ء زنار را رسوا مکن

(س) پھر اس حدیث میں نہ سنت کا لفظ نہ ساری عمر کا تو آپ کو اس سے کیا فائدہ ہوا؟

(ع) پھر اسی دارقطنی اور بیہقی میں اس روایت کے بعد والے باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت موجود ہے کہ میں نے نبی اقدس ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، یہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اب دونوں روایتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ (اگر بالفرض پہلی حدیث صحیح ہو) آنحضرت ﷺ نے رفع یدین کی۔ باقی رہی نہ رہی، اس سے وہ حدیث خاموش ہے۔ ہاں قیاس یہ کہتا ہے کہ کی تو کرتے رہے ہوں گے مگر اس دوسری حدیث نے اس قیاس کو رد کر دیا کہ آنحضرت ﷺ نے بھی چھوڑ دی تھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی چھوڑ دی تھی۔ الحمدللہ احناف نے بھی چھوڑ دی، یہ تو آپ کے پہلے استدلال کا حال ہے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت

حضرت عمرؓ کی شہادت کے عنوان سے ص ۴ پر جو حدیث آپ نے نقل کی ہے، اس پر آپ نے تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔

(ا) جزء بخاری، جزء بخاری میں نہ یہ متن ہے نہ ہی اس کی کوئی سند۔

(ب) جزء سبکی اس میں بھی نہ اس کی کوئی سند ہے اور نہ متن۔

(ج) دار قطنی کی سنن میں بھی یہ حدیث نہیں۔ ہاں غرائب مالک میں امام دار قطنیؒ نے یہ بتایا ہے کہ یہ روایت ابن عمر کی ہے، عمرؓ کی نہیں، آپ نے غرائب کی یہ عبارت نقل نہیں کی جو بہت بڑی بددیانتی ہے کیونکہ ابن شہاب سے اس کو الزبیدی، معمر، الاوزاعی، محمد بن اسحاق، سفیان بن حسین، عقیل بن خالد، شعیب بن ابی حمزہ، سفیان بن عیینہ، یونس بن یزید، یحییٰ بن سعید الانصاری، مالک نے عن سالم عن ابن عمر روایت کیا ہے کسی نے حضرت عمر کا نام نہیں لیا (کتاب التمہید ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۴۰۸ ج ۱) اور امام مالک نے اس کو ابن وہب، ابن القاسم، یحییٰ بن سعید، ابن ابی اویس، عبدالرحمٰن بن مہدی، جویریہ بن اسماء، ابراہیم بن طہمان، عبداللہ بن المبارک، بشر بن عمر، عثمان بن عمر، عبداللہ بن یوسف التنیسی، خالد بن مخلد، مکی بن ابراہیم، محمد بن الحسن، خارجہ بن مصعب، عبداللہ، قتیبہ بن سعید، سب نے عن زید عن سالم عن ابن عمر روایت کیا ہے کسی نے حضرت عمرؓ کا نام نہیں لیا۔ (کتاب التمہید ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۴۰۹ ج ۱) ان بیس محدثین کے خلاف صرف خلف بن ایوب نے عن مالک عن الزهری عن سالم عن ابن عمر عن عمر کہا ہے۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں لم یتابع خلف علی زیادة عمر اب یہ خلف راوی کون ہے، علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی حدیثوں سے بچنا چاہئے، یہ اہل سنت سے تعصب اور بغض رکھتا تھا۔ (میزان الاعتدال ص ۶۵۹ ج ۱) جس کی سند کا یہ حال ہو اسے کسی طرح بھی صحیح حدیث ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

پھر آپ نے جو لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا، میں نے حضورؐ کو ہمیشہ یہ رفع یدین کرتے دیکھا، یہ ہمیشہ کا لفظ حدیث میں ہرگز نہیں، آپ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ پر یہ بہتان باندھا ہے۔ پھر آپ نے یہ بھی نہیں بتایا کہ حضرت عمرؓ یہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۶۴، ج ۱، ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۶۸) ایک ایک

استدلال میں جھوٹ، خیانت اور فریب کا ریکارڈ جو جناب نے قائم فرمایا ہے، اس پر تو مرزا قادیانی بھی مات کھا گیا ہے۔

حضرت عثمان کی شہادت

حضرت عثمان کی شہادت کی سرخی آپ نے ص ۴ پر جمائی ہے اور چار کتابوں کا حوالہ دیا ہے، بیہقی، حاکم، تعلیق المغنی، سبکی۔ ان چاروں کتابوں میں کسی ایک کتاب میں بھی نہ اس کی کوئی سند موجود ہے اور نہ ہی یہ متن موجود ہے، جس میں حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہو کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو رکوع کے وقت ساری عمر ہمیشہ رفع یدین کرتے دیکھا، اگر آپ میں حیا اور صداقت کا ایک ذرہ بھی ہے تو حضرت عثمانؓ سے مرفوعاً یہ متن مکمل سند اور توثیق کے ساتھ لکھ کر بھیجیں۔ آہ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔ اذافاتک الحیاء فاصنع ماشئت (الحدیث)

حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت

آپ نے ص ۴ و ۵ پر حضرت علیؓ کی شہادت کا عنوان دیا ہے، مگر جو حدیث نقل کی ہے اس کا مدار عبدالرحمٰن بن ابی الزناد پر ہے۔ یہ راوی ثقہ تھا، لیکن جب بغداد آیا تو اس کا حافظہ صحیح نہیں رہا تھا۔ (تقریب التہذیب ص ۲۰۱) ترمذیؒ نے باب المسح علی الخفین میں امام مالکؒ اور امام بخاریؒ سے اس کی تضعیف کا اشارہ نقل فرمایا ہے۔ امام احمد، ابو حاتم اور ابن مہدی نے اس کی روایت ترک کر دی تھی، اور عجب بات یہ ہے کہ اس سے رفع یدین کی روایت کرنے والا راوی، سلیمان بن داؤد بھی بغدادی ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۱۳۳) تو یہ حدیث زمانہ اختلاط کی ہے اور کوئی راوی ابن ابی الزناد کا متابع نہیں، پس اصول حدیث کے لحاظ سے یہ حدیث صحیح نہیں۔

(ب) پھر اس حدیث میں نہ سنت مؤکدہ کا لفظ ہے نہ سنت غیر مؤکدہ کا نہ ہمیشہ کا لفظ، جناب نے ترجمہ میں جو ہمیشہ کا لفظ لکھا ہے، یہ حضرت علیؓ پر بہتان ہے اور اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ کا مصداق ہے۔

(ج) پھر اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے ایک آدھ بار آنحضرت ﷺ کا رفع یدین کرنا ثابت ہوتا۔ ساری عمر کرتے رہے یا چھوڑ دی، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، ہاں قیاس یہ کہتا ہے کہ کی تو کرتے رہے ہوں گے، اسی قیاس پر آپ کا مذہب قائم ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ آپ کا یہ قیاس حدیث کے خلاف ہے، چنانچہ دار قطنی نے کتاب العلل میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ بے شک آنحضرتؐ نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر ساری نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے حضرت علیؓ نے رفع یدین کرنے کی حدیث بھی روایت کی، اور چھوڑنے کی بھی اور خود اپنا عمل ہمیشہ ترک رفع یدین پر رکھا۔ چنانچہ ''موطا امام محمدؒ ص ۹۰ و ۹۱'' پر دو سندوں سے حدیث موجود ہے کہ حضرت علیؓ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور امام طحاویؒ نے ''شرح معانی الآثار ص ۱۳۲ ج ۱'' پر یہ روایت نقل کر کے فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ کا رفع یدین کی حدیث کو روایت کرنا، پھر خود رفع یدین کو چھوڑ دینا واضح دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک رفع یدین منسوخ ہو چکی تھی۔ محدث ابو بکر بن ابی شیبہ نے بھی حضرت علیؓ سے ترک رفع یدین روایت کی ہے۔ (ص ۲۳۶ ج ۱) اور پھر یہ بھی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے اصحاب پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۶۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب اہل کوفہ کی تعداد پچاس ہزار سے زائد تھی اور حضرت علیؓ کے اصحاب کی تعداد بھی کئی ہزار تھی۔

عشرہ مبشرہ

پھر جناب نے حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان چھ مقدس ہستیوں پر بھی یہ بہتان باندھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں، ہم نے آنحضرت ﷺ کو ہمیشہ رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔ اس پر آپ نے تنویر، تعلیق المغنی، تلخیص الحبیر،

سفر السعادت، تحفۃ الاحوذی اور جز سبکی چھ کتابوں کے حوالے دے کر، چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کی مثال کو پورا کیا ہے۔ کیا آپ ان کتابوں یا دنیا بھر میں حدیث کی کسی کتاب سے ان روایتوں کی مکمل سند مع توثیق روایت پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ آپ کا مذہب بھی کیسا یتیم ہے جس کا سہارا کوئی ضعیف روایت بھی نہیں بنتی، اس کے ترجمہ میں بھی جھوٹ ملانا پڑتا ہے۔ کتنی بڑی بڑی مقدس ہستیوں پر بہتان باندھنا پڑتا ہے۔ کتنی صحیح روایتوں کو چھپانا پڑتا ہے اب جرأت کرو ان دس حدیثوں کو سنداً صحیح ثابت کردو۔ ان کے متن میں سنت مؤکدہ اور تمام عمر رفع یدین کرنے کے الفاظ دکھا دو۔ ورنہ جھوٹ، فریب اور کتمان حق سے توبہ کر کے مسلک اہل سنت والجماعت کو قبول کرلو۔

بحث حدیث عبداللہ بن عمر بن خطابؓ

۱۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں، ربیع (بصری) لیث (کوفی) طاؤس (یمنی) سالم (مدنی) ابو زبیر (مکی) اور محارب بن دثار (کوفی) (اور نافع مدنی) نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ (جزاء بخاری ص ۱۷۹)

جواب ا۔ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ حج کے موقع کا ہوسکتا ہے، جہاں مکی، مدنی، کوفی، یمنی، بصری سب اکٹھے ہوتے ہیں۔

۲۔ بہر حال حج کے موقع پر ان سات شخصوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو ان میں سے حضرت سالم مدنی اور حضرت محارب بن دثار قاضی کوفہ نے سوال کر دیا۔ ماھذا؟ (مسند احمد ص ۴۵ ج ۲ ص ۱۴۵ ج ۲) ظاہر ہے کہ ساری نماز میں رفع یدین بوقت رکوع اور بوقت قیام رکعت سوم ہی انوکھی بات دیکھی اسی لیے اس کا سوال کیا، اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت رفع یدین کا بالکل رواج نہ تھا اور اس کی پوزیشن ایسی ہی تھی جیسے کوئی متواتر قرأت کی تلاوت کرتا تو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا اور اگر متواتر قرأت کے خلاف کوئی شاذ قرأت پڑھتا تو فوراً سننے والا

پوچھتا، ماھذا یہ کیا ہے؟ الغرض ترک رفع تعاملاً متواتر تھی اور رفع یدین عملاً شاذ۔

۳۔ حضرت قاضی محارب بن دثار کوفی تھے، انہوں نے کبھی کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تھا، مگر حضرت سالمؒ تو مدنی تھے اور خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے فرزند تھے اُن کا سوال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مدینہ میں بھی کوئی رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ بلکہ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بھی یہ عادت نہ تھی۔ ورنہ بیٹا تو اعتراض نہ کرتا، کبھی ایک مرتبہ کی ہوگی اور ان سب نے دیکھ لیا، ورنہ عادت نہ تھی۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کی، جب اعتراض ہوا تو حدیث سنادی۔ اصول محدثین پر تو یہ حدیث موقوف ہے کیونکہ اس کو مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہے اور باقی چھ موقوفاً ہی روایت کرتے ہیں۔ جماعت کے خلاف سالم کا تفرد قابل حجت کیسے ہوسکتا ہے، اسی لیے امام ابوداوٗدؒ نے فرمایا ہے کہ لیس بمر فوع۔ کہ یہ مرفوع نہیں۔

۵۔ حضرت سالم بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ورنہ ''ماھذا'' کیوں فرماتے؟ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حدیث سنائی تو ایک آدھ بار انہوں نے بھی کی تو جابر نے سوال کیا، فرماتے ہیں فسالت عن ذالک (طحاوی ص ۱۵۳ ج ۱) اس سے معلوم ہوا کہ عہد تابعین میں رفع یدین کی پوزیشن یہی تھی، جو متواتر قرأت کے خلاف کسی شاذ قرأت کی ہوتی ہے۔ ساری نماز میں اگر کوئی قابل اعتراض بات تھی تو یہی رفع یدین تھی۔

۶۔ جس طرح ابن عمرؓ سے اس کے مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہیں اور اس حدیث کے سرے سے مرفوع و موقوف ہونے میں اختلاف ہے چہ جائیکہ اس کو متواتر کہا جائے، اسی طرح سالم سے اس کو صحیح سند سے صرف زہری روایت کرتے ہیں اس لیے اس کو متواتر کہنا کسی طرح صحیح نہیں۔ جو لوگ عوام میں یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ حدیث رفع یدین متواتر ہے اور متواتر کا تارک کافر ہوتا ہے، انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وضو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسواک فرمانا محدثین کے نزدیک متواتر ہے مگر پھر بھی

اس کا تارک نہ کافر ہے اور نہ بے وضو۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ دوہری اقامت حضرت بلالؓ سے متواتر ہے (طحاوی ص ۹۴ ج ۱) مگر لامذہب غیر مقلدین کا مذہب اس کے خلاف ہے۔ اسی طرح نمازوں میں امام کا جہری فاتحہ سے بسم اللہ شریف کا آہستہ پڑھنا آنحضرت ﷺ سے متواتر ہے (طحاوی ص ۱۳۹ ج ۱) مگر غیر مقلدوں کا عمل اس کے خلاف ہے۔ اسی طرح جوتے پہن کر نماز پڑھنا متواتر ثابت ہے (طحاوی ص ۳۴۳ ج ۱) مگر غیر مقلدین نہ اس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور نہ مستحب اور اس رفع یدین کا حال تواتر کا نہیں بلکہ عملاً شذوذ کا سا حال ہے۔

۷۔ امام زہریؒ عظیم محدث ہیں مگر غیر مقلدین کی تحقیق میں وہ شیعہ تھے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے مایہ ناز محقق حکیم فیض عالم صدیقی خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں جہلم امام زہری کے بارے میں لکھتے ہیں ''ابن شہاب (زہری) منافقین و کذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی صحیح، مستقل ایجنٹ تھے، اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں...... ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلاواسطہ روایت کرتا تھا جو اس کی ولادت سے پہلے مرچکے تھے۔ مشہور شیعہ مؤلف شیخ عباس قمی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھے پھر شیعہ ہوگیا (تتمہ المنتہی ص ۱۲۸) عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے'' (صدیقہ کائنات ص ۱۰۷ و ۱۰۸) یہی غیر مقلد محقق اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے، علم حدیث کی خدمت میں زہری کا مقام بہت بلند ہے مگر اکثر اس کی روایات گمراہ کن ہیں اور پھر اسے شیعہ لکھا ہے (اختلاف امت کا المیہ ص ۱۲۷)

۸۔ امام زہری سے اس حدیث کو گیارہ شاگردوں نے روایت کیا (۱) امام مالک (۲) الزبیدی (۳) معمر (۴) اوزاعی (۵) محمد بن اسحاق (۶) سفیان بن حسین (۷) عقیل بن خالد (۸) شعیب بن ابی حمزہ (۹) سفیان بن عیینہ (۱۰) یونس بن یزید (۱۱) یحییٰ بن سعید رحمہم اللہ۔

(التمہید لابن عبدالبر ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۱۲۲ ج ۲)

امام مالکؒ سے تقریباً ۲۶ راویوں نے اس کو روایت کیا: (۱) یحییٰ بن یحییٰ (۲) یحییٰ بن بکیر (۳) القعنبی (۴) ابو مصعب سعید بن ابی مریم (۵) سعید بن عفیر (۶) امام شافعی (۷) ابن وهب (۸) ابو القاسم (۹) یحییٰ بن سعید (۱۰) ابن اویس (۱۱) عبدالرحمٰن بن مهدی (۱۲) جویریہ بن اسماء (۱۳) ابراهیم بن طهمان (۱۴) ابن المبارک (۱۵) بشر بن عمر (۱۶) عثمان بن عمر (۱۷) عبداللہ بن یوسف (۱۸) خالد بن مخلد (۱۹) مکی بن ابراهیم (۲۰) محمد بن الحسن (۲۱) خارجہ بن مصعب (۲۲) عبدالملک بن زیاد (۲۳) النصیبی عبداللہ بن نافع الصائغ (۲۴) ابو قرہ موسیٰ بن طارق (۲۵) مطرف بن عبداللہ (۲۶) قتیبہ بن سعید رحمھم اللہ (ایضاً)

الغرض اس دور میں یہ حدیث شہرت کو پہنچی۔ ۱۰ راوی امام مالک کے ہم استاد تھے اور ۱۶ ان کے شاگرد، اس لیے امام مالک کی رائے ہی پیش کی جاتی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ نماز کی پہلی تکبیر کے بعد پوری نماز میں کسی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کو میں بالکل نہیں پہچانتا۔ امام ابن القاسم تلمیذ خاص امام مالکؒ فرماتے ہیں، امام مالکؒ کے نزدیک نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ رفع یدین کرنا بالکل ضعیف تھا (المدونۃ الکبریٰ ۷۱ ج ۱) امام مالکؒ کے نہ پہچاننے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس حدیث کو نہ جانتے تھے کیونکہ اس حدیث کو انہوں نے اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ اپنے استاد سے سنا اور خود ۱۶ شاگردوں کو یہ حدیث سنائی۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ کسی ایسے آدمی کو میں نہیں پہچانتا جو اس پر عمل کرتا ہو۔ امام مالکؒ مدینہ منورہ کے امام ہیں۔ حج کے لیے مکہ مکرمہ میں بھی تشریف لے گئے اور یہ دونوں وہ مقدس شہر ہیں جہاں دنیائے اسلام سے ہر مذہب و مسلک کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ امام مالکؒ کی یہ شہادت نہایت وقیع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں رفع یدین بعد تکبیر تحریمہ بالکل متروک تھی۔ امام مالکؒ کی اس شہادت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے یہ ۲۶ راوی بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے، کیونکہ امام مالکؒ ان سب کو

جانتے تھے، اگر ان میں سے کوئی رفع یدین کرتا ہوتا تو امام مالکؒ کبھی یہ نہ فرماتے کہ میں اس رفع یدین کو پہچانتا تک نہیں۔

۹۔ امام مالکؒ نے جو اس کو ضعیف فرمایا اس کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔

(ا) اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے جو موجب ضعف ہے

(ب) اس کے متن میں اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہوتا ہے۔

(ج) یہ خیر القرون کے متواتر تعامل کے خلاف عملاً شاذ ہے اور شذوذ موجب ضعف ہے۔

اس حدیث کے متن میں بھی اضطراب ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا بھی صحیح سند اور ماضی استمراری کے ساتھ ثابت ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۰۲ ج ۲ بحوالہ طبرانی، فتح الباری ص ۱۸۵ ج ۲، معارف السنن ص ۴۷۴ ج ۲ بحوالہ مشکل الآثار طحاوی) اور بخاری ج ۱، ص ۱۰۲، مسلم ج ۱ ص، ۱۶۸، وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ جب دونوں سندیں صحیح ہیں تو اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو دونوں میں تعارض مان کر دونوں کو ساقط مانا جائے پھر بھی اصل تو عدم رفع ہی ہے، اس لیے سجدوں کے وقت رفع یدین کا نہ کرنا ہی معمول بہا رہا۔

اسی طرح اس حدیث میں رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت ہے اور پہلی تکبیر کے بعد ہر جگہ رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہے۔ (مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲، ابو عوانہ ص ۹۰ ج ۲، المدونۃ الکبریٰ ص ۶۸ ج ۱، الخلافیات بیہقی) یہاں بھی تطبیق کی یہی صورت ہے کہ رفع یدین کی اور پھر چھوڑ دی اس لیے ہم نے بھی چھوڑ دی۔ اور اگر بالفرض کوئی تعارض ہی مانے تو تم بھی اصل عدم رفع ہی ہو گی۔

ہاں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین تمام احادیث میں ہے اور اس کے چھوڑنے کی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس لیے اس کو کسی نے نہیں چھوڑا۔ خلاصہ تمام متون کا یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ نے سجدوں کے ساتھ بھی رفع یدین کی، پھر چھوڑ دی، سب نے چھوڑ

دی۔ اسی طرح رکوع کی رفع یدین کی، پھر چھوڑ دی، ہم نے بھی چھوڑ دی۔ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی اور چھوڑی نہیں، ہم نے بھی نہیں چھوڑی۔

۱۱۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا جب امام اوزاعیؒ کے ساتھ رفع یدین پر مناظرہ ہوا تو امام اوزاعیؒ نے یہی حدیث پیش کی ''امام سفیان بن عیینہ محدث الحرم المکی فرماتے ہیں، امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ کی غلہ منڈی میں ملے، امام اوزاعیؒ نے امام اعظم سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے؟ امام اعظمؒ نے فرمایا اس لیے کہ آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کوئی صحیح حدیث (بغیر معارض کے) نہیں ملی۔ امام اوزاعیؒ نے کہا صحیح حدیث کیوں نہیں، مجھے زہری نے اس نے سالم سے، اس نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ جب نماز شروع کرتے تو پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے، امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا روایت بیان کی مجھ سے حماد نے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ واسود سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اقدس ﷺ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ،مگر شروع نماز میں، پھر پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اما اوزاعیؒ نے کہا میں زہری، سالم اور ابن عمر کی سند پیش کرتا ہوں اور آپ حماد، ابراہیم کی سند بیان کرتے ہیں، امام صاحبؒ نے فرمایا کہ امام حماد زہری سے بڑے فقیہ تھے اور ابراہیم سالم سے بڑے فقیہ تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اگرچہ علقمہ سے شرف صحبت میں بڑھے ہوئے ہیں مگر علقمہ **تفقہ فی الدین** میں حضرت ابن عمرؓ سے کم نہیں، ہاں ابن عمرؓ شرف صحابیت میں ممتاز ہیں اور اسود کو بہت فضیلت حاصل ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ تو عبداللہ ہیں ہی۔ تو امام اوزاعیؒ خاموش ہو گئے۔ (مسند امام اعظم ص ۱۲۱)

امام صاحبؒ نے امام اوزاعیؒ کی توجہ اس نکتہ کی طرف مرکوز کرائی کہ محدث اور فقیہ کے فرق کو ملحوظ رکھو۔ محدث ہر قسم کی احادیث کو جمع کرتا ہے، صحیح ہوں یا ضعیف، ناسخ ہوں یا منسوخ۔ اس کے برعکس فقیہ صرف ان احادیث کو لیتا ہے جس پر عمل جاری

ہو، امام اوزاعیؒ اس سے قبل تو رفع یدین کے حامی تھے۔ (الاستذکار ص ۱۲۶ ج ۲) مگر پھر اس کو منسوخ سمجھنے لگے، چنانچہ ابن سلیمان نے جب امام اوزاعیؒ سے پوچھا کہ نماز کی ہر اس تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا جو قیام میں ہو، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا، یہ پہلے دور کی بات ہے (جزء رفع یدین بخاری ص ۱۸۳) امام مالکؒ نے تحریمہ کے بعد کی رفع یدین کو ضعیف فرمایا امام صاحبؒ نے لایصح۔ بات دونوں کی ایک ہے مگر غیر مقلدین امام مالکؒ کو تو معاف کر دیتے ہیں لیکن امام صاحبؒ پر خوب جرح کرتے ہیں کہ کتنی حدیثیں صحیح ہیں، امام صاحبؒ نے کیوں فرمایا، کوئی حدیث صحیح نہیں۔ دراصل وہ ابن صلاح دورانی شوافع کی بنائی ہوئی صحیح حدیث کی تعریف کو لیتے ہیں اور خیر القرون میں جو صحیح کی تعریف تھی اس کو جانتے نہیں۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ روایات کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے، ان میں ایسی روایات بھی ہیں جو غیر معروف ہیں جن کو نہ فقہاء جانتے ہیں، نہ کتاب وسنت کے موافق ہیں۔ پس تم ان شاذ حدیثوں سے بچو اور ان حدیثوں پر عمل کرو جن پر جماعت کا عمل ہے جن کو فقہاء پہچانتے ہیں اور جو کتاب وسنت کے موافق ہوں (الرد علیٰ سیر الاوزاعی ص ۳۱) اس سے معلوم ہوا کہ جس حدیث پر عمل جاری نہ رہا ہو اور فقہاء اس کو نہ جانتے ہوں، وہ شاذ ہے اور شاذ حدیث صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہوتی ہے۔ سابقہ بحث سے یہ تو معلوم ہوا کہ خیر القرون کا متواتر تعامل اس حدیث کے خلاف عدم رفع پر تھا۔

امام ابو بکر بن عیاش جن کی پیدائش ۱۰۰ھ اور وصال ۱۹۳ھ ہے، آپ نے کئی تعلیمی سفر بھی کیے، کئی حج بھی کیے، کوفہ، بصرہ مکہ، مدینہ کے متعدد اسفار کیے، فرماتے ہیں **مارایت فقیھا بفعلہ یرفع یدیہ فی غیر تکبیرۃ الاولی** (طحاوی ص ۱۵۶ ج ۱) یعنی میں نے کسی ایک فقیہ کو بھی نہیں دیکھا جو پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کرتا ہو۔ تو یہ لوگ امام صاحب کی حدیث صحیح کی تعریف نہیں جانتے۔

الغرض حدیث ابن عمرؓ میں رفع یدین کرنے کا بھی ذکر ہے اور ترک کا بھی ذکر ہے۔ اس اختلاف کا حل غیر مقلدین کے اصول پر تو یہ ہے کہ وہ کسی صحیح صریح

حدیث میں رفع یدین کے لیے سنت مؤکدہ کا لفظ دکھا دیں یا کسی صحیح صریح حدیث سے دکھادیں کہ رفع یدین کرنے کی حدیث صحیح ہے اور نہ کرنے کی ضعیف ہے کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا، رسول کے سوا کسی غیر معصوم امتی کا قول حجت نہیں اور یہ دونوں باتیں قیامت تک غیر مقلدین حدیث میں نہیں دکھا سکتے۔ ہمارے مسلک میں کتاب وسنت میں مسئلہ نہ ملے تو اجماع اور اجتہاد کی طرف رجوع ہوتا ہے، ہم نے جب ان کی طرف رجوع کیا تو اس حدیث کے مرکزی راوی حضرت امام مالکؒ نے بتایا کہ میں کسی رفع یدین کرنے والے کو نہیں پہچانتا، جس سے معلوم ہوا کہ عمل ترک رفع یدین پر جاری رہا، نہ کہ رفع یدین پر اور خیر القرون کے مجتہد حضرت امام اعظمؒ نے بھی ترک رفع یدین کو ہی اختیار فرمایا، اور مجتہد کے مقابلہ میں مابعد خیر القرون کے کسی غیر مجتہد کا قول شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نماز کی صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے اور کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱) محدث اعظم امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو رفع یدین کے راوی ہیں، ان کا خود رفع یدین چھوڑ دینا واضح دلیل ہے کہ ان کے نزدیک رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱) رہا ان کا رفع یدین کرنا تو یہ ایک آدھ دفعہ کا فعل تھا جب تک ان کے نزدیک اس کا منسوخ ہونا محقق نہ ہوا تھا، کیونکہ اگر رفع یدین کرنا آپ کی عادت ہوتی تو آپ کے فرزند ارجمند حضرت سالمؒ جو رات دن آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے، وہ اس رفع یدین کے بارے میں ماھذا؟ کہہ کر تعجب کا اظہار نہ فرماتے۔

قول سے فیصلہ

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیثوں میں بھی

تعارض ہے اور آپ کے عمل میں بھی، اور تعارض کے وقت دونوں قسم کی روایات ساقط ہو جائیں گی تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی عدم رفع یدین ہی رہے گا تاہم ایسی حالت میں مزید اطمینان کے لیے دیکھا جائے گا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس بارے میں کوئی قولی حدیث بھی ہے یا نہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کی قولی احادیث

(۱) عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ترفع الایدی فی سبعة مواطن فی افتتاح الصلوة و عند البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفات و بالمزدلفة وعند الجمرتین.

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زبان سے جب رفع یدین کا ذکر فرمایا تو نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر فرمایا اور چھ مقامات حج کا ذکر فرمایا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اس کے سامنے ہوتی ہے۔

(کنزالعمال ص ۳۰۶ ج ۷)

(۳) عن ابن عمر قال رایتکم ورفع ایدیکم فی الصلوة واللہ انها لبدعة مارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل هذا قط

(رواہ ابن عدی فی الکامل ج ۲، ص ۹ میزان الاعتدال ص ۳۱۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بے شک تمہارا نماز کے اندر رفع یدین کرنا خدا کی قسم، یہ بدعت ہے، میں نے آنحضرتؐ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔

نوٹ: یہ بدعت فرمانا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کا بسم اللہ بالجہر کو

بدعت فرمانا، یا صحابہ کا قنوت فجر کو بدعت فرمانا، یا حضرت ام المومنین عائشہؓ کا نماز ضحیٰ کو بدعت فرمانا۔ یعنی ان افعال پر مواظبت آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں اس لیے مواظبت بدعت ہے۔

اگر غیر مقلدین میں دم خم ہے تو وہ حضرت ابن عمرؓ سے رکوع کی رفع یدین کی کوئی قولی حدیث پیش کریں۔ بہرحال احادیث قولیہ تعارض سے پاک ہیں، پس معلوم ہوا کہ صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین ہی باقی رہی ہے۔ حکیم صاحب نے حدیث ابن عمرؓ کا ترجمہ کرتے وقت ہمیشہ کا لفظ اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے۔ کان کی مفصل بحث جولف ہذا ہے، اس کے موافق ترجمہ یہ کرنا چاہئے تھا کہ ایک دفعہ رفع یدین کی۔

دوسرا فریب یہ کیا کہ یہ حدیث رفع یدین کے بقاو نسخ سے ساکت تھی۔ جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے، ان میں سے اکثر کتابوں میں ترک رفع یدین کی احادیث ہیں جو احتمال نسخ کو راجح قرار دیتی ہیں۔ ان کی طرف اشارہ تک نہ کیا بلکہ ان احادیث کے خلاف اپنے قیاس محض سے ''ہمیشہ'' کا لفظ ترجمہ میں زیادہ کر دیا۔

تیسرا فریب یہ کیا کہ ان ہی کتابوں سے ترک رفع یدین کی صحیح اور حسن احادیث کو تو چھوڑا مگر ایک موضوع اور بناوٹی حدیث حتی لقی اللہ سے اپنے غلط ترجمہ ''ہمیشہ'' کو ثابت کرنا چاہا۔ اور دل میں ذرا بھی خدا کا خوف نہ کیا کہ آنحضرت ﷺ نے جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا ہے۔

چوتھا فریب حضرت علی بن المدینی کا قول جو حتی لقی اللہ کے متعلق نہیں تھا، اسے حتی لقی اللہ کے بعد نقل کر کے عوام کو فریب دیا کہ امام علی ابن المدینی کا یہ قول اس موضوع اور بناوٹی حدیث پر عمل کرنے کو لازم قرار دیتا ہے۔

پانچواں فریب جب غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا، رسول کے سوا کسی غیر معصوم امتی کا قول حجت نہیں تو اگر یہ قول اپنی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے، تو آپ کے مذہب میں شرک تقلیدی ہے اور اگر ہمارے سامنے بطور الزام پیش کیا ہے، تو ہم خود قول ابن عمر، فعل ابن عمرؓ، اجماع اہل مدینہ بر ترک رفع یدین اور خیر القرون کے مجتہد

امام اعظمؒ کی ترجیحات کے مقابلہ میں ایسے اقوال کو حجت نہیں مانتے۔

نوٹ: نہایت افسوس کی بات ہے کہ حکیم صاحب نے یہ سب کچھ مستری نور حسین گرجاکھی کی اندھی تقلید میں کیا۔ افسوس ہے کہ مجتہد خیر القرون جو عارف بصیر ہے، اس کی تقلید کو تو حکیم صاحب شرک کہیں اور چودھویں صدی کے مستری کی تقلید کو ایمان مانیں۔ ﴿اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ﴾ کیا تم لیتے ہو گھٹیا کو بڑھیا کے بدلے؟

بحث حدیث حضرت مالک بن الحویرثؓ

۱۔ حکیم صاحب نے حضرت ابو قلابہ کی شہادت کے تحت آٹھ کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے، حالانکہ ان آٹھ کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں بھی ہمیشہ کا لفظ نہیں ہے۔ نہ ہی اس حدیث میں سنت مؤکدہ یا مستحب کا لفظ موجود ہے۔ نہ ہی حضرت مالک بن الحویرثؓ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے پاس رہے، بلکہ (صحیح بخاری ص ۸۸ وص ۹۵ ج ۱) پر صراحت ہے کہ وہ صرف بیس رات آنحضرت ﷺ کے پاس رہے۔ یہ حضرت نہ مہاجرین میں سے ہیں، نہ انصار میں سے، نہ اہل بدر و اُحد یا اہل بیعت رضوان والوں سے، ان حاضر باش صحابہ کے مقابلے میں غیر مقلدین ان بیس رات کے مسافر کو ترجیح دے رہے ہیں۔

۲۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ بعد میں بصرہ میں مقیم رہے۔ بصرہ میں ہزاروں اہل سنت والجماعت محدثین موجود تھے، مگر یہ رفع یدین والی حدیث آپ سے کسی ایک سنی نے بھی روایت نہیں کی اس کو روایت کرنے والے ایک تو ابو قلابہ ہیں جو ناصبیت کی طرف مائل ہیں۔ (تقریب ص ۱۷۴) دوسرے نصر بن عاصم ہیں جو خارجی ہیں (تہذیب) آخر اتنی بڑی سنت کو روایت کرنے کے لیے کوئی بھی اہل سنت بصرہ میں کیوں نہیں؟

۳۔ ابو قلابہ پرلے درجہ کے مدلس تھے، حافظ ذہبی لکھتے ہیں امام شهير من علماء التابعين ثقة في نفسه الا انه يدلس عمن لحقهم و عمن لم يلحقهم وكان له صحف يحدث منها و يدلس۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۲۶)

۴۔ ابو قلابہ کے دو شاگرد ہیں۔ ایک ایوب سختیانی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، ثقة ثبت حجة من كبار الفقهاء والعباد (تقریب ص ۴۱) ایوب کی روایت صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۳ پر ہے جس مین رفع یدین کا ذکر نہیں۔ دوسرا شاگرد خالد الحذاء ہے۔ ثقة يرسل وقداشار حمادبن زيدالى ان حفظه تغير لما قدم من الشام (تقریب ص ۹۰) اور اس نے یہ حدیث رفع یدین کی شام سے آنے کے بعد ہی روایت کی ہے، جب کہ اس کا حافظہ صحیح نہیں تھا اور ایوب جیسے حافظ کی مخالفت کر رہا ہے، ایسی روایت ہرگز حجت نہیں۔

۵۔ خالد الحذاء کے چار شاگرد ہیں۔

(۱) ہشیم بن بشیر ہیں جن کی روایت (صحیح بخاری ص ۱۱۳ ج ۱) پر ہے، اس میں سرے سے رفع یدین کا ذکر ہی نہیں۔

(۲) ابن علیہ ہیں وہ خالد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ابوقلابہ نے رفع یدین کی۔ نہ حضرت مالک بن الحویرثؓ کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے اور نہ آنحضرتؐ کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۶ ج ۱)

(۳) تیسرے شاگرد صہیب ہیں، ان کی روایت میں ابو قلابہ کے رفع یدین کرنے کا بھی کوئی ذکر نہیں، بلکہ خالد کہتے ہیں، میں نے ابو قلابہ سے پوچھا ماهذا یعنی رفع اليدين فى الصلوة یعنی یہ نماز کے اندر رفع یدین کرنے کا کیا مسئلہ ہے تو انہوں نے کہا تعظیم (حلیۃ الاولیاء ص ۲۸۱ ج ۲ لابی نعیم) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت رفع یدین کرنے کا رواج نہیں تھا۔ اسی لیے یہ ماھذا کی تعبیر اختیار کی گئی۔

(۴) چوتھے شاگرد خالد بن عبداللہ الطحان ہیں، یہ حضرت مالک بن الحویرثؓ اور آنحضرت ﷺ کے رفع یدین کرنے کو ذکر کرتے ہیں۔ یہ اگرچہ ثقہ ہیں مگر تین ہم

استادوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دراصل ابوقلابہ کا فعل تھا۔ خالد الحذاء کے وہم کی وجہ سے اور ابوقلابہ کی تدلیس کی وجہ سے یہ مرفوع حدیث بن گئی۔ اگر احناف کی کسی دلیل میں اس قسم کے عیوب ہوتے تو غیر مقلدین آسمان سر پر اٹھا لیتے۔

۶۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ کی روایت دو باتوں میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے خلاف ہے۔

(ا) حدیث عبداللہ بن عمرؓ میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور حدیث مالک بن الحویرث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے اور حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (دیکھئے نسائی ص ۱۶۵ ج ۱، ص ۱۷۲ ج ۱، مسند احمد ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ۳، صحیح ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲، فتح الباری ص ۱۷۷ ج ۲) لیکن حکیم صاحب نے حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث نقل کرتے وقت ان دونوں باتوں کو چھپایا ہے، یہ کتمان یا یہود کا طرز تھا یا شیعہ کی عادت یا پھر حکیم صاحب کی ہمت۔ حکیم صاحب! ہمیشہ رفع یدین کرنے کا لفظ حدیث میں نہیں تھا، آپ نے اپنی طرف سے اضافہ فرما لیا اور کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور سجود کے وقت رفع یدین کرنا حدیث میں تھا، اس کو آپ نے چھپا لیا۔ کیونکہ اگر آپ مکمل بات لکھ دیتے تو آپ کو ص ۸ کی عبارت یوں لکھنی پڑتی "یہ صحابہ ۹ ھ میں مسلمان ہوئے ہیں، اس حدیث میں بھی سجدہ کی رفع یدین کے ساتھ کان یرفع یدیہ موجود ہے جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے، یعنی آپ نے کوئی نماز بھی ایسی نہ پڑھی جس میں سجدوں کے وقت رفع یدین نہ کیا ہو" پھر تو آپ کی جماعت آپ کا بائیکاٹ کرتی اور آپ کو کوئی امام باڑہ تلاش کرنا پڑتا، جہاں ہر نماز میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین ہوتی ہے۔

فتاویٰ علمائے حدیث

حکیم صاحب آپ کی جماعت کی طرف سے ایک مجموعہ فتاوی علمائے حدیث ۱۴ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے، جس کی تعریفوں کے پل باندھے جا رہے ہیں، اس میں حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث جس میں رفع یدین عندالسجود کا ذکر ہے کے بارے میں لکھا ہے، ''حدیث ہذا صحیح ہے متروک العمل نہیں...... یہ رفع یدین منسوخ نہیں بلکہ یہ نبی ﷺ کا آخری عمر کا فعل ہے کیونکہ اس کا راوی مالک بن الحویرث مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں داخل ہوا اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی جس سے نسخ ثابت ہو۔ احتمالات سے نسخ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ ابن عمرؓ کا اس رفع یدین کو قبول کرنا، بعد روایت منع رفع یدین عندالسجود اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا۔ اس رفع یدین کے عامل صحابہ کرام سے حضرت ابن عمرو، ابن عباس اور تابعین سے طاؤس اور نافع اور عطا مجھے معلوم ہیں...... بلاشبہ اس کا عامل محی السنة المیتة ہے اور مستحق اجر سو شہید کا ہے''

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۵ و ۳۰۶ ج ۴)

حکیم صاحب، ہمت کیجئے۔ تعجب ہے کہ یہ سو شہید کا ثواب شیعہ ہی لے جائیں اور آپ محروم ہی رہیں۔ حکیم صاحب دیکھا آپ کے فتاویٰ علمائے حدیث نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو حدیث مالک بن الحویرثؓ سے منسوخ قرار دیا۔ آپ نے منسوخ کو پرزور طریقہ سے مکمل پیش کیا مگر ناسخ کو نامکمل پیش کیا۔

بحث حدیث حضرت انسؓ

حکیم صاحب نے ص ۸ پر حضرت انس بن مالکؓ کی شہادت لکھی ہے۔

۱۔ اولاً تو یہ حدیث موقوف ہے حضرت انسؓ کے تین شاگرد ہیں۔ عاصم بن الاحول (جزء بخاری ص ۶۲ و ص ۱۳۸) یحییٰ بن اسحاق (جزء بخاری ص ۱۸۰) حمید الطویل (جزء بخاری ص ۴۰، ابن ماجہ ص ۶۲، دار قطنی ص ۲۹۰ ج ۱) ان تینوں میں

سے پہلے دونوں ثقہ راوی اس حدیث کو موقوف روایت کرتے ہیں، صرف حمید الطّویل اس کو مرفوع کرتا ہے جو مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ آپ کے مشہور غیر مقلد عالم مولوی عطاء اللہ حنیف فرماتے ہیں، یہ حدیث ہرگز دلیل بننے کے قابل نہیں، کیونکہ حمید الطّویل طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے جس کی حدیث سے دلیل لینا جائز نہیں۔ (التعلیقات السّلفیہ علی النسائی ص ۱۲۹ ج ۱) یہ بات حافظ ابن حجرؒ نے بھی فرمائی ہے۔ (طبقات المدلسین ص ۱۲) حکیم صاحب نے یہ حدیث دار قطنی کے حوالہ سے لکھی ہے مگر وہاں صاف لکھا ہے قال الدار قطنی لم یروہ عن حمید مرفوعا غیر عبدالوھاب والصواب من فعل انس (دار قطنی ص ۲۹۰ ج ۱) امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ حدیث ان (محدثین) کے نزدیک خطاء ہے کیونکہ عبد الوہاب کے علاوہ کسی نے اس کو مرفوع نہیں کیا اور حفاظ حدیث اس کو موقوف کرتے ہیں۔

(طحاوی شرح معانی الاثار ص ۱۵۶ ج ۱)

۲۔ پھر حمید الطّویل کے چھ شاگرد ہیں جو اس کو موقوف روایت کرتے ہیں (۱) عبد الاعلیٰ (جزء بخاری ص ۱۴۸) (۲) یحییٰ بن سعید (جزء بخاری ص ۱۷۷) (۳) معاذ بن معاذ (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۳ ج ۱) (۴) خالد بن عبداللہ الوسطی (۵) عبداللہ بن معاذ (۶) یزید بن ہارون (تاریخ بغداد ص ۳۸۶ ج ۲) اور صرف عبد الوہاب ان چھ کے خلاف اس کو مرفوع کرتا ہے۔ اس کا حافظہ آخر عمر میں خراب ہو گیا تھا (تقریب التہذیب ص ۲۲۲) پس یہ حدیث ہرگز مرفوع نہیں (۳) اس حدیث میں سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کا بھی ذکر ہے (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۵ ج ۱، دار قطنی ص ۲۹۰ ج ۱، مسند ابی یعلیٰ ص ۸۸ ج ۲، محلیٰ ابن حزم ص ۲۹۶ ج ۲) چونکہ حدیث شریف کا یہ حصہ حکیم صاحب کے مذہب کے خلاف تھا اس لیے حکیم صاحب اس کو چھپا گئے، حکیم صاحب کے یہ کرتوت اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اس قسم کے فریب کیے بغیر اپنا مسلک ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔

حکیم صاحب کا ایک اور فریب

حکیم صاحب لکھتے ہیں: حضرت انسؓ نے کان پر رفع فرمایا کہ واضح کر دیا کہ آنحضرت ﷺ نے دس سال میں ایسی کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں رفع یدین نہ کیا ہو (تخریج زیلعی ص ۲۱۴ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۱۸۲، التعلیق المغنی ص ۱۱۰) حالانکہ یہ عبارت ان تینوں کتابوں میں کسی ایک میں بھی نہیں، یہ ایسا جھوٹ ہے جس کی مثال پادری فانڈر اور سوامی دیانند کی کتابوں میں بھی نہیں ملتی۔

ایک اور خیانت

اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے ایک آدھ بار رفع یدین رکوع وسجود کا ثابت ہوا، باقی رہی یا نہ رہی اس سے یہ حدیث خاموش ہے۔

عن انسؓ قال رأیت رسول اللہ ﷺ کبر حتیٰ حاذی بابھا میه اذنیه ثم رکع حتی استقر کل مفصل منه فی موضعه ثم رفع رأسهٗ حتیٰ استقر کل مفصلٍ منه فی موضعه ثم انحط بالتکبیر فسبقت رکبتاه یدیه

(الدارقطنی ص ۳۴۵ ج ۱، بیہقی ص ۹۹ ج ۲)

یعنی جب رکوع میں جانے کی تکبیر کہتے تو آپ کی تکبیر ختم ہونے سے پہلے ہاتھ گھٹنوں پر پہنچ جاتے۔ ظاہر ہے کہ رفع یدین نہ کرتے تھے، تحریمہ کے سوا رفع یدین باقی نہ رہی۔

بحث حدیث عبداللہ بن عباسؓ

حکیم صاحب نے ص ۸ پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی سرخی دے کر یہ حدیث لکھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ (جن کو سینہ مبارک سے لگا کر حضور ﷺ نے دعا فرمائی) فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (جزء بخاری ص ۱۳، ابن ماجہ ص ۶۲)

سفید جھوٹ

حکیم صاحب ہم نے یہ محاورہ پڑھ رکھا تھا، چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ آپ نے اس کو پورا کر ہی دکھایا۔ شاباش ایں کار از تو آید و نامرادی چنیں کنند۔

جزء بخاری میں یہ حدیث ہرگز سند کے ساتھ موجود نہیں۔ حکیم صاحب آپ کا ضمیر کیوں مردہ ہو چکا ہے؟

فریب کی انتہاء

حکیم صاحب نے اس حدیث کا دوسرا حوالہ ابن ماجہ ص ۶۲ کا دیا ہے، وہاں بھی حدیث ان الفاظ میں نہیں ہے، وہاں یہ الفاظ ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ چونکہ حکیم صاحب ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کرتے، نہ دوسری رکعت کے شروع میں نہ چوتھی رکعت کے شروع میں، نہ سجدوں میں جاتے ہوئے، نہ سجدوں سے اٹھتے ہوئے۔ اس حدیث کے موافق حکیم صاحب کو چار رکعت میں ۲۸ مرتبہ رفع یدین کرنی چاہیے، مگر آپ صرف دس مرتبہ کرتے ہیں۔ اس لیے آپ نے ترجمہ ایسا پرفریب کیا کہ چار رکعتوں میں صرف آٹھ دفع رفع یدین ہو، بیس دفعہ کی رفع یدین کو چھپا لیا گیا۔ حکیم صاحب اس پر آپ کو یہ نوٹ دینا چاہیے تھا کہ حضرت ابن عباسؓ نے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا (کان یرفع) سے فرمایا جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کی جماعت آپ سے راضی رہتی یا ناراض ہو جاتی مگر شیعہ تو آپ کو اپنا مجتہد تسلیم کر لیتے۔

حکیم صاحب ہمارے نزدیک تو یہ حدیث صحیح ہی نہیں کیونکہ راوی عمر بن رباح نہایت درجہ کا ضعیف ہے اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو ایک آدھ مرتبہ اس سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ثبوت نکلتا۔ اس کے باقی رہنے کا اس میں کوئی ذکر نہیں، البتہ ابن عباسؓ کی صحیح حدیث دلیل ہے کہ یہ رفع یدین باقی نہیں رہی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا **لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن حین تفتتح الصلوۃ** (ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۲۸، طحاوی

ج ا،ص ۴۱۶، طبرانی ج ۱۱،ص ۳۸۵) نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں سند جید (نزل الابرار من اذکار سید الابرار ص ۴۴) نوٹ یہ کتاب علامہ وحید الزمان کی کتاب کے علاوہ ہے) علامہ عزیزی فرماتے ہیں، حدیث صحیح (شرح جامع الصغیر ص ۲۵۸ ج ۲) اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے نماز اور حج کی رفع یدین کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہ کی جائے اور حج میں ان مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کی جائے۔ حکیم صاحب آپ نے بالکل اسی طرح کا فریب کیا جس طرح روافض حضرت ابن عباسؓ سے جواز متعہ کا فتویٰ تو نقل کرتے ہیں مگر ان کا بعد کا عدم جواز کا فتویٰ نقل نہیں کرتے۔ حکیم صاحب آپ نے جھوٹی حدیث پر عمل کرنا ہے تو شیعہ کی طرح ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین شروع کر دیں اور صحیح حدیث پر عمل کرنا ہے تو پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیں۔

بحث حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی حدیث دو طریق سے ہے: ایک ابو الزبیر کا طریق جس کا حکیم صاحب نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جابرؓ اور حضورؐ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے، یہ ہمیشہ کا لفظ کسی حدیث میں موجود ہے، نہ جزء بخاری میں، نہ ابن ماجہ میں، نہ بیہقی میں، نہ جزء سبکی میں۔ یہ ان چاروں کتابوں پر جھوٹ ہے۔

۲۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں "اس حدیث میں بھی کان یرفع موجود ہے، لیکن یہ لفظ نہ بیہقی میں ہے، نہ ابن ماجہ میں، ہاں جزء بخاری میں بغیر کسی سند کے یہ لفظ مذکور ہے، جو حجت نہیں۔

۳۔ اس سند کا ایک راوی ابو حذیفہ ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں ضعیفہ الترمذی (میزان الاعتدال ج ۴،ص ۲۲۱) دوسرا راوی ابراہیم بن طہمان ہے، محدث سلیمانی فرماتے ہیں کہ اس نے جو حدیث ابو الزبیر کے واسطہ سے حضرت جابرؓ سے رفع یدین کی روایت کی ہے، محدثین اس کا انکار کرتے ہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۳۰ ج ۱) تیسرا راوی ابو الزبیر ہے جو پرلے درجہ کا مدلس ہے اور یہاں وہ عن سے

روایت کرتا ہے، اس لیے حدیث صحیح نہیں۔

۴۔ حکیم صاحب نے اس حدیث کے دوسرے طریق کا نام تک نہیں لیا، جس میں واقعی سند کے ساتھ کان یرفع ہے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں صلح حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو صحابہ حضورؐ کے ساتھ تھے، **وکان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه مع کل تکبیرة من الصلوة** (مسند احمد ص ۳۱۰ ج ۳، تاریخ کبیر امام بخاری ص ۱۰۵ ج ۴ ق ۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲) حکیم صاحب! دیکھئے یہاں **کان یرفع یدیه** بھی ہے جو آپ کے نزدیک دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ثبوت بھی ہے۔ مگر آپ کی جماعت اس پر عمل نہیں کرتی۔

حکیم صاحب! اصل بات یہ ہے کہ اولاً تو یہ حدیث صحیح نہیں، پھر اس میں نہ سنت مؤکدہ کا لفظ ہے نہ ہمیشہ کا ذکر، ایک نماز کا واقعہ ہے جس میں عموم نہیں، یہ ہر تکبیر کی رفع یدین باقی رہی یا نہیں، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، حضرت جابر بن عبداللہؓ جب اپنے ساتھیوں کو نماز سکھاتے تو صرف تکبیر کی تعلیم دیتے **عن جابر بن عبدالله انه کان یعلمهم التکبیر فی الصلوة قال کان یامرنا ان نکبر کلما خفضنا ورفعنا** (موطا امام مالک ص ۲۶، موطا امام محمد ص ۸۹) یعنی حضرت جابرؓ حکم فرمایا کرتے تھے کہ نماز کے اندر (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد سلام تک) ہر اونچ پنچ کے وقت تکبیر کہا کرو۔ اس لیے معلوم ہوا کہ حضرت جابرؓ نماز میں صرف تکبیر کہتے اور اسی کا حکم فرماتے۔ ان کی آخری نمازوں میں رفع یدین کا ذکر نہیں ملتا، حکیم صاحب کا یہ انداز ایسا ہی دھوکا ہے جیسے شیعہ حضرت جابرؓ سے صحیح بخاری کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ ہم متعہ کیا کرتے تھے لیکن بعد میں اسکو ترک کر دینا ذکر نہیں کرتے۔

حکیم صاحب! آپ کے اس طرز سے ہمیں یقین ہو رہا ہے کہ آپ حق کے متلاشی نہیں، حلق تازہ رکھنے کے لیے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے میں ماہر ہیں، کیا ہم امید رکھیں کہ آج کے بعد آپ بھی حضرت جابرؓ کی طرح صرف تکبروں والی نماز شروع کر دیں گے اور لوگوں کو بھی اسی نماز کا حکم دیا کریں گے؟

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ

حکیم صاحب نے یہ حدیث جزء بخاری، دار قطنی اور بیہقی کے حوالہ سے ذکر کی ہے، جزء بخاری میں تو بغیر کسی سند کے محض نام ذکر کیا ہے، اگر اس کی صحیح سند ہوتی تو امام بخاریؒ ضرور ذکر فرماتے۔ دار قطنی میں اس روایت کے بعد اس کے مرفوع موقوف ہونے کے اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح بیہقی نے موقوفاً بھی نقل کیا ہے، مگر حکیم صاحب نقل میں خیانت کر گئے ہیں۔

ایک زبردست جھوٹ

حکیم صاحب نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ اعلان فرمایا "اے لوگو! تم بھی اسی طرح نماز پڑھا کرو کیونکہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ رکوع جانے اور سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے" یہ بالکل جھوٹ ہے، ان الفاظ میں اعلان نہ دارمی میں ہے، نہ دار قطنی میں، نہ بیہقی میں ہے، نہ جزء بخاری میں، نہ کسی اور کتاب میں۔

ایک اور فریب

حکیم صاحب لکھتے ہیں، اس حدیث میں بھی کان یرفع جو دوام کے لیے ہے، جزء بخاری میں تو بے سند ذکر ہے، جن کتابوں میں یہ سند کے ساتھ مذکور ہے، ان میں سے کسی کتاب میں کان یرفع موجود نہیں۔

نوٹ: اگرچہ بیہقی اور دار قطنی نے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ذکر کیا ہے اور ابن حزم نے محلیٰ میں موقوف کو ہی ترجیح دی ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ موقوف بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی صحیح حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں بلکہ یکبر کلما رکع و کلما رفع و کلما سجد کے الفاظ ہیں۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۱۱۵ و ۳۹۳ و ۴۴۰) اس میں رفع یدین کا اضافہ صرف اور صرف حماد بن سلمہ نے کیا ہے۔ وہ اگرچہ ثقہ تھے، مگر آخری عمر میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب

ص ۸۲) اور کوئی ان کا متابع موجود نہیں، پس یہ روایت موقوفاً بھی صحیح نہیں۔

اشعریوں کی نماز

اشعریوں کی نماز دیکھنی ہو تو مسند احمد میں دیکھ لیتے۔

حضرت ابو مالک اشعریؓ نے تمام مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو عام اعلان کر کے اکٹھا کیا کہ آ ؤ تمہیں آنحضرت ﷺ کی نماز سکھاؤں آپ نے سب کو نماز اس طرح پڑھائی کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی، پھر فاتحہ اور سورۃ پڑھی اور تکبیر کہہ کر رکوع میں گئے، سمع الله لمن حمده کہہ کر رکوع سے اٹھے، اسی طرح ساری نماز (بغیر رفع یدین اور بغیر جلسہ استراحت) کے پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا، لوگو یہ ہے وہ نماز جو آنحضرت ﷺ ہمیں پڑھ کر دکھاتے تھے۔

(رواہ احمد واسنادہ حسن آثار السنن ص ۱۲۰ و ۱۲۱ ج ۱)

اگر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس رفع یدین کی کوئی حدیث ہوتی تو آپ کبھی خاموش نہ بیٹھتے اور کبھی یہ برداشت نہ فرماتے کہ میرا سارا قبیلہ بغیر رفع یدین اور بغیر جلسہ استراحت کے نماز پڑھ کر نبی کی سنتوں کی مخالفت کرتا رہے اور میں وہ حدیثیں چھپا کر بیٹھا رہوں، آخر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ میں سنت کی اتباع و اشاعت کا جذبہ یقیناً حکیم صاحب سے زیادہ ہوگا۔ کیا ہم حکیم صاحب سے امید رکھیں کہ وہ بھی حضورؐ والی نماز بغیر رفع یدین و بغیر جلسہ واستراحت کے اپنے قبیلے اور اپنی جماعت میں اعلان کر کر کے رائج کریں یا کم از کم نبی کی نماز کی مخالفت چھوڑ دیں؟

بحث حدیث ابی ہریرہؓ

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی جو روایت ابو داؤد کے حوالہ سے پیش کی ہے، اس کا یہ ترجمہ لکھا ہے کہ "آنحضرت ﷺ ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اٹھایا کرتے تھے" یہ ہمیشہ کا لفظ نہ ابو داؤد شریف میں ہے، نہ کسی اور کتاب میں، حکیم صاحب اپنے مذہب کی پاسداری کے لیے جب کوئی صحیح دلیل نہیں پاتے تو جھوٹ سے اپنی اور اپنی جماعت کی

تسلی کرتے ہیں۔

۲۔ حکیم صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث بخاری مسلم میں بھی ہے، مگر اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں، اس میں رفع یدین کا ذکر ابن جریج نے بڑھایا ہے، یہ وہی شخص ہے جس نے مکہ میں رہ کر نوے عورتوں سے متعہ کیا اور روزانہ رات کو زیتون کے تیل سے حقنہ کرواتا تھا تاکہ قوت جماع بحال رہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج۱، ص۱۴۹)

۳۔ حکیم صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ ابن جریج سے رفع یدین کا ذکر کرنے والا یحییٰ بن ایوب ہے۔ جس کو کئی محدثین نے ضعیف کہا ہے (میزان الاعتدال ج۴ص ۳۶۲) امام عبداللہ بن المبارک اور عبدالرزاق دونوں ابن جریج سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ تکبیر کا ذکر کرتے ہیں اور ابو حاتم کہتے ہیں، یہی صحیح ہے (زیلعی ص۴۱۴ ج۱) پس ثقات کے خلاف ضعیف راوی کا رفع یدین کا ذکر کرنا، اس حدیث کے منکر ہونے کی دلیل ہے۔

۴۔ پھر اگر حکیم صاحب کو رفع یدین کی حدیث ہی پسند ہے تو حضرت ابو ہریرہؓ سے رکوع کے ساتھ ساتھ سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی حدیث بھی مروی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۲، مسند احمد ص۱۳۲ ج ۲) لیکن اس حدیث کو حکیم صاحب چھپا گئے۔ اگر بالفرض یہ حدیثیں صحیح بھی ہوتیں تو ان سے ایک آدھ بار رفع یدین کرنے کا ذکر ہے وہ رفع یدین باقی رہی یا نہ رہی، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، لیکن (صحیح بخاری شریف ص۱۱۰ ج۱) پر حضرت ابو ہریرہؓ کی نہایت صحیح حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہا کرتے تھے اور قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی آخری زمانہ کی نماز ہے حتی فارق الدنیا (بخاری ص۱۱۰ ج۱) اور خود حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کے بعد جو نماز پڑھا کرتے تھے اس میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، چنانچہ امام مالکؒ امام جعفر القاریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، جب پہلی تکبیر سے نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور پھر ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہتے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے صاحبزادہ حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہتے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خدا کی قسم میری یہ نماز رسول اکرم ﷺ کے بہت مشابہ ہے۔ (موطا امام محمد ص ۹۰) پس معلوم ہوا کہ پہلی تکبیر کے علاوہ کوئی رفع یدین نماز میں باقی نہیں رہی۔ حکیم صاحب کیا ہم امید رکھیں کہ آج کے بعد آپ بھی تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے بعد تکبیروں سے نماز پڑھ کر قسم کھایا کریں گے کہ رسول اکرم ﷺ والی نماز یہی ہے یا حدیث پر عمل کی بجائے اپنی ضد پر ہی قائم رہیں گے؟

بحث حدیث عبید بن عمیرؓ

عبید بن عمیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے (جزء بخاری ص ۳) جزء بخاری میں نہ اس کی کوئی سند ہے اور نہ کوئی ایسا متن جس میں ہمیشہ کا لفظ ہو۔ یہ حکیم صاحب کا خالص فریب ہے، جن لوگوں نے اس حدیث کو سند سے روایت کیا ہے ان کتابوں سے حکیم صاحب نے نقل نہیں کی کیونکہ ان کے خلاف تھی۔ **کان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه مع کل تکبیرة فی الصلوة** (ابن ماجہ ص ۶۲، کتاب الضعفاء للعقیلی ص ۳۸۲ ج ۱، کتاب المجروحین ابن حبان ص ۳۰۴ ج ۱، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ص ۲۱۸ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۴۰۰ ج ۱۱ و ص ۲۵۳ ج ۴) اس کی سند میں رفدۃ بن قضاعۃ نہایت ضعیف راوی ہے۔ لیکن حکیم صاحب کا سرمایہ ہی یہ چند کھوٹے سکے ہیں، حکیم صاحب! آپ کا مذہب بھی کتنا یتیم ہے جس کی بنیاد چند ضعیف روایتوں اور جھوٹ اور فریب پر رکھی گئی ہے۔ حکیم صاحب! اگر آپ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، کیونکہ آپ نے استدلال میں پیش کی ہے تو شیعوں کے ساتھ مل کر ہر تکبیر کے ساتھ رفع

یدین شروع کر دیں اور ابن عمرؓ کی بخاری والی حدیث کو غلط قرار دیں جو اس کے خلاف بین السجدتین رفع یدین سے روکتی ہے۔ کیا ایسے ایسے فریب کرنے پر آپ کا ضمیر بھی آپ کو ملامت نہیں کرتا؟

بحث حدیث براء بن عازبؓ

حکیم صاحب نے حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث بھی اپنی دلیل میں پیش کی ہے۔ حیرانی ہے کہ حکیم صاحب کی ذہنی ساخت کیوں الٹی ہے کہ صحیح حدیث کو چھوڑ کر نہایت ضعیف حدیث کو پیش کیا، اس میں بھی خیانت کی۔ پہلے اس حدیث کی اصل کیفیت مطالعہ فرمائیں، پھر حکیم صاحب کی روایت کا حال پڑھیں۔

صحیح حدیث

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں، میں نے جناب رسول اقدس ﷺ کو دیکھا، آپ نے رفع یدین کیا، جب نماز شروع کی، پھر رفع یدین نہ کیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے۔ (ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱، طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱، المدونۃ الکبریٰ ص ۷۲ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱)

حکیم صاحب کی بیان کردہ حدیث

۱۔ حضرت براء بن عازبؓ کوفہ میں آباد ہوئے اور وہیں مسجد اعظم کوفہ میں آپ نے یہ حدیث پاک سنائی، جس مجلس میں حضرت کعب بن عجرہؓ بھی موجود تھے۔ (دار قطنی ص ۲۹۴ ج ۱)

۲۔ حضرت براء بن عازبؓ سے یہ حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے روایت کی جو جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ نے اسی مسجد میں ۲۰ انصاری صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔ (جامع ترمذی ص ۱۸۳ ج ۲) اور یہ وہی مسجد اعظم ہے جہاں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام تشریف فرما ہوئے جن میں ۲۴ بدری صحابہ تھے۔ (معارف السنن ص ۴۹۰ ج ۲)

۳۔ ان عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا عمل بھی اسی حدیث کے موافق ترک رفع یدین کا تھا۔ (ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱)

۴۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے اس حدیث کو تین شاگردوں نے روایت کیا۔ (۱) ان کے صاحبزادہ عیسیٰ (۲) حضرت حکم بن عتیبہ (ابوداؤد ج ۱، ص ۱۱۶ طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۲۶۷ ج ۱، المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱) اور (۳) یزید بن ابی زیاد (عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲، ابوداؤد ص ۱۱۶ ج ۱، طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱ ، مسند حمیدی ص ۳۱۶ ج ۲، السنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۷ ج ۲، دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱)

۵۔ یزید بن زیاد سے دس شاگردوں نے اسی مکمل متن کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا (۱) سفیان بن عیینہ (عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲) (۲) سفیان ثوری (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) (۳) شریک (ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱) (۴) ہشیم (مسند ابویعلی ص ۱۹۴ ج ۱) (۵) اسماعیل بن زکریا (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۶) شعبہ (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۷) محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۸) اسرائیل (عمدۃ القاری بحوالہ خلافیات بیہقی) (۹) حمزہ الزیات (عمدۃ القاری بحوالہ اوسط طبرانی) (۱۰) عبداللہ بن ادریس (مسند ابویعلی ص ۱۹۵ ج ۱) ان دس شاگردوں نے مکمل متن سے روایت کیا ہے، ان کے علاوہ چھ شاگردوں نے اس سے مختصر روایت کیا ہے۔ (۱) علی بن عاصم (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۲) خالد بن عبداللہ (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۳) اسباط بن محمد (مسند احمد ص ۳۰۱ ج ۴) (۴) الجراح والد وکیع (کتاب العلل احمد ص ۱۱۷ ج ۱) (۵) صالح بن عمر (مسند ابویعلی ص ۹۵ ج ۱) (۶) زہیر (جزء بخاری بے سند)

مکمل اور مختصر متن کا مطلب

حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث کا مکمل متن دو مسئلوں پر مشتمل ہے۔

(۱) نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس حدیث میں ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں۔

(۲) نماز میں ہاتھ کتنی بار اٹھائے جائیں، اس حدیث میں ہے کہ صرف پہلی تکبیر کے وقت اٹھائے جائیں، اس کے بعد ساری نماز میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں، جس

حدیث میں ایک سے زائد مسئلے ہوں، محدثین کبھی تو اس کو مکمل بیان کرتے ہیں اور کبھی ایک آدھ مسئلہ بتانا مقصود ہوتا ہے تو مختصراً وہی ایک مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔ اسی طرح اس حدیث میں ہوا کہ دس شاگردوں نے تو مکمل طور پر دونوں مسئلے روایت فرما دیے اور چھ شاگردوں نے وقتی ضرورت کے تحت صرف پہلا مسئلہ روایت کر دیا اور یہ کوئی عیب نہیں، ورنہ صحیح بخاری تو اس طرز سے بھری پڑی ہے۔

صحیح حدیث کے مقابلہ میں ایک غلط افسانہ

سفیان بن عیینہ نہایت ثقہ محدث تھے، وہ پہلے تو اس حدیث کو اسی مکمل متن سے روایت فرماتے رہے، مگر آخری عمر میں وہ خلط حفظ کے مریض ہو گئے تھے، اس لیے اپنے استاد یزید بن ابی زیاد کے پندرہ شاگردوں کے خلاف عجیب باتیں کرنے لگے۔ الحمیدی (جو اہل کوفہ کے خلاف سخت تعصب کا شکار ہیں) اور محمد بن الحسن البربھاری (جو سخت ضعیف ہے) کا بیان ہے کہ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد جب مکہ میں مقیم تھے تو حدیث مختصر صرف پہلا مسئلہ بیان کرتے تھے اور جملہ **لا یعود** جس کا تعلق دوسرے مسئلے سے ہے، بیان نہیں کرتے تھے۔ پھر جب میں کوفہ میں مقیم ہوا تو وہ کوفہ والوں کے کہنے سے **لا یعود** کہنے لگے۔ اور ابراہیم بن بشار الرمادی (جو سفیان کے ذمہ ایسی باتیں لگا دیتا تھا جو سفیان بیان نہ کرتے تھے) کا بیان ہے کہ سفیان نے کہا یزید بن ابی زیاد جب مکہ میں تھا تو رفع یدین کرنے کی حدیث بیان کرتا تھا اور جب کوفہ گیا تو ترک رفع یدین کی حدیث بیان کرنے لگا۔

اس سارے افسانے کی بنیاد اس پر ہے کہ سفیان بن عیینہ اور یزید بن ابی زیاد دونوں پہلے مکہ میں مقیم تھے اور پھر دونوں کوفہ میں مقیم ہو گئے، حالانکہ یہ بات تاریخی طور

پر غلط ہے، یزید بن ابی زیاد ۴۷ ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶ ھ میں کوفہ میں ہی فوت ہوئے۔ ان کا مکہ میں قیام پذیر ہونا تاریخ سے ثابت ہی نہیں۔ اور امام سفیان بن عیینہ ۱۰۷ ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۶۳ ھ تک کوفہ میں رہے پھر مکہ تشریف لے گئے اور ۱۹۸ ھ میں مکہ میں ہی وصال فرمایا۔ (معارف السنن ص ۴۹۱ ج ۲)

الغرض جب امام سفیان بن عیینہ مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر ہوئے، اس وقت یزید بن ابی زیاد کو فوت ہوئے ستائیس سال ہو چکے تھے۔ اس افسانہ کے مطابق یزید بن ابی زیاد نے وصال کے ۲۷ سال بعد قبر سے نکل کر مکہ میں رفع یدین کرنیکی حدیث سنائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ زندوں نے اس پر عمل بلکہ رفع یدین کی روایت بھی چھوڑ دی تھی، اس لیے ایک مردہ کو ۲۷ سال بعد قبر سے اٹھنا پڑا تا کہ حکیم صاحب بے دلیل نہ رہ جائیں۔

الغرض ۱۸ سندوں کے خلاف صحیح حدیث کو چھوڑ کر اس افسانے کو حکیم صاحب نے حدیث بنالیا اور اس رفع یدین والی حدیث کے افسانے کو کسی ایک بھی سنی محدث نے اپنی سند سے روایت نہیں کیا۔ اس کو سب نے حاکم سے روایت کیا جس کا غالی شیعہ ہونا خود نواب صدیق حسن غیر مقلد نے ابجد العلوم میں تسلیم کیا ہے۔

حضرت قتادہؒ کی شہادت

حکیم صاحب لکھتے ہیں: ''قتادہؒ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے'' (ترمذی ص ۳۶) یہ حکیم صاحب کا خالص جھوٹ ہے، حضرت قتادہؒ صحابی سے کوئی ایسی حدیث ترمذی شریف میں موجود نہیں، جب روایت ہی نہیں تو ہمیشہ اور کان یرفع کا لفظ کہاں سے آئے گا۔ حکیم صاحب آخر آپ کب تک جھوٹ پر عمل اور اس کی اشاعت کرتے رہیں گے؟

سلیمان بن یسار

سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی نماز میں رفع یدین

کرتے تھے۔

حکیم صاحب سلیمان بن یسار طبقہ ثالثہ کے راوی ہیں، انہوں نے تو حضورؐ کا زمانہ ہی نہیں پایا (تقریب التہذیب ص ۱۳۶) اور ہمیشہ کا لفظ بھی بالکل جھوٹ ہے۔

عمر اللیثی

حکیم صاحب لکھتے ہیں ''ان سے بھی اسی قسم کی حدیث آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز میں رفع یدین کرتے تھے''۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

یہ بھی محض فریب ہے۔ نہ عمر اللیثی نامی کوئی صحابی ہیں اور نہ ہی اس مضمون کی رفع یدین کی کوئی حدیث ان سے مروی ہے۔

بحث حدیث حضرت وائل بن حجرؓ

حکیم صاحب نے حضرت وائلؓ کی شہادت ص ۱۱ پر تحریر کی ہے۔

بے نظیر جھوٹ

حکیم صاحب نے اس حدیث میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں اور گیارہ کتابوں، صحیح مسلم، ابن ماجہ، دارمی، دارقطنی، ابوداؤد، جزء بخاری، مسند احمد، بیہقی، کتاب الام، جزء سبکی، مشکوٰۃ کا حوالہ دیا ہے مگر ان میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا کوئی ذکر نہیں، حکیم صاحب نے آنحضرت ﷺ اور ان گیارہ کتابوں پر جھوٹ بولا ہے، ایک ہی سانس میں بارہ جھوٹ، یہ حوصلہ تو سوامی دیانند کا بھی نہیں تھا، آپ سے پہلے مستری نور حسین گرجاکھی نے اپنے رسالہ اثبات رفع یدین میں یہ جھوٹ بولا تھا، اس کی اندھی تقلید میں جناب نے بھی ہمت کر لی، حکیم صاحب اپنی جماعت کے علاوہ کسی قادیانی، ہندو، عیسائی، مجوسی یا دہریے کی کتاب میں ایسے جھوٹ کی مثال آپ کو ملی ہو کہ ایک ہی حوالہ میں بارہ جھوٹ بولے ہوں تو اس کا حوالہ ضرور دیں۔ اپنا تو ناقص خیال ہے کہ جھوٹ کا جو ریکارڈ آپ نے قائم فرمایا، شاید ہی کوئی اس کو توڑنے کی ہمت کرے۔

ایک خیانت

حضرت وائلؓ کی حدیث کے کئی طریق ہیں، مسلم اور ابوداؤد میں، محمد بن حجادہ کا طریق ہے۔ ابوعوانہ فرماتے ہیں وہ غالی شیعہ تھا (میزان الاعتدال ص ۴۹۸ ج ۳) اور شیعہ سجدہ کے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں اس لیے ابوداؤد میں اس کی حدیث میں سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر بھی موجود ہے، (ص ۱۱۲ ج ۱) لیکن حکیم صاحب نے سجدوں کی رفع یدین کے ذکر کو چھپایا، ورنہ حکیم صاحب اور ان کی جماعت کی اپنی نماز خلاف سنت ہوئی جارہی ہے اور حکیم صاحب کو اپنا مسلک چھوڑ کر شیعہ بننا پڑتا۔

ایک فریب

حضرت وائلؓ دو مرتبہ آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے، جب پہلی مرتبہ حاضر ہوئے تو رکوع اور سجدہ کی رفع یدین کا ذکر فرمایا، لیکن جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو آپ نے اپنا مشاہدہ صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کے بارے میں بیان فرمایا اور بس۔ **ثم اتیتھم فرایتھم یرفعون ایدیھم الی صدورھم فی افتتاح الصلوۃ** (ابوداؤد ص ۱۱۲ ج ۱) اگر اس دوسری آمد میں حضرت وائل بن حجرؓ پہلی تکبیر کے بعد رکوع اور سجدہ کی رفع یدین دیکھتے تو اس کو بھی ضرور بیان کرتے، جیسا کہ پہلی آمد کا حال بیان کیا ہے۔ حضرت وائل بن حجرؓ نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ اس دوسری آمد کے وقت تمام صحابہ بلا استثناء صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے حکیم صاحب نے فریب یہ کیا کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی پہلی آمد والی حدیث تو نامکمل نقل کر دی اور دوسری آمد والی حدیث کو چھپا گئے۔ حق تو یہ ہے کہ حق پوشی کے کردار میں حکیم صاحب بے نظیر واقع ہوئے ہیں۔

حق پوشی کا ایک نیا ریکارڈ

کسی حدیث کے معمول بہ اور غیر معمول بہ ہونے کا اصل پیمانہ خیر القرون ہے، جس حدیث پر خیر القرون میں بلانکیر عمل جاری رہا ہو، آپ بھی اس پر عمل کرنے میں جھجک محسوس نہ کریں اور جس حدیث پر خیر القرون میں نکیر ہوئی ہو، بعد والوں کے لفظی ہیر پھیر سے وہ معمول بہ نہیں بن سکتی۔ اب رفع یدین کے بارے میں عموماً اور حدیث وائل بن حجرؓ کے بارے میں خصوصاً خیر القرون کے تاثرات مطالعہ فرمائیں۔

حضرت حصین بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں میں اور عمرو بن مرۃ امام ابراہیم نخعیؒ کے پاس حاضر ہوئے تو عمرو نے کہا مجھے علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آنحضرت ﷺ کو پہلی تکبیر اور رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا۔ امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا میں نہیں جانتا، شاید حضرت وائلؓ نے اس ایک ہی دن آنحضرت ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا اور یاد رکھا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضور ﷺ کے باقی صحابہ نے اس کو یاد نہ رکھا۔ میں نے کسی صحابی سے بھی حضرت کا رفع یدین کرنا نہیں سنا، سوائے اس کے نہیں کہ صحابہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (موطا امام محمد ص ۹۲) حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعیؒ کو حضرت وائلؓ کی رفع یدین والی حدیث سنائی تو فرمایا اگر حضرت وائلؓ نے آنحضرت ﷺ کو ایک دفعہ رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاسوں مرتبہ دیکھا کہ آپ یہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) حضرت عمرو بن مرۃ فرماتے ہیں کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی رفع یدین کی حدیث سن کر امام ابراہیم نخعی غصہ میں آگئے اور فرمایا (بڑا تعجب ہے) وائلؓ نے تو رفع یدین دیکھ لی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ نے نہ دیکھی؟ (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) اور امام ابراہیمؒ نے فرمایا انما رفع الیدین عند افتتاح الصلوۃ (دار قطنی ص ۱۹۱ ج

۱)یعنی رفع یدین صرف پہلی تکبیر کے وقت ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں رفع یدین پر عمل کرنا تو کجا رفع یدین کی حدیث سن کر لوگ غصہ میں آجاتے تھے۔ اور ابراہیم نخعیؒ جن کے استاد صحابہ، خود تابعی، شاگرد تبع تابعین، فرما رہے ہیں کہ رفع یدین کرنا نہ سنا نہ دیکھا۔ یعنی خیر القرون میں رفع یدین کی پوزیشن متواتر قرأت کے مقابلہ میں شاذ قرأت کی سی تھی۔ کہ اگر کوئی شاذ قرأت پڑھتا تو لوگ انکار کرتے، اگر حکیم صاحب یہ طریق بھی حضرت وائلؓ کا بیان فرمادیتے تو پتہ چلتا کہ یہ حدیث خیر القرون میں متروک العمل تھی اور خیر القرون کے تواتر عملی کے خلاف تھی۔

حضرت وائل بن حجرؓ نے قولی حدیث میں بھی صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کا ذکر ہی کیا ہے: عن وائل بن حجرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یا ابن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمراة تجعل یدیها حذاء ثدییها (رواہ الطبرانی) یعنی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا اے ابن حجر تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کر اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے۔

اگر حکیم صاحب حضرت وائلؓ کی حدیث کے بارے میں یہ سب باتیں تفصیل سے بیان فرمادیتے تو انہیں پتہ چلتا کہ خیر القرون میں رفع یدین متروک العمل تھی۔

بحث حدیث ابوحمید الساعدیؓ و دیگر دس صحابہ

۱۔ اس حدیث کو غیر مقلد بڑی زبردست دلیل سمجھتے ہیں اور حکیم صاحب نے بھی بڑے فخر سے بیان کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی مجلس میں وہ دیگر دس صحابہ کون تھے؟ ان کے اسمائے گرامی کیا ہیں اور اس مجلس کا حال کس نے آنکھوں سے دیکھ کر بیان کیا؟ جس روایت کو حکیم صاحب نے بیان کیا اس مجلس کا حال بیان کرنے والا محمد بن عمرو بن عطاء ہے جو بیان کرتا ہے کہ اس مجلس میں دس

صحابہ تھے، لیکن ان دس صحابہ میں سے صرف ایک صحابی ابوقتادہ کا نام وہ بتا سکا ہے۔
امام طحاویؒ فرماتے ہیں: فان محمد بن عمرو بن عطاء لم یسمع ذالک الحدیث من ابی حمیدو لا ممن ذکرہ معہ فی ذالک (الحدیث) (طحاوی ص ۱۵۶ ج ۱) یعنی یہ حدیث نہ محمد بن عمرو بن عطاء نے براہ راست حضرت ابو حمید سے سنی اور نہ ان صحابہ سے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے، امام ابن ابی حاتم بھی فرماتے ہیں قال ابی فصار الحدیث مرسلا (کتاب العلل ص ۱۶۳) یہ حدیث مرسل ہے۔

امام طحاوی مزید فرماتے ہیں وہ حدیث جو محمد بن عمرو بن عطاء نے روایت کی ہے وہ غیر معروف اور غیر متصل ہے، کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ ابوحمید کی مجلس میں ابوقتادہ حاضر تھے، حالانکہ ابوقتادہ بہت عرصہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔ (طحاوی ص ۱۷۹ ج ۱)
موسیٰ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ابوقتادہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور سات تکبیریں کہیں (طحاوی ص ۳۳۳ ج ۱) یہی بات ابن ابی شیبہ ص ۱۱۶ ج ۴، بیہقی ص ۳۶ ج ۴، تاریخ بغداد ص ۱۶۱، ج ۱، طبقات ابن سعد ص ۹ ج ۶، یہی روایت امام شعبیؒ سے ہے (الجوہر النقی ص ۳۶ ج ۴) ہاں واقدی کذاب ان کی وفات ۵۴ھ میں بتاتا ہے جو غلط ہے، امام ہشیم بن عدی فرماتے ہیں کہ ابوقتادہ ۳۸ھ میں فوت ہوئے (البدایہ والنہایہ ص ۶۸ ج ۸) اور محمد بن عمرو بن عطاء کی پیدائش تقریباً ۴۰ھ ہے۔ شاید حضرت ابوقتادہ وصال کے کئی سال بعد قبر سے نکل کر مجلس رفع یدین میں حاضر ہو گئے ہوں، باقی جن نو صحابہ کا نام محمد بن عمرو بن عطاء نے نہیں بتایا ان سے ملاقات خدا جانے کیسے ہوئی ہو گی۔

۲۔ اس لیے محمد بن عمرو بن عطاء خود اس بارے میں خاصا مضطرب ہے۔ وہ کبھی محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی کہتا ہے (ابوداؤد ص ۱۱۳ ج ۱) کبھی محمد بن عمرو بن عطاء عن رجل عن ابی حمید الساعدی کہتا ہے (طحاوی ص ۱۷۸ ج ۱) تو اس کا مدار ایک

مجہول آدمی پر ہوا۔

۳۔ کبھی کہتا ہے، میں نے عباس بن سہل سے انہوں نے ابوحمید سے سنا (ابوداؤد ص ۱۰۴ ج ۱) کبھی کہتا ہے، میں نے مالک سے، اس نے عباس بن سہل سے، اس نے ابو حمید سے۔ (بیہقی ص ۱۰۱ ج ۲) اور یہ اضطراب بھی ضعیف روایت کا موجب ہے۔

۴۔ اگر اس مجلس کا حال بیان کرنے والا عباس بن سہل کو مان لیں تو وہ عمر میں محمد بن عمرو سے بھی چھوٹا ہے کیونکہ محمد بن عمرو تو طبقہ ثالثہ کا ہے (تقریب ص ۳۱۳) اور عباس بن سہل طبقہ رابعہ کا ہے (تقریب ص ۱۶۵) پھر یہ بھی یقین نہیں کہ راوی عباس ہے یا عیاش۔ اگر دوسرا ہے تو بھی مجہول ہے۔

۵۔ بعض نے ان دس صحابہ میں سلمان فارسی کو بھی شمار کیا ہے حالانکہ سلمان فارسی ان کی پیدائش سے بہت پہلے ۳۴ھ میں وفات پا چکے تھے۔ اور بعض نے ان دس صحابہ میں حضرت ابومسعود بدریؓ کو بھی شمار کیا ہے۔ یہ ۳۸ھ میں فوت ہو چکے تھے۔ بعض نے ان میں محمد بن مسلمہؓ کو بھی شریک کیا ہے جو ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں وصال فرما چکے ہیں۔ بعض نے اس میں ابو اسیدؓ کو بھی شمار کیا ہے جو صحیح قول کے موافق ۳۰ میں وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ ۳۷ھ میں شہید ہو گئے تھے۔ حکیم صاحب آپ نے ان دس صحابہ کا نام اسی لیے ذکر نہیں کیا کہ تاریخ دان لوگ حیران ہوں گے کہ مسئلہ رفع یدین کتنا اہم ہے جس کے لیے ایسی انوکھی مجلس بٹھائی جا رہی ہے، مسئلہ رفع یدین کی تصدیق و تائید کے لیے زندوں کو ناکافی سمجھا گیا ہے، پندرہ پندرہ بیس بیس سال کے وفات یافتہ بزرگوں کو قبروں سے بلا کر رفع یدین کی تصدیق کرائی جا رہی ہے۔ حکیم صاحب آپ حق چھپانے کی بجائے ان دس صحابہ کرام کے اسمائے گرامی کسی صحیح سند سے پیش فرمائیں، ان کی تاریخ وفات اور مجلس کی تاریخ انعقاد کا پتہ دیں تو انشاء اللہ اور بہت سی کرامات کے ظہور کی امید ہے۔

۶۔ حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی حدیث صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱ پر موجود ہے جس

میں نہ تو دس صحابہ کی موجودگی کا ذکر ہے کہ مندرجہ بالا اعتراضات وارد ہوں، ہاں اس میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر ہے، رکوع کے ساتھ رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔ اس حدیث میں دس صحابہ اور رکوع کی رفع یدین کا ذکر عبدالحمید بن جعفرؒ نے شامل کیا ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں وہ ضعیف ہے (ص ۱۵۶ ج ۱ و ۱۷۹ ج ۱) امام نسائی فرماتے ہیں لیس بالقوی (ضعفاء صغیر ص ۴۸) کیا حکیم صاحب سے ہم یہ امید رکھیں کہ وہ اس ضعیف حدیث کی بجائے (صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱) پر درج ابوحمید ساعدی کی حدیث کے موافق صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے ساتھ نماز شروع کر دیں گے۔ ہمارا خیال ہے کہ صحیح احادیث پر عمل ان کی قسمت میں نہیں۔

۷۔ حکیم صاحب! آپ نے حدیث کا ترجمہ بڑا گول مول کیا ہے، اگر آپ صحیح ترجمہ جانتے تو اس حدیث کو پیش نہ کرتے۔ حکیم صاحب آپ کی مجلس میں، میں یہ دعویٰ کروں کہ فلاں بیماری کے بارے میں، میں آپ سے زیادہ نسخے جانتا ہوں تو آپ اور آپ کی مجلس کے سب لوگ میری اس بات کا یہی مطلب سمجھیں گے کہ اس کے پاس کوئی ایسا نسخہ ہے جو ہمارے علم میں نہیں، پھر اگر میں وہ نسخہ بتاؤں اور وہ نسخہ آپ پہلے نہ جانتے ہوں تو آپ میری تصدیق کریں گے کہ آپ کا دعویٰ سچا ہے، واقعی یہ نسخہ ہمیں پہلے معلوم نہیں۔ اور اگر وہ نسخہ پہلے آپ کو معلوم ہو تو آپ تصدیق کی بجائے میری تکذیب کریں گے کہ بالکل غلط، یہ نسخہ تو ہم جانتے ہیں۔ اب سمجھیں کہ ایک مجلس میں جس میں دس صحابہ اور کئی تابعین موجود ہیں، حضرت ابوحمید الساعدیؓ ایک دعویٰ کرتے ہیں انا اعلمکم بصلوة رسول اللہ ﷺ یعنی عملی طور پر اگرچہ میری اور آپ کی نماز میں کوئی فرق نہیں، لیکن علمی طور پر مجھے بعض مسائل کی تم سے زیادہ واقفیت ہے جو میں جانتا ہوں، تم نہیں جانتے۔ ان لوگوں نے کہا فرمائیے، وہ کون سا مسئلہ ہے؟ تو آپ نے رکوع کی رفع یدین اور تیسری رکعت کی رفع یدین کا مسئلہ بتایا تو سب نے کہا، واقعی آپ نے سچ فرمایا کہ یہ مسئلہ صرف آپ کے ہی علم میں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دور صحابہ میں رفع یدین عندالرکوع و تیسری

رکعت کے شروع والی ایسی متروک تھی کہ اس پر عمل تو کجا اتنی بڑی مجلس جس میں دس صحابہ بھی تھے، ان کو اس مسئلے کا علم بھی نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ نہ صحابہ سے سنا، نہ اس پر کسی کو عمل کرتے دیکھا۔ اب حدیث کا خلاصہ یہ ہی نکلا کہ کسی زمانہ میں یہ رفع یدین حضرت نے کی تو تھی مگر پھر ایسی متروک ہوئی کہ بعض متاخرالاسلام صحابہ کو اس کا علم تک نہ تھا۔

بحث حدیث حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وابن عباسؓ

حکیم صاحب نے حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ترجمہ لکھا ہے۔

۱۔**پہلی خیانت:** حکیم صاحب نے اس حدیث میں لفظ **حین یرکع** کا ترجمہ یہ کیا ہے، "رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت" مگر اس کے ساتھ **حین یسجد** بھی تھا جس کا ترجمہ ان کے طریقہ پر یہ تھا "سجدہ جانے اور سجدہ سے سر اٹھانے کے وقت" لیکن حکیم صاحب نے **حین یسجد** کا ترجمہ چھوڑ دیا کیونکہ حدیث کے اس حصہ پر نہ ان کا عمل ہے اور نہ ہی عمل کرنا چاہتے ہیں۔ گویا ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ...﴾ پر عمل ہے۔ کیا تم بعض پر عمل کرتے ہو (جو دل کو بھائے) اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

۲۔**دوسری خیانت:** حدیث میں لفظ **و حین ینهض للقیام** اس کا ترجمہ تو یہ تھا کہ جب بھی کھڑے ہوتے، رفع یدین فرماتے، خواہ دوسری رکعت میں کھڑے ہوں یا تیسری رکعت میں یا چوتھی رکعت میں، لیکن چونکہ حکیم صاحب دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین نہیں کرتے اور نہ ہی اس حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں، اس لیے **حین ینهض للقیام** کا ترجمہ یہ کر دیا "اور دو رکعتوں سے کھڑے ہونے کے وقت"

۳۔**تیسری خیانت:** حکیم صاحب نے ترجمہ میں یہ نہیں بتایا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے کس نے دیکھا؟ اس کا نام میمون مکی ہے جو طبقہ ثالثہ کا

شخص ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں الثالثة الطبقة الوسطی من التابعين كالحسن البصری وابن سيرين (تقریب ص ۱۰) یہ یعنی تابعین کا درمیانی طبقہ ہے جن کی بہت سے صحابہ سے ملاقات ہوتی ہے۔ یہ شخص تابعی ہے اور مکہ کا رہنے والا ہے جہاں ہر سال حج کے موقعہ پر تمام اسلامی دنیا سے ہر مسلک کے لوگ آتے ہیں، صحابہ بھی، تابعین بھی تبع تابعین بھی۔ ان سب کے مسلک سے واقف ہے، گویا پوری اسلامی دنیا کے مسلک کو جاننے والا ہے۔

۴۔ **چوتھی خیانت:** حکیم صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کو نماز پڑھتے دیکھ کر میمون مکی نے کیا کہا۔ جس حدیث کا ترجمہ حکیم صاحب کر رہے تھے، اس حدیث کے عین درمیان سے ایک پوری سطر کا ترجمہ کھا گئے، وہ یہ ہے کہ جب میمون مکی نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو رفع یدین کر کے نماز پڑھتے دیکھا تو فرماتے ہیں میں چل کر ابن عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا، آج میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو ایسی انوکھی نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ آج تک کسی ایک آدمی کو بھی ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، اور اس رفع یدین کا ذکر کیا۔ (ابوداؤد ص ۱۱۵ ج ۱) حضرت میمون مکی کے الفاظ پر غور فرمائیں، آپ نے بہت سے صحابہ کو دیکھا مگر سوائے عبداللہ بن زبیر کے کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے بہت سے تابعین کو دیکھا مگر کسی ایک تابعی کو بھی رفع یدین کرتے نہ دیکھا، آپ نے بہت سے تبع تابعین کو دیکھا مگر کسی ایک تبع تابعی کو بھی رفع یدین کرتے نہ دیکھا، آپ نے پوری دنیائے اسلام سے آنے والے حاجیوں کو نمازیں پڑھتے دیکھا مگر کسی علاقے کے کسی ایک حاجی کو بھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ یہ ہے پورے خیر القرون میں ترک رفع یدین پر عملی تواتر۔ لاکھوں میں ایک آدمی رفع یدین کرنے والا ملا۔ اگر حکیم صاحب یہ تفصیل بیان فرما دیتے تو ان کی ساری تحریر بے اثر ہو کر رہ جاتی۔ لیکن شاید "لا دين لمن لا ديانة له ولا ايمان لمن لا امانة له" جیسی احادیث پر عمل کرنا آپ گناہ سمجھتے ہوں گے۔

(بددیانتی اور خیانت مومن کا کام نہیں)

۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے تفردات سب صحابہ کے مقابلہ میں اہل سنت الجماعت نے قبول نہیں کیے۔ مثلاً آپ عیدین سے پہلے اذان واقامت کے بھی قائل تھے۔ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کے بھی قائل تھے (معارف السنن ص ۴۶۰ ج ۲) شاید حکیم صاحب حضرت ابن زبیرؓ کے ان افعال پر بھی عمل شروع فرمادیں گے۔

۶۔ حکیم صاحب! آپ کو یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ خود حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی اولاد رفع یدین پر عامل نہیں رہی۔ محمد بن ابی یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے صاحبزادہ حضرت عبادؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں نماز میں رفع وخفض پر رفع یدین کرنے لگا، حضرت عبادؒ نے فرمایا "اے میرے بھتیجے تو نماز میں ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرتا ہے حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ صرف ابتداء نماز میں ہی رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کرتے تھے، حتی کہ نماز سے فارغ ہو جاتے" (اخرجہ بیہقی فی الخلافیات، بسط الیدین ص ۵۳ بحوالہ المواھب اللطیفہ)

۷۔ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک یہی تھی کہ بیٹھ کر پیشاب فرماتے اور یہی عادت صحابہ وتابعین کی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر بھی پیشاب فرمایا، اس پر عام عمل جاری نہ تھا بلکہ اگر کوئی ایسا کرتا تو بعض لوگ انکار کرتے۔ ایسے موقعہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والی حدیث سنا دیتے۔ اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت ہے، بلکہ اعتراض کرنے والے کو روکنا مقصود ہوتا، اسی طرح ترک رفع یدین متواتراً معمول بہ تھا، لیکن ابن عباسؓ نے یہ بتایا کہ یہ بھی ثابت ہے۔

۸۔ حکیم صاحب، اسی طرح کی حدیث ساتھ ہی ابوداؤد میں ہے۔ نضر بن کثیر کہتے ہیں کہ میرے پہلو میں مسجد خیف میں عبداللہ بن طاؤس یمنی نے سجدہ کے بعد رفع یدین کی تو میں نے اس کو امر منکر سمجھا۔ وہیب بن خالد نے اسے کہا کہ تو ایسا کام کرتا ہے جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا، تو اس نے بھی ابن عباسؓ سے حدیث سنادی (ابو داؤد ص ۱۱۵ ج ۱) حکیم صاحب اس پر عمل شروع فرمائیں گے یا نہیں؟

آخر میں حکیم صاحب نے چار سو احادیث کا رعب ڈالا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔ ہم اس سے صرف عشرہ مبشرہ والی دس حدیثوں کا مطالبہ کرتے ہیں جن میں صراحتاً سنت مؤکدہ کا حکم ہو اور حضورؐ کے ساری عمر رفع یدین کرنے کی صراحت ہو۔ اس کے بعد حکیم صاحب نے علامہ سندھی، امام بخاری، مروزی، شیخ جیلانی، شاہ ولی اللہ، مولانا عبدالحی کے اقوال پیش کیے جو ان کے مذہب میں حرام اور شرک ہیں کیونکہ کسی غیر معصوم امتی کا قول ان کے ہاں شرک تقلیدی ہے۔

۱۔ سندھیؒ کا سنت صحیحہ متواترہ کہنا درست نہیں، کسی ایک صحیح خبر واحد میں ہی سنت مؤکدہ کا لفظ دکھا دو۔

۲۔ امام بخاریؒ کا یہ قول حضرت ابراہیم نخعی، میمون مکی، حضرت وائل بن حجر کے خلاف ہے۔ جمہور صحابہ رفع یدین کے تارک تھے۔ اس لیے امام بخاریؒ کے اس قول کو خود ان کے شاگرد امام ترمذی نے قبول نہیں کیا۔

۳۔ امام محمد بن نصر کا یہ قول حافظ نے صحیح نقل نہیں کیا۔ صحیح یہ ہے کہ اہل کوفہ بالا جماع رفع یدین کے تارک ہیں اور باقی شہروں کے کچھ لوگ رفع یدین کرتے ہیں، یہ بھی محمد بن نصر کے زمانہ کا حال ہے۔ خیر القرون کا حال آپ پڑھ چکے ہیں۔

۴۔ امام کے زمانہ کے بارے میں عدۃ کا ترجمہ سب کر کے آپ نے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ خیر القرون بھی نہیں۔

۵۔ حضرت جیلانی مقلد ہیں، آپ کے نزدیک معاذ اللہ مشرک۔ کیا مشرک رفع یدین کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی؟

۶۔ شاہ ولی اللہؒ کی عبارت نہایت نا تمام نقل کی ہے۔ شاہ صاحبؒ پہلے ایسا لکھ گئے، پھر رسول اقدس ﷺ نے حالت کشفی میں فرمایا، ''بے شک مذہب حنفی نہایت ستھرا طریقہ ہے اور میری سنت کے سب سے زیادہ موافق ہے'' (فیوض الحرمین)

حکیم صاحب! جس طرح آپ کی قسمت میں ضعیف حدیثیں آئی ہیں، ایسے ہی آپ کی قسمت میں شاذ اقوال آئے ہیں، حکیم صاحب! آپ کا دعویٰ رفع یدین

کے سنت مؤکدہ متواترہ ہونے کا ہے، مگر آپ اور آپ کی ساری جماعت

(ا) ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش نہیں کر سکی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس متنازعہ فیہ رفع یدین کو سنت مؤکدہ فرمایا ہو۔

(ب) اسی طرح آپ فقہ حنفی کے متون معتبرہ سے ایک بھی مفتیٰ بہ قول پیش نہیں کر سکتے، جس میں متنازع فیہ رفع یدین کو سنت مؤکدہ کہا گیا ہو۔

باب دوم

ترک رفع یدین کے دلائل

حدیث (ا)

سفیان بن عیینة قال اجتمع ابو حنیفة والا وزاعی فی دارالحناطین بمکة فقال الاوزاعی لابی حنیفة مابالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوة عند الرکوع و عند الرفع منه فقال ابو حنیفة لا جل انه لم یصح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فیه شئی قال کیف لا یصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة و عند الرکوع وعند الرفع منه فقال له ابو حنیفة حدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والا سود عن ابن مسعودؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوة ولا یعود لشئی من ذالک فقال الاوزاعی احدثک عن الزهری عن سالم عن ابیه وتقول حدثنی حماد عن ابراهیم فقال له ابو حنیفة کان حماد افقه من الزهری و کان ابراهیم افقه من سالم

و علقمة لیس بدون ابن عمر فی الفقه و ان کانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة فالا سود له فضل کثیرو عبدالله هو عبدالله فسکت الا وزاعی .

(مسند الامام الاعظم ص ۵۰)

امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ کی غلہ منڈی میں اکٹھے ہوئے امام اوزاعی نے کہا تم اہل عراق رکوع کے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے، امام صاحبؒ نے فرمایا کیونکہ اس بارے میں آنحضرت ﷺ سے (بلا معارضہ) کچھ صحیح ثابت نہیں۔ امام اوزاعیؒ نے کہا کیسے صحیح نہیں۔ زہری سالم ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ پہلی تکبیر اور رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی حماد نے ابراہیم نخعیؒ سے، انہوں نے علقمہ واسود سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نہیں رفع یدین کرتے تھے مگر پہلی تکبیر کے وقت اور نماز میں پھر کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا، میں نے حدیث بیان کی، زہری سے اس نے سالم سے اس نے ابن عمر سے اور آپ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے ابراہیم سے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا حماد زہری سے زیادہ فقیہ تھے اور ابراہیم سالم سے بڑے فقیہ تھے اور علقمہ فقہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے کم نہ تھے، اگرچہ وہ فضل صحابیت میں بڑھے ہوئے ہیں اور اسود کی بڑی فضیلت ہے اور عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں، پس اوزاعی لاجواب ہو گئے۔

(۱) سیدنا امام اعظمؒ نے اس سند کی خوبی یہ بتائی کہ اس سند کا ہر راوی اپنے اپنے دور کا سب سے بڑا فقیہ ہے تو اس سند کا کیا کہنا جب کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمادیا **من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین** تو جس سند کے سارے راوی افقہ الناس اور خیر الناس ہوں، اس کی ترجیح میں کیا شبہ؟ اور حق یہ ہے کہ مخالفین کے پاس ایسی کوئی سند نہیں، جس کی سند کا ہر راوی افقہ الناس ہو۔

(۲) امام صاحبؒ فرماتے ہیں، میں نے حماد سے سنا میں جب ابراہیم کو دیکھتا تو جو بھی ان کی سیرت کو دیکھتا وہ کہتا کہ ان کی سیرت ہو بہو حضرت علقمہ کی سیرت ہے اور جو علقمہ کو دیکھتا، کہتا کہ اس کی سیرت عین عبداللہ بن مسعود کی سیرت ہے جو حضرت عبداللہ کو دیکھتا وہ کہتا کہ ان کی سیرت آنحضرت ﷺ کی سیرت کا کامل عکس ہے (مسند الامام الاعظم ص ۱۸۹) صحاح ستہ کے راویوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کے راوی وہ ہیں جو اپنے استاد سے کثیر الملازمت اور تام الضبط ہوں اور اس کے راوی تو اس سے بھی اعلیٰ مقام پر ہیں کہ پوری سیرت من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہیں، مخالفین کو کوئی ایک سند بھی ایسی نصیب نہیں ہوئی۔

(۳) اس سند کے سارے راوی خیر القرون کے ہیں، صحابہ یا تابعین اور خیر القرون کی خیریت احادیث میں منصوص ہے۔

(۴) اس حدیث کی ساری سند کوفی ہے اور سب اہل کوفہ کا ترک رفع یدین پر اجماع ہے **وھو قول سفیان واھل الکوفہ** (ترمذی ص ۵۹ ج ۱) یہ قول سفیان اور سب اہل کوفہ کا ہے، مولانا عبدالحئی لکھنویؒ فرماتے ہیں: ''یہی قول ابو حنیفہ، سفیان ثوری، حسن بن حیّ اور کوفہ کے تمام متقدمین اور متاخرین فقہاء کا ہے'' (التعلیق الممجد ص ۹۱)

(۵) یہ حدیث مسلسل بالعمل بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے (موطا امام محمد ص ۹۴) حضرت اسود اور حضرت علقمہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱) حضرت امام ابراہیم نخعیؒ بھی

پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱)
امام حمادؒ اور امام ابوحنیفہؒ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (کتاب الآثار امام محمد)

حدیث (۲)

عن عبداللہ بن مسعودؓ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الافی اول مرۃ (ترمذی ص ۵۹ ج ۱، نسائی ج ۱ ص ۱۲۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۰۹، (ایچ ایم سعید) مسند احمد ص ۳۸۸ ج ۱ و ۴۴۲ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۲۳۶ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اعلان فرمایا، میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز نہ پڑھاؤں؟ پس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نماز پڑھائی اور رفع یدین نہ کیا نماز میں مگر ابتداء نماز میں ایک ہی مرتبہ۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث حسن ہے۔ اس ترک رفع یدین کے قائل بے شمار اہل علم ہیں، جن میں صحابہ کرام اور تابعین ہیں، یہ مذہب امام سفیان ثوری اور تمام اہل کوفہ کا ہے'' (ترمذی ص ۵۹ ج ۱)

کوفہ میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی معیت میں چالیس لوگ آباد ہوئے جو صحابہ اور تابعین تھے (تاریخ طبری ص ۱۴۱ ج ۴) حضرت سعدؓ کے ساتھ ۹۹ بدری صحابہ تھے اور تین سو دس بیعت رضوان والے تھے (الفتوحات الاسلامیہ ص ۸۳ ج ۱، تاریخ ابن اثیر ص ۱۷۴ ج ۲) مورخ عجلی فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک ہزار اور پچاس صحابہ اقامت پذیر ہوئے (فتح القدیر ص ۲۷ ج ۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی محنت سے چار ہزار محدثین اور چار سو فقہاء تیار ہو گئے تھے (مقدمہ) باب مدینۃ العلم خلیفہ راشد حضرت علیؓ جب کوفہ تشریف لائے تو فرمایا، اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعودؓ پر رحمتیں نازل فرمائے کہ اس شہر کو علم سے بھر دیا ہے۔

(مقدمہ نصب الرایہ ص ۳۰) اور فرمایا اصحاب ابن مسعودؓ اس بستی کے چراغ ہیں (مناقب موفق ص ۱۴۰ ج ۲) اور پھر جب حضرت علیؓ نے اس شہر کو دارالخلافہ بنالیا تو ہزاروں اصحاب علیؓ بھی یہاں آباد ہوئے۔ حضرت مسروق تابعی فرماتے ہیں، میں نے پایا کہ تمام صحابہ کا علم چھ صحابہ میں جمع ہوگیا،

(۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

(۳) حضرت عمرؓ (۴) حضرت زید بن ثابتؓ

(۵) حضرت ابوالدرداءؓ (۶) حضرت ابی بن کعبؓ۔

پھر میں نے پایا کہ ان چھ کا علم دو صحابہ میں جمع ہوگیا، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (طبقات ابن سعد ص ۵۲ ج ۲) اور ان دونوں کا علم کوفہ میں جمع ہوگیا تو کوفہ گویا تمام صحابہ کے علم کا جامع تھا۔ اس شہر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اعلان فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی نماز یہ ہے کہ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی جائے، پھر نماز میں رفع یدین نہ کی جائے اور کسی ایک فرد نے بھی اس پر اعتراض نہ کیا بلکہ سب نے اسی پر عمل کیا، چنانچہ ابوسحاق تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھی نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۷ ج ۱) یعنی یہ ہزاروں ساتھی جن میں تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ اور چار ہزار تابعی محدثین، چار سو تابعی فقہاء اور ہزاروں مجاہدین اسلام شامل تھے، رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ پھر یہ حدیث مسلسل بالعمل بھی ہے، اس کی سند کے پانچوں راوی امام وکیع بن الجراح، امام سفیان ثوری، عاصم بن کلیب، عبدالرحمٰن بن الاسود اور علقمہ سب کے سب اسی حدیث کے موافق نماز پڑھتے اور رفع یدین نہ کرتے تھے (معارف السنن ص ۴۸۵ ج ۲) اب اس کے خلاف غیر مقلدوں کی راگنی بھی سنئے۔

حضرت رسول اقدس ﷺ قرآن جاننے والوں میں حضرت عبداللہ بن

مسعودؓ کو اول نمبر قرار دیتے ہیں (بخاری ص ۵۳۱ ج ۱، مسلم ص ۲۹۳ ج ۲) لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ وہ معاذ اللہ قرآن کے منکر تھے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ ناپسند کرتا ہوں جس کو ابن مسعودؓ ناپسند کریں (مجمع الزوائد ص ۲۹۰ ج ۲) لیکن غیر مقلدین حضرت ابن مسعودؓ کی بتائی ہوئی صلوۃ الرسول کو بھی پسند نہیں کرتے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، عبداللہ بن مسعودؓ کے عہد کو مضبوطی سے پکڑو۔ (ترمذی ص ۲۲۱ ج ۲)

لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ہرگز قبول نہ کرو۔ الناطق بالحق والصواب حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ علم کا بھرپور خزانہ ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ ص ۱۴ ج ۱)

مگر غیر مقلد کہتا ہے کہ ان کو نہ قرآن کا علم تھا نہ نماز کا۔ بہرحال اس حدیث پر ایک بھی بادلیل مفسر جرح نہیں کی جاسکی۔ حکیم صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس میں عاصم بن کلیب ضعیف ہے، لیکن حکیم صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ خود انہوں نے اپنے دلائل میں ابوداؤد کی جو روایت حضرت وائلؓ سے پیش کی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب ہے۔ کیا صحیح بخاری ص ۸۶۸ ج ۲ میں عاصم بن کلیب کی تعلیق کو جو امام بخاریؒ نے اصح فرمایا ہے، اس کو حکیم صاحب غلط قرار دیں گے؟ صحیح مسلم ص ۱۹۷ ج ۲ و ص ۳۵۰ ج ۲ و ص ۱۴۱ ج ۲ پر جو عاصم بن کلیب کی احادیث ہیں، ان کے جھوٹا ہونے کا اعلان کرو گے؟ امام نسائی نے اسے ثقہ اور امام ابو داؤد نے اسے افضل اہل الکوفہ کہا ہے (تہذیب التہذیب ص ۵۶ ج ۵) ترمذیؒ اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے (ص ۵۹ و ص ۲۱۰ ج ۱) حکیم صاحب جس حدیث پر ہزاروں صحابہ تابعین کا عمل ہو، اس کو ضعیف کہنا چاند پر تھوکنا ہے۔

حدیث (۳)

عن عبداللہؓ قال صلیت مع النبی ﷺ وابی بکر و

عمر رضی اللہ عنہما فلم یرفعوا ایدیھم الا عند الاستفتاح .

(دار قطنی ص ۲۹۵ ج ۱، بیہقی ص ۷۹ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اقدس ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، پس ان سب حضرات نے رفع الیدین نہ کیا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث میں ایک یہ خوبی ہے کہ عدم رفع یدین والی نماز آنحضرت ﷺ کی آخری زمانہ کی نماز تھی، کیونکہ آپ کے بعد مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی عدم رفع یدین والی نماز پڑھاتے رہے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ بھی یہی نماز پڑھاتے رہے، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے، اسحاق ابن ابی اسرائیل، محمد بن جابر السحیمی، حماد، ابراہیم، علقمہ اور عبداللہ بن مسعودؓ سب اسی حدیث کے مطابق عدم رفع یدین والی نماز پڑھتے تھے، یہ سب کوفی راوی ہیں اور اسحاق بن ابی اسرائیل بھی فرماتے ہیں وبہ ناخذ . یعنی ہم سب اس پر عمل کرتے ہیں۔ (دار قطنی ص ۲۹۵ ج ۱)

بعض لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کہنے کی یہ دلیل بیان کی ہے کہ اس کا راوی محمد بن جابر ضعیف ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، محمد بن جابر کا جوانی میں حافظہ قوی تھا، بڑھاپے میں وہ نابینا ہو گئے تھے اور ان کا حافظہ خراب ہو گیا تو، ان کی اس زمانہ کی حدیثیں واقعی ضعیف ہیں، لیکن یہ حدیث اس زمانہ کی ہے جب ان کا حافظ نہایت قوی تھا، کیونکہ اس حدیث میں ان سے راوی اسحاق بن اسرائیل ہے۔ یہ محمد بن جابر کو بہت فضیلت دیتے تھے اور محمد بن جابر سے بڑے بڑے محدثین ایوب، ابن عون، الثوری، الشعبہ، ابن عیینہ روایت کرتے تھے (نصب الرایہ ص ۳۹۷ ج ۱) اور خاص اس حدیث کے بارے میں بہ ناخذ فرماتے ہیں اور یہ کہنا کہ محمد بن جابر اس سند سے مرفوع کرنے میں منفرد ہے، اول تو یہ کوئی جرح نہیں، کیونکہ حماد کے شاگردوں کی محمد

بن جابر نے مخالفت نہیں کی بلکہ امام صاحبؒ اس سند سے اس کو مرفوع کر رہے ہیں، دیکھو حدیث نمبر ا۔ پس اس حدیث پر کوئی صحیح با دلیل اور مفسر جرح نہیں ہے۔

حدیث (۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی چوتھی حدیث حضرت وائل بن حجرؓ کی بحث میں گزر چکی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خیر القرون میں رفع یدین ایسی متروک تھی کہ اس پر عمل کرنا تو کجا یہ مسئلہ سننا بھی نا گوار تھا، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے۔

حدیث (۵)

حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث بھی گزر چکی ہے جو کوفی سند اور مسلسل بالعمل ہے۔

حدیث (۶)

مالک عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه ان رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذ ومنكبيه اذا افتتح الصلوة. (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

اس حدیث میں خبر مقدم ہے جو دلیل حصر ہے جیسے ایاک نعبد کا ترجمہ یہ ہے، ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی اور کسی کی نہیں کرتے۔ اس طرح یہ حدیث ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہ کرتے تھے۔ اسی لیے امام مالکؒ نے پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱)

نوٹ: اس حدیث کے سب راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں اور سب اپنے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے محدث ہیں۔ ایک راوی بھی کسی دوسرے شہر کا نہیں ہے اور اہل مدینہ کا عمل ترک رفع یدین پر تھا، چنانچہ مدینہ منورہ کے امام، امام مالکؒ

فرماتے ہیں **لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوۃ لا فی خفض ولا فی رفع الافی افتتاح الصلوۃ** (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱) یعنی پہلی تکبیر کے بعد نماز کی کسی اونچ نیچ میں رفع یدین کو بالکل نہیں پہچانتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں نہ کوئی مدینہ منورہ کا رہنے والا رفع یدین کرتا تھا، نہ کوئی روضہ پاک کی زیارت کے لیے باہر سے آنے والا، ورنہ حضرت امام مالکؒ کو اس رفع یدین کی ضرور پہچان ہوتی۔ تو گویا اس حدیث نمبر ۶ کے عمل پر اہل مدینہ کا اجماع ہے۔

حدیث (۷)

حدثنا الحمیدی (قال حدثنا سفیان) (مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی سے یہ واسطہ رہ گیا ہے، ہم نے مسند حمیدی مطبوعہ کے حاشیے، مسند ابوعوانہ کی سند اور دو قلمی نسخوں سے یہ نقل کیا ہے) **ثنا الزهری قال اخبرنی سالم بن عبدالله عن ابیه قال رایت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یفتتح الصلوۃ رفع یدیه حذو منکبیه و اذا اراد ان یرکع و بعد مایرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین.**

(مسند الحمیدی ص ۲۷۷ ج ۲، نسخہ قلمی کندیاں خانقاہ سراجیہ ص ۷۹، نسخہ قلمی موسیٰ زئی شریف ص ۷۹، مسند ابوعوانہ ص ۹۱ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ نے نماز کے شروع میں کندھوں تک ہاتھ اٹھائے اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کی اور نہ ہی دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کی۔

اس حدیث کے پہلے دو راوی مکہ مکرمہ کے محدث ہیں اور اس کے بعد کے تینوں راوی مدینہ منورہ کے محدث ہیں۔ اور حضرت ابن زبیر کی حدیث کی بحث

میں یہ ثابت ہو چکا کہ خیر القرون میں مکہ مکرمہ میں رفع یدین متروک تھی اور چھٹی حدیث کے تحت آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدینہ منورہ میں بھی رفع یدین متروک تھی۔ پس مکہ مدینہ والوں کا عمل اسی حدیث پر ہوا۔

حدیث (۸)

عن عبداللہ بن عون الخراز عن مالک عن الزھری عن سالم عن عبداللہ بن عمرؓ ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعود اخرجہ البیھقی الخلافیات (نصب الرایہ ص ۴۰۴ ج ۱) شیخ عابد سندھی محدث مدنی المواھب اللطیفہ میں فرماتے ہیں ھذا الحدیث عندی صحیح لا محالۃ۔ (معارف السنن ص ۴۹۸ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں بے شک نبی اقدس ﷺ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے، پھر نماز میں کسی اور جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اس لیے مدینہ منورہ کے محدث شیخ عابد سندھی فرماتے ہیں یہ حدیث لامحالہ صحیح ہے۔ اس پر کوئی بادلیل مفسر جرح نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل بھی اس حدیث کے موافق تھا، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ ہی رفع یدین کیا کرتے تھے (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱، وابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۶۸) عبدالعزیز بن حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کی صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر اس کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے (موطا محمد ص ۹۳) عطیہ عوفی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع

یدین کرتے تھے، پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے (بیہقی)

فقہاء کا اجماع

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث سنے، پھر فقیہ کے پاس لے جائے، او کما قال (ابن ماجہ) جب ایک فقیہ کے پاس جانا آنحضرت ﷺ کی دعا کا مستحق بنا دیتا ہے، تو صحابہ کے اجماع کی طرف جانا رسول اقدس ﷺ کی کتنی دعاؤں کا مستحق بنا دے گا۔ حضرت ابوبکر بن عیاش جو خیر القرون میں ہی ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور خیر القرون میں ہی ۱۹۳ھ میں فوت ہوئے، خیر القرون کے فقہاء کا اجماع یوں بیان فرماتے ہیں ماراءیت فقیھا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولیٰ (طحاوی ص ۱۵۶ ج ۱) یعنی میں نے ہرگز ہرگز کسی ایک بھی فقیہ کو کبھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے حج کے سفر بھی کیے، تعلیمی سفر بھی کیے لیکن آپ کی ساری زندگی کا مشاہدہ یہی تھا کہ خیر القرون کے فقہاء کا اجماع ترک رفع یدین پر تھا۔

حدیث (۹۔۱۰۔۱۱)

یہ تینوں حضرت ابن عمرؓ کی حدیثیں پہلے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایات کا خلاصہ یہی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے سجدہ کی رفع یدین کی، پھر فرمایا، کہ سجدہ کی رفع یدین باقی نہیں رہی پھر فرمایا حضورؐ نے رکوع کی رفع یدین کی پھر فرمایا کہ پہلی تکبیر کی رفع یدین کے علاوہ کوئی رفع یدین باقی نہیں رہی، اور اسی پر خیر القرون میں کوفہ بصرہ، مکہ، مدینہ میں عمل جاری تھا۔

حدیث (۱۲)

مالک عن ابی جعفر القاری عن ابی ھریرۃ انہ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ و یکبر فی کل خفض ورفع و یقول انی اشبھکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ

(الاستذکار والتمہید لابن عبدالبر معارف السنن ص ۴۹۶ ج ۲)

حضرت ابو ہریرۃؓ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے اور ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہتے تھے اور فرماتے، میں آنحضرت ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہوں۔

اس حدیث کے تین ہی راوی ہیں، ایک صحابی، ایک تابعی، ایک تبع تابعی، تینوں خیر القرون کے ہیں، تینوں ہی راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ اور امام مالکؒ کے حوالہ سے گزر چکا کہ اہل مدینہ کا عمل بھی ترک رفع یدین پر ہی تھا۔ یہ سند نہایت عالی اور نہایت صحیح ہے۔

حدیث (۱۳) حضرت براء بن عازبؓ کی اس حدیث کی بحث میں گزر چکی۔

حدیث (۱۴) حضرت عباد بن الزبیر کی حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۱۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۱۶) اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه عن عبدالله قال کان رسول الله ﷺ یکبر فی کل وضع و رفع و قیام و قعود و ابوبکر و عمر و عثمان رضی الله عنهم

(نسائی ص ۱۱۴ ج ۱ باب التکبیر للسجود)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ ہر اونچ نیچ میں اور قیام قعود میں صرف تکبیر کہتے تھے، اور یہی طریقہ نماز حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی آخری نماز جو بعد میں خلفائے راشدین بھی مسجد نبوی میں پڑھاتے رہے، اس میں ہر اونچ نیچ قیام قعود میں صرف تکبیر تھی، رفع یدین نہیں تھی، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے۔

حدیث (۱۷)

عن الا سود قال صليت مع عمرؓ فلم يكن يرفع يديه في شئى من صلوته الاحين افتتح الصلوة ورايت الشعبى و ابراهيم وابا اسحاق لا يرفعون ايديهم الا حين يفتتحون الصلوة (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱)

حضرت اسود تابعی فرماتے ہیں، میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی وہ نماز کی پہلی تکبیر کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور میں نے شعبی، ابراہیم اور ابواسحاق کو دیکھا وہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، مگر پہلی تکبیر کے وقت۔

حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت راشدہ میں تقریباً ۱۲ سال مسجد نبوی میں نماز پڑھاتے رہے، ہزاروں مہاجرین و انصار نے آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، حج کے مواقع پر ہر جگہ کے لوگ آ کر حضرت کے پیچھے نمازیں پڑھتے، لیکن کسی ایک آدمی نے بھی حضرت عمرؓ کی نماز کو نہ خلاف سنت کہا، نہ انہیں رفع یدین کی تبلیغ کی، نہ کسی نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ امام شعبیؒ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، وہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے نہ ہی ابراہیم نخعی اور ابواسحاق کرتے تھے۔

حدیث (۱۸)

اخرج الدارقطنى فى علله عن عبد الرحيم بن سليمان عن ابى النهشل عن عاصم بن كليب عن ابيه عن علىؓ عن النبى ﷺ انه كان يرفع يديه فى اول تكبيرة من الصلوة ثم لا يعود برفع

(ذب ذبابات الدراسات ص ۶۱۴ ج ۱)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے، پھر نہیں کرتے تھے، حضرت علیؓ کا عمل بھی اسی حدیث کے مطابق تھا اور آپ کے ہزاروں ساتھی بھی اسی پر عامل تھے۔

حدیث (۱۹) حضرت ابو مالک اشعریؓ کی حدیث ابو موسیٰؓ کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۲۰)

عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوة. (صحیح مسلم ص ۱۸۱ ج ۱، ابو داؤد ص ۱۵۰ ج ۱، نسائی ص ۱۷۶ ج ۱، طحاوی ۳۰۹ ج ۱، مسند احمد ص ۹۳ ج ۵)

حضرت جابر بن سمرۃ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے (جبکہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور ہم نماز کے اندر رفع یدین کر رہے تھے) تو آپ نے بڑی ناراضگی سے فرمایا مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہوتی ہیں، نماز کے اندر سکون اختیار کرو۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **تحریمها التكبير و تحليلها التسليم** یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد سلام پھیرنے تک نماز کا اندرونہ ہے، اس کو **فی الصلوة** کہتے ہیں، پس نماز کے اندر رکوع، سجود، یا دوسری، تیسری، چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا نماز کے اندر رفع یدین کرنا ہے، اس رفع یدین پر آنحضرت ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا، اس کو شریر گھوڑوں کے فعل سے تشبیہ بھی دی اور اس کو نماز کے سکون کے خلاف بھی فرمایا۔ مکہ مکرمہ کے مشہور محدث شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں، **رواه مسلم و يفيد النسخ** (شرح نقایہ ص ۷۸ ج ۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ رفع یدین چھوڑ چکے اور آپ کے حاضر باش صحابہ بھی چھوڑ چکے تھے، ہاں بعض صحابہ لاعلمی کی وجہ سے کر رہے تھے، آپ ؐ نے ان کو سختی سے ڈانٹ کر

روک دیا۔ چنانچہ سب صحابہ رک گئے، جیسا کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت میں آیا ہے کہ جب وہ دوبارہ تشریف لائے تو بلا استثناء سب صحابہ کو پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے پایا اور جیسا کہ میمون مکی کی روایت میں پتہ چلا کہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین رفع یدین کے تارک تھے اور جیسا کہ ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ میں نے نہ کسی صحابی کو رفع یدین کرتے دیکھا نہ سنا، بلکہ حضرت امام نخعیؒ نے تو اس حدیث کے موافق ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ۲۰ مرتبہ بصرہ کا علمی سفر کیا ۵۵ حج کیے، ۶ سال مستقل مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے، آپ بھی آنحضرت ﷺ کی طرح اس رفع یدین سے نفرت کا اظہار فرماتے تھے، چنانچہ ابو مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام صاحبؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور رفع یدین کی تو سلام کے بعد آپ نے فرمایا ابو مقاتل تو بھی شاید پنکھوں والوں میں سے ہے۔ عبداللہ بن مبارک حضرت سفیان ثوری کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ڈرتے تھے کہ رفع یدین پر ٹوکیں گے (التمہید ص ۶۶ ج ۳) حضرت امام ابو حفص کبیر کے زمانہ میں ایک شخص نے رفع یدین کی تو اس کی شکایت خلیفہ تک پہنچی تو اس کی پٹائی ہوئی، یہاں تک کہ اس نے توبہ کی (غیر مقلدوں کی کتاب الارشاد الی سبیل الارشاد ص ۳۰۹) شیخ ابو عمر مالکیؒ نے فرمایا کہ میں رفع یدین نہیں کرتا کیونکہ رفع یدین آج کل بالکل متروک ہے اور رفع یدین کرنے میں جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے اور ایک مباح کام میں امت کی مخالفت کرنا، دین کے پیشواؤں کو زیب نہیں دیتا (التمہید قلمی ص ۶۷) امام احمدؒ بیٹھے تھے کہ ایک مسافر آیا، اس نے امام احمدؒ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگے، ہمارے علاقہ میں تو کوئی بھی رفع یدین نہیں کرتا (التمہید ص ۶۵ ج ۳) شیخ ابوبکر المہری چھٹی صدی کے اکابر علماء سے تھے، اس نے ایک مسجد میں رفع یدین کی۔ رئیس ابوثمنہ نے دیکھا تو کہا، یہ کیوں ہماری مسجد میں آیا، اس کو قتل کر کے سمندر میں پھینک دو (تفسیر قرطبی ص ۲۷۹ ج ۲۹) شیخ ابوالحسن سندھی کو رفع یدین کرنے پر قاضی نے جیل بھیج

دیا تھا (تراجم الشیوخ شیخ عابد سندھی امیر یمانی اور ان کے ساتھی رفع یدین کی وجہ سے قید کیے گئے۔ (البدر الطالع ۱۳۴ ج ۲)

الغرض رفع یدین خیر القرون میں بھی متروک تھی اور رفع یدین کی پوزیشن متواتر قرآن کے مقابلہ میں شاذ قرأت کی سی تھی اور اس کے بعد بھی آج تک دنیا میں ۹۹ فیصد اہل سنت والجماعت حنفی ہیں جنکا عمل ترک رفع یدین ہے، چنانچہ پاک و ہند میں بارہ سو سال سے سب حنفی ہی تھے جو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی سوانح عمری نقش ابو الوفا میں لکھا ہے کہ ''سب سے پہلے انگریز حکومت کے ایک پنشنر حافظ محمد یوسف نے رفع یدین امرتسر میں شروع کی۔ پھر اسی گورنمنٹ ملازم نے میاں نذیر حسین کو رفع یدین پر لگایا''

غیر مقلدین کی حالت پر افسوس ہے کہ ترک رفع یدین کی وہ حدیثیں جن کے موافق صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا متواتر عمل ہے، ان کو ضعیف کہہ کہہ کر عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

ضروری **نوٹ**: بعض لامذہب عوام کو یہ دھوکا دیا کرتے ہیں کہ ہماری احادیث زیادہ ہیں، اس لیے جس طرف زیادہ تعداد ہو اس کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ یہ ان کا خالص فریب ہے اور ان کو یہ فریب کرنے کا موقع اس لیے ملتا ہے کہ پہلے وہ اپنا مسلک چھپاتے ہیں، اسے پورا واضح نہیں کرتے۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت مؤکدہ ہے اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین خلاف سنت ہے۔

رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین سنت مؤکدہ ہے اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین خلاف سنت ہے تو غیر مقلدوں کی دلیل وہ حدیث بنے گی جس میں چاروں باتیں صراحتاً آ جائیں۔ ایسی حدیث ایک بھی دنیا میں موجود نہیں۔ یہ لامذہب دھوکا کرتے ہیں جیسا حکیم فیروز

پوری نے کیا کہ:

۱۔ جن حدیثوں میں تمام تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ذکر ہے، ان کی اصل عربی عبارت نہیں لکھتے اور غلط ترجمہ کر کے ان کو اپنی دلیل شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کے خلاف ہیں۔

۲۔ حکیم صاحب نے حضرت صدیقؓ کی جو حدیث پیش کی، اس میں نہ تیسری رکعت کی رفع یدین کا سنت ہونا مذکور، نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کا خلاف سنت ہونا مذکور نہ سجدوں کے وقت رفع یدین کا خلاف سنت ہونا مذکور۔ گویا روپے میں سے بارہ آنے بالکل غائب اور ایک چونی وہ بھی کھوٹی۔ اور اس میں نہ رکوع کی رفع یدین کے ساتھ سنت کا لفظ نہ ساری عمر کا۔ اس کے برعکس ہم نے حضرت صدیقؓ کی جو روایت پیش کی کہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، ہمارے دعویٰ پر کامل دلیل ہے۔

۳۔ حضرت عمرؓ کی روایت بھی محض وہم۔ اس میں بھی نہ تیسری رکعت کے وقت رفع یدین کے سنت ہونے کا ذکر نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی تصریح نہ ہی سجدوں کے وقت رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی تصریح۔ ہماری دلیل میں ہمارا پوا دعویٰ موجود۔

۴۔ حضرت علیؓ کی روایت میں نہ یہ صراحت کہ سجدوں کو جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین خلاف سنت نہ یہ صراحت کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین خلاف سنت ہے بلکہ اس کے الفاظ اذا قام من السجدتین کا صاف مطلب یہ ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین کرے۔ اس کے برعکس ہماری طرف سے جو حدیث حضرت علیؓ کی پیش ہوئی، اس میں ہمارا پورا مسلک ہے۔

۵۔ حسرت عبداللہ بن عمرؓ سے سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت، نہ کرنا

بھی اور رکوع کے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت نہ کرنا بھی، پھر ان کی حدیث کو اپنے دلائل میں شمار کرنا ایک خالص دھوکا ہے۔ ہاں ان کی جو احادیث ہم پیش کرتے ہیں ان میں ہمارا مسلک پورا واضح ہے۔

۶۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث میں تو سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے، اس کو حذف کر کے اپنے دلائل میں ملانا خالص بد دیانتی ہے۔ پھر تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا سنت ہونا بھی مذکور نہیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی بھی صراحت نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت انسؓ بن مالک، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت وائلؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عبید بن عمیر کی احادیث سے سجدوں کی رفع یدین یا ہر تکبیر کی رفع یدین کو حذف کر کے اپنے دلائل میں شمار کرنا خالص بد دیانتی ہے۔ اب بتائیے آپ کے پاس کیا رہ گیا ہے؟

حکیم صاحب !

دھوکے فریب کو چھوڑ کر اپنے دعویٰ کے مکمل پہلوؤں پر صرف ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دیں۔ حکیم صاحب! یہ مسئلہ اتنا مشکل نہ تھا جس کو آپ نے چیستاں بنا رکھا ہے، مسئلہ کا خلاصہ صرف یہ ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سب رفع یدین کرتے ہیں، کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ رفع یدین کا آنحضرت ﷺ نے حکم بھی دیا اور اس پر عمل بھی فرمایا اور اس کا چھوڑنا ایک بھی حدیث میں ثابت نہیں، جب آنحضرت ﷺ نے اس رفع یدین کو نہیں چھوڑا تو ہم نے بھی نہیں چھوڑا اور آپ نے بھی نہیں چھوڑا۔

(۲) سجدہ کے وقت رفع یدین کرنے کا کوئی حکم موجود نہیں، ہاں آپؐ نے اس پر عمل فرمایا، حضرت مالک بن الحویرثؓ (نسائی ص ۱۶۵ ج ۱ و مسند احمد) وائل بن حجر (ابوداؤد ص ۱۱۲ ج ۱) ابن عباس، عمیر بن حبیب، ابو ہریرہؓ (ابن ماجہ ص ۶۲) ابوحمید الساعدی، ابن زبیرؓ (ابو داؤد ج ۱، ص ۱۱۱ و ۱۱۲) انسؓ (ابن شیبہ ج ۱، ص ۲۶۶)۔ جابرؓ

(مسند احمد) ابن عمرؓ (مشکل الآثار طحاوی) ان دس صحابہ نے ماضی استمراری کے صیغوں سے سجود کی رفع یدین روایت کی ہے۔ اس کے راویوں میں متاخر الاسلام صحابہ بھی ہیں۔ ان دس کے مقابلہ میں صرف ابن عمرؓ کی ایک متعارض حدیث لایفعل ذالک فی السجود آتا ہے اور ایک ضعیف حدیث میں ابو موسیٰ اشعریؓ سے، لیکن آپ نے بھی ان دس حدیثوں پر عمل ان دو کی وجہ سے چھوڑ دیا اور ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

(۳) اختلاف رکوع والی رفع یدین میں ہے۔ اب اگر رکوع کی رفع یدین کا ثبوت پہلی تکبیر کی رفع یدین کی طرح مل جائے کہ آنخضرت ﷺ نے اس کا حکم دیا ہو اور عملی طور پر ساری عمر رفع یدین کی ہو اور کوئی حدیث اس کے چھوڑنے کی نہ ہو، تو پھر تو یہ پہلی تکبیر کی طرح ہوگی لیکن ظاہر ہے کہ اس رفع یدین کا کوئی حکم نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی ایسی صحیح حدیث ملی کہ آنخضرت ﷺ نے ہمیشہ رفع یدین کیا ہو، بلکہ تکبیر تحریمہ کے بعد رفع یدین کا چھوڑنا احادیث میں مذکور ہے تو جب آنخضرت ﷺ نے چھوڑ دی، خلفاء راشدین نے چھوڑ دی، جمہور صحابہ تابعین، تبع تابعین نے چھوڑ دی تو اب آپ کو چھوڑنے میں کیا عذر ہے؟ حکیم صاحب آپ نے اور آپ کی جماعت نے جو اس سنت کو مٹانے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اور ہر مسجد میں فساد برپا کر رکھا ہے جو یقیناً سنت سے دشمنی کی بدترین مثال ہے اور احناف کا اس سنت کو زندہ کرنا سنت نبی ﷺ سے محبت کی دلیل ہے تو یقیناً احناف کو اس سنت پر عمل کرنیکی وجہ سے بنص حدیث سو شہیدوں کا ثواب مل رہا ہے۔

تحقیق حدیث

فمازالت تلک صلوته حتی لقی اللہ تعالیٰ

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدرؒ

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) اخرج البیھقی فی الخلافیات (کذا فی مختصر الخلافیات ص ۷۶ ج ۱) عن ابی عبداللہ الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبد الرحمن بن قریش بن خزیمة الھروی عن عبداللہ بن احمد الدمجی عن الحسن بن عبداللہ بن حَمُدَان الرقی ثنا عصمة بن محمد الانصاری ثنا موسی بن عقبہ عن نافع عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ کان اذا فتتح الصلوة رفع یدیہ واذا رکع و اذا رفع راسہ من الرکوع وکان لا یفعل ذالک فی السجود فما ذالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ۔

(۱) اس سند کے پہلے راوی امام بیہقیؒ ہیں جو امام شافعیؒ کے مقلد ہیں اور احناف کے خلاف سخت تعصب رکھتے تھے اور تقلید امام شافعیؒ میں اتنے سخت تھے کہ ابومحمد الجوینی جیسے عظیم محدث نے جب امام شافعیؒ کی تقلید چھوڑ کر خود اجتہاد کا ارادہ فرمایا تو امام بیہقیؒ نے انہیں خط لکھ کر منع کیا آپ کیلئے تقلید امام شافعیؒ کو چھوڑنا ہرگز جائز نہیں (طبقات الشافعیہ) یہی وہ تقلید شخصی ہے جس کو لامذہب غیر مقلدین شرک کہتے ہیں۔ دین کے حصے بخرے قرار دیتے ہیں۔ لعنت اور جانوروں کا طریقہ قرار دیتے ہیں۔ ابوجہل اور یہود و نصاریٰ کے ہم پلہ قرار دیتے ہیں۔ تو کیا ایسی سند جس کی ابتداء ایسے راوی سے ہو وہ صحیح ہوتی ہے؟ پھر بیہقی بھی اس کو سنن کبریٰ میں نہیں لائے۔

(۲) اس سند کے دوسرے راوی ابوعبداللہ الحافظ امام حاکم ہیں۔ جس طرح امام زمخشری فن تفسیر کے مسلمہ امام ہیں مگر عقیدۃً معتزلی ہیں اس لیے ان کی جو بات اعتزال کی تائید میں ہوگی، وہ تسلیم نہیں کی جائے گی۔ اس طرح امام حاکم فن حدیث کے امام ہیں مگر تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۶۲ پر ان کا مذہب رافضی خبیث لکھا ہے اور نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد ان کو غالی شیعہ لکھتے ہیں تو ان کی وہ بات جو شیعیت کی تائید میں ہوگی وہ حجت نہ ہوگی رفع یدین بھی شیعہ کا مسئلہ ہے۔ پھر عجیب بات ہے کہ ان کی کتاب مستدرک حاکم میں، بعض موضوعات تک بھری ہوئی ہیں۔ (تلخیص المستدرک للذہبی ص ۱۶۰ ج ۳) لیکن یہ حدیث وہ اپنی کتاب میں نہیں لا سکے کیونکہ ان موضوعات سے بھی یہ بڑھ کر نا قابل التفات تھی۔

(۳) تیسرا راوی جعفر بن محمد بن نصر ہے، حاکم نے عن سے روایت کی ہے، اس کی عدالت، حفظ اور اتصال ثابت کریں۔

(۴) چوتھا راوی عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ الہروی ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۵۸۲ ج ۳) اتهمه السليماني بوضع الاحاديث یہ شدید جرح ہے اسی لیے اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے اس سے حدیث روایت نہیں کی۔ خطیب کے عدم علم کا نہ علامہ ذہبی نے اعتبار کیا ہے اور نہ حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں۔ اسماء الرجال کے ان دونوں مسلّمہ آئمہ کے خلاف پیر بدیع الدین پیر جھنڈا کا اس کو صالح الحدیث (جلاء العینین ص ۱۲۹) کہنا تعصب کی انتہاء اور وضع احادیث کی سر پرستی ہے، اللہ تعالیٰ ضد اور نفسانیت سے محفوظ فرمائیں۔

(۵) اس سند کا پانچواں راوی عبداللہ بن احمد الدجی ہے۔ اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے اس سے حدیث روایت نہیں کی اس لیے اس کا عادل اور ضابط ہونا کتب اسماء الرجال سے ثابت کیا جائے۔

(۶) اس سند کا چھٹا راوی الحسن بن عبداللہ بن حمدان الرقی ہے، اس سے بھی

اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے حدیث روایت نہیں کی، اس کا عادل ضابط ہونا بھی کتب اسماء الرجال سے ثابت کیا جائے۔

(۷) اس سند کا ساتواں راوی عصمہ بن محمد انصاری ہے۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں وہ قوی نہیں، امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں، پرلے درجہ کا جھوٹا اور جھوٹی حدیث بنالیتا تھا۔ دارقطنی اسے متروک کہتے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی تمام حدیثیں غیر محفوظ ہیں۔ (میزان الاعتدال ص ۶۸ ج ۳) وہ من اکذب الناس سب انسانوں سے زیادہ جھوٹا تھا۔ پرلے درجہ کا جھوٹا اور جھوٹی احادیث روایت کرنے والا تھا (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۲۸۶) علامہ شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ کذاب وضاع. (الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ ص ۶۷)

نوٹ: ایسی جھوٹی حدیث کو اللہ کے نبی کی طرف منسوب کرنا، اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا ہے، مگر پیر بدیع الدین المعروف پیر جھنڈا نے اس جھوٹی حدیث کو قابل عمل ثابت کرنے کے لیے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ یہ راوی عصمہ بن محمد شیخ من اھل خراسان ہے۔ اور نہایت افسوس کی بات ہے، شیخ فیض الرحمٰن الثوری (غیر مقلد) اور شیخ ارشاد الحق اثری (غیر مقلد) بھی اس پر خاموش رہے ہیں (جلاء العینین ص ۱۲۸) حالانکہ سند میں وضاحت ہے کہ یہ عصمہ بن محمد انصاری ہے اور جس کا نام پیر جھنڈا لے رہے ہیں اس کا انصاری ہونا، یہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ اور جس کا حال ہم نے لکھا ہے وہ انصاری ہے، دوسرے سند میں وہ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کر رہا ہے، اور میزان الاعتدال وغیرہ میں صراحت ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا شاگرد محمد بن عصمہ انصاری ہے۔ سارے لامذہب مل کر موسیٰ بن عقبہ کے شاگردوں میں شیخ خراسان کا نام نہیں دکھا سکتے۔ پھر خیالی پلاؤ پکا کر ایک جھوٹی حدیث کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنے کی جسارت کر کے انہوں نے ثابت کر دیا کہ اس یتیم لامذہب فرقہ کی پونجی اس قسم کی موضوع احادیث ہیں۔

(۸) اس کے آٹھویں راوی موسیٰ بن عقبہ ہیں، یہ صحاح ستہ کے راوی اور مغازی کے امام ہیں۔ان کی روایت تعلیقاً (صحیح بخاری ۱۰۲ ج ۱ اور مسند أ السنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۰ ج ۲) پر ہے، یہاں اس کا شاگرد ابراہیم بن طہمان ہے جو صحاح ستہ کا راوی ہے مگر وہاں یہ جملہ **فماذالت تلک صلوته حتی لقی اللہ** ہرگز موجود نہیں۔یہ سب عصمہ بن محمد انصاری کی جعل سازی ہے۔

(۹) اس حدیث کو نافع سے عبید اللہ، ایوب، مالک، ابن جریج، اللیث، صالح بن کیسان، زید بن واقد، موسیٰ بن عقبہ، عمر بن زید (جزء بخاری مع جلاء العینین ص ۱۵۶) مگر ان میں سے کسی کی صحیح روایت میں یہ جملہ موجود نہیں۔

(۱۰) رفع یدین والی نافع کی روایت **عند المحققین** موقوف ہے۔خود امام بخاریؒ کو بھی دبی زبان سے مختصراً کہہ کر اس کا اقرار کرنا پڑا۔خصوصاً موسیٰ بن عقبہ والی روایت کا، اور امام ابوداؤد نے تو صاف فرمایا کہ نافع کی حدیث مرفوع نہیں بلکہ ابن عمرؓ پر موقوف ہے نافع کی صحیح السند روایت بھی موقوف ہے، اس جھوٹی حدیث کو مرفوع کر دینا عصمہ بن محمد انصاری کی ہی کارستانی ہے۔

(۱۱) لامذہب غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ اس رفع یدین کا ثبوت چارصد اخبار و آثار میں ہے۔مگر یہ جملہ صرف اس جھوٹی روایت میں ہے۔لامذہبوں کا دعویٰ ہے کہ اس رفع یدین کی حدیث متواتر ہے اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہوتا تو اس جھوٹے جملے کی یہی پوزیشن ہوگی جیسا کہ قرآن پاک کی متواتر آیت ﴿اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ...﴾ ہے۔اس میں بعض جھوٹے راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے **اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا علی والائمة** بالکل اس اضافہ اور فما زالت کے اضافہ کی ایک ہی پوزیشن ہے۔

(۱۲) حدیث پاک کے صحیح الفاظ وہ ہیں جو (صحیح بخاری ص ۱۱۰ ج ۱) پر حضرت ابوہریرہؓ سے اور موطا امام مالکؒ میں علی بن الحسین سے مرسلاً مروی ہیں کہ آنحضرتؐ

ہر خفض اور رفع کے وقت تکبیر کہتے تھے اور یہ نماز آپ کی آخر عمر تک رہی۔

الحمدللہ احناف اس صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ہر خفض و رفع پر صرف تکبیر کہتے ہیں مگر لا مذہب غیر مقلدین کو احادیث صحیحہ پر عمل کی توفیق نہیں۔

(۱۳) علامہ نیموی نے آثار السنن ص ۱۰۰ ج ۱ پر اس فما زالت والی حدیث پر لکھا وھو حدیث ضعیف بل موضوع اور حاشیہ تعلیق الحسن میں اس کا موضوع ہونا دلائل سے ثابت فرمایا غیر مقلدوں کے مایہ ناز محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری اس کے جواب سے بالکل عاجز رہے کہ ہمارا اصل استدلال اس حدیث سے ہے ہی نہیں (الابکار المنن ص ۲۰۳ ج ۱ عبداللہ روپڑی بھی رسالہ آمین رفع یدین میں اس کے جواب سے بالکل عاجز رہے ہیں۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام والمسلمین

پیر بدیع الدین شاہ راشدی

(المعروف پیر جھنڈو) سے

رفع یدین اور قرأة

خلف الامام پر

تحریری گفتگو

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم جناب پیر بدیع الدین شاہ صاحب المعروف پیر جھنڈا۔

وعلیکم السلام:

آپ کی طرف سے جواب موصول ہوا۔ دل نہیں مانتا کہ جواب جناب نے خود لکھا ہوگا کیونکہ آپ کی شخصیت کے لحاظ سے یہ مہمل جواب کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔

۱۔ حدیث ابن مسعودؓ بطریق محمد بن جابر کو امام بخاریؒ نے جزء رفع یدین میں ذکر فرمایا ہے اور دو جواب دیئے ہیں

(ا) **حدیث الثوری اصح عند اهل العلم** جس کا مفاد یہ ہے کہ حدیث ابن مسعودؓ جو ثوری کے طریق سے ہے، جو میرے پرچہ میں نمبرے پر ہے، اصح ہے۔ مگر آپ نے امام بخاریؒ کے اس فیصلہ سے بغاوت کی ہے اور یہیں سے پتہ چلا کہ ثوری کا طریق محمد بن جابر کے طریق کے مقابلہ میں اصح ہے تو محمد بن جابر کا طریق صحیح ہوا۔ اصح کا مقابلہ موضوع سے کرنا علمی بے مائیگی نہیں تو اور کیا ہے۔

۲۔ امام بخاریؒ کے فیصلہ سے بغاوت کر کے خود اصول حدیث کے مطابق اس کی پرکھ شروع کی مگر میزان الاعتدال اور تہذیب التہذیب کی عبارات نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا جو آپ کے علمی وقار کو زیبا نہیں ہے۔

۳۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اصول حدیث اور فن حدیث کسی پختہ کار محدث سے حاصل نہیں کیا ورنہ اس قسم کے کچے جوابات نہ لکھتے، محمد بن جابر پر جرح کرتے وقت اصول حدیث کو آپ نے بالکل بالائے طاق رکھ دیا۔ راوی کے ثقہ ہونے کے لیے بنیادی طور پر دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ عادل ہو اور ضابط ہو۔ محمد بن جابر کی عدالت پر کوئی جرح نہیں، ضبط پر صرف یہ جرح ہے کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ خود آپ نے بھی یہی لکھا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کی پہلے زمانے کی حدیثیں بالکل صحیح ہیں، اس سند میں راوی اسحاق بن ابی اسرائیل ہے جس کا مبسوط ترجمہ تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۴۸۴ پر ہے۔ یہ جس زمانہ میں محمد بن جابر سے روایت کرتا تھا

اس وقت اس کے حافظہ کا حال خود اس کی زبانی سن لیجئے۔ علامہ زیلعی فرماتے ہیں۔

فاحسن منه قول ابن عدی كان اسحاق بن ابی اسرائیل یفضل محمد بن جابر علی جماعة شیوخ هم افضل منه واوثق و قد روی عنه الكبار ایوب وابن عون وهشام بن حسان والثوری والشعبة وابن عیینة و غیرهم. (نصب الرایہ ج ۱، ص ۳۹۷)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث اسحاق بن ابراہیم نے اس دور میں روایت کی ہے جب اس کا حافظہ شعبہ اور سفیانین سے بھی افضل تھا۔ اس دور کی حدیث کو آپ کس اصول سے ضعیف کہہ سکتے ہیں۔

۴۔ شاہ صاحب، نہایت افسوس سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے اپنی کتاب جلاء العینین (ص ۱۸۸ و ۱۸۹) پر اس حدیث کو دارقطنی کی سند سے نقل کیا ہے مگر دارقطنی میں اسحاق بن ابی اسرائیل کا جو قول تھا به ناخذ کہ ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں، اس کو آپ نے نقل نہیں کیا۔ افسوس کہ آپ کو لا دین لمن لا دیانة له پیش نظر رہتی۔ اسحاق بن ابی اسرائیل راوی حدیث نے محمد بن جابر کی بھی توثیق کی اور اس حدیث پر خیر القرون کے تعامل سے بھی اس کی تائید کردی مگر آپ نے ازراہ تعصب ان باتوں کو ظاہر نہیں کیا۔

۵۔ جناب نے جلاء العینین کے حاشیہ سے مولوی ارشاد الحق اثری کے یہ حوالے بھی نقل کیے ہیں کہ ابن الجوزی، قیرانی، شوکانی وغیرہ نے اس کو موضوع کہا ہے۔ شاہ صاحب، ان کا یہ قول بے دلیل ہے اور اخذ قول الغیر بلاحجة تقلید کی تعریف ہے۔ آپ اس پر ایمان لا کر شرک تقلیدی میں گر پڑے ہیں۔ کسی نے کہا ہے:

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

۶۔ دوسری روایت ابن الزبیرؓ کا جواب دیا ہے کہ بے سند ہے اور مولانا عبدالحیٔ ایک امتی کے قول کو نقل کر کے پھر شرک تقلیدی سر پر رکھ لیا ہے۔ شاہ صاحب ایسی حدیث کو اصول حدیث میں تعلیق کہتے ہیں آپ لوگ تعلیقات بخاری کو حجت مانتے ہیں تو تعلیقات فقہاء کو کیوں حجت نہیں مانتے جبکہ فقہاء کا درجہ محدثین سے بلند ہے، شاہ صاحب غیر معصوم امتیوں کو چھوڑیں۔ نبی معصوم ﷺ سے کوئی حدیث نقل فرمائیں کہ صحیح بخاری کی تعلیقات حجت ہیں مگر فقہاء کی تعلیقات حجت نہیں۔ آپ کا اپنی جماعت پر بڑا احسان ہوگا۔

۷۔ اس کے معارضہ میں آپ نے جزء رفع یدین بخاری کا اثر مولانا عبدالحیٔ کے حوالے سے لکھا ہے، حالانکہ آپ کو جزء رفع یدین سے لکھنا تھا۔ یہ اثر جلاء العینین ص ۱۳۵ پر ہے۔ اس کی سند میں آپ نے پہلی خیانت تو یہ کی ہے کہ مطبوعہ جزء رفع الیدین میں۔

(ا) پہلا راوی مقاتل تھا، آپ نے محمد بن مقاتل بنا ڈالا جو نہایت افسوس ناک حرکت ہے۔

(ب) اس کا استاد عبداللہ ہے جس کے باپ کا نام معلوم نہیں، اس طبقہ میں کئی عبداللہ ہیں۔ بعض ثقہ بعض ضعیف۔ آپ اس کی تعیین سند سے دکھائیں۔

(ج) اس کی سند کا راوی شریک ہے۔ ذرا میزان الاعتدال سے اس کا ترجمہ بھی لکھ بھیجیں۔

(د) اس سند میں لیث ہے۔ ذرا اس کا حال بھی میزان الاعتدال سے لکھ بھیجیں۔

(ہ) دوسری سند ص ۶۲ جلاء العینین پر ہے وہاں بھی سند میں شریک اور لیث ہیں۔

۸۔ اس کے معارضہ میں آپ نے عبدالرزاق کا قول بھی پیش کیا ہے جو ابن جریج کے حوالہ سے ہے، یہ ابن جریج وہی ہے جس نے مکہ میں رفع یدین بھی شروع کی اور نوّے عورتوں سے متعہ بھی کیا۔ آپ نے نہ تو ابن جریج کا متعہ والا مسئلہ لیا اور رفع

یدین کا مسئلہ بھی آ دھالیا کیونکہ وہ عطا سے سجدہ کی رفع یدین بھی روایت کرتا ہے۔
(دیکھواپنی کتاب جلاء العینین ص ۲۲)

شاہ صاحب!

در کفر ہم ثابت نۂ زنار رار سوا مکن

۹۔ آپ نے ابوداؤد کے حوالہ سے جو حدیث معارضہ میں نقل کی ہے اس میں میمون مکی نے کیا ہی صاف بات کہی ہے کہ میں نے ابن زبیر کو ایسی نماز پڑھتے دیکھا کہ کسی کو ایسی رفع یدین والی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ عہد صحابہ وتابعین میں مکہ مکرمہ میں رفع یدین والی نماز کو کوئی جانتا نہ تھا۔ جیسے کوئی شاذ قرأت پڑھتا تو لوگ اعتراض کرتے۔ ایسے ہی رفع یدین پر عمل جاری نہ تھا اور ترک رفع یدین عہد صحابہ وتابعین میں تعاملاً متواتر تھی اور رفع یدین شاذ یا منکر۔ شاہ صاحب آپ کی پیش کردہ روایت نے ثابت کر دیا ہے کہ مکہ والے خیر القرون میں رفع یدین والی نماز کو جانتے بھی نہ تھے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

۱۰۔ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے ابوبکر بن عیاش کو ضعیف کہہ دیا ہے حالانکہ ابوبکر بن عیاش صحیح بخاری کا راوی ہے۔ امام بخاری نے ص ۱۸۶ ج ۱، ص ۲۳۲ ج ۱ ص ۲۶۹ ج ۱، ص ۲۶۳، ص ۲۷۴ ج ۱، ص ۴۹۶ ج ۱، ص ۶۵۵ ج ۲، ص ۷۲۵ ج ۲، ص ۷۴۸ ج ۲، ص ۸۸۹ ج ۲، ص ۹۰۳ ج ۲، ص ۹۵۲ ج ۲، ص ۹۵۴ ج ۲، ص ۹۶۳ ج ۲ پر اس کی حدیث نقل کی ہے۔ آپ نے اس راوی پر جرح کر کے بخاری پر جرح کی ابتداء کی ہے۔ براہ نوازش جلد اعلان کرو کہ بخاری کی ان سب احادیث کو جھوٹا مانتے ہیں۔

۱۱۔ آپ نے اصول حدیث سے ہٹ کر ربیع، لیث، طاؤس، سالم نافع، ابو

زبیر، محارب بن دثار کو ابوبکر عیاش کے مخالف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ ان سب کا استاد اس حدیث میں ایک نہیں۔ کیا آپ ایک ہی سند دکھا سکیں گے کہ یہ آٹھوں ایک استاد کے شاگرد ہیں، ہرگز نہیں، پھر مخالفت ثقات کا قاعدہ کسی محدث سے دوبارہ پڑھیں۔

۱۲۔ تعجب ہے کہ صحیح بات آپ کو کیوں سمجھ نہیں آئی۔ پہلے ساتوں شاگرد ابن عمرؓ کے ہیں۔ ان میں سے چھ شاگرد اس رفع یدین کی حدیث کو موقوفاً بیان کرتے ہیں اور اکیلا سالم مرفوعاً بیان کرتا ہے تو ابن عمرؓ کی رفع یدین والی حدیث کا مرفوع ہونا مخالفت ثقات کی وجہ سے غلط ہے۔

۱۳۔ آپ نے ابن عمرؓ کی پتھر مارنے والی روایت کا ذکر کیا ہے، اس روایت کا مدار ولید بن مسلم پر ہے۔ اس میں ولید بن مسلم کے شاگرد تین ہیں۔ امام احمد، عیسیٰ بن ابی عمران اور الحمیدی۔ امام احمد کی روایت جو اثرم نے نقل کی ہے، اس میں صرف لا یرفع یدیه کا لفظ ہے۔ محل مذکور نہیں، امام احمد سے جب عبدالرزاق (جو مائل التشیع ہے) نے روایت کی تو اپنی طرف سے تشریح کرتے ہوئے لا یرفع یدیه کے بعد فی الصلوة ملا دیا۔ عیسیٰ بن ابی عمران نے اپنی طرف سے یرفع یدیه کی تشریح کلما خفض و رفع سے کردی۔ مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲، دار قطنی ص ۲۸۹ ج ۱) امام بخاریؒ نے اس کو حمیدی سے ہی نقل کیا مگر متن کو بالکل بدل دیا اور تشریح اذا رکع واذا رفع سے کردی۔ اب اصلی روایت میں تو کوئی تشریح نہیں تھی، اس سے آپ کا استدلال صحیح نہیں اور اگر تشریحات کو لینا ہے تو آپ خود بھی پتھر کھانے کے لیے تیار رہیں کیونکہ کلما خفض و رفع میں سجدہ میں جانا اور اٹھنا اور دوسری، تیسری چوتھی رکعت میں اٹھنا بھی شامل ہے، آج ہی کسی شیعہ کو ہر مسجد میں ملازم رکھیں جو آپ کو سجدوں اور دوسری، تیسری، چوتھی، رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کرنے کی وجہ سے پتھر مارا کرے۔ ورنہ ہم سمجھیں گے کہ ''دیگراں را نصیحت خود میاں فضیحت''۔

۱۴۔ نمبر ۴ کے جواب میں جان چھڑائی ہے، حضرت ابوبکرؓ کی حدیث دیکھیں اور

ترجمہ پر شبہ ہو تو فتاوی ستاریہ جلد اول کا مطالعہ فرمائیں۔

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی موطا والی روایت جو مالک عن نافع عن ابن عمر کی سنہری سند سے ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

ان عبداللہ بن عمرؓ کان اذا سئل ھل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قرأۃ الا مام واذا صلی وحدہ فلیقرأ وقال وکان ابن عمرؓ لا یقرا خلف الامام. (موطا ص ۲۹)

نمازی تین ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ منفرد، امام، مقتدی۔ منفرد بھی فاتحہ و سورۃ پڑھتا ہے، امام بھی فاتحہ وسورۃ پڑھتا ہے۔ یہی امام کی قرأۃ (فاتحہ وسورۃ) مقتدی کے لیے کافی ہے اور یہی قراءۃ فاتحہ وسورۃ ابن عمرؓ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے۔ آپ نے جو اس کی معنوی تحریف کی ہے تو اس روایت میں منفرد اور امام کے لیے بھی قراءۃ کا لفظ ہے، وہاں بھی سورۃ ہی مراد لو۔ فاتحہ کو امام و منفرد کی نماز سے بھی خارج کردو۔ خود موطا ص ۲۷ پر ابن عمرؓ سے قراءۃ کی تشریح فاتحہ اور سورۃ سے موجود ہے وہ بھی یہی سنہری سند ہے اور موطا امام مالک ص ۴ پر اسی سنہری سند سے ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا **اذا فاتتک الرکعۃ فاتتک السجدۃ** جس کا مطلب یہی ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے اور مدرک رکوع نے نہ فاتحہ پڑھی نہ سورۃ اور نہ ہی امام کی فاتحہ سنی اور نہ سورۃ سنی۔ کیا آپ اسی سنہری سند سے حضرت ابن عمرؓ کا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا ثابت کر سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔

۱۶۔ ہمارے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمرؓ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، نہ ہی امام کے پیچھے فاتحہ وسورۃ پڑھتے تھے اور رکوع والی رکعت کو پورا شمار کرتے تھے۔ آپ فرمائیں اگر کوئی شخص مثلاً ابن عمرؓ رفع یدین کریں مگر امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھیں اور رکوع والی رکعت کو شمار کر لیں تو آپ کے مذہب پر تو رفع یدین کرنے کے بعد بھی معاذ اللہ بے نماز ہی رہے۔

۱۷۔ آپ کی خاطر تھوڑی سی تفصیل کرتا ہوں۔ اگرچہ ہدایت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ ضدیوں کو ہدایت نہیں دیتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے قراءۃ یہود کا دستور تھا، قرآن کی آیت واذاقری القرآن نے آکر اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ (الدر المنثور) آپ میں اگر علمیت ہے تو آپ بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک روایت ایسی پیش فرمائیں کہ امام کے پیچھے قراءت نہ کرنا یہود کا شیوہ تھا، فلاں آیت نے آکر اس کو منسوخ کیا اور پڑھنے کو فرض قرار دیا۔ لیکن:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

۱۸۔ کتاب القراءۃ بیہقی میں حضرت ابن عمرؓ سے چھ سندوں سے مرفوع حدیث موجود ہے کہ امام کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہے، آپ ایک ہی سند پیش کریں کہ ابن عمرؓ نے مرفوع حدیث بیان فرمائی ہو کہ امام کے پیچھے فاتحہ فرض اور سورۃ حرام ہے۔ ہاں یاد رکھنا کسی کتاب میں ابن عمرو کو غلطی سے ابن عمر لکھا گیا ہو تو اس کو غلطی ہی سمجھنا۔

۱۹۔ آپ نے سنہری سند کے معارضہ میں جو دو روایتیں نقل کی ہیں پہلی روایت میں تو مقتدی کا ذکر ہی نہیں۔ کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا دو اور دو۔ اس نے کہا چار روٹیاں۔ اس مثال کو آپ نے پورا کر دیا ہے۔ دوسری روایت کے راویوں ابو جعفر اور یحییٰ البکار کا ترجمہ ذرا میزان الاعتدال سے نقل فرمائیں اور اپنی علمیت کا ماتم کریں کہ سنہری سند کے مقابل ایسی سندوں کو لاتے ہو۔ تفو برتو اے چرخ گرداں تفو۔

۲۰۔ آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور دلیل دے رہے ہیں ما کانوا یرون باسا۔ کیا اس کلمہ سے فرضیت ثابت ہوتی ہے؟ شاید اس کے استدلال کا یہی حال رہا تو حدیث لاباس ببول ما یوکل لحمہ سے حلال جانوروں کے پیشاب کا پینا بھی آپ فرض ثابت کر دیں گے۔

۲۱۔ آپ کی اس روایت کو اگر صحیح مان لیا جائے تو معلوم ہو گیا کہ صحابہؓ میں ایک

بھی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی فرضیت کا قائل نہ تھا۔ آپ کو دعویٰ اور دلیل کی مطابقت کا بھی علم نہیں۔

معشوق ما خورد سال است ناز نداند ہنوز
دست چپ از دست راست باز نداند ہنوز

۲۲۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے فرض ہونے اور مازاد علی الفاتحہ کے حرام ہونے پر آپ کوئی قرآن کی آیت پیش نہیں کر سکے، نہ کوئی حدیث متواتر صریح پیش کر سکے ہیں۔ بلکہ بخاری مسلم سے کوئی صحیح صریح خبر واحد بھی پیش نہیں کر سکے۔ نسائی، ابو داؤد اور ترمذی سے ایک روایت پیش کی ہے مگر نسائی میں یہ جملہ سرے سے موجود ہی نہیں کہ جو مقتدی فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ آپ نے نسائی پر جھوٹ بولا ہے (ب) اس کی سند میں نافع بن محمود ہے۔ ذرا اس کے بارہ میں بھی میزان الاعتدال دیکھ لیتے تو طبیعت صاف ہو جاتی کہ اس راوی نے یہی ایک حدیث بیان کی ہے اور وہ بھی معلول ہے۔ یہ راوی لا یعرف ہے۔ آخر آپ کتمان حق کیوں کرتے ہیں۔ (ج) پھر اس کے بعد متصلاً امام نسائی باب باندھتے ہیں باب تاویل قوله تعالیٰ ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون﴾ اور واذا قرئ جو مجہول کا صیغہ ہے اس کی وضاحت صحیح حدیث سے فرما رہے ہیں۔ اذا قرأ فانصتوا یعنی آیت میں آنحضرت ﷺ کے نزدیک واذا قرئ کا مخاطب امام ہے اور حکم انصتوا کے مخاطب مقتدی ہیں۔ اور اس آیت اور حدیث کو امام نسائی حدیث عبادہ کے بعد لا کر بتا رہے ہیں کہ جس قرأت کا ذکر حدیث عبادہ میں تھا یعنی فاتحہ پڑھنے کا، وہی قراءت یعنی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا اس آیت اور حدیث سے منسوخ ہوا ہے۔ بعض جاہل لا مذہب کہا کرتے ہیں کہ فاتحہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ تو یاد رہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کے بعد ہوتا ہے۔ اگر ان کی بات صحیح ہوتی تو امام نسائی آیت اور اذا قرأ فانصتوا کو پہلے لاتے اور حدیث عبادہ کو بعد میں، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تو آپ کا مسئلہ تو ثابت نہ ہوا۔

۲۳۔ آپ نے ابوداؤد شریف کا ذکر کیا ہے، وہاں بھی یہ خیانت کی ہے کہ ابوداؤد کی مکمل بحث کو نقل نہیں کیا۔ اس حدیث کا دارو مدار مکحول پر ہے۔ مکحول کے چھ شاگرد ہیں جن میں سے چار اس کو مکحول عن عبادہ مرسلاً روایت کرتے ہیں، پانچواں شاگرد مکحول عن نافع عن عبادہ ذکر کرتا ہے اور یہ نافع مجہول ہے۔ چھٹا شاگرد محمد بن اسحاق مکحول عن محمود بن ربیع عن عبادہ بیان کرتا ہے اور جملہ تعلیلیہ **فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرا بھا** کا اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے۔ یہاں مخالفت ثقات والا قاعدہ آپ کو یاد نہیں، اگر بالفرض محمد بن اسحاق ثقہ ہوتا تو بھی یہ روایت شاذ ہوتی اور جب ضعیف ہے تو منکر ہوئی۔ جس حدیث میں کذاب دجال راوی ہوں، مستور و مجہول راوی ہوں، شذوذ نکارت جیسی تمام علل حدیث سے پر ہو، اس کو معرض استدلال میں پیش کرنا آپ ہی کی ہمت ہے۔ شاید محمد بن اسحاق کے لیے میزان الاعتدال آپ کو نظر نہیں آئی۔

۲۴۔ پھر ابوداؤد نے اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث منازعت ذکر کر کے اس کا نسخ واضح کر دیا اور حدیث منازعت کو بعد میں لا کر اس تحریف کا دروازہ ہی بند کر دیا کہ فاتحہ مستثنیٰ ہے۔

۲۵۔ ترمذی کے ذکر میں بھی آپ نے دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ آپ نے خود اپنے جواب کے ص ۷ پر لکھا ہے مدلسین کی روایت عن کے ساتھ مقبول نہیں جب تک سماع کی تصریح نہ کرے۔ کیا اس سند میں محمد بن اسحاق مدلس نہیں جو عن سے روایت کر رہا ہے؟ کیا اس سند میں مکحول مدلس نہیں جو عن سے روایت کر رہا ہے؟ کیا یہ قاعدے صرف احناف پر استعمال کرنے کے لیے ہیں؟ اپنی دلیل کے وقت نظر کیوں نہیں آتے؟ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح لینے کے باٹ اور اور دینے کے باٹ اور نہ رکھو۔ **ویل للمطففین** کو پیش نظر رکھا کرو۔

۲۶۔ جلدی سے یہ نہ کہہ دینا کہ مسند احمد، **دار قطنی**، بیہقی میں تحدیث ہے۔ جواب لکھنے سے پہلے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ترمذی، نسائی، ابوداؤد کی سندیں معنعن ہیں

اور صحیح نہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھنا کہ محمد بن اسحاق کے اس راویت میں بارہ شاگرد ہیں جن میں سے گیارہ عن سے روایت کرتے ہیں جو ضعیف ہے، ایک شاگرد اس سے پوری جماعت کے مخالف تحدیث کا ذکر کرتا ہے تو وہ روایت مخالفت ثقات کی وجہ سے خود شاذ مردود ہوئی۔ پھر میزان الاعتدال دیکھتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ محمد بن اسحاق تو حدثنی کہہ کر بھی تدلیس کر جاتا ہے۔

۲۷۔ پھر امام ترمذیؒ نے اس کے بعد حدیث منازعت لا کر اس کا نسخ واضح کر دیا ہے اور آخر باب میں حضرت جابرؓ کا ارشاد جو مرفوع حکمی ہے لا کر استثناء کی جڑ ہی کاٹ دی ہے۔

۲۸۔ پھر اس حدیث میں جہر کا ذکر ہے جو جہری رکعتیں صرف چھ ہیں، باقی گیارہ سری رکعتوں کے لیے تو آپ نے کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں لکھی۔ افسوس آپ کا مذہب بھی کتنا یتیم ہے۔

۲۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع الیدین کی حدیث کئی طرق سے مروی ہے۔ (۱) مناظرہ با اوزاعی جس کی سند کا ذکر آپ نے جلاء العینین ص ۱۱، ۱۲ پر کیا ہے لیکن متن کا ذکر بالکل نہیں کیا جو آپ کی علمی خیانت ہے اور یہ خیانت آپ کی عادت بن چکی ہے۔ اسی جلاء العینین ص ۲۰، ۲۱ اور ص ۲۵ پر حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث کا ذکر کیا ہے اس میں سجدہ کی رفع یدین کا بھی ذکر تھا وہ چونکہ آپ کے خلاف تھا اس کو حذف کر دیا۔ اسی جلاء العینین ص ۵۳ پر مسند حمیدی سے سند تو نقل کر دی مگر مسند حمیدی کا متن نقل نہیں کیا کیونکہ آپ کے خلاف تھا۔ آپ جیسے لوگوں کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

۳۰۔ محدث حارثی پر حاسدین نے جو بے دلیل جرح کی وہ تو آپ کو نظر پڑ گئی مگر تذکرۃ الحفاظ ص ۸۵۴ ج ۳ کی یہ عبارت آپ کی نظر سے اوجھل رہی۔

و فیھا مات عالم ماوراء النھر و محدثه الامام العلامة ابو محمد عبدالله بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری الملقب بالا ستاذ جامع مسند ابی حنیفۃ الامام تذکرۃ الحفاظ ص ۱۰۲۹ ج ۳ پر بھی ومن ابی عبد الله الحارثنی الاستاذ لکھا ہے یہ آپ کو نظر نہیں آیا۔ اور یہ مناظرہ جامع المسانید اور کتب فقہ میں حد شہرت کو پہنچ چکا ہے۔

(۲) دوسرا طریق عاصم بن کلیب کا ہے اس کے جواب میں آپ ایک بھی معقول جرح نہیں کر سکے صرف چند لوگوں کے بے دلیل اقوال نقل کر کے دل کو طفل تسلی دی ہے اور شرک تقلیدی میں گر پڑے ہو۔ آخر وکیع جیسے محدث جلیل پر یہ تہمت لگا دی ہے کہ انہوں نے خود یہ جملہ لا یعد حدیث رسول میں ملا دیا ہے اور اس کی بنیاد وکیع کے تفرد پر رکھی حالانکہ یہ سب بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ حق پوشی آپ کی عادت بن گئی ہے۔ وکیع یہاں متفرد نہیں بلکہ عبداللہ بن المبارک، (نسائی) معاویہ، خالد بن عمرو، ابو حذیفہ چاروں اس کے متابع ہیں۔ پھر اس کو تفرد یا ادراج قرار دینا کس قدر غلط ہے، الغرض اس صحیح حدیث پر آپ کوئی صحیح اعتراض نہیں کر سکے اور صحیح حدیث کو ماننا بھی آپ کی قسمت میں نہیں ہے، اسی وکیع کو اثبت بھی مانا ہے۔ (جلاء العینین ص ۱۶۰)

(۳) حدیث ابن مسعودؓ کا تیسرا طریق ابراہیم نخعی والا ہے جس کا ذکر جلاء العینین ص ۱۱۶، ۱۱۷ پر آپ نے کیا ہے جس سے ترک رفع یدین کا تواتر ثابت ہوتا ہے۔ امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ پہلی تکبیر کے بعد نہ کبھی کسی کو رفع یدین کرتے دیکھا نہ سنا۔ اس پر بھی کوئی مدلل اعتراض آپ نہیں کر سکے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا چوتھا طریق محمد بن جابر والا ہے جس کی بحث نمبر ا پر گزر چکی ہے ان سب کا خلاصہ یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ جس نماز پر امت کو چھوڑ کر گئے ہیں وہ ترک رفع یدین والی تھی۔ حضرت کے بعد یہی نماز صدیق اکبرؓ اور عمرؓ پڑھاتے رہے یہی وہ نماز تھی جس پر سب صحابہ عامل تھے، خود ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے اصحاب کا عمل بھی اسی پر تھا۔

”الرسائل فی تحقیق المسائل“ کا مختصر علمی جائزہ

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران اسلام، پاک وہند میں اسلام اہل سنت حنفی حضرات کے ذریعہ آیا۔ احناف نے لاکھوں کافروں کو مسلمان کیا۔ ان کو نماز سکھائی۔ یاد رہے جس طرح خود نماز عملی تواتر سے ثابت ہے، اسی طرح نماز میں ترک رفع یدین بھی عملاً متواتر ہے۔ اسلام کی تاریخ میں ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ حنفی نماز کو باطل، بے ثبوت یا غلط کہا گیا ہو۔ بارہ سو سال تک یہاں سب مسلمان یہی نماز پڑھتے رہے۔ کوئی جھگڑا نہ تھا۔ یکا یک اسلامی حکومت کا زوال اور انگریزی اقتدار کا آنا تھا کہ حنفی اسلام کو بھی غلط کہا گیا اور حنفی نماز کو بھی۔ انگریز کے دور میں اس ملک میں رفع یدین والی نماز شروع ہوئی، لیکن ابھی یہ فرقہ نیا تھا اس لئے ذرا پھونک پھونک کر قدم رکھتا تھا چنانچہ میاں نذیر حسین صاحب اور ان کے ساتھیوں نے یہ فتویٰ دیا کہ علمائے حقانی پر پوشیدہ نہ رہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۶۱ ج ۳) ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین ایک مستحب امر ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا (ایضا صفحہ ۱۵۴/۳) تارک اس کا لائق ملامت اور عتاب کے نہیں ہوتا اگرچہ عمر بھر نہ کرے (ایضا ۱۵۱/۳) بلکہ نواب وحید الزمان صاحب نے رفع یدین والی نماز کو جوتے پہن کر نماز پڑھنے کے برابر قرار دیا (حاشیہ بخاری صفحہ) اور یہاں تک لکھا کہ رفع یدین کا مسئلہ ایک ایسا اختلافی مسئلہ ہے جیسے متعہ کرنے نہ کرنے کا، میلاد منانے نہ منانے کا اور بیوی اور لونڈی کے غیر فطری مقام کو استعمال کرنے نہ کرنے کا (ہدیۃ المہدی صفحہ ۱/۱۱۸) یہ ان کا مذہب تھا لیکن جب سے ان کو غیر ملکی سرمایہ ملنے لگا تو ان کا مذہب بھی بدل گیا۔ اسی مسئلہ رفع

یدین پر چودہ سے زائد مجاہدین نے کتاب لکھی جس کا نام الرسائل فی تحقیق المسائل ہے۔ اس میں پہلے ۹۳ صفحات کا عنوان اسلامی تعلیمات ہے جس میں صفحہ ۲۰ پر احناف کی نماز کا مذاق اور فقہ میں ہر برائی کا جواز بتا کر سنی نمازیوں کو دوبارہ دعوت اسلام دی گئی ہے۔ ص ۱۱۸ تک دوسرا حصہ حقوق مومن ہیں جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ایمان اور اسلام صرف اس فرقہ شاذہ غیر مقلدین ہی کے پاس ہے۔ پھر ص ۱۱۹ سے لیکر ص ۲۱۸ تک تمام سنت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ رفع یدین کے سنت ہونے کی تمہید ہے اس میں سنت کے تارک کو کافر، دوزخی، لعنتی، گمراہ، ان سے نکاح حرام، اس کے لئے دعائے استغفار حرام قرار دیا ہے دیکھئے صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۸ وغیرہ۔

پھر صفحہ ۲۱۹ پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ رفع یدین سنت نبویہ ہے۔ آپ نے ہمیشہ رفع یدین کی حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر ۳۸۰ صفحہ تک اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی بالکل ناکام کوشش کی ہے۔ پھر آخر کتاب تک ان احادیث صحیحہ کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے جن پر اکثریت امت کا متواتر عمل ہے۔ میرے سامنے اس کتاب کی طبع سوم ہے جس کی دو مرتبہ ترمیم و اصلاح ہو چکی ہے جس پر ان کے مشہور اخبارات کے تبصرے اور علماء کی تقریظات موجود ہیں۔ یہ ان کی پوری جماعت کی مسلمہ و مصدقہ کتاب ہے۔

(۱) ہر عقل مند جانتا ہے کہ مدعی کو سب سے پہلے اپنا مکمل دعویٰ لکھنا چاہئے لیکن اس ۵۱۱ صفحات کی کتاب میں ان کا مکمل دعویٰ کہیں موجود نہیں۔ ہاں ان کا عمل جو ان کے ہر گھر اور ان کی ہر مسجد میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ لوگ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں کرتے اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور رکوع جاتے اور اس سے اٹھ کر ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں۔ اور سجدوں سے پہلے، ان کے درمیان اور ان کے بعد کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ مکمل مسئلہ حضور ﷺ کی قولی فعلی متواتر احادیث سے

ثابت۔ پہلے پچاس صحابہ کا نام لیتے تھے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں، اس کے راوی ہیں۔اب ترمیم واصلاح کے بعد ۴۴ رہ گئے ہیں۔ یہ بھی جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام صحابہ، تمام تابعین اور تمام تبع تابعین اسی طریقہ سے ہمیشہ نماز پڑھتے تھے۔

(۲) دوسرا ان کا فرض تھا کہ وہ سنت مؤکدہ کی جامع مانع تعریف کرتے کیونکہ ہر ثابت فعل سنت نہیں ہوتا۔ دیکھئے وضو میں کلی کرنا سنت ہے مگر وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینا ثابت تو ہے، سنت نہیں۔ نماز میں ثناء پڑھنا سنت ہے مگر نماز میں بچے کو اٹھانا یا نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھولنا ثابت ہے، سنت نہیں۔ روزہ کے لئے سحری کھانا سنت ہے مگر کان یباشر و هو صائم۔ بیوی سے مباشرت روزہ کی سنتوں میں سے نہیں۔ اب کوئی شخص وضو کے بعد بوسہ لینے، نماز میں دروازہ کھولنے اور روزہ میں مباشرت کو سنت کہے، ان کے تارک کو دوزخی، کافر، گمراہ، لعنتی قرار دے تو وہ مجاہد اسلام بن جائے۔ اسی لئے ان مجاہدین نے سنت کی تعریف نہیں کی تاکہ لوگوں پہ راز نہ کھل جائے کہ رفع یدین کا ثبوت تو وضو کے بعد بوسہ اور روزہ میں مباشرت جیسا بھی نہیں کیونکہ ان کا ثبوت ہے اور ان کے منع اور ترک کی احادیث نہیں جبکہ رفع یدین کے دوام کا کوئی ثبوت نہیں اور اس کا منع اور ترک احادیث صحیحہ اور تواتر عملی سے ثابت ہے۔

(۳) ان حضرات کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں، کسی مجتہد کی تقلید کو بھی شرک مانتے ہیں مگر اس کتاب میں یہ مجاہدین اس دعویٰ سے دست بردار رہے ہیں کیونکہ جن احادیث کو صحیح کہا ہے، ان کی صحت نہ قرآن سے ثابت کی نہ حدیث سے بلکہ مابعد خیر القرون کے غیر مجتہد امتیوں کے بے دلیل اقوال بلکہ بعض جگہ خلاف دلیل رائے کی اندھی تقلید کی ہے اور جن احادیث کی صحت کا انکار کیا ہے، اس میں بھی ایسے لوگوں کی رائے کو من وسلویٰ سمجھ کر قبول کیا ہے اور اپنے مذہب کے مطابق شرک میں ایسے ڈوبے ہیں کہ قیامت تک ساری غیر مقلد جماعت ان کو تلاش بھی نہیں کرسکتی چہ جائیکہ ان کو شرک کی نجاست سے نکال سکے۔

اثبات دعویٰ میں ذلت آمیز ناکامی

اس طبع سوم میں اپنی روایات کو انھوں نے ۲۳۹ نمبروں میں پیش کیا ہے۔

(۱) ان میں ایک بھی قولی حدیث موجود نہیں ہے جبکہ قولی حدیث پیش کرنے پر رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین میں دس ہزار روپے انعام کا چیلنج دیا گیا تھا اس میں یہ لوگ سو فیصد ناکام رہے ہیں۔

(۲) اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی تقریری حدیث پیش نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک کر سکیں گے۔

(۳) دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع کی رفع یدین کے منع یا دائمی ترک کی ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے، ہاں اپنے دائمی عمل کے خلاف حضرت علی کی حدیث تقریباً آٹھ نمبروں میں پیش کی کہ حضرت علی دو سجدوں سے کھڑے ہو کر یعنی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(۴) اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث جو دوام رفع یدین پر نص ہو، پیش نہیں کر سکے جبکہ اس پر ان کو دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔

(۵) بیچارے عوام کو نبی پاک اور صحابہ کے نام سے دھوکا دینے کے لئے صفحہ نمبر ۳۷۷ اور ۳۷۸ پر ۴۴ صحابہ کے نام درج کر دئے جن میں سے حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت طلحہ، حضرت ابو درداء، حضرت سلمان فارسی، حضرت عثمان، زبیر، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابو مسعود انصاری، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت زید بن ثابت، حضرت سعید بن زید، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت عبداللہ بن جابر البیاضی، حضرت ابو امامہ الباہلی، حضرت عمران بن حصین سے ان کا مکمل دعویٰ کسی ضعیف سند سے بھی ثابت نہیں۔ ایک ہی سانس میں ۱۹ صحابہ کا نام لے کر یہ صریح دھوکا۔ اتنا حوصلہ پادری فاونڈر نے بھی نہ کیا تھا مگر ان مجاہدین اور ان کے

مقرظین کا حوصلہ واقعی قابل داد ہے۔ فریب دہی کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔

(۶) الاصابہ صفحہ ۱۴۴ ج ۱ حضرت بریدہ ص ۴۷۹ ج ۲ حضرت عدی بن عجلان صفحہ ۵۸۰ ج ۱ حضرت زیاد بن حارث کے بارہ میں ہے کہ یہ صحابی نہیں تھے مگر ان مجاہدین نے ان کو صحابی بنا ہی دیا۔ ایسا فریب تو ماسٹر رام چندر کو بھی نہ سوجھا تھا۔

(۷) حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابو اسید، حضرت سہل بن سعد اور حضرت ابو قتادہ کا ذکر حدیث ابو حمید الساعدی میں ہے۔ یہ حدیث نہ صحیح ہے نہ دوام رفع یدین پر نص صریح بلکہ اس سے تو یہ سمجھ آتا ہے کہ ایک ایسی مجلس جس میں دس صحابہؓ اور تابعین موجود ہیں، کسی کو رفع یدین کا علم بھی نہ تھا۔ عمل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسے متروک عمل کو سنت قرار دینا ان مجاہدین کا ہی کارنامہ ہے۔ کاش یہ لوگ سنت کی تعریف ہی جان لیتے۔

(۸) باقی آٹھ یا نو صفحات کی روایات کو ان مجاہدین نے خود ہی نقل نہیں کیا کیونکہ وہ ان کے نزدیک بھی نہ صحیح ہیں نہ ان میں مکمل دعویٰ نہ دوام پر نص صریح۔ پھر صرف ان کا نام لکھ کر عوام کو دھوکا میں ڈالنا کونسی دینی خدمت تھی۔

(۹) اگر چہ نمبر ۲۳۹ ہیں مگر روایات صرف آٹھ صحابہ کی ہیں۔ ۹۵ نمبر صرف ایک حدیث ابن عمر کو دیئے ہیں۔ ۲۷ نمبر صرف مالک بن الحویرث کی روایت کو دیئے ہیں جو حضرت کی خدمت میں صرف بیس دن رات رہے۔ (بخاری ص ۸۸ ج ۱) ۴۳ نمبر حضرت وائل کی حدیث کو دیئے ہیں۔ یہ بھی مسافر صحابی ہیں آپ کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہے۔ تین احادیث کو ۱۶۴ نمبر دیئے۔ عوام کو ایسا فریب سوامی دیانند بھی نہ دے سکا تھا۔ اس کے چمپئن صرف یہی مجاہدین ہیں۔ ان میں بھی کسی حدیث میں مکمل دعویٰ نہ ان میں سے کوئی ایک حدیث بھی دوام پر نص صریح۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

(۱۰) حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی حدیث بیہقی سے نقل کی ہیں وہیں الجوہر النقی میں دونوں کا ضعف درج تھا۔ مگر مجاہدین اور مقرظین نے بالکل آنکھیں بند کر لیں۔

نہ ہی یہ صحیح نہ ان میں مکمل دعویٰ نہ ہی دوام پر نص صریح۔ ہاں ان سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ رفع یدین ایسا متروک عمل تھا کہ خیر القرون میں اس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔

احادیث صحیحہ کا انکار کی عبرت ناک جسارت

کتاب کے چوتھے حصے میں اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی نص صریح جو دوام پر دال ہو، پیش نہ کر سکے۔ اس ناکامی کا اتنا شدید ردعمل تھا کہ احادیث نبویہ ﷺ کا وہ پوسٹ مارٹم کیا کہ ایسی جسارت کھلے منکرین حدیث اور قادیانیوں میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

پہلا دھوکا تو یہ دیا کہ یہ ترک رفع یدین کی احادیث ہماری پیش کردہ احادیث کے خلاف ہیں۔ اس طرح احادیث نبویہ میں ٹکراؤ کی پالیسی بنائی گئی حالانکہ پہلے فتاویٰ علمائے حدیث کے حوالہ سے گزرا کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں۔ ہاں یہ اپنی پیش کردہ احادیث کا جو یہ جھوٹا مطلب نکالتے ہیں کہ حضور اقدسؐ ہمیشہ وصال تک رفع یدین کرتے رہے۔ ان کی اس جھوٹی بات کہ یہ احادیث واقعتاً خلاف ہیں۔ اب ان کا فرض تو یہ تھا کہ وہ ایسا جھوٹ چھوڑ دیں جس سے احادیث صحیحہ کا انکار کرنا پڑتا ہے مگر ہائے افسوس، ان سنگدل لوگوں نے اپنے جھوٹ کو چھوڑنے کی بجائے رسول اقدس ﷺ کی احادیث صحیحہ کا بے دردی سے انکار کیا۔

(۱) حدیث جابر بن سمرہ جس میں اس رفع یدین کو شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی ہے اور محدث حرم مکہ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث نسخ رفع یدین کی دلیل ہے (شرح نقایہ) اس کا یہ جواب دیا کہ بعض محدثین اس کو فلاں باب میں لائے ہیں حالانکہ فرمان رسول کے موافق فہم حدیث میں فہم فقیہ کا اعتبار ہے نہ کہ فہم محدث کا۔ رب حامل فقه غير فقيه (الحدیث)

(۲) صفحہ ۱۰۹ پر یہ جھوٹ لکھا کہ شرح نقایہ صفحہ ۶ پر ہے کہ پہلا درجہ بخاری مسلم کا ہے۔ یہ شرح نقایہ میں کہیں نہیں لکھا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی جو قولی حدیث تھی، اس کا انکار یوں کیا کہ اس کی سند میں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اور محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ ہیں۔ یہ کذاب اور ضعیف ہیں حالانکہ ان کی دو سندوں میں یہ راوی ہیں ہی نہیں مگر انکار حدیث کی جرأت دیکھو کہ حدیث کا انکار کر دیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۴) صفحہ ۴۱۶ پر جو ابن عباس کی حدیث ہے، اس کی دو سندیں نصب الرایہ صفحہ ۳۹۰ ج ا پر تھیں۔ ایک کا تو جواب ہی نہیں دیا اور دوسری کے بارہ میں کہا گیا کہ اس کا راوی محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کذاب ہے مگر اس کے ثقہ ہونے کے اقوال چھوڑ دیئے۔ کان بصیرا بالحدیث والرجال۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کی ایک حدیث بھی منکر نہیں۔ یہاں تو یہ خیانت کی اور پھر لکھا کہ اس سند کا دوسرا راوی محمد بن عمران ابن لیلیٰ نہایت ضعیف ہے، وہ ردی الحفظ ہے، فاحش الخطاء ہے، مضطرب الحدیث ہے، کثیر الوہم ہے، اس کی اکثر روایات منکر ہیں (تہذیب) اس محمد بن عمران کا ترجمہ تہذیب التہذیب صفحہ ۳۸۱ ج ۹ پر ہے۔ وہاں ان مذکورہ الفاظ میں سے ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ دیکھئے حدیث رسول کا انکار کرنے کے لئے کتنے جھوٹ لکھے۔ صرف اس لئے کہ یہ حدیث ان کے اس جھوٹ کے خلاف تھی کہ حضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے۔

(۵) صفحہ ۴۱۷ پر حضرت عبداللہ بن عباس کے فتویٰ کے بارے میں لکھا کہ یہ محض الزام ہے جبکہ نصب الرایہ صفحہ ۳۹۰ ج ا پر دو سندوں سے موجود ہے۔

(۶) مسند حمیدی اور صحیح ابوعوانہ کی صحیح صریح حدیث کا صرف اس لئے انکار کر دیا کہ اس پر غیر معصوم غیر مجتہد امتی نے یہ باب نہیں باندھا۔ نبی پاک ﷺ کے مقابلے میں ایسے امتیوں کی تقلید کرتے ہیں اور نام اہل حدیث ہے۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کو مجاہدین نے ۹۵ نمبر دیے ہیں۔ ہم نے صحیح سند پیش کی کہ وہ تو خود رفع یدین نہ کرتے تھے تو اس کا انکار کر دیا کہ سند میں ابوبکر بن

عیاش اور حصین بن عبدالرحمان دونوں ضعیف ہیں حالانکہ یہ دونوں راوی اکٹھے صحیح بخاری ص ۷۲۵ ج ۲ کی سند میں موجود ہیں۔ کیا صحیح بخاری کی اس حدیث کا بھی انکار کرو گے؟

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۶ پر ہے۔ اس کی سند پر کوئی اعتراض نہیں کر سکے مگر حدیث پھر بھی نہیں مانی۔

(۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے آنحضرت ﷺ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ کا رفع یدین نہ کرنا مروی ہے۔ اس صحیح حدیث کا انکار کرنے کے لئے یہ بہانہ بنایا کہ اس کی سند میں محمد بن جابر ہے اور وہ بہت ضعیف ہے اور نصب الرایہ صفحہ ۳۹۷ ج ۱ کا حوالہ دیا یہ نہایت ناقص حوالہ ہے۔ محمد بن جابر نہایت ثقہ راوی تھا، آخر عمر میں اس کا حافظہ نہایت کمزور ہو گیا اس لئے ضعیف ہو گیا۔ اس لئے اس نے جو احادیث اس وقت بیان کیں جب اس کا حافظہ قوی تھا، وہ صحیح ہیں اور بعد والی ضعیف ہیں۔ یہ حدیث اس سے اسحاق بن ابی اسرائیل نے روایت کی ہے جب محمد بن جابر کا حافظہ سفیانین سے بھی قوی تھا۔ اسی لئے اسحاق نے کہا وبہ ناخذ ہم سب اسی حدیث کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔ اب اس حدیث کے صحیح ہونے میں کیا شک؟ مگر انکار حدیث کا شوق ہے بلکہ احادیث صحیحہ کا انکار جہاد قرار پا چکا ہے۔

(۱۰) حضرت فاروق اعظمؓ کا رفع یدین نہ کرنا دو سندوں سے لکھا تھا، ان کو ماننے سے انکار کر دیا کہ پہلی سند میں حمانی مجہول ہے جبکہ یہ حمانی ہرگز مجہول نہیں ہے اور پھر امام ابو بکر بن ابی شیبہ اس کے متابع بھی ہیں لیکن جب اصول ہی یہ ہو کہ میں نہ مانوں تو ایسے لوگ خود نبی پاک کو نہیں مانتے، ان کی احادیث کی کیا بات ہے۔

(۱۱) ان صحیح احادیث کا انکار کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کا ایک اثر صفحہ ۷۴۲ پر پیش کیا ہے کہ آپؓ نے مسجد نبوی میں رفع یدین کی تعلیم دی اور سب صحابہ نے اس کی تصدیق کی۔ اس کی نہ تو امام بیہقی سے لے کر ابن وہب تک کوئی سند، پھر سلیمان بن کیسان اور عبداللہ بن القاسم کی ملاقات بھی حضرت عمر سے ثابت نہیں۔ پھر اس میں

رکوع کی رفع یدین کا صراحتاً ذکر بھی نہیں۔اس ظلم کے ساتھ یہ زیادتی بھی یاد رکھیں کہ **فقال للقوم** اس میں حضرت عمر کا مقولہ تھا۔ان مجاہدین نے **فقال القوم** بنا کر قوم کا مقولہ بنا دیا اور سب صحابہ کی رفع یدین ثابت کر ڈالی۔افسوس ایک اپنے جھوٹ کی لاج رکھنے کے لئے نہ صحابہ کو معاف کیا جاتا ہے نہ خلفاء کو۔

(۱۲) صفحہ ۴۲۹ اور ۴۳۱ پر دو حدیثوں کو اس لیے ضعیف کہا کہ ان کی سند میں عاصم بن کلیب ہے حالانکہ ان مجاہدین نے اسی کتاب میں عاصم بن کلیب کی سند سے ۳۹ نمبر درج کئے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ اگر عاصم بن کلیب سچا راوی ہے تو سچی احادیث کا انکار کیوں کیا اور اگر واقعی جھوٹا ہے تو حضور پر ۳۹ جھوٹ باندھ کر یہ مجاہدین دوزخ کے کس طبقے میں پہنچے اور کتنے سادہ لوگوں کو اپنے ساتھ لے ڈوبے؟

(۱۳) نہایت صحیح سند سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی کے تمام ساتھی جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی، وہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔اس صحیح سند کے بارہ میں یہ بے حوالہ جھوٹ بول دیا گیا کہ ابن حجر نے کہا ہے ابو اسحاق کوفی قابل اعتماد راوی نہیں حالانکہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۱۴ ج ا نمبر ۹۹ دیکھیں۔ یہ نہایت ثقہ راوی ہے۔اس صحیح سند کا انکار صرف اس لئے کیا کہ یہ جو جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ تمام صحابہ اور تابعین رفع یدین کیا کرتے تھے، اس کی قلعی نہ کھل جائے۔

(۱۴) نہایت صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر بن عیاش جن کی پیدائش ۱۰۰ھ اور وفات ۱۹۳ھ ہے انہوں نے اس خیر القرون میں کسی بھی سمجھ دار کو پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔اس سے ترک رفع یدین کا متواتر عمل ہونا واضح تھا اور ان کا جھوٹ ظاہر ہو رہا تھا۔اس لئے ابوبکر بن عیاش پر ہی ہاتھ صاف کر دیئے کہ وہ قابل اعتماد نہیں حالانکہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۵۰ پر ان کا ترجمہ ہے اور صحیح بخاری صفحہ ۱۸۶، ۲۳۲، ۲۶۰، ۲۶۳، ۲۷۴، ۴۰۴، ۴۹۶، ۷۲۵، ۷۷۹، ۹۰۳، ۹۵۲، ۹۵۴، ۹۶۳، ۱۰۵۲، ۱۱۱۸ پر ابوبکر بن عیاش سے حدیث لی گئی ہے مگر مجاہدین نے ضعیف بنا ہی ڈالا۔

(۱۵) حضرت براء بن عازب کی ترک رفع یدین کی حدیث دو سندوں سے مروی ہے۔ دونوں سندیں حسن لذاتہ کے درجہ پر ہیں اور مل کر صحیح لغیرہ بن جاتی ہیں۔ یہ حدیث کسی حدیث کے خلاف نہیں۔ یہ صحیح حدیث خیر القرون کے تواتر عملی کے موافق ہے مگر چونکہ ان مجاہدین کے اس جھوٹ کے خلاف ہے کہ رفع یدین حضور ﷺ کی دائمی سنت ہے، آپ نے وصال تک ایک نماز بھی رفع یدین کے بغیر نہیں پڑھی، ان مجاہدین کو چاہئے تھا کہ اس جھوٹ کو پھینک دیتے اور نبی پاک ﷺ کی احادیث اور خیر امت کے تواتر عملی ترک رفع یدین کو سینے سے لگا لیتے مگر یہ مجاہدین اور ان کے مقرظین نبی پاک کی احادیث اور تواتر عملی کو چھوڑ سکتے ہیں مگر اس جھوٹ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ چنانچہ یزید بن ابی زیاد پر برس پڑے جن کا اہل صدق میں سے ہونا مسلم ج ۱ ص ۴ پر درج ہے لیکن تعصب کا یہ حال ہے کہ اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ پر نمبر ۳۵ پر حضرت براء بن عازب کا نام لکھا ہے۔ اس کی سند میں بھی یہی راوی یزید بن ابی زیاد ہے البتہ اس کے ساتھ اس سند میں ابراہیم بن بشار رمادی کذاب بھی ہے مگر یہ سند مقبول ہے اور وہ دونوں سندیں مردود۔ کیا کوئی شرعی عقلی یا اخلاقی ضابطہ ایسا ہے کہ یزید بن ابی زیاد کی جو حدیث دوسری سند سے بھی مؤید ہو تواتر عملی سے بھی مؤید ہو، وہ تو ضعیف ہو اور جو حدیث کذاب راوی سے دو صحیح سندوں اور تواتر عملی کے خلاف ہو، وہ مقبول ہو۔

(۱۶) پانچ صحیح سندوں سے یہ ثابت ہے کہ امام ابراہیم نخعی نے جب حضرت وائل کی حدیث رفع یدین کی سنی تو انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ انہوں نے ایسا دیکھا ہوگا۔ ورنہ صحابہ اور تابعین کا تواتر عملی ترک رفع یدین پر ہے۔ یہ پانچ روایات ان مجاہدین کے جھوٹ کا سر توڑ رہی تھیں اس لئے ان کا انکار کر دیا اور بہانہ یہ بنایا کہ حضرت وائل جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو بھی سب کو رفع یدین کرتے دیکھا مگر یاد رہے یہ بھی فریب ہے۔ حضرت وائل کی دوسری آمد میں کسی صحیح سند میں رکوع کی رفع یدین کی صراحت نہیں۔ ابوداؤد شریف میں عند افتتاح الصلوٰۃ کی صراحت ہے۔ ان چودہ مجاہدین

نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے۔ اپنے جھوٹ پر قائم رہنے کے لئے صحیح حدیث میں خیانت کی اور دیگر صحیح احادیث کا انکار کیا۔

(۱۷) صفحہ ۴۴۰ پر پھر حصین بن عبدالرحمان کو ضعیف قرار دیا مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۳۳۳ نمبر ۱۹ پر اسی حصین سے استدلال کیا۔

(۱۸) صفحہ ۴۴۳ پر حضرت ابوہریرہ کی نہایت عالی سند سے حدیث ترک رفع یدین کی تھی جس کی سند پر کوئی اعتراض نہ ہو سکتا تھا۔ تو مرفوع حدیث کو دو موقوف آثار سے رد کر دیا جو دونوں ضعیف ہیں۔ پہلی میں محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے اور دوسری سند میں قیس بن عمرو غیر معروف ہے۔ ان ضعیف آثار سے نہایت عالی سند مرفوع حدیث کو رد کر دیا۔ العجب۔

(۱۹) صفحہ ۴۴۵ پر امام زین العابدین پر بے سند جھوٹ بول دیا کہ وہ اس رفع یدین کے قائل و فاعل تھے۔

(۲۰) ان مجاہدین نے صفحہ ۴۵۷ اور ۴۵۸ پر حضرت عمیر کی حدیث کو رفدہ بن قضاعہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس حدیث پر ان کا عمل نہیں مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ نمبر ۲۳ پر عمیر لیثی کو شمار کیا ہے جبکہ اس کی سند میں یہی رفدہ بن قضاعہ ہے۔ ایک ہی راوی ایک جگہ جھوٹا اور ایک جگہ سچا بڑی ڈھٹائی ہے۔

(۲۱) صفحہ ۴۶۱ اور ۴۶۲ پر ایک حدیث جس میں ترک رفع یدین کا تواتر عملی ثابت ہے اور ان کے جھوٹ کا ستیاناس کرتی ہے، اس کو ضعیف کہا کہ اس کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ راوی ضعیف ہے مگر اپنے دلائل میں صفحہ ۳۷۸ نمبر ۳۰ پر حضرت عقبہ بن عامر کا نام درج فرمایا۔ اس کی سند طبرانی کبیر ص ۱۹۷ ج ۱۷ پر ہے جس میں عبداللہ بن لہیعہ بھی ہے اور اس سند میں مشرح بن عاہان بھی ہے۔ جس نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے حملہ کیا تھا اور جو عقبہ سے منکر روایتیں بیان کیا کرتا تھا۔ (تہذیب صفحہ ۱۵۵ ج ۱۰) کیا اسی بات کا نام انصاف ہے؟ ہائے احادیث صحیحہ کو محض اپنے جھوٹ کی ضد میں کس ڈھٹائی سے رد کیا جا رہا ہے۔

(۲۲) ص ۴۶۳، ۴۶۴ پر ایک حدیث جوان کے جھوٹ کے خلاف تھی اس کو اس لئے ضعیف کہہ دیا کہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ہے جبکہ صفحہ ۳۲۴ نمبر ۱۲۴ میں حجاج کی سند سے خود استدلال کیا ہے نیز تذکرۃ الحفاظ میں اس کو حجاج بن ارطاۃ الامام لکھا ہے۔(صفحہ ۱۸۶)

(۲۳) صفحہ ۴۷۰ پر ایک صحیح سند والی حدیث جوان کے جھوٹ کے خلاف ہے اس کو اس لئے ضعیف کہہ دیا کہ اس کی سند میں قتادہ مدلس ہے اس لئے حدیث صحیح نہیں جبکہ اسی قتادہ سے اسی کتاب میں ان مجاہدین نے ۲۳ جگہ میں حدیث لی ہے، لیکن پھر بھی اس صحیح حدیث کو رد کرنے پر ان مجاہدین کے ضمیر نے ان کو کبھی ملامت نہیں کی بلکہ حدیث کے رد کرنے کو اپنا فخر و کمال سمجھتے ہیں۔ کاش ان کو اگر خوف خدا نہ تھا رسول پاک سے شرم نہ تھی تو انسانوں سے ہی حیا کرتے۔

(۲۴) صفحہ ۴۷۶ پر ان مجاہدین نے ایک صحیح حدیث کو اس لئے رد کر دیا کہ اس سند میں حمید الطّویل ہے مگر اپنے دلائل میں ص ۲۵۷، ۳۴۰، ۳۵۱ اور ۳۵۵ پر اسی راوی کی احادیث قبول کر لی ہیں۔ حضرات دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو اس جھوٹ سے توبہ کی توفیق عطا فرمائیں جس جھوٹ کے لئے بے دردی سے احادیث رسول کا انکار کر رہے ہیں۔

حضرات، خدارا ان کے جھوٹوں سے اپنا ایمان بچایئے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نماز بھی رفع یدین کے ساتھ پڑھی، جو جھوٹ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تمام عشرہ و مبشرہ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تمام اکابر صحابہ رفع یدین کرتے تھے، یہ محض جھوٹ ہے۔ ترک رفع یدین والی نماز احادیث صحیحہ اور تواتر عملی سے ثابت ہے اور دور نبوت سے لے کر آج تک امت کی اکثریت اسی طریقہ پر نماز پڑھتی آ رہی ہے۔ بڑے رافضی قرآن کے خلاف شاذ و متروک قرأتوں کے ذریعہ وسوسے ڈالتے ہیں اور یہ چھوٹے رافضی نبی پاک سے جو نماز عملی تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی، اس کے خلاف وسوسے ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلسنت کے ایمان و عمل کی حفاظت فرمائیں۔ (آمین)

284 Blank

غیر مقلدین اور مسئلہ رفع یدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مذہب اہل السنۃ والجماعۃ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ و ازواجہ اجمعین 0

امابعد.

دین برحق، دین اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری کامل اور سچا دین ہے اور ساری دنیا کے لیے راہ نجات ہے۔ یہ دین اہل السنۃ والجماعۃ اور خصوصاً احناف کی محنتوں سے ساری دنیا میں پھیلا۔ پاک و ہند کے فاتح، یہاں اسلام لانے والے، اسلام پھیلانے والے، اسلام قبول کرنے والے، سب اہل سنت والجماعت اور حنفی المذہب تھے۔ یہ مذہب سیدنا امام اعظمؒ نے مرتب فرمایا۔ آپ نے اپنا طریقہ خلیفہ ابو جعفر منصور کے سامنے یوں بیان فرمایا: ''میں سب سے پہلے کتاب اللہ شریف پر عمل کرتا ہوں، پھر سنت مقدسہ ومطہرہ پر، پھر حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے فیصلوں پر، پھر باقی صحابہ کے فیصلوں پر، اور آخر میں اجتہاد و قیاس پر، یعنی ان کے ذریعہ خدا اور رسول کا پوشیدہ حکم تلاش کرتا ہوں'' (المیزان الکبریٰ الشعرانی ص ۶۶ ج ۱)

یاد رہے کہ اہل السنۃ والجماعت کا اجماع و اتفاق ہے کہ اجتہاد و قیاس سے مجتہد کوئی اپنا ذاتی حکم نہیں گھڑتا، بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ہی کو تلاش کرتا ہے اور ظاہر کرتا ہے، ائمہ مجتہدین کا اعلان یہی ہے **القیاس مظہر لا مثبت**'' (نور الانوار ص ۲۲۸)

معلوم ہوا کہ جس طرح نماز با جماعت میں سب مقتدی ایک امام کی تابعداری میں خدا کی ہی عبادت کرتے ہیں، اسی طرح مقلدین اپنے ایک امام کی رہنمائی میں خدا اور رسول ﷺ کی ہی اطاعت کرتے ہیں۔ اس ملک پاک و ہند میں سلاطین اسلام اور رعایا، علماء اور عوام، سب حنفی تھے۔ اس لیے اتفاق و اتحاد کی فضا قائم تھی۔ تقریباً بارہ سو سال تک اس ملک میں نہ مناظرے ہوئے، نہ چیلنج بازیاں۔

ابتداء فرقہ غیر مقلدین

یہاں کی مساجد خالص عبادت گاہیں تھیں نہ کہ میدان جنگ۔ جب انگریز نے یہ ملک فتح کیا تو اس نے دیکھا کہ مساجد میں جس طرح درس نماز ہوتا ہے، اسی طرح درس جہاد بھی ہوتا ہے، اور جہاد سے انگریز بہت پریشان تھا۔ اس نے سوچا کہ جب تک مساجد میں فساد نہ کرایا جائے، اس وقت تک درس جہاد بند نہیں ہو سکتا، چنانچہ ایسے فرقہ کی ضرورت محسوس کی جو فقہ حنفی پر نکتہ چینی کرے، اور خاص طور پر احناف کی نماز کو غلط کہے۔

چنانچہ اسی مقصد کے لیے غیر مقلدین کا فرقہ پیدا کیا گیا، جس کے دو ہی مقصد تھے:

(۱) انگریزوں سے جہاد حرام (۲) مسلمانوں کی مساجد میں فساد فرض۔

چنانچہ پہلے مقصد کے لیے مولانا محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند نے اپنی ساری جماعت کی طرف سے رد جہاد میں رسالہ لکھا، جس کا نام ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' رکھا اور انگریز سے جاگیر بھی لی۔ اور نواب صدیق حسن خان نے رسالہ، ترجمان وہابیہ لکھا اور انگریز سے ریاست کی نوابی اور خطاب حاصل کیے۔ یہ دونوں رسالے، رسائل اہل حدیث جلد اول میں موجود ہیں، اور پوری تفصیل رسالہ انگریز اور اہل حدیث میں ہے۔

دوسرے مقصد کے لیے مولانا بٹالوی نے اپنے ساتھیوں کو ملا کر ایک اشتہار دس سوالات پر مشتمل شائع کیا اور تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ مسلمانوں میں انتشار کا نیا طریقہ اختیار کیا۔ اشتہار میں لکھا ''حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح، جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلہ میں جس کے لیے پیش کی جائے، نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کریں تو فی آیت وحدیث دس روپیہ بطور انعام دوں گا''۔

عوام کو ورغلانے کے لیے اس قسم کے انعامی چیلنج کا اشتہار قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اسلام میں کہیں نہیں ملا۔ ہاں اس قسم کے چیلنج کا بانی مرزا قادیانی ہے۔ اس کے لٹریچر میں غلط شرائط لگا کر انعامی چیلنج دینے کی مثالیں موجود ہیں۔ اس اشتہار کو ملک کے طول وعرض میں پھیلایا گیا، ہر مسجد اور ہر گھر میں نفاق کا جہنم گرم کر دیا گیا۔

کسی سچے نبی کی تعلیمات میں ہمیں آج تک اس کی مثال نہیں ملی۔ علمائے اہل سنت جانتے تھے کہ مسلمانوں میں فتنہ ڈالنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ﴿وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ وہ کہتے تھے کہ مسلمانوں میں اتفاق واتحاد ہر زمانہ میں ضروری ہے۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ کافروں سے جہاد ہو رہا ہو، وہ اسلامی حکومت چھین رہے ہوں، اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، مگر غیر مقلدین حضرات نے مسلمانوں میں انتشار کا نام، اتباع حدیث اور تحقیق رکھ دیا۔

حضرت شیخ الہندؒ کا جواب

چنانچہ اس فتنہ کو دبانے کے لیے حضرت شیخ الہندؒ نے اس اشتہار کے جواب میں چھوٹا سا رسالہ لکھا، جس کا نام ''ادلہ کاملہ'' رکھا۔ جس میں یہ بتایا کہ یہ زمانہ ان لڑائیوں کا نہیں، مسلمانوں کو لڑانے کی بجائے ان کو ملانے کی کوشش کرو۔ اور یہ بھی بتایا کہ مشتہر صاحب، آپ کا انداز تحقیق کا انداز نہیں ہے، نہ ہی مسلمانوں کو لڑانے میں اتباع حدیث ہے، بلکہ آپ کا علمی حدود اربعہ فقط یہ ہے کہ قرآن پاک سے صرف متشابہات آپ کے حصہ میں آئی ہیں اور حدیث سے صرف متعارضات اور آپ کے فرقے کی ابتداء اکابر اہل اسلام سے بدگمانی اور انتہاء ان پر بدزبانی ہے۔ گویا، لعن آخر هذه الامة اولها. جناب بٹالوی صاحب نے اس اشتہار سے امت میں انتشار کی ابتداء کی۔ لیکن وہ نہ مناظرہ کے طریقہ سے واقف تھے، نہ ہی علم حدیث کو جانتے تھے، کیونکہ جس طرح مقدمہ عدالت میں ایک فریق مدعی ہوتا ہے، دوسرا مدعا علیہ، اور عدالت مدعی سے گواہ کا مطالبہ کرتی ہے اور مدعا علیہ کو جرح کا حق دیتی

ہے، اسی طرح ایک مناظر مدعی ہوتا ہے جس کا فرض اپنے دعوے کو دلیل سے ثابت کرنا ہے۔ دوسرا مناظر سائل ہوتا ہے جو اس کے دلائل پر جرح کرتا ہے۔ مسئلہ رفع یدین میں غیر مقلدین مدعی ہیں نہ کہ سائل۔

آنحضرت ﷺ نے بھی یہی فرمایا کہ گواہ (دلیل) مدعی کے ذمہ ہے اور قسم انکار کرنے والے پر۔ (الحدیث، بیہقی شریف)

''ہمارا چیلنج ہے کہ ایک آیت قرآنی یا حدیث صحیح، صریح، متفق علیہ، قطعی الدلالۃ پیش کریں، جس میں رفع یدین نہ کرنا آنحضرت ﷺ کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے ذکر ہو تو فی آیت و حدیث دس روپے انعام لیں''۔

یہ ایک ایسا ہی سوال ہے کہ کوئی شیعہ بٹالوی صاحب کو چیلنج دے کہ آپ ایک آیت قرآنی یا ایک حدیث صحیح، صریح متفق علیہ، قطعی الدلالہ پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ نے اذان میں اشھدان علیا ولی اللہ کہنے سے منع کیا ہو، تو ہم فی آیت و حدیث دس روپے انعام دیں گے۔

اس وقت بٹالوی صاحب بھی کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کریں گے، بلکہ کہیں گے کہ جو شخص کام کرے دلیل اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ البینة علی المدعی و الیمین علی من انکر۔

الغرض! حضرت شیخ الہندؒ نے جواب میں ان سے سوال کیا، کیونکہ مدعی وہ تھے۔ آپ ہم سے رفع یدین نہ کرنے کی حدیث صحیح متفق علیہ مانگتے ہیں جو دربارہ عدم رفع صریح بھی ہو۔ جناب من! ہم آپ سے دوام رفع یدین کی نص صریح، حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہیں۔ اگر ہو تو لائیے، اور دس کی جگہ بیس لے جائیے؟ ورنہ کچھ تو شرمائیے۔ اور یہ بھی نہ ہو تو آپ آخری وقت نبوی ﷺ ہی میں کسی نص سے آپ کا رفع یدین کرنا ثابت کیجئے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر کسی کے سامنے منہ نہ کیجئے۔ (ادلہ کاملہ ص ۳)

حضرت کا یہ سوال آج تک غیر مقلدین کے سر پر قرض ہے جس کو نہ اتار

سکے، نہ انشاء اللہ اتار سکیں گے۔ یہ جتنی بھی احادیث پیش کرتے ہیں، ان میں نہ ہمیشہ کا ذکر ہے، نہ ہی آخر عمر کا بطور نص کے ذکر ہے

حضرت شیخ الہندؒ کے اس رسالہ کے جواب میں غیر مقلدین کی پوری جماعت کی طرف سے محمد احسن امروہی کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام مصباح الادلہ تھا۔ اس میں آیات واحادیث کی بجائے گالیوں کی بھرمار تھی۔

حضرت شیخ الہندؒ نے پھر ایضاح الادلہ تحریر فرمائی جس میں فرمایا کہ اگرچہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم قرآن وحدیث کو اہل زبان مجتہدین سے بہتر سمجھ لیتے ہیں مگر ان کی پوری جماعت میری اردو کی کتاب بھی نہ سمجھ سکی، جب وہ میری کتاب کو سمجھ ہی نہیں سکے تو جواب کیا خاک لکھیں گے۔ اس لیے میں اپنی اردو کی کتاب کی مزید وضاحت کر دیتا ہوں، تاکہ وہ سمجھ جائیں اور سمجھنے کے بعد کوئی جواب لکھیں۔

حضرت شیخ الہندؒ کی کرامت

حضرت شیخ الہندؒ کی یہ مسلمہ کرامت ہے کہ جس محمد احسن امروہی غیر مقلد نے بے سمجھے جواب میں گالیاں لکھیں، وہ قادیانی ہو کر مرا، اس کا دین بھی برباد ہوا اور دنیا بھی، کہ آخر عمر میں دو دو آنے کی بھیک پر گزراوقات تھی۔۔ (مجموعہ اشتہارات مرزاج اص ۳۴۷) خسر الدنیا والاخرة کاش کوئی عبرت حاصل کرتا۔ ایضاح الادلہ کا جواب اب تک غیر مقلدین کے سر پر قرض ہے۔ اور یہ اس وقت تک رہے گا جب تک کوئی بھی غیر مقلد اس کا جواب نہیں لکھ سکے گا۔

رفع یدین کی ابتداء

اگرچہ اس ملک میں اسلام اوائل ساتویں صدی عیسوی میں آ گیا تھا مگر پورے پنجاب میں سب سے پہلے رفع یدین ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ پورے گیارہ سو سال تک یہاں رفع یدین کو کوئی جانتا ہی نہیں تھا۔ یہ پہلی مرتبہ رفع یدین کرنے والا نہ حاجی تھا نہ عالم، ایک غریب شخص تھا جو پیٹ پالنے کے لیئے کتابیں بیچتا تھا۔ اس نے پہلے

امرتسر میں، پھر مظفر گڑھ، پھر دہلی میں رفع یدین کر کے جا بجا شور پیدا کیا۔ (نقوش ابوالوفا ص ۳۹ و ۴۰) اور اب فوراً اس کو نوازا گیا، اور سرکار برطانیہ نے ملازمت عطا فرمائی، اس کا نام محمد یوسف تھا، پھر یہ بھی مرزائی ہو گیا۔

حضرات! ۱۸۶۰ء وہی زمانہ ہے جس میں انگریز حکومت مسلمانوں کو وحشیانہ سزائیں دے رہی تھی۔ اس وقت میاں نذیر حسین دہلوی کے مدرسے کا مدرس یہ فتویٰ دے رہا تھا۔ ''یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم (واجب القتل) ہیں، ان کا مال، مال غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں۔ آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے.......... بھوپال میں عبداللہ نابینا کہتا ہے کہ دنیا میں صرف ڈھائی مسلمان ہیں اور مولوی محمد بشیر صاحب حنفیہ کو مشرک سمجھتے ہیں۔

(دہلی اور اس کے اطراف ص ۵۶)

جامع مسجد دہلی، جو حنفی سلاطین کی بنائی ہوئی تھی اور احناف کا مرکز تھا، اس جگہ (مسجد) میں انگریز کے سہارے غیر مقلد وعظ کرتے تھے۔ مولوی محمد اکبر وعظ کہتے ہیں، یہ بزرگ حنفیوں کا خوب مذاق اڑاتے ہیں۔ دل کھول کر تبرا کرتے ہیں، اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھانے سے توبہ کی ہے فرماتے تھے کہ آج کون ہے جس نے ہدایہ شریف پڑھانے سے توبہ کر کے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو، سب جہنم میں جائیں گے۔ (ایضاً ص ۶۲)

ایک غیر مقلد مصنف لکھتا ہے ''اس زمانے میں احناف اور اہل حدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی و فوجداری میں دائر تھے..........تقلید و عدم تقلید کی بحث ناگوار نے اس قدر طول کھینچا کہ مناظرہ سے مناقشہ اور مناقشہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے منازعت تک نوبت پہنچی۔ ایک فریق دوسرے کی تکفیر کرنے لگا اور انگریزی عدالت دیوانی اور فوجداری میں بکثرت مقدمات دائر ہوئے، اور اب تک ہوتے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو اس قسم کی مقدمہ بازی کو غالباً جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں۔

بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گزر کر ہائی کورٹ الہ آباد اور کلکتہ تک پہنچے اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لنڈن تک لڑا جس میں اہل حدیث کامیاب رہے"

(الحیات بعد الممات ص ۶۱۱ تا ۶۱۴)

غیر مقلدین کے مورخ محمد شاہ جہان پوری (۱۳۱۹ھ ۱۹۰۰ء) میں لکھتے ہیں

"کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آ رہے ہیں جن سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں، پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے، بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں، یعنی رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھائے جاتے ہیں، بنگلہ کے لوگ ان کو رفع یدینی بھی کہتے ہیں۔" (الارشاد ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ ۱۸۶۰ء سے ۱۹۰۰ء تک چالیس سال کے عرصہ میں بھی رفع یدین شاذ و نادر ہی کہیں کیا جاتا تھا۔ اور قاعدہ ہے "النادر کالمعدوم" کہ نادر چیز مثل معدوم کے ہوتی ہے۔

جواب رسالہ تحقیق مسئلہ رفع الیدین

رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین کا جواب تقریباً پندرہ مجاہدین غیر مقلدین نے اپنی سر توڑ کوشش اور پوری پوری جدو جہد کے بعد پانچ سال کی مدت میں تیار فرمایا جو ۴۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سے اپنے ان پڑھ عوام کو تو یہ باور کرایا ہے کہ ہم نے ۲۵۵ احادیث جمع کر دی ہیں۔

(۱) مگر ان میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں انکا مکمل عمل موجود ہو کہ تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت موکدہ ہے اور دوسری و چوتھی رکعت

کے شروع میں منع اور حرام ہے۔اسی طرح رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین سنت موکدہ ہے اور سجدوں کے اول وآخر میں منع اور حرام ہے۔

(۲) ہمارے رسالہ میں فما زالت والی حدیث پیش کرنے والے کو دس ہزار روپے نقد انعام کا وعدہ دیا گیا تھا مگر اس سے بھی پندرہ مجاہدین غیر مقلدین عاجز رہے اور انشاء اللہ العزیز عاجز ہی رہیں گے۔ جناب خالد گرجاکھی نے اپنے جزء رفع یدین میں روایت کا نمبر ۴۰۲ تک پہنچایا، مگر مندرجہ بالا تینوں چیلنج وہ بھی قبول نہ کر سکا۔ حافظ محمد گوندلوی نے التحقیق الراسخ لکھی، حافظ عبد المنان نور پوری مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کا رسالہ مسئلہ رفع الیدین ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ حکیم محمود کا رسالہ شمس الضحیٰ ہے مگر کسی ایک نے بھی یہ تین مطالبے پورے نہ کئے۔

جہاد فرقہ غیر مقلدین

(۱) ان مجاہدین نے پہلا جہاد تو یہ کیا کہ خدا پر جھوٹ بولا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ میں رفع یدین کا حکم دیا ہے۔

(۲) دوسرا جہاد یہ کیا کہ نبی پاکؐ پر جھوٹ بولا کہ آپؐ ہمیشہ ہمارے طریقے کے مطابق رفع یدین کرتے رہے۔

(۳) تیسرا جہاد ص ۳۸۲ پر ۴۹ صحابہ کرام کے نام لکھے، جن میں سے ۳۵ صحابہؓ کی کوئی روایت کسی ضعیف سند سے بھی پوری کتاب میں درج نہ کی، ان کا نام محض جھوٹ موٹ لکھ دیا۔

(۴) چوتھا جہاد، صرف چودہ صحابہؓ کی روایات کو ۲۵۵ نمبروں میں ذکر کیا۔

(۵) پانچواں جہاد، ان چودہ صحابہ میں سے دس صحابہؓ کی احادیث میں سجدوں یا ہر تکبیر کی رفع یدین کا ذکر تھا ان کو کاٹ دیا۔ باقی چار کی احادیث میں نہ سند کی صحت ثابت، نہ دوام کی صراحت دکھائی، نہ معارض احادیث کا جواب دے کر معارضہ رفع فرمایا۔

(۶) چھٹا جہاد، حدیث کے راویوں پر شدید حملہ کیا۔

۱۔ ابو بکر بن عیاش جس کی روایت صحیح بخاری میں اٹھارہ جگہ ہے، اس کو ص ۴۳۰ و ۴۳۲ پر ضعیف بنا دیا۔

۲۔ قتادہ کے عنعنہ کو ص ۴۷۹ پر ضعیف کہا۔ حالانکہ صحیح بخاری میں اس کے ۲۶ عنعنے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ خود الرسائل میں ان مجاہدین نے بیس جگہ اس کے عنعنے کو قبول فرما لیا۔

۳۔ عاصم بن کلیب جس کا ذکر بخاری میں ص ۸۶۸ ج ۲ پر، مسلم میں ص ۱۹۷ ج ۲ و ص ۳۵۰ ج ۲ و ص ۱۴۴ ج ۲ پر ہے۔ ترمذی نے اس کی احادیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ خود الرسائل کی پوری چالیس سندوں میں یہ راوی موجود ہے مگر ص ۴۳۸ اور ص ۴۴۰ پر اسے ضعیف بنا ڈالا۔

۴۔ ہماری ایک حدیث کو عنعنہ مدلس کی وجہ سے ضعیف کہا اور اپنی ساٹھ سندوں میں مدلس کا عنعنہ موجود ہے، اس کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

۵۔ حمید عن انس، ان کو ص ۴۸۵ پر ضعیف کہا، مگر خود چار جگہ اس کی روایت قبول کر لی۔

۶۔ حصین بن عبد الرحمٰن کو ص ۴۳۰ اور ص ۴۴۹ پر ضعیف کہا، مگر ص ۱۸۴ پر خود انہوں نے استدلال کیا ہے۔

۷۔ عبد اللہ بن لھیعہ کو ص ۱۷۴ پر ضعیف کہا مگر ص ۲۱۶ پر جو عقبہ کا قول لکھا، اس کی سند میں ابن لھیعہ بھی ہے اور اس کے ساتھ مشرح بن عاہان بھی ضعیف راوی ہے۔

۸۔ ص ۴۴۱ پر ابو اسحاق کی حدیث کو رد کر دیا جبکہ ص ۱۷۳ پر خود اس سے استدلال کیا۔

۹۔ یحیٰی ابن آدم اور قاضی عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی جو صحاح ستہ والوں کے اجماعی شیخ ہیں، ان کو ص ۴۳۶ و ص ۴۴۵ پر ضعیف کہہ دیا۔

۱۰۔ رفدہ بن قضاعہ اور یزید بن ابی زیاد کو ضعیف بھی کہا، ص ۴۶۶ و ص ۴۴۴

اور ص ۳۸۳ پر ان کا حوالہ بھی اپنے دلائل میں پیش کر دیا۔

ان پندرہ مجاہدین نے انکار حدیث اور انصاف کے خون کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے اس کی مثال ہمیں کسی کتاب میں نہیں ملی۔ اگر الرسائل فی تحقیق المسائل اور جزء رفع یدین خالد گرجاکھی میں مندرجہ تمام روایات کو بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی ان میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس سے رفع یدین پر مواظبت و دوام ثابت ہوتا ہو، آخری وقت نبوی ﷺ میں ہی رفع یدین کا ثبوت ہو تو ان میں سے ایک حدیث میں بھی مکمل دعویٰ موجود نہیں ہے۔

ان تمام روایات سے زیادہ سے زیادہ ایک آدھ مرتبہ رفع یدین کرنے کی صراحت ملتی ہے۔ جیسے پہلی رات کا چاند طلوع ہو تو کروڑہا لوگ بھی اس کے طلوع کی خبر دیں تو چاند ایک ہی طلوع ہوا، اور ایک بار ہی طلوع ہوا نہ کہ کئی مرتبہ، پس ان تمام روایات واحادیث سے ایک آدھ مرتبہ رفع یدین کا ثبوت تو صراحتاً ہوگا۔ ہاں یہ رفع یدین باقی رہی یا باقی نہ رہی، اس سے یہ احادیث بالکل خاموش ہیں۔

البتہ پہلی تکبیر کی رفع یدین کا باقی رہنا اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کے بعد نماز کے اندر رفع یدین کا بقا زیادہ سے زیادہ استصحاب حال یا قیاس جلی سے ہوگا اور اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جو قیاس حدیث سے ٹکرائے، وہ مردود ہے۔ ان کے اس قیاس کو کہ جب حضورؐ نے رفع یدین کی ہے تو کرتے ہی رہے ہوں گے، ان احادیث نے ٹھکرایا جن سے آنحضرت ﷺ، خلفائے راشدین، جمہور صحابہؓ اور امت کی اکثریت کا ترک رفع یدین کرنا تواتر عملی کے ساتھ واضح ہے۔ پھر یاد رہے کہ ہماری پیش کردہ احادیث ان کی احادیث سے ہرگز معارض نہیں کیونکہ وہ بقائے رفع یدین سے ساکت ہیں اور یہ ترک رفع یدین پر نص ناطق۔ اور ظاہر ہے کہ ساکت اور ناطق میں کوئی معارضہ نہیں ہوتا۔

سب اہل السنّت والجماعت نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے

ہیں۔ یہ رفع یدین حکم رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے، فعل رسول اللہ ﷺ سے بھی، اس رفع یدین کی حدیث تواتر قدر مشترک تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے ساتھ تکبیر بھی شامل ہے، اور پوری امت کا اجماعی تعامل بھی اسی پر ہے چونکہ یہاں کوئی نص یا تعامل اس سے معارض نہیں، اس میں نہ اجتہاد کی گنجائش، نہ تقلید کی ضرورت، نہ بحث کی حاجت۔ پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ عام نماز میں اس طرح رفع یدین پر مواظبت ہرگز ثابت نہیں۔ حدیث کی کتابوں میں پہلی تکبیر کی رفع یدین بلا معارضہ ثابت ہے اور اسکے بعد کی رفع یدین میں احادیث تعامل امت ان سے معارض ہیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ احناف چار رکعت نماز میں ایک دفعہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے ہیں، جبکہ غیر مقلدین چار رکعت میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کا عمل اور دعوے

(۱) غیر مقلدین دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضور نے نہ کبھی یہاں رفع یدین کی بلکہ کرنے سے منع فرمایا۔ ہاں تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہاں رفع یدین کرنے کا حکم بھی دیا اور ساری عمر یہاں رفع یدین کرتے بھی رہے۔

(۲) ہر رکعت میں سجدے دو ہوتے ہیں اور ایک رکوع۔ وہ دونوں سجدوں کے اول و آخر کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور خود بھی کبھی رفع یدین نہیں کی اور رکوع کے اول و آخر ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان جگہوں میں رفع یدین کا حکم بھی دیا اور ساری زندگی کرتے بھی رہے۔

۱۔ غیر مقلدین کے اس مکمل دعوی پر ایک بھی قولی حدیث موجود نہیں ہے چنانچہ تحقیق رفع الیدین میں قولی حدیث پیش کرنے والے کو ان ہی کی طرز پر دس ہزار روپے انعام کا وعدہ دیا تھا مگر ان کے مجاہدین ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۲۔ اس مکمل دعویٰ پر ایک بھی تقریری حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۳۔ اس مکمل دعویٰ پر ایک بھی فعلی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۴۔ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے ممنوع و منسوخ ہونے کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۵۔ سجدوں سے پہلے اور بعد رفع یدین کے ممنوع و منسوخ ہونے کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

۶۔ رفع یدین کرنے کے حکم میں ان میں سخت اختلاف ہے۔ اس اختلاف کو کسی آیت یا حدیث سے رفع نہ کر سکے۔

رفع یدین کرنے، نہ کرنے کا حکم

(۱) رکوع کے اول و آخر اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنے کا حکم کیا ہے؟ ان کے جماعتی فتاویٰ علمائے حدیث میں اس کو مستحب لکھا ہے۔
(ص ۱۵۳ ج ۳، ص ۱۵۶ ج ۳)

(۲) میاں نذیر حسین صاحب فرماتے ہیں۔ ”علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا وغیرہ تعصب اور جہالت سے خالی نہیں، کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں“ (ایضاً ص ۱۶۱ ج ۳)

(۳) مولانا عبدالجبار غزنوی والد مولانا محمد داؤد غزنوی فرماتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں (اگرچہ عمر بھر نہ کرے) (ایضاً ص ۱۵۱، ۱۵۲ ج ۳)

(۴) مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں ”اس کا ثواب ایسا ہے جیسے ایک آدمی پہلے ہی سے باوضو ہو، لیکن زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لیے پھر وضو کر لے، اسی لیے رفع یدین کا ترک، ترک ثواب ہے نہ ترک فعل سنت۔ فافہم“ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۶۰۸، ۶۰۹ ج ۱) اور فرماتے کہ رفع یدین نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۵۴ ج ۳)

نوٹ: رفع یدین پر وضو جتنا ثواب ہمیں حدیث میں نہیں ملا۔

(۵) حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے پہلے تو رفع یدین کو چہرے کے غازے (سرخی پاؤڈر) سے تشبیہ دی، پھر مسواک سے ملا کر کہا کہ جیسے مسواک کرنے سے ستر گنا ثواب بڑھ جاتا ہے، اتنا ہی رفع یدین کا ثواب ہے۔

(صلوٰۃ الرسول ص ۲۷۵، ۲۷۶)

نوٹ: مسواک کے ۷۰ گنا ثواب کی تو ایک ضعیف حدیث ہے (صلوٰۃ الرسول ص ۱۰۲) مگر اس رفع یدین کے ثواب کے ۷۰ گنا کی کوئی ضعیف حدیث بھی ہمیں نہیں ملی۔

(۶) علامہ وحید الزمان صاحب نے اس رفع یدین کو جوتا پہن کر نماز پڑھنے جیسی سنت قرار دیا ہے۔ (تیسیر الباری ص ۱۵۶ ج ۱)

یعنی جو یہ رفع یدین کرتا ہے وہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے والے جیسا ہے اور جو رفع یدین نہیں کرتا وہ جوتا اتار کر نماز پڑھنے والے کی طرح اور یہ بھی لکھا ہے کہ رفع یدین و آمین بالجہر سے روکنے والے کو ایسا ہی گناہ ہوگا جیسا گانے بجانے سے روکنے والے اور محفل میلاد اور رسمی فاتحہ سے روکنے والے کو ہوتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸ ج ۱)

ہاں جن جگہوں میں یہ رفع یدین نہیں کرتے وہاں رفع یدین حرام ہے یا مکروہ، نماز باطل ہو گی یا ناقص؟ یہ حکم ان کی کسی مسلمہ کتاب میں نہیں ملا۔ یہ حکم باحوالہ ضرور لکھیں تاکہ مکمل حکم معلوم ہو سکے۔

آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرتے تھے:

(۱) حدیث مالک بن الحویرثؓ (نسائی ص ۱۵۶ ج ۱، مسند احمد ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ۳، ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲)

(۲) حدیث وائل بن حجرؓ (ابو داؤد ص ۳۷ ج ۱، طیالسی، طحاوی شریف، دار قطنی، موطا امام محمد)

(۳) حدیث انس بن مالکؓ (ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، دار قطنی ص ۱۰۸ ج ۱) سند کے راوی سب صحیح ہیں۔

(۴) حدیث ابوہریرہؓ (ابن ماجہ ص ۶۲، کتاب العلل دار قطنی)

(۵) عمیر بن حبیبؓ (ابن ماجہ ص ۶۲)

(۶) حدیث جابر بن عبداللہؓ (مسند احمد ص ۳۱۰ ج ۳)

(۷) حدیث عبداللہ ابن الزبیرؓ (ابوداؤد ص ۴۷ ج ۱، مسند احمد ص ۲۵۵ و ۲۸۹ ج ۱)

(۸) حدیث عبداللہ بن عباسؓ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۹) حدیث عبداللہ بن عمرؓ (مجمع الزوائد ص ۱۰۲ ج ۲)

ان نو صحابہ کی احادیث میں سجدوں کے وقت آنحضرت ﷺ کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ ماضی استمراری کا صیغہ بھی ہے۔ متاخر الاسلام صحابہ بھی ہیں۔ لیکن اب غیر مقلدین کی اکثریت ان احادیث پر عمل نہیں کرتی (تو پھر بھلا کیا کریں) وہ ایک حدیث عبداللہ بن عمر کی صرف زہری کی سند سے پیش کرتے ہیں کہ حضورؐ سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے اور ایک نہایت ضعیف حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری کی پیش کرتے ہیں کہ حضور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے، لیکن یہ محض بہانہ ہے۔ یہ حدیث ان نو کے خلاف نہیں ہے۔ وہاں ہے کہ سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور یہاں ہے کہ دو سجدوں کے درمیان نہیں کرتے تھے۔ دونوں میں فرق ہے۔ توجہ فرمائیں۔

حضرات غیر مقلدین میں سے مولانا ابوحفص عثمانی نے پورا رسالہ لکھا ہے فضل الودود فی تحقیق رفع الیدین للسجود۔ اسی طرح ابی محمد عبدالحق الہاشمی (دراصل نوناری) نے فتح الودود فی تحقیق رفع الیدین عند السجود نامی رسالہ لکھا ہے۔

حضرات غیر مقلدین کی جماعتی مرکزی اور مسلمہ کتاب فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۶ ج ۴ پر ہے کہ سجدوں کے وقت رفع یدین کی حدیث بلاشک صحیح ہے۔ یہ رفع یدین منسوخ نہیں، بلکہ یہ نبی ﷺ کا آخری عمر کا فعل ہے۔ کیونکہ اس کا راوی

مالک بن الحویرث مدینہ منورہ میں حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں داخل ہوا اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی ہے جس سے نسخ ثابت ہوتا، بلکہ ابن عمرؓ کا اس رفع کو قبول کرنا بعد روایت منع کے رفع یدین عندالسجود کے اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا..... بلا .. اس کا عامل محی السنۃ المیتہ ہے اور مستحق اجر سو شہید کا ہے۔ جو شخص اس کی مخالفت کرے اور اس رفع یدین سے ناراض ہو اور اس کے عامل کو فرقہ مبتدعہ رافضیہ سے تشبیہ دے، باوجودیکہ اس کو یہ حدیث صحیح بھی معلوم ہو تو وہ شخص معاند حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو رسول سے کٹا اور مؤمنین کے راستے سے ہٹا، ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ (ملخصاً فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۶ و ۳۰۷ ج ۴)

عجیب بات ہے کہ غیر مقلدین ہر رکعت نماز میں ان نو احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو محمدی اور اہل حدیث کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان احادیث کے موافق اگر کوئی شخص ہر رکعت میں چار جگہ یعنی ہر سجدہ سے پہلے اور بعد میں ہمیشہ رفع یدین کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ ان احادیث پر عمل کرنے والے کو کتنا گناہ ہوگا اور ان احادیث پر عمل چھوڑنے والوں کو کتنا اجر ملے گا؟

آنحضرت ﷺ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عمیر بن حبیب اور حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ آپؐ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، مسند احمد) اور بخاری شریف ص ۱۱۰ ج ا پر ہے کہ حضورؐ چار رکعت میں بائیس تکبیریں کہتے تھے، لیکن غیر مقلدین بائیس تکبیروں میں سے صرف چھ تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرتے ہیں۔ حضرت علی اور ابوحمید الساعدی کی حدیث میں اذا قام من السجدتین کا لفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ دو سجدوں کے بعد نمازی دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنی چاہیے جبکہ غیر مقلدین ان دونوں حدیثوں کو صحیح سمجھتے ہیں جب کہ حضرت علی کی حدیث الرسائل میں دس نمبروں میں اور ابوحمید کی حدیث پچیس نمبروں

میں لکھی ہے۔ گویا غیر مقلدین دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کر کے تقریباً چالیس احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور اس وقت کی رفع یدین نہ کر کے تقریباً چالیس احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور اس وقت کی رفع یدین کے منع کی ایک بھی حدیث پیش نہیں کرتے، نہ صحیح نہ ضعیف۔ پھر بھی اتنی احادیث کی مخالفت کر کے ان کے محمدی اور اہل حدیث ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ وضاحت بحوالہ حدیث فرمائیں کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہمیشہ رفع یدین کرنے والے کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

غیر مقلدیت، بے اصول فرقہ

غیر مقلدین کا فرقہ ایک بے اصول فرقہ ہے۔ جس طرح مرزائیوں، نیچریوں، چکڑالویوں، مودودیوں، اسراریوں کا کوئی نہ اصول تفسیر ہے نہ اصول حدیث، نہ اصول فقہ، یہی حال غیر مقلدین کا ہے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ امام شافعی کی تقلید کو تو شرک اور حرام کہتے ہیں۔ مگر ابن حجر، ابن حزم، نووی کو اربابا من دون اللہ مان رکھا ہے۔ اصول حدیث ہوں یا اصول تفسیر، اصول فقہ ہوں یا اصول جرح وتعدیل، یہ سب اہل فن کے اجتہاد پر مبنی ہیں، اس لیے ان میں یقیناً دو قسم کے اصول ہیں۔ ایک قسم اجماعی ہے جن پر اہل سنت والجماعت کے اہل فن کا اتفاق ہے ان کو ہم اس لیے تسلیم کریں گے کہ ہم اجماع امت کو دلیل شرعی مانتے ہیں غیر مقلدین چونکہ اجماع امت کو دلیل شرعی نہیں مانتے، اس لیے غیر مقلدین ان اصولوں سے استدلال میں مدد نہیں لے سکیں گے۔ دوسری قسم وہ اصول ہیں جن میں اہل فن کا اختلاف ہے۔ ان اصولوں میں ہم حنفی اصول کے پابند ہیں، کیونکہ اجتہادیات میں ہم مذہب حنفی کو راجح مانتے ہیں۔

چنانچہ درمختار شریف میں ہے واما نحن فعلینا باتباع ما رجحوہ وما صححوہ اور ہم لوگوں پر تو پیروی اس قول کی لازم ہے جس کو علماء مرجحین اور علمائے مصححین نے ترجیح دی ہے۔ (غایۃ الاوطار ص ۳۴ ج ۱)

ان اختلافی اصولوں اور اختلافی مسائل میں ہم شوافع، موالک، حنابلہ اور خود احناف کے غیر مفتیٰ بہ اور غیر معمول بہ مسائل و اصولوں کو مرجوح مانتے ہیں۔ اس لیے ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ درمختار شریف میں ہے **وان الحکم و الفتوی بالقول المرجوح جھل و خرق للاجماع** . اور یہ کہ قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتویٰ دینا قول مرجوح پر جہالت اور اجماع کو پھاڑنا ہے یعنی حرام اور باطل ہے۔

(غایۃ الاوطار ص ۳۱ ج ۱)

غیر مقلدین چونکہ قیاس کو دلیل شرعی نہیں مانتے، ان کو ان اصولوں کے پیش کرنے کا بھی حق نہیں۔

ماله و ماعليه

بحث میں اگر مقصود اظہار صواب (تحقیق حق) ہو تو اس کو مناظرہ کہتے ہیں۔

(رشیدیہ ص ۹)

اگر مقصد تحقیق کی بجائے محض الزام ہو تو اس کو مجادلہ کہتے ہیں۔ اور بحث برائے بحث ہی مقصود ہو، نہ تحقیق حق مقصود ہو نہ الزام خصم، اسے مکابرہ کہتے ہیں۔

(رشیدیہ ص ۱۲)

الحمدللہ! ملک بھر میں غیر مقلدین اپنے مذہب کو دلائل حقہ سے ثابت کرنے سے عاجز آچکے ہیں، اس لیے اکثر مکابرہ سے کام لیتے ہیں اور بعض جگہ مجادلہ سے محض الزام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ لکھ دیں کہ ہم مناظرہ یعنی تحقیق حق میں شکست کھا چکے ہیں تو ہم انہیں اجازت دیں گے کہ وہ بطور الزام حنفی مذہب کے مفتیٰ بہا اور معمول بہا اقوال ہمارے مقابلے میں پیش کر سکیں گے۔ شوافع کے اصول اور غیر مفتیٰ بہا اور غیر معمول بہا اقوال پیش کر کے جہالت اور حرام کاری میں مبتلا نہ ہوں۔

اور الزام کے وقت ہم کو بھی حق ہوگا کہ تقلید سلف سے ہٹ کر جو فرقے بھی وجود میں آئے ہیں، مثلاً مرزائی، نیچری، چکڑالوی، مودودی، اسراری، طاہری، ان

سب کے اقوال بطور الزام ان کے خلاف پیش کریں، کیونکہ ان سب میں قدر مشترک ترک تقلید ہے۔

(۱) غیر مقلد عوام کو کہا کرتے ہیں کہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث صحیح ہیں اور رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔ ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں اور سجدہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی احادیث صحیح ہیں۔

(۳) سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔

یہ تینوں فیصلے نہ ہمیں قرآن میں ملے ہیں، نہ حدیث میں۔ اگر وہ یہ تینوں فیصلے ہمیں حضور ﷺ کی حدیث صحیح میں دکھا دیں تو ہم مان لیں گے کہ وہ محمدی بھی ہیں اور اہل حدیث بھی، ورنہ ہم ان کو دعویٰ محمدی اور اہل حدیث میں جھوٹا سمجھیں گے، اور اگر وہ یہ فیصلے حدیث سے نہ دکھا سکے اور قیامت تک نہ دکھا سکیں گے تو لکھ دیں کہ ہم آج تک جھوٹ بولتے رہے۔ ہم نہ محمدی ہیں نہ ہی اہل حدیث۔ پھر وہ اجماع خیر القرون وائمہ اربعہ یا فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول سے یہ فیصلے دکھا دیں تو ہم تحریر لکھ دیں گے کہ وہ اپنے فیصلے تحقیقی دلائل (قرآن وحدیث) سے ثابت نہیں کر سکے، البتہ اجماع ائمہ اربعہ اور فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول سے ہمیں الزام دینے میں کامیاب ہو گئے، لیکن وہ قیامت تک ایسا بھی نہیں کر سکیں گے۔

گویا مناظرہ تو کیا وہ مجادلہ میں بھی ناکام ہیں۔ ہاں احناف اور شوافع کے درمیان جو اختلافی اصول ہیں، ان سے استدلال کا ان کو ہرگز حق نہ ہوگا کیونکہ ان سے استدلال نہ تو تحقیقی جواب ہے کہ اس کے تحقیقی دلائل صرف قرآن وحدیث ہیں اور نہ ہی الزامی جواب، کیونکہ الزامی جواب مسلمات خصم پر مبنی ہوتا ہے اور ہماری کتب اصول فقہ میں ان کو کہیں تسلیم نہیں کیا گیا (بحیثیت مذہب) تو ان سے ہم پر الزام قائم

نہ ہوگا، ہاں وہ استدلال کرنے والے مشرک بن جائیں گے اس لیے غیر مقلدین نہ اپنے قیاسی جواب دیں کہ ان کے نزدیک یہ کار شیطانی ہے، نہ امتیوں کے اقوال پیش کر کے مشرک بنیں نہ بے سند اقوال لکھ کر بے دین بنیں، نہ خاموش رہ کر گونگے شیطان، یہ سب ان کے مسلمات پر ہے۔

غیر مقلدین حضرات کی ہر مسجد میں ایک اشتہار اثبات رفع یدین کا لگا ہوتا ہے اس میں یہ دعویٰ ہے کہ ان کا رفع یدین کا یہ مکمل عمل قرآن پاک کی دو آیات سے ثابت ہے۔

پہلی آیت: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ ساری امت نے اس آیت کا مطلب احادیث صحیحہ اور اجماع کی روشنی میں یہی بیان کیا ہے کہ اپنے رب کی نماز (عید) پڑھ اور (اس کے بعد) قربانی کر۔ مگر اشرف سلیم نے قربانی کی بجائے رفع یدین مراد لی ہے، جو روایت بیان کی اس سے ظاہر ہے:

(۱) آنحضرت ﷺ کو نحر کا معنی نہیں آتا تھا اس لیے حضرت جبرائیل سے پوچھا۔

(۲) جبرئیل نے فرمایا کہ اس آیت میں نحر سے مراد قربانی ہی نہیں، انها ليست بنحرة۔

(۳) اشرف سلیم نے جو اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ قربانی ہی مراد نہیں، بالکل غلط ہے۔

(۴) ابن ابی حاتم اور ابن کثیر میں یہ الفاظ بھی ہیں: اذا سجدت یعنی جب سجدہ کرو پھر بھی رفع یدین کرو۔ یہ الفاظ مولوی جی نے چھوڑ دیئے۔ کیونکہ ان کے مذہب اور عمل کے خلاف تھے۔

(۵) مستدرک کا حوالہ دیا۔ مگر اسی صفحہ پر علامہ ذہبی نے تلخیص میں لکھا تھا کہ اسرائیل صاحب عجیب ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور دوسرا راوی اصبغ ہے جو شیعہ اور متروک الحدیث ہے۔ (تلخیص المستدرک ص ۵۳۸ ج ۲)

(۶) ذہبی نے یہ بھی لکھا ہے کہ "اصبغ بڑا ہی جھوٹا اور متروک تھا اور رجعت کا قائل تھا"

(میزان ص ۲۷۱ ج ۱)

(۷) بیہقی نے اس کے بعد لکھا تھا کہ یہ روایت کی گئی ہے مگر اعتماد پچھلی روایات پر ہے، یعنی یہ نا قابل اعتماد ہے۔ (ص ۷۶ ج ۲)

مولوی صاحب یہ جملہ بھی کھا گئے (۸۔۹۔۱۰) ابن ابی حاتم و ابن کثیر، فتح البیان کے حوالے دیئے۔ حالانکہ ابن کثیر نے صاف لکھا کہ ''یہ روایت سخت منکر ہے'' اور آخر میں لکھتے ہیں کہ ''یہ سب اقوال سخت ہیں، صحیح صرف یہی قول ہے کہ نحر سے مراد قربانی ہے۔ (ص ۵۵۸ ج ۵۵۹ ج ۴)

درمنثور اور اکلیل کے حوالے دیئے ہیں۔ دونوں علامہ سیوطیؒ کی ہیں۔ جب کہ خود سیوطی نے اکلیل میں اس روایت کے شروع میں بھی ضعیف لکھا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث شدید منکر ہے۔ بلکہ ابن الجوزیؒ نے اس کو موضوعات میں لکھا ہے۔ (اکلیل ص ۲۲۹)

(۸) وغیرہم کا بھی حوالہ دیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ میزان میں اسرائیل بن ابی حاتم کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ ''یہ مقاتل کے حوالہ سے جھوٹی احادیث بیان کیا کرتا تھا۔ اور ان جھوٹی حدیثوں کی مثال میں یہی روایت ذکر کی ہے''

(۹) اشرف سلیم صاحب نے یہ لکھا ہے ''قربانی ہی مراد نہیں'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیک وقت وانحر سے قربانی، اور رفع یدین مراد لیتے ہیں۔ لیکن وہ قربانی نماز کے بعد کرتے ہیں اور رفع یدین نماز کے اندر۔ یا تو سب غیر مقلدین جنہوں نے اس اشتہار کو مسجد کی زینت بنا رکھا ہے، قربانی بھی نماز کے اندر رکوع کے وقت کیا کریں، یا پھر رفع یدین بھی نماز سے فارغ ہو کر گھر جا کر کرلیا کریں۔ ایک دلیل میں اتنے دھوکے، قرآن پر جھوٹ، جبرئیل پر جھوٹ، فرشتوں پر جھوٹ، کتابوں سے نقل میں خیانت اس کی مثال ہمیں کافروں کی کتابوں میں بھی نہیں ملی، ایسے گندے اور جھوٹے اشتہار کو مسجد میں لگانا، غیر مقلدوں کو ہی زیب دیتا ہے ورنہ ایسے جھوٹے اشتہار کسی گرجے اور مندر میں بھی نہیں دیکھے۔

دوسری آیت: قرآنی دلیل نمبر۲ کے تحت لکھا ہے ﴿خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ اس آیت کا رفع یدین کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں، نہ ہی اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کو رفع یدین کی زینت سے خالی رکھنا، صرف تیسری رکعت کو زینت دینا اور دونوں سجدوں کو زینت سے خالی رکھنا صرف رکوع کو زینت دینا، نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا یہ شان نزول بتایا ہے، نہ ہی کبھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس آیت کو رفع یدین متنازعہ فیہ کے لیے پیش فرمایا ہے۔

غیر مقلدین غور فرمالیں کہ شیعوں کی نماز غیر مقلدین سے زیادہ زینت والی ہے، ہر رکعت مزین، ہر سجدہ مزین، ہر سلام مزین، آیت کا تعلق لباس سے ہے۔

الغرض! یہ بھی قرآن پاک پر جھوٹ ہے، جو فرقہ ابتداء ہی قرآن پاک پر جھوٹ سے کرے اور ان جھوٹوں سے اپنی مساجد کو مزین کرے، اس کو بھلا سچ کی توفیق کیسے ملے۔

غیر مقلدین کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رفع یدین کے پورے عمل پر چارسو احادیث وآثار ثابت ہیں۔ (اشتہار، نیز صلوٰۃ الرسول ص ۲۵۴)

یہ محض جھوٹ ہے۔ ان چارسو صحابہ کی یہ چارسو روایات کسی کتاب میں صحیح سند سے نہیں ہیں۔ یاد رہے جھوٹ منافق کی نشانی ہے۔

غیر مقلدین کا جھوٹ

(۱۰) غیر مقلدوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ''رفع یدین کے اس مکمل عمل کی حدیث ۵۰ صحابہ نے روایت کی ہے جن میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ اس پر اشرف سلیم صاحب نے جزء رفع یدین بخاری کا حوالہ دیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔

نوٹ:۔ یاد رہے کہ صحیح بخاری شریف، امام بخاری سے تقریباً نوے ہزار لوگوں نے پڑھی، امت میں یہ کتاب متواتر ہے لیکن جزء رفع یدین اور جزء القراۃ دونوں ناقابل اعتماد رسالے ہیں، کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی راوی (محمود ابن اسحاق

الخزاعی) ہے جس کا ثقہ ہونا بطریق محدثین ہرگز ثابت نہیں اور نہ ہی کوئی غیر مقلد ثابت کرسکتا ہے۔

(۱۱) اس میں شک نہیں کہ خلفائے راشدین کا مقام سب صحابہ سے بلند ہے لیکن خلفائے راشدین سے نہ تو رفع یدین کے مکمل عمل پر آنحضرت ﷺ سے ساری عمر رفع یدین کرنے کی حدیث ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحیح سند سے یہ ثابت ہے کہ خلفائے راشدین خود ساری عمر رفع یدین کرتے رہے۔ یہ حضور ﷺ پر جھوٹ ہے اور خلفائے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) پر بھی۔

(۱۲) حضرات عشرہ مبشرہ میں سے باقی حضرات حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم نے بھی نہ آنحضرت ﷺ سے رفع یدین روایت کی، نہ خود ان کا ساری عمر رفع یدین کرنا کسی سند سے ثابت ہے، یہ بھی حضورؐ اور عشرہ مبشرہ پر جھوٹ ہے۔

رفع یدین کانفرنس

صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ا پر ہے کہ ''حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپؐ کی محفوظ نماز کا ذکر فرمایا جس میں صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کا ذکر ہے اور بس۔ اس سے معلوم ہوا کہ اور کسی جگہ کی رفع یدین باقی نہ رہی۔

اس صحیح حدیث کے خلاف ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ ''حضرت ابوحمید الساعدیؓ نے دس صحابہ کی موجودگی میں فرمایا، میں تم سب سے زیادہ حضورؐ کی نماز کو جانتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ کونسا مسئلہ ایسا جانتے ہو جس کا ہمیں علم نہ ہو۔ تو انہوں نے رکوع کی رفع یدین کا مسئلہ بتایا تو سب نے کہا کہ آپ نے سچ کہا (یعنی یہ مسئلہ آپ ہی جانتے ہیں، ہمیں اس کا علم نہیں تھا) اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس سے تو یہ معلوم ہوتا کہ رکوع کی رفع یدین پر عمل کہاں، صحابہ کی اکثریت اس کو جانتی تک نہ تھی،

اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہے۔ (میزان)

(۱۳) جب ان دس صحابہؓ کے نام پوچھے جاتے ہیں تو دس کی بجائے اٹھارہ نام بتائے جاتے ہیں، اور وہ یہ ہیں ابوقتادہ، ابواسید، محمد بن مسلمہ، ابوہریرۃ، سہل بن سعد، امام حسن بن علی، زید بن ثابت، عقبہ بن عامر، ابومسعود، عبداللہ ابن عمر، سلمان، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری، عائشہ، بریدہ، عمار بن یاسر، ام درداء اور ابوحمید۔ لیکن ان کا کسی محفل میں جمع ہونا محض بے دلیل اور بے ثبوت ہے، کسی صحیح سند سے ثابت نہیں۔

(۱۴) بلکہ ان میں بعض ایسے نام ہیں جن کی وجہ سے اس واقعہ کا بالکل جھوٹا ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس کا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ہے اس کی پیدائش ۴۰ھ میں ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی عمر کم از کم دس سال کی ہو تو اس مجلس کا حال بیان کر سکتا ہے، یعنی کم از کم یہ مجلس ۵۰ھ میں منعقد ہوئی ہو گی، جب کہ سلیمان فارسی ۳۴ھ، ابومسعود بدری ۳۸ھ محمد بن مسلمہ ۴۱ھ، ابواسید ۳۰ھ، عمار بن یاسر ۳۷ھ، ابو قتادہ قبل ۴۰، امام حسن بن علی ۴۹ھ زید بن ثابت ۴۵ھ، ان دس میں سے یہ آٹھ تو مجلس کے انعقاد سے کئی سال پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ کیا زندہ صحابہ میں سے کوئی بھی رفع یدین کو نہیں جانتا تھا کہ مردہ کانفرنس قائم کی گئی اور پندرہ بیس سال پرانی قبریں اکھاڑی گئیں۔ حالانکہ نہ ان سے دوام رفع یدین کی روایت ثابت، نہ ہی ان کا اپنا دائمی عمل۔

(۱۵) ان پچاس ناموں میں ابی بن کعبؓ، ابودرداء، عمرو بن عاص، قتادہ، زیاد بن حارث، عدی بن عجلان، عبداللہ بن جابر، حکم بن عمیر، وائل بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی نام درج کرتے ہیں حالانکہ نہ ان سے دوام رفع یدین کی روایت اور نہ ان کا عمل، سب جھوٹ ہے۔

(۱۶) اشرف سلیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ سب کے سب رفع یدین کرتے تھے۔ یہ محض بے سند جھوٹ ہے۔

غیر مقلدوں کا عوام کے سامنے جھوٹ

(۱۷) رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ پر تو محض جھوٹ ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر کا قول طبرانی کبیر ص ۲۹۷ ج ۱۷ پر ہے مگر وہاں اشارے کا ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کا، اسی طرح کنز العمال میں اور مجمع الزوائد میں اشارے کا ذکر ہے۔

(۱۸) یہ قول اشارے والا بھی کسی صحیح سند سے ثابت نہیں، اس کی سند میں ایک تو ابن لھیعہ ہے جس کو خود انہوں نے الرسائل ص ۱۷۴ پر ضعیف قرار دیا ہے اور ص ۲۱۶ پر اس سے استدلال کیا ہے۔

(۱۹) دوسرا راوی مشرح بن عاھان ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ عقبہ سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا۔ اس نے حجاج کے لشکر میں شامل ہو کر خانہ کعبہ پر گولہ باری کی تھی۔ (تہذیب ص ۱۵۵ ج ۱۰)

(۲۰) اگر صحیح بھی ہوتا تو اس کا فائدہ شیعوں کو غیر مقلدوں سے بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ زیادہ جگہوں پر رفع یدین کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں۔

(۲۱) کبھی متنازعہ رفع یدین کی حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔

غیر مقلدین کا آخری سہارا

حضرت شیخ الہندؒ نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ دوام رفع یدین کرنا کسی نص صریح سے ثابت کر دیں۔ امت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولنا، اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا ہے۔ خواہ خود جھوٹ بولے، خواہ کسی کا جھوٹ حضورؐ کے ذمہ لگا دے۔

آج کل کے غیر مقلدین بلا استثناء تقریر و تحریر میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ جھوٹ بول رہے ہیں کہ آپؐ نے اپنی زندگی کی آخری نماز بھی اس رفع یدین کے ساتھ ادا فرمائی۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ جھکنے اٹھنے کے وقت تکبیر کے ذکر کے ساتھ تو حتیٰ فارق الدنیا کا لفظ صحیح بخاری ص ۱۱۰ پر حضرت ابو ہریرہؓ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے جو دوام تکبیر پر نص صریح، صحیح ہے کہ حضرت آخر عمر تک تکبیر کہتے رہے۔

مگر رفع یدین متنازعہ فیہ کے بارے میں یہ ثابت نہیں۔

آخر غیر مقلدین نے بیہقی کے حوالہ سے ایک جھوٹی حدیث پیش کر ہی دی جس میں فما زالت صلوته حتی لقی الله کے الفاظ ہیں۔ مگر اس کا پہلا راوی ابو عبداللہ الحافظ غالی شیعہ ہے (میزان ج ۳، ص ۶۰۸) دوسرا راوی جعفر بن محمد بن نصر کی توثیق ثابت نہیں ہے۔ تیسرا راوی عبدالرحمٰن بن قریش متہم بالوضع ہے (میزان ج ۳، ص ۵۸۲) یعنی اتنا بڑا جھوٹا انسان کہ جب بھی جھوٹ بولتا ہے حضورؐ پر جھوٹ بولتا ہے۔ چوتھے اور پانچویں راوی عبداللہ بن احمد الدجی، اور الحسن بن عبداللہ حمدان کی بھی توثیق ثابت نہیں ہے۔

چھٹا راوی عصمہ بن محمد انصاری ہے جس کو محدثین نے کذاب اور واضع احادیث قرار دیا ہے (میزان ج ۳، ص ۶۸) کہ یہ بھی جھوٹ گھڑ گھڑ کر آنحضور ﷺ کے ذمہ لگاتا تھا۔ یہ ہے غیر مقلدین کے مذہب کا سرمایہ جس کی سند کا ایک راوی غالی شیعہ، تین مجہول اور دو کذاب ہیں۔ چنانچہ جب یہ روایت پیش کی تو علامہ نیمویؒ نے آثار السنن میں فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ بناوٹی ہے۔ مگر غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری نے یہ کہہ کر ہتھیار ڈال دیئے کہ ہمارا استدلال اس حدیث پر مبنی نہیں جب محدث اعظم نے ہتھیار ڈال دیے تو اب ہی اس جھوٹی حدیث کو پیش کرنے سے توبہ کر لیتے۔ مگر یہی تو جھوٹے مذہب کا آخری سہارا ہے، آخر ان کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بھرے مجمع میں مناظرہ جلال پور (پیروالہ) میں یہ حدیث پیش کر دی۔ وہاں ان کے (شیعہ) ثالث نے بھی یہ تحریر لکھ دی کہ جب مولوی ثناء اللہ نے بیہقی کی حدیث پیش کی جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ آخر دم تک رفع یدین کرتے رہے تو مولوی غلام محمد صاحب نے اس حدیث کے راویوں سے عصمہ ابن محمد انصاری کو رجال کے حوالہ سے متروک، اور عبدالرحمان بن قریش بن خزیمہ کو ذہبی کے حوالہ سے واضع الحدیث کے ساتھ متہم بتایا، میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ (سیرت ثنائی ص ۴۳۶)

غیر مقلدین پر اب ہر طرف سے پھٹکار برس رہی تھی کہ جس روایت کو شیعہ تک جھوٹی تسلیم کر لیں (تو پھر ایسے مذہب کا تو اللہ ہی حافظ ہے) تمہیں مجمع عام میں حضورؐ پر جھوٹ بولتے ذرّہ برابر شرم نہ آئی، خدا کا خوف تو دل سے نکل گیا تھا، آنکھوں میں انسانوں کی شرم ہی رکھتے۔ مگر اب بھی طریقہ یہ ہے کہ ان کا مولوی سٹیج پر بیٹھ کر حضورؐ پر جھوٹ بولتا ہے اور چند نوجوانوں کو پیسے دے کر نعرے لگوائے جاتے ہیں۔ مسلک اہل حدیث زندہ باد۔

مناظرہ چک بخشو میں ان کے شیخ الحدیث عبداللہ امجد چھتوی نے یہی حدیث پیش کر دی، چودھری محمد اسلم صاحب ایڈوکیٹ ثالث تھے۔ میں نے روایت کی سند کا حال بیان کر کے آخر میں کہا کہ اس قسم کی دو حدیثیں اور بھی کتابوں میں ہیں۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رکوع کے وقت رفع یدین کی، اس کی نماز نہیں ہوتی، مگر ان دونوں کی سندوں میں ایک ایک راوی جھوٹا ہے۔ اس لیے ہم ان احادیث کو کبھی دلائل میں پیش نہیں کرتے، اب میں صرف اس لیے دکھا رہا ہوں کہ عبداللہ چھتوی صاحب وہ اصول ہمیں دکھلا دیں جس کی بنا پر یہ دونوں حدیثیں جن کی سند کا ایک ایک راوی جھوٹا ہے، وہ تو جھوٹی رہیں، مگر جس کی سند میں ایک غالی شیعہ، دو کذاب اور تین راوی مجہول ہوں، وہ سچی ثابت ہو جائے۔ وکیل صاحب نے چھتوی سے جواب پوچھا! تو کہنے لگا کہ "آپ کہتے ہیں کہ یہ ثابت کر دو کہ آنحضرت ﷺ نے آخری عمر تک رفع یدین کی ہے۔ مگر میں تو یہ بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضور ﷺ نے آخری عمر میں نماز ہی پڑھی ہو۔

پھر چھتوی صاحب سے کہا گیا کہ آپ قرآن و حدیث کے سوا کچھ اور نہیں مانتے لیکن آپ اس رفع یدین کو سنت کہتے ہیں، آپ یہ حکم ہی قرآن کی کسی آیت یا حدیث سے دکھا دیں۔ تو اس نے کہا کہ میں اس رفع یدین کو کبھی سنت نہیں کہوں گا اور میدان سے بھاگ نکلا۔

غیر مقلدین کی ذلت آمیز شکست

رسالہ تحقیق مسئلہ رفع یدین میں دو چیلنج تھے۔ پہلا چیلنج ملاحظہ ہو

ایک جھوٹی حدیث غیر مقلدین بیہقی کے حوالہ سے رفع یدین کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ "فما ذالت تلک صلوته حتی لقی الله تعالیٰ" آپ آخر عمر تک رفع یدین والی نماز پڑھتے رہے۔ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمان قریش ہے۔ علامہ سلیمانی فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال ج ۲، ص ۵۸۲)

اس سند کا دوسرا راوی عصمہ بن محمد الانصاری ہے، اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں "کذاب، یضع الحدیث" (میزان ج ۳، ص ۲۸) یعنی بڑا جھوٹا ہے، جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ علامہ عقیلی فرماتے ہیں کہ وہ باطل حدیثیں روایت کرتا تھا، ایسی جھوٹی حدیث کو بیان کرنا بھی بالکل حرام ہے۔ اگر کوئی غیر مقلد اس کو صحیح ثابت کردے تو ہم اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے، ہے کوئی مرد میدان جو ہمت کرے۔ دیدہ باید (ص ۱۹)

اس چیلنج کا شائع ہونا تھا کہ غیر مقلد نوجوانوں نے اپنے مولویوں کے ناک میں دم کر دیا، وہ ایک ہاتھ میں حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول اٹھاتے، جس کے ذریعہ یہ جھوٹی حدیث ہر غیر مقلد کے گھر پہنچ چکی ہے، دوسرے ہاتھ میں رسالہ تحقیق رفع یدین لیتے کہ اس کو صحیح ثابت کرنے سے ہزار روپیہ ملے گا، اور ہمارا مذہب بھی سچا ثابت ہوگا ورنہ سب جان لیں گے کہ جس مذہب کا صادق ہی اتنا جھوٹا ہو کہ نبی پاک ﷺ کے ذمہ جھوٹ لکھ کر گھر گھر پہنچا دے وہاں پھر غیر صادقوں کا کیا حال ہو گا۔ گوجرانوالہ میں تو اور ہی مصیبت تھی کہ مستری نور حسین نے بھی یہ جھوٹی حدیث اپنے رسالہ کے ذریعہ ہر گھر پہنچا دی تھی۔ نوجوان رو رو کر مولویوں کو کہتے تھے کہ "ہمارے نور نے کیا ظلمت پھیلا دی"۔ آخر پندرہ مجاہدین اٹھے، جن میں۔

(۱) مولانا عبدالحمید صاحب، صدر مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۲) مولانا عطاالرحمان اشرف، جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ۔

(۳) مولانا فاروق اصغر صارم صاحب (مبعوث دارالافتاء سعودی عرب) مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۴) مولانا غلام اللہ ضیاء صاحب جھنگوی، مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔

(۵) مولانا ابوزکریا صاحب شیخوپوری۔

(۶) مولانا صوفی محمد اکبر صاحب خطیب جامع مسجد ناصر کان روڈ (بخشے والا) گوجرانوالہ۔

(۷) مولانا حافظ محمد طیب صاحب بھٹوی، مدرس جامعہ محمدیہ چوک اہل حدیث گوجرانوالہ۔

(۸) حافظ قاری محمد اکرام صاحب، جامعہ محمدیہ چوک اہل حدیث گوجرانوالہ۔

(۹) جناب محمد خالد صاحب بی اے سی ٹی سرفراز کالونی گوجرانوالہ۔

(۱۰) مولانا رحمت اللہ فقیر صاحب۔ ہموں گکھڑ سیالکوٹ۔

(۱۱) مولانا محمد ادریس صاحب، خطیب جامع مسجد اہل حدیث، حضرت کیلیا نوالہ (ضلع گوجرانوالہ)

(۱۲) جناب ادریس بن صدیق، فاضل ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب لاہور۔

(۱۳) ڈاکٹر ایچ ایم یوسف، اسم اعظم والے، تحصیل بازار سیالکوٹ۔

(۱۴) رانا محمد اقبال ایڈووکیٹ، ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ۔

(۱۵) جناب محمد اعظم، نائب شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ اسلامیہ و خطیب جامع مسجد رحمانیہ گوجرانوالہ، شامل ہیں۔

ان سب حضرات نے تقریباً پانچ سال کی طویل مدت میں چھوٹے سائز والے ۳۲ صفحات کے رسالے کا جواب بڑے سائز کے تقریباً پانچ صد صفحات میں لکھا مگر جس حدیث کو صحیح ثابت کرنے بیٹھے تھے، اس کو صحیح ثابت نہ کر سکے۔ شیخ الحدیث صاحبان کی شیخی کرکری ہوگئی، اسم اعظم بھی اس مردہ نعش میں جان نہ ڈال سکا اور وہ

یہی کہتے رہے کہ:

جو آرزو تھی اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

ہائے اس مذہب کی بے بسی قابل دید ہے۔ یہ مذہب صرف، مسلک اہل حدیث زندہ باد کے نعروں پر قائم ہے، لاڑکانہ کے مناظرے میں جہاں پیر محب اللہ شاہ آف پیر جھنڈا جیسے وسیع المطالعہ غیر مقلد علماء بھی موجود تھے، میں نے کہا کہ اگر آپ اس حدیث کو صحیح ثابت کر دیں تو میں باوضو ہوں، اسی وقت دو نفل رفع یدین کے ساتھ پڑھوں گا اور ساری عمر کے لیے یہی عمل جاری رکھوں گا۔

بے چارے پڑھے لکھے غیر مقلد تقریباً دو گھنٹے اپنے مولویوں کی منتیں کرتے رہے کہ خدا کے واسطے اس حدیث کو صحیح ثابت کر دو۔ مگر وہ کیا کر سکتے تھے۔ مردہ کو زندہ کرنا تو شاید ممکن ہوتا، مگر اس حدیث کو سچا کرنا محال ہے۔

افسوس ہے کہ اس کے باوجود یہ جھوٹی حدیث حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول کے ذریعہ غیر مقلدین کے گھر گھر پڑھی جا رہی ہے اور اشرف سلیم کے اشتہار اثبات رفع یدین کے ذریعہ ہر مسجد میں لگی ہوئی ہے، کئی سال سے یہ جھوٹی حدیث غیر مقلد کے ہر گھر میں پڑھی جا رہی ہے۔ اب مولوی محمد عبد الرؤف نے صلوۃ الرسول کے حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ مجھے یہ حدیث سنن بیہقی میں نہیں ملی۔

علیٰ کل حال یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں عبد الرحمن بن قریش ابن خزیمہ ہے اور یہ متہم بالوضع ہے۔ (حاشیہ صلوۃ الرسول ص ۲۷۳)

غیر مقلدین کے بڑے اور چھوٹے سب کی عادت ہے کہ جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو اس کو ضعیف کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر یہ جھوٹی حدیث ان کے مذہب کا آخری سہارا ہے جس کو یہ لوگ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ محمد خالد گھر جاکھی کے والد مستری نور حسین گھر جاکھی نے رسالہ قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین کے ص ۸ پر عنوان لکھا: ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات تک رفع یدین کرنا''

پھر یہی جھوٹی حدیث لکھ کر حدیث کی کتابوں میں سے مسند احمد، بیہقی کا حولہ دے دیا۔

غیر مقلدین حضرات سے چند سوالات

ہمارے غیر مقلد دوست کہا کرتے ہیں کہ ہماری نماز کا ہر ہر مسئلہ حدیث صحیح صریح متفق علیہ غیر معارض سے ثابت ہے جس میں قیاس اور اجتہاد کا کوئی دخل نہیں۔ اس لیے وہ مندرجہ ذیل مسائل کی احادیث صحیحہ صریحہ متفق علیہا غیر معارضہ پیش فرمائیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ کا فرض ہونا (۲) اکیلے نمازی اور مقتدی کا ہمیشہ تکبیر تحریمہ آہستہ کہنا (۳) نماز میں ثنا کا سنت مؤکدہ ہونا (۴) امام کا ہمیشہ ثناء آہستہ پڑھنا جبکہ حضرت عمرؓ نے امام بن کر ثناء اونچی آواز سے پڑھی (۵) مقتدی کا ثناء ہمیشہ آہستہ پڑھنا جبکہ نسائی میں مقتدی کا حضورؐ کے پیچھے ثناء بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے (۶) اکیلے نمازی کا ثناء ہمیشہ آہستہ آواز سے پڑھنا (۷) ثناء کے بعد تعوذ کی ترتیب (۸) تعوذ کا سنت ہونا (۹) امام مقتدی اور منفرد سب کا تعوذ آہستہ آواز سے پڑھنا (۱۰) تحریمہ کے وقت ہاتھ ہمیشہ کندھوں تک اٹھانا (۱۱) قیام کا فرض ہونا صرف فرائض میں (۱۲) سنت ونفل میں قیام کا سنت ہونا (۱۳) قیام میں ہمیشہ ہاتھ سینے پر باندھنا (۱۴) نوافل میں ہاتھ سینہ پر باندھنا (بیٹھنے کی حالت میں) (۱۵) تعوذ تسمیہ کی ترتیب (۱۶) بسم اللہ کا سنت مؤکدہ ہونا (۱۷) اکیلے نمازی کا ہمیشہ تسمیہ آہستہ پڑھنا (۱۸) مقتدی کا ہمیشہ تسمیہ آہستہ پڑھنا (۱۹) امام کا ہمیشہ تسمیہ بلند آواز سے پڑھنا (۲۰) سورۃ فاتحہ کا اکیلے نمازی پر فرض ہونا (۲۱) سورۃ فاتحہ کا امام پر فرض ہونا (۲۲) سورۃ فاتحہ کا مقتدی پر فرض ہونا (۲۳) اکیلے نمازی کا سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھنا (۲۴) بعض مقتدیوں کا فاتحہ امام کی فاتحہ سے پہلے پڑھنا (۲۵) بعض مقتدیوں کا امام کے سورۃ کے ختم کے بعد فاتحہ پڑھنا (۲۶) امام کا گیارہ رکعتوں میں فاتحہ آہستہ پڑھنا (۲۷) امام کا چھ رکعتوں میں فاتحہ بلند آواز سے پڑھنا (۲۸) فاتحہ کے بعد آمین

کا سنت مؤکدہ ہونا (۲۹) اکیلے نمازی کا ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہنا (۳۰) مقتدی کا ہمیشہ گیارہ رکعتوں میں آہستہ آمین کہنا (۳۱) جہری رکعتوں میں جو مقتدی امام کی سورۃ کے وقت ملے اس کا اپنی فاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہنا۔ (۳۲) جہری رکعتوں کو جو مقتدی امام کے بعد پورا کرے ان میں ہمیشہ آہستہ آمین کہنا (۳۳) جو مقتدی جہری رکعت میں امام کی فاتحہ کے آخر میں ملے اس کا اپنی فاتحہ کے درمیان اونچی آواز سے اور اپنی فاتحہ کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا۔ (۳۴) امام کا گیارہ رکعتوں میں ہمیشہ آہستہ آمین کہنا (۳۵) آمین کے بعد اکیلے نمازی پر زائد قرآن کا نہ فرض ہونا، نہ واجب ہونا بلکہ صرف سنت ہونا (۳۶) امام پر بھی سورۃ کا لازم نہ ہونا (۳۷) مقتدی پر ہر نماز میں قرآن کی ۱۱۳ سورتوں میں سے کچھ پڑھنا، حرام ہونا (۳۸) رکوع سے پہلے تکبیر کا سنت مؤکدہ ہونا (۳۹) تکبیر کب شروع کرے اور کہاں ختم کرے (۴۰) رکوع سے پہلے ہمیشہ بغیر تکبیر کے رفع یدین کرنا (۴۱) اس تکبیر کا اکیلے اور مقتدی کا آہستہ کہنا (۴۲) رکوع کا فرض ہونا۔

نوٹ: آپ حضرات نے اگر ان سوالات کا جواب احادیث صحیحہ صریحہ متفق علیہا غیر معارضہ سے دے دیا تو ہم مان لیں گے کہ آپ کی نماز حدیث سے ثابت ہے، آپ سچے اہل حدیث ہیں۔ ہم بھی حنبلی مذہب چھوڑ کر آپ کے ساتھ مل جائیں گے اور سعودی حنبلی حکومت کو مشرک مان لیں گے۔ اور اگر آپ جواب نہ دے سکے تو ہم یقین کر لیں گے کہ آپ بالکل جھوٹے اہل حدیث ہیں۔ جب آپ کی نماز پنجگانہ بھی احادیث سے ثابت نہیں تو زندگی کے باقی مسائل میں آپ کو کہاں سے احادیث ملیں گی۔ فرقہ غیر مقلدین کی نئی شاخ مسعودی فرقہ کی نماز بھی ہرگز حدیث سے ثابت نہیں۔ وہ بھی ان سوالات کا جواب احادیث صریحہ صحیحہ متفق علیہا غیر معارضہ سے دے سکتے ہیں تو دیں، لیکن یہ سب اس سے عاجز رہیں گے۔ کیونکہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی نماز

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

نماز میں ہاتھوں کا ناف کے نیچے رکھنا

عن ابی جحیفة ان علیا رضی اللہ عنه قال السنة وضع فی الصّلٰوة تحت السرة (ابوداؤد ص ۶۷، دار قطنی ص ۲۸۶)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں ہاتھ کو ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا مسنون طریقہ ہے۔

نوٹ: یہ روایت ابوداؤد کے مشہور تین نسخوں میں سے ابن اعرابی کے نسخہ میں موجود ہے۔ (بحوالہ اعلاء السنن صفحہ ۱۶۶)

بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا

عن انس قال صلیت مع رسول اللہ علیه وسلم وابی بکر و عمر وعثمان فلم اسمع احدا منهم یقرا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. (مسلم ج ۱ ص ۱۷۲ سطر ۶)

ترجمہ۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ اور ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ نماز پڑھی ۔ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ انما جعل الا مام لیوتم به فاذا کبر فکبر وا واذا قرء فانصتوا واذا قال سمع اللہ لمن حمده فقولو االلهم ربنا لک الحمد. (نسائی ج ۱ ص ۱۴۶ سطر ۲۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

کہ امام اسی لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے ۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔

عن ابی موسی الاشعری قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فعلمنا سنتنا وبین لنا صلوتنا فقال اذا کبر الامام فکبروا و اذا قرء فانصتوا.

(صحیح ابوعوانہ ص ۱۲۳ ج ۲ ۔ واللفظ لمسلم ج ۱ ص ۱۹۳)

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی اور ہمیں نماز کا طریقہ بتلایا کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

آمین آہستہ کہنا

عن وائل ابن حجر قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فلما قرا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین واخفی بھا.

(مسند امام احمد ص ۳۱۶ ج ۴ ۔ دار قطنی ج ۱ ص ۳۳۴)

ترجمہ: وائل ابن حجر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا تو آہستہ آواز سے آمین فرمایا۔

نماز میں تحریمہ کے بغیر رفع یدین نہ کرنا

عن علقمۃ عن عبد اللہ قال الا اخبرکم بصلوۃ رسول

اللہ ﷺ قال فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد.

(نسائی ص ۱۵۸ ج ۱ سطر ۱۶)

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کیا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارہ میں مطلع نہ کروں؟ چنانچہ کھڑے ہوئے اور ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر آخر تک ایسا نہ کیا۔

عن عبداللہ عن النبی ﷺ انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود. (طحاوی ج ۱ ص ۱۱۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرتے پھر (پوری نماز میں) کہیں ایسا نہ کرتے۔

دو رکعتوں کے درمیان جلسہ استراحت نہ کرنا

عن ابی ہریرۃؓ قال کان النبی ﷺ ینھض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ. (ترمذی ج ۱ ص ۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز میں اپنے قدموں کے بل کھڑے ہو جاتے۔

بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دایاں پاؤں کھڑا کرنا

عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر (الی ان قالت) و کان یفترش رجلہ الیسری و ینصب رجلہ الیمنی. (مسلم ج ۱ ص ۱۹۴۔۱۹۵)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر سے نماز کا آغاز کرتے (ان کے مفصل بیان کے آخر میں ہے کہ) آپ بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر دیتے۔

فجر کی سنتیں سورج کے طلوع ہونے کے بعد ادا کرنا

عن ابی سعید الخدریؓ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا صلوۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس ولا صلوۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس.

(بخاری ج ۱ ص ۸۲۔۸۳)

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کے بعد سورج کے بلند ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں۔

عن ابی ہریرةؓ قال رسول اللہ من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلها بعد ماتطلع الشمس. **(ترمذی ج ۱ ص ۹۶)**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو اس کو چاہئے کہ ان کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔

فجر کو سفیدی میں ادا کرنا

عن رافع بن خدیجؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر. **(ترمذی ص ۴۱)**

ترجمہ: رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کو روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ ایسا کرنا ثواب کے لئے بہت سودمند ہے۔

عن محمود بن لبید عن رجال من قومه من الانصار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسفر تم بالصبح فانه اعظم بالاجر.

(نسائی ص ۹۴)

ترجمہ: محمود بن ولید اپنی قوم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم فجر کو جس قدر روشنی میں پڑھو گے، ثواب میں زیادتی ہوگی۔

گرمیوں میں ظہر کا دیر سے پڑھنا

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم (بخاری ص ۷۷ ج ۱ سطر ۵)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ ﷺ اذا کان الحر ابرد بالصلوة و اذا کان البرد عجل . (نسائی ص ۷۷)

ترجمہ: انس ابن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گرمی میں نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے اور سردی میں جلدی کرتے۔

تین وتر

عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ انه رقد عند رسول الله ﷺ (الی ان قال) ثم اوتر بثلاث. (مسلم ص ۲۶ ج ۱)

ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوئے تھے (اس طویل بیان کے آخر میں کہتے ہیں کہ) آپ نے پھر تین وتر پڑھے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ کان یوتر ﴿بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَقُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾. (ترمذی ص ۱۰۶، نسائی ص ۲۵۱، ابن ماجہ ص ۸۳)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سَبِّحِ اسْمَ

رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَقُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ (تین سورتوں سے) وتر پڑھا کرتے تھے۔

عیدین میں زائد چھ تکبیریں

ان سعید ابن العاص سأل ابا موسی الاشعری وحذیفة ابن الیمان کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابوموسی کان یکبر اربعا تکبیرة علی الجنائز فقال حذیفة صدق فقال ابو موسی کذالک کنت اکبر فی البصرة حیث کنت علیھم. (ابوداؤد ص ۱۲۳)

ترجمہ: سعید ابن العاص نے ابوموسیٰ اشعری اور حذیفہ بن الیمان سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں کس طرح تکبیر کرتے تھے۔ تو ابوموسیٰ الاشعری نے کہا کہ جنازہ کی تکبیروں کی طرح ہر رکعت میں چار تکبیریں کرتے (پہلی رکعت میں تین تکبیریں زائد اور تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت میں تین تکبیریں زائد اور ایک تکبیر رکوع کی) اس پر حذیفہ نے ان کی تصدیق کی۔ ابوموسیٰ اشعری نے مزید کہا کہ میں بصرہ میں تھا اسی طریقہ سے تکبیریں کرتا تھا جب وہاں کا حاکم تھا۔

بیس تراویح

عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعة. (موطا امام مالک ص ۴۰)

ترجمہ: یزید بن رومان سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب کے

زمانہ میں لوگ رمضان کی راتوں میں تیئیس رکعتیں پڑھتے (بیس تراویح اور تین وتر)

وروی مالک من طریق یزید ابن خصیفة عن السائب یزید عشرین رکعة.

(فتح الباری ج ۵ ص ۱۵۷ و علیہ سکت الحافظ)

فی الموطا من طریق یزید ابن خصیفة عن السائب ابن یزید انها عشرون رکعة. (نیل الاوطار ج ۲، ص ۲۸۹ و ۲۹۹)

و روی محمد ابن نصر المروزی من طریق مالک عن یزید ابن خصیفة عن السائب ابن یزید عشرین رکعة. (قیام اللیل)

ان روایات کے بعینہ راوی بخاری ص ۳۱۲ پر موجود ہیں۔

عن حسن بن عبدالعزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۳ جز ۲)

ترجمہ: حسن بن عبدالعزیز رفیع سے روایت کرتے ہیں کہ ابی بن کعب مدینہ میں لوگوں کو بیس رکعتیں وتر پڑھایا کرتے تھے۔

حج کے مواقع کے سوا دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع نہ کرنا

عن عبداللہ بن مسعودؓ قال مارأیت رسول اللہ ﷺ الا لمیقاتها الاصلوتین صلوة المغرب و العشاء بجمع وصلی لفجر یومذ قبل میقاتها وفی روایة قبل وقتها بغلس. (مسلم ج ۱ ص ۲۱۷)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

اپنے وقت کے بغیر کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا سوائے دو نمازوں کے یعنی مغرب اور عشاء جن کو مزدلفہ میں (ایک ہی وقت میں) پڑھا اور اس دن فجر کو اپنے وقت سے پہلے پڑھا۔

نماز مغرب سے پہلے نفل نہ پڑھنا

عن طاوس قال سئل ابن عمرؓ عن الركعتين قبل المغرب فقال مارايت احدا على عهد رسول الله ﷺ يصليها. (ابوداؤد ص ۱۸۲)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے کہا میں نے عہد نبوی میں یہ دو رکعتیں پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔

نماز جنازہ جنازہ گاہ میں

عن ابی هريرةؓ ان النبی ﷺ صف بهم بالمصلی فكبر عليه اربعا. (بخاری ۱-۱۷۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنازہ گاہ میں صفیں بنوائیں اور (نجاشی) کے جنازہ پر تکبیریں کہیں۔

جنازہ غائبانہ

عن عمران بن حصين ان رسول الله ﷺ وهم لا يظنون الا ان جنازته بين يديه (ابن حبان وفی رواية وما نحن نحسب الا انها موضوعة بين يديه.

(مسند ۴-۴۴۶)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے (نجاشی) کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ہم سب صحابہ یہی گمان

کرتے تھے کہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔
(یعنی یہ جنازہ غائبانہ نہ تھا)

جنازہ اور مسجد

عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ جنازة فی المسجد فلاشئی له . (ابن ابی شیبہ ۳۔۳۶۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کو کوئی اجر نہیں ملتا۔

تکبیرات جنازہ

عن ابراهیم قال قبض رسول اللهﷺ والناس مختلفون فی التکبیر علی الجنائز لا تشاء ان تسمع رجلا یقول سمعت رسول اللهﷺ یکبر سبعا واخر یقول سمعت رسول اللهﷺ یکبر خمسا و اخر یقول سمعت رسول اللهﷺ یکبر اربعا الا سمعة فاختلفوا فی ذلک فکانوا علی ذالک حتی قبض ابو بکر فلما ولی عمر رای اختلاف الناس فی ذلک شق ذلک علیه جدا فارسل الی رجال من اصحاب رسول اللهﷺ فقال انکم معاشر اصحاب رسول اللهﷺ متی تختلفون علی الناس یختلفون من بعدکم ومتی تجتمعون علی امر یجتمع الناس علیه فانظر وا امرا تجتمعون علیه فکانما ایقظهم فقالوا نعم ما رایت یا امیر المؤمنین فاشرعلینا فقال عمرؓ بل اشیروا علی فانما انا بشر مثلکم

فتراجعوا الامر بینهم فاجمعوا امره علی ان یجعلوا التکبیر علی الجنائز مثل تکبیر فی الاضحی و الفطر اربع تکبیرات فاجمع امرهم علی ذلک

(طحاوی مترجم ۱۔۴۴۷)

ترجمہ: امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک تکبیر جنازہ کے متعلق اختلاف تھا۔ کوئی کہتا کہ میں نے آپ کو سات تکبیریں کہتے سنا۔ کوئی کہتا میں نے آپ کو پانچ تکبیریں کہتے سنا۔ کوئی کہتا میں نے آپ کو چار تکبیریں کہتے سنا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات تک لوگوں میں یہی اختلاف رہا۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو آپ پر یہ اختلاف بہت شاق گزرا آپ نے فرمایا کہ تم اصحاب رسول ہو، تم اختلاف کرو گے تو بعد والے بھی اختلاف کریں گے اور گر تم نے اتفاق کر لیا تو تمہارے بعد والے بھی اتفاق کریں گے چنانچہ آپ نے اکابر صحابہ کو جمع فرمایا اور فرمایا اس بارے میں اتفاق کرو۔ چنانچہ پوری بحث وتمحیص کے بعد سب کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ نماز جنازہ چار ہی تکبیروں سے ہوا کرے گا اور عید الاضحیٰ اور عید الفطر بھی فی رکعت چار تکبیریں ہی ہوا کریں گی۔

جنازہ دعا

عن ابی هریرة قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو خلوص سے دعا کرو۔

(ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ ص ۱۴۶ طبع نور محمد دہلی)

دعا کا طریقہ

عن فضالة بن عبيد يقول سمع رسول الله رجلا يدعوا في صلوته لم يمجد الله ولم يصل على النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عجل هذا ثم دعاه فقال له اولغيره اذا صلى احدكم فليبدا بتمجيد ربه والثناء عليه ثم يصلى على النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم يدعوا بما شاء.

(ابوداؤد مترجم ۱۔۵۵۲)

ترجمہ: حضرت فضالہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا اس نے نہ اللہ کی ثنا کی نہ نبی پر درود پڑھا۔ آپ نے فرمایا اس نے جلد بازی کی۔ پھر آپ نے اسے بلایا اور فرمایا جب نماز پڑھو پہلے اللہ کی ثنا کرو پھر نبی پاک پر درود پڑھو پھر جو چاہے مانگو۔

طریقہ نماز جنازہ

عن الشعبى قال التكبيرة الاولى على الميت ثناء على الله و الثانية صلاة على النبی صلی اللہ علیہ وسلم و الثالثة دعاء للميت و الرابعة تسليم.

(عبدالرزاق ۳۔۴۹۱، ابن ابی شیبہ ۳۔۲۹۵)

ترجمہ: امام شعبی فرماتے ہیں نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ جل وجلالہ پر ثنا ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے۔ تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا ہے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام ہے۔

غیر مقلدین کے رسالہ

"مکتوب مفتوح"

پر ایک نظر

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ تقلید کی وضاحت

یہ ایک مسلمہ اور تاریخی حقیقت ہے کہ پاک و ہند میں انگریز کے دور حکومت سے قبل غیر مقلدین کا وجود نہ تھا۔ دور برطانیہ میں اس ملک میں تقلید اور ترک تقلید پر بحث و مناظرہ کا آغاز ہوا اور رد تقلید پر پہلی کتاب معیار الحق نذیر حسین دہلوی نے تحریر فرمائی اور آج تک روافض، منکرین حدیث، منکرین فقہ، مودودی، کیپٹن عثمانی وغیرہ تقلید کے خلاف محاذ آرائی کر رہے ہیں اور عوام کو پریشان کر رہے ہیں۔ ہم ان غیر مقلدوں سے چند علمی سوالات کے ذریعہ یہ مسئلہ سمجھنا چاہتے ہیں، امید ہے کہ وہ ضرور ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ سوالات سے پہلے گزارش ہے کہ آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ ہم ہر سوال کا جواب صرف قرآن و حدیث سے دیتے ہیں۔ اس لیے جواب میں یا تو کوئی صریح آیت پیش فرمائیں یا صحیح صریح غیر معارض حدیث، ان دو کے علاوہ کوئی بات ہوئی تو جواب کالعدم سمجھا جائے گا۔

۱۔ تقلید کی تعریف: تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا (فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۶۰ ج۱، ص ۲۶۵ ج۱) یہ تعریف قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے ثابت ہے؟

۲۔ اس تعریف کے مطابق خدا یا رسول ﷺ کی بات کو بلا تحقیق دلیل مان لینا تقلید ہے یا نہیں؟

۳۔ اس تعریف کے موافق محدث کی رائے کو ماننا کہ یہ حدیث صحیح ہے، وہ ضعیف ہے، تقلید ہے یا نہیں؟

۴۔ کسی محدث کا کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف کہنا، اس کو بلا مطالبہ دلیل ماننا تقلید ہے یا نہیں؟

۵۔ اصول حدیث کے قاعدے خدا اور رسول کے بنائے ہوئے ہیں یا امتیوں کے گھڑے ہوئے ہیں، اوران کو ماننا تقلید ہے یا نہیں

۶۔ تقلید کا حکم میاں نذیر حسین دہلوی ۱۳۲۰ھ، مولانا محمد حسین بٹالوی ۱۳۳۸ھ، مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی ۱۳۹۴ھ، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ۱۹۴۸ء، مولانا نور حسین گھر جاکھی، مولانا محمد داود غزنوی، سب حضرات فرماتے ہیں کہ "مطلق تقلید کسی مجتہد کی اہل سنت سے واجب ہے" (معیار الحق ص ۴۱، اشاعۃ السنہ ص ۱۲۶ ج ۲۳، تاریخ اہل حدیث ص ۱۲۵، نقوش ابو الوفا ص ۲۵۶، ارکان اسلام ص ۹۲، داؤد غزنوی ص ۳۷۵) تقلید کی کیا تعریف ہے اور واجب کی جامع مانع تعریف کیا ہے؟

۷۔ اس تقلید کے واجب ہونے کی دلیل کونسی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث ہے؟

۸۔ کیا اجتہاد دلیل شرعی ہے؟ اجتہاد کی جامع مانع تعریف قرآن وحدیث سے بیان فرمائیں۔

۹۔ اجتہادی مسائل کون سے مسائل ہوتے ہیں، ان کی تعریف قرآن وحدیث سے بیان فرمائیں۔

۱۰۔ مجتہد کی شرائط قرآن وحدیث میں کیا ہیں؟

۱۱۔ صحابہ اور تابعین کے ہزاروں فتاویٰ جو کتب حدیث مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق میں موجود ہیں وہ سب احادیث رسول ہیں یا بعض فتاویٰ اجتہادی بھی ہیں۔

۱۲۔ مجتہد پر اپنے اجتہادی مسئلہ کی دلیل تفصیلی بیان کرنا فرض ہے یا واجب؟ کس دلیل سے؟

۱۳۔ عامی پر اجتہادی مسئلہ میں مجتہد سے دلیل تفصیلی کا مطالبہ کرنا فرض ہے یا واجب؟

۱۴۔ فرض اور واجب کے تارک کا قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟ کافر ہے یا فاسق یا کیا؟

۱۵۔ جن صحابہ وتابعین نے اپنے اجتہادی مسائل کے ساتھ دلیل تفصیلی بیان نہیں کی وہ کس درجہ کے گنہگار تھے؟ فرض کے تارک تھے یا واجب کے؟

۱۶۔ جن صحابہ اور تابعین نے اجتہادی مسئلہ میں مجتہد صحابی سے دلیل تفصیلی کا مطالبہ نہیں کیا وہ سب لوگ فرض یا واجب کے تارک ہونے کی وجہ سے کس درجہ کے گنہگار تھے؟

۱۷۔ آپ کے مندرجہ بالا بزرگوں کے نزدیک تقلید واجب ہے، جو لوگ اس واجب کو بدعت یا حرام یا شرک کہتے ہیں ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ وہ کس درجہ کے گنہگار ہیں؟

۱۸۔ تقلید مجتہد کو حرام کہنے والوں کی دلیل قرآن وحدیث سے کیا ہے؟

۱۹۔ اگر تقلید شرک ہے تو شرک کی جامع مانع تعریف کریں اور اس کی دلیل میں آیت یا حدیث بتائیں۔

۲۰۔ بعض جذباتی لوگ کہتے ہیں کہ تقلید کتے کے پٹے کو کہتے ہیں، اس کی دلیل قرآن وحدیث میں کیا ہے؟

۲۱۔ جن علماء نے تقلید کو واجب کہا ہے، ان کے نزدیک کتے کا پٹہ گلے میں ڈالنا واجب ہے یا نہیں؟

۲۲۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ تقلید جہالت کا نام ہے تو کیا مندرجہ بالا علماء کے نزدیک جاہل رہنا واجب ہے؟

۲۳۔ تقلید کی ماہیت میں عدم علم بالدلیل داخل ہے یا عدم مطالبہ دلیل خاص تفصیلی مجتہد کا؟

۲۴۔ کیا تقلید واجب ہے؟ اور واجب کا ترک حرام ہے تو آپ کے مندرجہ بالا

علماء کے نزدیک دلیل کی تحقیق حرام ہوئی یا نہ؟ جو دلیل کی تحقیق کو حرام کہے وہ کس درجہ کا گنہگار ہے؟

۲۵۔ آپ کے مندرجہ بالا چھ علماء نے تقلید شخصی کو مباح کہا ہے، حوالہ جات وہی ہیں نمبر ۶ میں گزرے۔ مباح کی کیا تعریف ہے اور تقلید شخصی کے مباح ہونے کی دلیل قرآن وحدیث سے تحریر کریں۔

۲۶۔ یہودی اپنے احبار و رہبان کی جو تقلید کرتے تھے وہ اجتہادی مسائل میں تھی یا کفریہ مسائل میں؟

۲۷۔ کیا ان احبار رہبان کا مجتہد ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

۲۸۔ یہ یہودی اپنے احبار رہبان کی تقلید شخصی کرتے تھے یا تقلید مطلق؟ قرآن وحدیث سے واضح فرمائیں۔

۲۹۔ جیسے اب تقلید شخصی کرنے والے اپنے مجتہد کی طرف نسبت کر کے حنفی، شافعی وغیرہ کہلاتے ہیں، وہ یہودی اپنے کو منسوب کر کے کیا کہا کرتے تھے؟ ان کی نسبتیں قرآن وحدیث سے واضح کریں۔

۳۰۔ اتباع اور تقلید ہم معنی ہیں یا قرآن وحدیث نے ان میں کوئی فرق بیان فرمایا ہے؟

۳۱۔ مشرکین اپنے آباء کی جو اتباع کرتے تھے، بل نتبع ما وجدنا علیہ آباءنا وہ بے دلیل تھی یا بادلیل؟

۳۲۔ کیا مشرکین کے آباء مجتہد تھے؟ اور مشرکین اجتہادی مسائل میں ان کی تقلید کرتے تھے؟

۳۳۔ مشرکین اپنے آباء کی تقلید مطلق کرتے تھے یا شخصی؟ اگر شخصی کرتے تھے تو ان میں کتنے فرقے تھے اور ان کے نام کیا کیا تھے؟ نسبتی نام قرآن وحدیث سے تحریر کریں۔

۳۴۔ اگر یہود کے احبار اور مشرکین کے آباء مجتہد تھے تو کیا ان کو بھی صواب پر

دو اجر اور خطا پر ایک اجر ملتا تھا؟

۳۵۔ مذہب حنفی میں بعض مسائل میں فتویٰ حضرت امام اعظمؒ کے قول پر ہے، بعض میں صاحبین کے قول پر بعض میں امام حسن یا زفر کے قول پر یہ تقلید مطلق ہے یا تقلید شخصی؟

۳۶۔ اصول حدیث میں اختلاف کی صورت میں صرف شافعی اصولوں کو ماننا اور حنفی اصولوں کا انکار کرنا، یہ تقلید شخصی ہے یا تقلید مطلق؟

۳۷۔ کتب حدیث میں سے بخاری کو ماننا کتاب الآثار کو نہ ماننا، موطا امام مالک کو ماننا اور موطا امام محمد کو نہ ماننا، ترمذی کو ماننا طحاوی کو نہ ماننا، مشکوٰۃ المصابیح کو ماننا اور زجاجۃ المصابیح کو نہ ماننا، بلوغ المرام کو ماننا اور مستدلات حنفیہ کو نہ ماننا، تقلید مطلق ہے یا شخصی؟

۳۸۔ کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کے بارے میں غیر مقلد صرف اپنے فرقے کے مولوی کی مانتے ہیں، حنفی محدثین کی بات کو بالکل نہیں مانتے، یہ تقلید شخصی ہے یا مطلق؟

۳۹۔ غیر مقلدین صرف اپنے فرقے کے مولویوں کے بتائے ہوئے مسئلہ پر اعتماد کرتے ہیں، دوسرے فرقوں کے علماء پر بالکل اعتماد نہیں کرتے، یہ تقلید شخصی ہے یا مطلق؟

۴۰۔ اجتہادی مسئلہ میں مجتہد کی طرف نسبت کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلانے کو جو غیر مقلد کفر اور شرک کہتے ہیں، ان کے پاس قرآن یا حدیث کی کون سے دلیل ہے؟

۴۱۔ مسلمان دو حال سے خالی نہیں، مسائل اجتہادیہ میں اجتہاد کا اہل ہوگا یا نہیں۔ اول صورت میں وہ مجتہد کہلائے گا، دوسری صورت میں جب وہ خود اجتہاد نہیں کر سکتا تو بھی دو حال سے خالی نہ ہوگا یا کسی مجتہد کی تقلید کرے گا یا نہ اجتہاد کرے گا نہ تقلید، اول صورت میں وہ مقلد ہے دوسری صورت میں غیر مقلد، جیسے نماز باجماعت میں ایک امام ہے، دوسرے مقتدی، تیسرے امام کے مخالف جماعت کے ثواب سے محروم اول (امام) مجتہد کی جگہ ہے۔ مقلد مقتدی کی جگہ اور تیسرا غیر مقلد۔ اسی طرح

ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے دوسرے رعایا اور بعض باغی۔ بعض ڈاکٹر ہوتے ہیں، بعض مریض ان سے علاج کرا کے صحت یاب ہو جاتے ہیں اور بعض مریض علاج کرانے کی بجائے ڈاکٹر کو گالیاں بکتے ہیں اور بیماری کو بڑھاتے بڑھاتے مرجاتے ہیں۔ اس لیے کسی کو غیر مقلد ثابت کرنے کے لیے دو باتوں کا ثبوت ضروری ہے (۱) وہ اجتہاد کا اہل نہ تھا (۲) وہ نااہل ہو کر تقلید بھی نہ کرتا تھا۔

۴۲۔ کتنے صحابہ تھے جو نہ اجتہاد کر سکتے تھے نہ تقلید کرتے تھے بلکہ اجتہاد کو کار ابلیس اور تقلید کو شرک کہتے تھے؟

۴۳۔ تابعین اور تبع تابعین میں ایسے لوگ کون کون تھے؟

۴۴۔ محدثین کے حالات میں چار قسم کی کتابیں خود محدثین نے تحریر فرمائی ہیں۔ طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ، طبقات حنابلہ۔ ان نسبتوں سے ظاہر ہے کہ یہ سب تقلید شخصی کرنے والے تھے، کیا یہ سب مشرک اور بدعتی تھے؟

۴۵۔ کسی محدث نے طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب لکھی ہو تو اس کا پتہ دیں کہ کہاں سے ملتی ہے؟

۴۶۔ اصحاب صحاح ستہ کو بعض لوگ بے دلیل غیر مقلد کہتے ہیں اور بہت سے جاہل بلا مطالبہ دلیل ان کی بات مان کر ان کو غیر مقلد سمجھتے ہیں، کیا یہ تقلید ہے یا نہیں؟

۴۷۔ اصحاب صحاح ستہ جن کا غیر مقلد ہونا نہ ان کے اقرار سے ثابت ہے نہ شرعی شہادت سے، ان کی کتابوں کو غیر مقلدین اپنی کتابیں کہتے ہیں اور نواب صدیق حسن، نواب وحید الزمان، مولانا عبدالواحد خانپوری، مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ علماء جن کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار یا شرعی شہادتوں سے ثابت ہے، ان کی کتابوں کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اس پر حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں۔

۴۸۔ علماء غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث کے مسائل لکھتے ہیں۔ اس دعویٰ سے انہوں نے ہدیۃ المھدی، نزل الابرار، نہج المقبول، بدور الاہلہ،

الروضۃ الندیہ، فقہ محمدیہ، عرف الجادی وغیرہ بہت سی کتابیں لکھیں، ان کتابوں کے بارے میں علماء غیر مقلدین اور عوام غیر مقلدین میں بہت جھگڑا ہے، علماء کہتے ہیں، یہ قرآن وحدیث کے خالص مسائل ہیں، ان میں قیاس ورائے کا کوئی دخل نہیں یہ عوام غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمارے علماء قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ لکھ رہے ہیں۔ یہ مسائل تو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ الغرض علماء کے نزدیک عوام غیر مقلدین ان کتابوں کا انکار کر کے قرآن وحدیث کے مسائل کے منکر ہیں اور عوام غیر مقلدین کے نزدیک علماء قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے والے تھے۔ صرف ایک ایسی کتاب پیش کریں جو پاک وہند کے کسی غیر مقلد عالم نے لکھی ہو اس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، قانون، وراثت وغیرہ کے مکمل مسائل ہوں اور ہر ہر جزئی مسئلہ پر صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کی ہو اور عوام غیر مقلدین کا اتفاق ہو کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں قرآن وحدیث کے علاوہ یا اس کے خلاف کوئی مسئلہ نہیں۔ ایسی کتاب کا ضرور مکمل پتہ دیں کہ کہاں سے دستیاب ہے؟

۴۹۔ غیر مقلدین کا آپس میں بہت سے مسائل میں اختلاف ہے، ہاں ایک بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ہمارے کسی غیر مقلد عالم نے ایک بھی ایسی کتاب نہیں لکھی، جس میں دین کے مکمل مسائل ہوں اور ہر ہر جزئی مسئلہ صریح آیات واحادیث سے ثابت ہو۔ اکثر کتابیں نامکمل بھی ہیں، بے دلیل بھی ہیں اور ایسے شرمناک مسائل سے پُر ہیں کہ غیر مقلدین پریشان ہیں کہ کاش ان کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

فقہ سے متعلق چند ضروری باتیں

فقہ کے بارہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کریں اسے فقیہ بنا دیتے ہیں۔ لیکن اس دنیا میں جو لوگ قرآن پاک کے مخالف ہیں اور لوگوں کو قرآن پاک سے بدظن کرنے کے لیے متواتر قرآن پاک کو چھوڑ کر شاذ وضعیف قراءتوں پر اعتراضات کرتے ہیں اور منکرین حدیث سنت رسولؐ

سے بدظن کرنے کے لیے بعض شاذ وضعیف روایات کو لے کر کبھی قرآن کے خلاف کہتے ہیں کبھی ننگ انسانیت کہتے ہیں اسی طرح فقہ کے مخالفین کا حال ہے، جس طرح حدیث کی کتابوں میں بعض احادیث صحیح بعض منسوخ بعض مأوّل اور بعض ضعیف و متروک ہوتی ہیں، اسی طرح فقہ کی شروح وفتاویٰ پر جو علماء کے لیے لکھے گئے ہیں، ان میں بعض اقوال مفتی بہا اور معمول بہا ہوتے ہیں ان کو مذہب حنفی کہتے ہیں، بعض مرجوح عنہ بعض مأوّل اور بعض شاذ متروک ہوتے ہیں۔ اس لیے فقہ حنفی پر اعتراضات کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ پہلے یہ ثابت کرے کہ جس قول پر وہ اعتراض کر رہا ہے، وہ مفتی بہ (مضبوط) قول ہے اور احناف کا اس پر بلا نکیر عمل جاری ہے۔ ورنہ ضعیف ومتروک اقوال پر اعتراض کرنے سے مذہب حنفی پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ جیسا کہ شاذ ومتروک قراءتوں پر اعتراض کرنے سے قرآن پاک پر کوئی اعتراض نہیں اور شاذ متروک احادیث پر اعتراض کرنے سے سنت متواترہ ہرگز متاثر نہ ہوگی۔ بلکہ اعتراض کرنے والے کی حماقت اور جہالت ثابت ہوگی کہ جب مسلمان ان شاذ قرأتوں کی تلاوت ہی نہیں کرتے، ان متروک احادیث پر عمل نہیں کرتے تو اعتراض کیا اور کن پر؟

۲۔ فقہ کے اصول چار ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت اور قیاس شرعی۔ کتب فقہ کی شروح میں وضاحت ہے کہ فلاں مسئلہ قرآن سے ثابت ہے، فلاں حدیث سے فلاں اجماع سے فلاں قیاس سے۔ اس لیے سائل کو پہلے مدعی کا دعویٰ بیان کرنا ہوگا کہ انہوں نے اس مسئلہ کو کس نام سے پیش کیا ہے؟ اگر قرآن کے نام سے پیش کیا ہے تو قرآنی دلیل کا مطالبہ کرو۔ اگر حدیث کے نام سے پیش کیا ہے تو حدیث کا مطالبہ کرو۔ اگر اجماع اور قیاس کے نام سے پیش کیا ہے تو اس کا مطالبہ کرو۔ الغرض جس طرح منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث کا ہر مسئلہ قرآن پاک کی صریح آیت سے ثابت کرو اور ان کا یہ سوال غلط ہے، اسی طرح فقہ کے بارے

میں کسی خاص دلیل کا مطالبہ غلط ہے، ہاں مطلق دلیل کا مطالبہ صحیح ہے، مجیب کو حق ہے کہ وہ ادلہ اربعہ میں سے جس دلیل سے چاہے، ثابت کرے۔

۳۔ سائل کو یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ فقہاء نے آج تک اس مسئلہ کی ادلہ اربعہ سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔

۴۔ اور یہ مفتیٰ بہ معمول بہ قول فلاں آیت یا فلاں حدیث صحیح صریح غیر معارض کے صراحتاً خلاف ہے اور اس آیت یا حدیث کے بارے میں فقہاء نے کوئی وضاحت نہیں فرمائی۔

عام طور پر غیر مقلدین کا یہ طریقہ ہے کہ مسائل ذکر کرتے وقت مفتیٰ بہ اور معمول بہ قول چھوڑ کر غیر مفتی بہ اور متروک قول پر اعتراض کرتے ہیں اور اس کے خلاف بھی کوئی آیت یا حدیث نہیں لکھتے، بس اتنا لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور اگر کہیں کوئی آیت یا حدیث پیش کرتے بھی ہیں تو ایک تو وہ دلیل چھپا جاتے ہیں جو فقہاء نے اس مسئلہ کی بیان کی ہے اور جس آیت یا حدیث کو اس نے اپنی غلط فہمی یا کج فہمی اور بد فہمی کی وجہ سے فقہ کے خلاف سمجھا ہے اس کی جو وضاحت فقہاء نے فرمائی ہے اس کو بھی چھپا جاتے ہیں اور یہ کتمان اور چھپانا قرآن پاک کی تصریح کے مطابق یہود کی عادت تھی اگر وہ مسئلہ اسی انداز میں لکھیں جس طرح فقہاء نے لکھا اور اس کے دلائل جو فقہاء نے بیان کیے ہیں، ان کو بھی بیان کرتے تو معلوم ہوتا کہ فقہاء ان اعتراضات کے جوابات سے معترض کے پیدا ہونے سے بھی پہلے فارغ ہو چکے ہیں۔

صاحب مکتوب مفتوح اس اعلان کے ساتھ اسٹیج پر آئے ہیں کہ وہ بائیس سال حدیث اور فقہ پڑھاتے رہے ہیں، لیکن کتاب دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یا تو انہیں حدیث وفقہ کی ہوا بھی نہیں لگی یا بد دیانتی اور دجل وفریب کا یہ شخص مجسمہ ہے۔
اصل کام تو یہ تھا کہ وہ عالمگیری، درمختار وغیرہ کا بالترتیب خلاف قرآن وحدیث ہونا

ثابت کرتے اور پھر اس طرح مفصل کتابیں لکھتے، مگر لاکھوں مسائل میں سے صرف چالیس مسائل پر وہ اعتراض کر سکے ہیں جس میں صرف ان کی روایتی بد دیانتی اور جہالت کا دخل ہے۔

لکھتے ہیں کہ فقہ حنفی کے مندرجہ ذیل مسائل قرآن و سنت کے صریحاً خلاف اور ننگ انسانیت مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا جائے اور ان پر عمل کرنے کی ممکنہ صورتیں بھی واضح کی جائیں۔ بینوا وتوجروا.

اس سے یہ تو مفتی صاحب نے مان لیا کہ جن چالیس مسائل پر میں نے اعتراض کیا ہے ان پر احناف کا عمل نہیں ہے، اسی لیے عمل کی ممکنہ صورتیں پوچھ رہے ہیں۔ یہ فقہ کے متروک مسائل ہیں تو اب اعتراض کن پر؟ عوام ان پر عامل نہیں تو کیا اعتراض؟ اور علماء ان پر فتویٰ نہیں دیتے، ان پر کیا اعتراض؟

پھر یہ بھی جھوٹ بول دیا گیا کہ یہ مسائل قرآن و حدیث کے صریحاً خلاف ہیں مگر ایک مسئلہ کے خلاف بھی صریح آیت لکھی نہ صحیح صریح غیر معارض حدیث لکھی، نہ یہ ہی ثابت کیا کہ ننگ انسانیت کیسے ہیں؟

مسئلہ نمبر ۱

حشفہ یا اس کی برابر عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر داخل کیا تو اگر جماع کی لذت پائے تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں ہوگا (گویا ہندو بنا رہے ہے) (ردالمختار ص ۱۵۲ ج ۱)

(۱) اس مسئلہ کو نقل کرنے میں بد دیانتی کی ہے، پہلی جہالت تو یہ ہے کہ مفتی صاحب کو درمختار اور رد المحتار کا فرق معلوم نہیں۔ یہ مسئلہ درمختار میں ہے اور مفتی صاحب اسے ردالمحتار کے حوالہ سے لکھ رہے ہیں۔

(۲) پوری عبارت یہ ہے (اولج حشفة) او قدرها (ملفوفة بخرقة ان وجد لذة) الجماع (وجب) الغسل (والا لا) على الاصح والا حوط الوجوب (درمختار ص ۱۱۱ ج ۱) یعنی حشفہ اور اس کی مقدار کپڑا لپیٹ کر داخل کیا اگر

جماع کی لذت پائی تو غسل فرض ہو گیا۔ (کیونکہ حدیث پاک میں ہے اذا التقی الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل (ردالمحتار) یعنی جب دونوں ختنے کے مقام چھو جائیں اور حشفہ غائب ہو گیا اور لذت کے احساس کی وجہ سے شرمگاہیں بھی چھو گئیں تو غسل فرض ہو گیا) اور اگر حشفہ تو غائب ہوا مگر کپڑے کی موٹائی کی وجہ سے لذت محسوس نہ ہوئی تو شرمگاہوں کا مس نہ پایا گیا۔ اس لیے کہ حدیث کی دونوں شرطوں میں سے ایک شرط نہ پائی جانے سے علی الاصح یعنی صحیح مذہب پر غسل واجب نہیں ہونا چاہیے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ ایک شرط کی وجہ سے واجب ہی کہا جائے پس غسل واجب ہوگا۔

(۳) یہ تو ہمارا مسئلہ تھا کہ ایسی حالت میں بھی احتیاط اسی میں ہے کہ غسل کو واجب کہا جائے، لیکن مفتی صاحب اپنے گھر میں دیکھیں، مولانا وحید الزمان اپنی رائے نہیں بلکہ نبی کی فقہ کا مسئلہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ولو لف الحشفة بخرقة ثم اولجها فان وجد لذة الجماع اغتسل والا لا (نزل الابرار ص ۲۴ ج ۱)

اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹا پھر داخل کیا اگر جماع کی لذت پائی تو غسل کرے ورنہ نہیں۔

(۴) مفتی صاحب، جناب نے تبصرہ فرمایا ہے کہ ہندو بنا رہے ہے، یہ ہندو تو آپ کو اپنے گھر میں مل گیا، پھر اس نے اس کو فقہ النبی کہا ہے، ذرا یہ مسئلہ صراحتاً حدیث سے دکھا دیں؟ یا غیر مقلد بننے کے بعد کیا نبی پر جھوٹ بولنا آپ کے مذہب میں جائز ہو جاتا ہے؟ کتاب کا پورا نام ہے ''نزل الابرار من فقہ النبی المختار''

(۵) مفتی صاحب! یہاں تو کپڑا لپیٹنے کا ذکر ہے، صحیح بخاری میں تو کئی صحابہ کا مذہب ہے کہ بغیر کپڑے کے بھی بالکل ننگے اگر دخول کر لیں تو غسل لازم نہیں، اور خود امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (بخاری ص ۴۳ ج ۱)

مفتی صاحب، آپ کے فرمان کے موافق تو بعض صحابہؓ اور امام بخاریؒ بڑے ہندو ہوں گے۔ (معاذ اللہ)

(۶) مفتی صاحب ایک مسئلہ میں آپ کو کتنی بددیانتیاں کرنا پڑیں، ہمارا مسئلہ پورا نہ لکھا جو یقیناً ایک خیانت ہے اور خیانت حدیث میں منافق کی علامت ہے نہ کہ اہل حدیث کی۔ اپنا مسلک بھی چھپایا اور امام بخاریؒ اور بعض صحابہ کا مسلک بھی چھپایا اور کتمان قرآن پاک کے موافق یہود کی علامت ہے نہ کہ اہل حدیث کی۔ اور پھر احناف کو ہندو بنانے کی کوشش کی مگر کسی نے سچ کہا ہے چاہ کن را چاہ در پیش۔ اس لیے یہ لقب ہم عطائے تو بلقائے تو کہہ کر واپس بھیج رہے ہیں اور سب حضرات کہہ رہے ہیں حق بحقدار رسید۔ ہم آپ کا حق چھین کر کیوں خائن اور غاصب کہلائیں۔

مسئلہ نمبر ۲

چارپائے، مردہ عورت یا کم سن لڑکی کے ساتھ جماع کیا تو غسل واجب نہ ہوگا، نہ وضو ٹوٹے گا، اگرچہ حشفہ غائب ہو جائے۔ (یعنی جنبی پاک کا پاک ہے)

(ردالمختار ص ۱۵۴ ج ۱)

(۱) اگر مفتی صاحب لوگوں کو یہ فریب دینا چاہتے ہیں کہ فقہ حنفی میں چوپائے سے بدکاری جائز ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اگر کوئی مرد یا عورت چوپائے سے بدفعلی کرے یا کرائے تو تعزیر واجب ہے۔ (درمختار مع الشامی ص ۱۵۵ ج ۳)

(۲) مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مسائل قرآن حدیث کے خلاف ہیں اس لیے ان کا فرض ہے کہ وہ کوئی آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ چوپائے یا مردہ سے بدفعلی کرنے پر بلا انزال غسل فرض ہے ورنہ ان مسائل کو قرآن حدیث کے خلاف کہنا قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے۔

(۳) یہ تو چوپائے، مردہ عورت کا ذکر ہے، آپ کے مولوی محمد سعید بنارسی تو لکھتے ہیں'' کہ حضرت عثمانؓ اور داؤد ظاہری اور امام بخاری اور بعض تابعین فرماتے ہیں کہ

اگر بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوتا۔" (ہدایت قلوب قاسیہ ص ۳۶) اور نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں "یہ مذہب حضرت عثمان اور علی بن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر، ابی بن کعب اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم کا ہے (الروضۃ الندیہ ص ۴۴ ج ۱) یہ مذہب امام بخاری کا ہے (ہدیۃ المھدی ص ۲۴ ج ۳)

کیا ان حضرات کو آپ ساری عمر کا جنبی ہی قرار دیں گے؟

(۴) ذرا اپنے عقیدہ کے مطابق فقہ نبوی کا بھی مسئلہ پڑھ لیں "اگر چوپائے کی شرمگاہ یا جانور یا آدمی کی دبر میں عضو مخصوص داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ اور اگر مردہ عورت کی شرمگاہ میں داخل کرے تو راجح یہی ہے کہ غسل واجب نہیں" (نزل الابرار ص ۲۳ ج ۱) کیا فقہ نبویؐ میں بھی جنبی پاک کا پاک ہی رہتا ہے۔

(۵) کیا واقعی یہ مسائل حدیث صحیح سے ثابت ہیں یا وحید الزمان غیر مقلد نے اس کو فقہ نبوی کہہ کر حضورؐ پر جھوٹ بولا ہے؟

(۶) مفتی صاحب، ایک حدیث میں ہے انما الماء من الماء (الحدیث) کہ غسل انزال کے بعد فرض ہوتا ہے، دوسری حدیث ہے کہ جب عورت کو دخول ہو جائے، غسل فرض ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔ یہ دونوں حدیثیں بظاہر متعارض ہیں، اس لیے اس تعارض کو رفع کرنے کے لیے اجتہاد کی ضرورت پڑی۔ احناف کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ حتی الوسع تمام احادیث پر عمل ہو جائے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ اصل سبب وجوب غسل کا انزال ہی ہے انما الماء من الماء لیکن کبھی انزال حقیقتاً ہوتا ہے اور کبھی حکماً۔ حکماً انزال یہ ہے کہ اپنی ہم جنس کے ساتھ جو مشتھاۃ (محل جماع اور قابل شہوت ہو) سے جماع کرے تو ہم جنس ہونے کی وجہ سے دخول ہی کامل شہوت ہے اس لیے اس کامل شہوت کو قائم مقام انزال کے قرار دیا گیا، جیسا کہ اذا مس الختان والی حدیث ہے۔ غیر ہم جنس جانور یا مردہ جو محل شہوت نہیں رہا، یہاں محض دخول کمال شہوت نہیں بلکہ انزال کمال شہوت ہے۔ اس لیے انزال سے قبل غسل لازم نہ

ہوگا، انزال کے بعد لازم ہوگا۔ **انما الماء من الماء** (الحدیث) کے موافق ہے۔

(۷) اور صغیرہ اتنی چھوٹی کہ دخول ہو ہی نہ سکے، وہاں انزال سے پہلے غسل فرض نہ ہوگا اور جس میں دخول ہو سکتا ہے وہاں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے۔ مفتی صاحب نے قہستانی کی ضعیف اور مرجوح روایت ذکر کر دی اور رد المحتار ص ۱۱۲ ج ۱، بحر الرائق ص ۶۱ ج ۱، مراقی الفلاح ص ۵۷، طحطاوی ص ۵۷ پر ہے کہ صحیح یہی ہے کہ اس پر غسل فرض ہے۔ مفتی صاحب بد دیانتی نہ کرو، **لا دین لمن لا دیانة له** (الحدیث) کو یاد رکھو۔

مسئلہ نمبر ۳

انگلی یا غیرِ مرد مثلاً جن بندر، گدھا، مخنث اور مردہ کا ذکر بھی داخل کرے تو غسل کی حاجت نہیں (مگر اس کی ترکیب بھی امت کو بتایئے) (رد المحتار ص ۱۵۳ ج ۱)

مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف کہا ہے مگر

(۱) ایک صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکے۔ محض قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا ہے۔

(۲) اب بقول خود فقہ نبوی کا مسئلہ بھی سن لیں، نواب وحید الزمان فرماتے ہیں ''اگر کسی نے انگلی شرمگاہ میں داخل کی یا آلہ احتقان داخل کیا یا غیر آدمی (مثلا ہاتھی، گھوڑے، گدھے، زیبرے وغیرہ) کا آلہ تناسل داخل کیا یا مخنث یا مردہ یا چھوٹے بچے کا عضو مخصوص داخل کیا یا لکڑی کا عضو مخصوص بنا کر داخل کیا خواہ پیشاب گاہ میں یا پاخانہ کی جگہ میں تو قول مختار کے مطابق غسل واجب نہیں۔'' (نزل الابرار ص ۲۴ ج ۱)

(۳) مولانا آپ نے اپنے گھر میں یہ ترکیب یقیناً سمجھا دی ہوگی ﴿**لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ**﴾ کا الزام سر پر نہ لیں۔

(۴) مفتی صاحب ہمیں ترکیب بتانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمارے ہاں اس پر تعزیر ہے۔ **الاستمناء حرام و فیه التعزیر** (درمختار ص ۱۵۶ ج ۳)

(۵) ہاں آپ پر ترکیب بتانا ضروری ہے کیونکہ آپ کے مذہب میں مشت زنی یا

انگلی چلانے پر نہ حد ہے نہ تعزیر بلکہ بعض اوقات واجب ہے اور صحابہ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے (عرف الجادی ص ۲۰۷) واجب کی ترکیب بتانا بھی واجب ہوگی۔

(٦) پھر ہمارا مسئلہ بھی آپ نے غلط لکھا ہے۔ ردالمحتار ص ۱۱۲ ج ا پر ہے کہ عورت اگر شہوت کے لیے انگلی داخل کرے تو غسل فرض ہے۔ بہت افسوس کہ اس روایتی بددیانتی کا نام آپ نے عمل بالحدیث رکھا ہے۔ باقی تفصیل مسئلہ نمبر ۲ میں گزر گئی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴

کنواری عورت سے جماع کرے اور کنوارپن زائل نہ ہو تو بھی غسل واجب نہیں۔ (ردالمحتار ص ۱۵۴ ج ا)

(۱) فقہ حنفی اور بقول غیر مقلدین فقہ نبوی میں مسئلہ کا فرق ملاحظہ فرمائیں۔

فقہ حنفی: اگر کنواری کے پاس آیا اور کنوار پٹی زائل نہ ہوئی تو غسل فرض نہیں کیونکہ التقائے ختانین نہیں پایا گیا۔ ہاں اگر وہ عورت حاملہ ہو جائے تو یہ دلیل انزال کی ہے، اس لیے غسل فرض ہوگا اور غسل سے پہلے پڑھی ہوئی نمازیں دہرانی ہوں گی۔ (درمختار ص ۱۱۲ ج ا)

فقہ نبوی: اگر کنواری کے پاس آیا، اس کی کنوار پٹی باقی رہی مگر حاملہ ہوگئی تو بھی نہ غسل فرض ہے نہ نمازیں دہرانا۔ (نزل الابرار ص ۲۴ ج ا)

مولوی صاحب، دونوں مسئلوں کو بار بار پڑھیں اور شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہ پھینکیں۔

(۲) مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کے خلاف کہہ کر قرآن و حدیث پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ کوئی صریح آیت و حدیث پیش نہ کی۔

مسئلہ نمبر ۵

کتا نجس العین نہیں، پانی میں گر پڑے منہ داخل نہ کیا ہو تو پاک ہے۔
(عالمگیری ص ۱۰)

مفتی صاحب فقہ نبوی بھی پڑھیں۔

(۱) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں "کتے کے گوشت، ہڈی، خون، بال، پسینہ میں کسی چیز کی نجاست ثابت نہیں" (بدور الاہلہ ص ۱۶)

(۲) کتے کا پیشاب بھی پاک ہے (ہدیۃ المھدی ص ۷۸ ج ۳)

(۳) کتے اور خنزیر کے لعاب بھی راجح قول پر پاک ہیں۔

(نزل الابرار ص ۴۹ ج ۱)

(۴) کتے کا پاخانہ بھی راجح قول پر پاک ہے۔ (ایضا)

(۵) کتا پاک ہے اور اس کا تھوک بھی محققین کے نزدیک پاک ہے۔

(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

(۶) مفتی صاحب آپ کے مذہب کا مسئلہ ہے کہ کتا پانی میں گر جائے اور اس کا منہ بھی پانی میں ہو پھر بھی پانی پاک ہے (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

(۷) یہاں بھی مفتی صاحب نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ ایک بھی آیت یا حدیث پیش نہ کی، جس کا ترجمہ یہ ہو کہ "کتا نجس العین ہے"۔

مسئلہ نمبر ۶

نکسیر پھوٹ پڑے تو پیشانی اور ناک پر سورۃ فاتحہ کو خون اور پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ (ردالمحتار ص ۱۹۴)

(۱) مفتی صاحب آپ کے مذہب میں خون بھی پاک ہے اور حلال جانوروں کا پیشاب بھی پاک ہے اور فاتحہ قرآن نہیں، پھر آپ کو کیا اعتراض؟۔

(۲) ہمارے ہاں پیشاب اور خون ناپاک ہے اور ان سے قرآن پاک لکھنا ایسا ہی حرام ہے جیسے مردار حرام، خمر حرام، خنزیر حرام (درالمحتار ص ۱۹۴ ج ۱) اور قرآن پاک کا استخفاف اور بے ادبی کرنا ایسا کفر ہے جیسے نبی کو قتل کرنا، خانہ کعبہ گرا دینا، بت کو سجدہ کرنا (ردالمحتار ص ۲۸۴ ج ۳) قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا تک ناجائز (درمختار) یہ سب حالت اختیار کے مسائل ہیں۔

حالت اضطرار جس طرح قرآن پاک نے مردار، خون، خنزیر کو حرام قطعی قرار دیا ہے، البتہ حالت اضطراری میں ان کے کھانے کی اجازت دی ہے کیا ایسی اضطراری حالت میں فاتحہ بوجہ نکسیر خون سے لکھنی جائز ہے، شامی میں لکھا ہے کہ ایسا کام کہیں منقول نہیں۔ اور ہمارا ظاہر مذہب منع کا ہے جواز کا قول ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔ مفتی صاحب اگر بغیر حالت اضطرار بیان کیے کوئی کہے کہ قرآن میں خنزیر، مردار اور خون کو حلال لکھا ہے تو یہ قرآن پر جھوٹ ہے یا نہیں، یقیناً جھوٹ ہے اور ایسا ہی تم نے فقہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۳) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس میں اختلاف تھا، حالت اضطرار میں بھی اور ظاہر مذہب بھی منع کا ہے، آپ نے بددیانتی کی۔

(۴) یہاں بھی مفتی صاحب نے قرآن و حدیث پر جھوٹ بولا ہے نہ کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش کی کہ حالت اضطرار میں حرام کی اجازت بالکل نہیں ہوتی۔

مسئلہ نمبر ۷

کتا نجس العین نہیں، پانی میں گر پڑے تو خیر سلا۔ لیکن مسلمان کی میت گر پڑے تو تمام پانی ناپاک ہو گیا۔ (عالم گیری ص ۱۰)

یہ مفتی صاحب کا سفید جھوٹ ہے، عالمگیری میں تو یہ مسئلہ ہے کہ مرا ہوا کتا کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اس کا سارا پانی نکالا جائے۔ (عالمگیری ص ۱۹ ج ۱) جبکہ فتاویٰ ثنائیہ اور فتاویٰ علماء حدیث میں ہے کہ کتا کنویں میں گر کر مر جائے تو کنواں پاک رہتا ہے۔ اور مسلمان میت کے بارے میں لکھا ہے کہ اگر غسل دینے سے قبل کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔ (عموماً نجاست وغیرہ تلخی موت سے نکل جاتی ہے) اور غسل کے بعد گرے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

یہاں بھی مفتی صاحب نے قرآن و حدیث پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ ایک آیت یا حدیث پیش نہ کر سکا کہ میت غسل سے قبل کنوئیں میں گر پڑے تو کنواں پاک نہیں رہتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸

اپنی دبر میں انگلی داخل کرے پوری غائب نہ کرے تو وضو سلامت ہے۔

(ردالمحتار ص ۱۳۸ ج ۱)

(۱) یہاں بھی مفتی صاحب نے بد دیانتی کی ہے ردالمحتار میں ہے ''صحیح یہ ہے کہ اگر انگلی پر رطوبت یا بدبو لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے (کیونکہ حدیث میں ہے ''الوضوء مما خرج'' تری یا بدبو سے نجاست نکلنے کا یقین ہو گیا) اور انگلی حقنہ کے حکم میں ہے، پھر لکھا ہے اگر اس پر تری یا بدبو نہ بھی ہو تو احتیاطاً وضو کر لے۔

(ردالمحتار ص ۱۰۱ ج ۱)

(۲) مفتی صاب اس مسئلے کے خلاف کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش کریں ورنہ فقہ کی دشمنی میں رات دن قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے سے توبہ کر لیں۔

مسئلہ نمبر ۹

اگر چوہا کنوئیں میں گر کر مر جائے تو بیس سے تیس تک ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔ لیکن اگر چوہے کی دم کاٹ کر گرا دے تو تمام کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ (عالمگیری ص ۱۰ ج ۱)

جواب: دونوں مسئلوں میں ایک ایک قید تھی جو مفتی صاحب نے گرا دی۔ پہلے میں یہ قید تھی کہ چوہا پھولا پھٹا نہ ہو اور دم کے ساتھ جو خون نجس ہے اس سے تمام کنواں ناپاک ہو گا اور اگر دم کو موم لگا دی کہ خون ساتھ نہیں تو حکم چوہے والا ہی رہے گا۔ جب خون نجس ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فاطمہ بنت جیش کو دھونے کا حکم دیا۔ ''فاغسلی عنک الدم'' (بخاری) یہ مسئلہ تو حدیث کا ہے، آپ کو کیا اعتراض ہے؟

مسئلہ نمبر ۱۰

شراب میں روٹی بھگوئی، پھر شراب سرکہ بن گئی تو روٹی پاک ہے۔

(عالمگیری ص ۴۳ ج ۱)

جواب: (۱) جب شراب ہی سرکہ بن گئی تو روٹی کے ناپاک رہنے کی کیا وجہ، کوئی آیت یا حدیث پیش کریں کہ سرکہ تو پاک ہو جاتا ہے مگر روٹی ناپاک رہ جاتی ہے۔

جواب: (۲) ذرا فقہ نبوی آپ کی بھی دیکھو ''وہ روٹی جس میں شراب کی میل ڈالی جائے پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ (ص ۵۰ نزل الابرار ج ۱)

(۳) صحیح بخاری شریف میں صاف لکھا ہے کہ مچھلی خمر میں ڈال کر دھوپ میں رکھ دو، تھوری دیر بعد کھالو۔

مسئلہ نمبر ۱۱

شراب میں چوہی گر گئی۔ پھٹنے سے پہلے نکال لی گئی پھر شراب سرکہ بن گئی تو تناول فرمائیے (عالمگیری ص ۲۳ ج ۱)

''نعم الادام الخل'' حضور ﷺ نے فرمایا بہترین سالن سرکہ ہے۔ (مسلم)

فقہ نبوی (۱) مفتی صاحب یہاں آپ سر کے کا رونا رو رہے ہیں آپ کی فقہ میں تو خود شراب ہی پاک ہے۔ (نزل الابرار ص ۴۹ ج ۱، کنز الحقائق ص ۱۶، عرف الجادی ص ۱۰، بدور الاہلہ ص ۱۵)

(۲) آپ کے ہاں تو چوہا نکالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ ''اگر چوہیا شراب میں گری اور سب سرکہ بن جائے تو سب کچھ پاک ہے'' (نزل الابرار ص ۵۴ ج ۱)

مسئلہ نمبر ۱۲

(۱) عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔ (ردالمحتار ص ۱۵۴ ج ۱)

الجواب: آپ اپنا مذہب سنیں: عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے (کنز الحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ص ۴۹ ج ۱، تیسیر الباری ص ۲۰۷ ج ۱، نیز دیکھو نووی شرح مسلم ص ۱۴۰ ج ۱، اہل حدیث امرتسر ۱۶ جولائی ۱۹۰۹ء ۱۲ ستمبر ۱۹۱۹ء) آپ نے

جھوٹ بولا ہے کہ یہ مسئلہ قرآن حدیث کے خلاف ہے کیونکہ کوئی آیت وحدیث پیش نہیں کر سکے۔

(ب) اگر اپنی ہی دبر میں اپنا آلہ تناسل داخل کرلیا تو جب تک انزال نہ ہو غسل فرض نہ ہوگا۔ (یعنی صرف انزال پر کنٹرول رکھے باقی سب خیر ہے۔ معاذاللہ فقہ کے نام پر یہ بے حیائی۔ (درمختار ص ۵۰ ج ۱)

جواب: (۱) ذرا اپنی فقہ نبوی پڑھو۔ ''**ولو ادخل ذکرہ فی دبر نفسہ لایلزم الغسل الا بالا نزال** (نزل الابرار ص ۲۴ ج ۱) اگر اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کرلیا تو بغیر انزال کے غسل لازم نہیں۔ فرمائیے کنٹرول ہے یا نہیں؟ یہ تو ہے غسل نہ ہونے کا مسئلہ کیونکہ شامی میں لکھا ہے کہ یہ بہیمہ اور مردہ سے بھی شہوت کا کم داعی ہے اس لیے کمال شہوت انزال سے ہوگا۔

(۲) رہی یہ بات کہ کیا یہ فعل جائز بھی ہے؟ تو شامی نے اسے چوپائے سے بد فعلی کے ساتھ ذکر کیا ہے جس پر تعزیر واجب ہے اور ویسے بھی یہ استمناء کی ایک قسم ہے جو حرام ہے اور اس پر تعزیر ہے، البتہ آپ کے نزدیک جب استمناء بعض صورتوں میں واجب ہے تو اس کے وجوب میں کیا شبہ ہے؟ ورنہ استمناء اور اس فعل میں فرق کسی آیت یا حدیث سے واضح کریں۔

مسئلہ نمبر ۱۳

نجاست والے عضو کو زبان کے ساتھ چاٹ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے (مگر زبان) عالمگیری۔

الجواب: (۱) فقہا یہ بتاتے ہیں کہ تھوک پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے، جیسا کہ بخاری کی حدیث سے ثابت ہے (استدراک الحسن ص ۱۵۰ ج ۱) آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کریں کہ تھوک نہ پاک ہے نہ پاک کرنے والا ہے۔

(۲) نجاست کا چاٹنا ہمارے ہاں جائز نہیں۔ (بہشتی زیور)

(۳) گنا وغیرہ چوستے وقت بعض اوقات خون دانت سے نکل آتا ہے۔ پانی ساتھ نہیں پھر اس کو چاٹ چاٹ کر مجبوراً تھوکتے ہیں۔ جب اثر خون کا ختم ہو جائے تو منہ پاک ہو گیا۔ اسی طرح سفر میں بعض لوگوں کو قے آ جاتی ہے ہونٹ اور منہ ناپاک ہو جاتا ہے، پھر مجبوراً پانی نہ ہونے کی وجہ سے تھوک تھوک کر ہی منہ صاف کر لیا جاتا ہے۔ سفر میں کسی کے ہاتھ میں سوئی چبھ گئی اور خون نکل پڑا پانی وغیرہ پاس نہیں تو اس پر تھوک تھوک کر بند اور صاف کر لیا جاتا ہے۔ آپ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کر دیں کہ اس طرح منہ پاک نہیں ہوتا ہم ضد نہیں کریں گے، مان لیں گے۔

مسئلہ نمبر ۱۴

درہم برابر نجاست غلیظہ معاف ہے (گندگی سے پیار) عالمگیری ص ۲۳ ج ۱)

الجواب: (۱) پہلے تو یہ سمجھیں کہ منی، خمر، خون، مردار، خنزیر جن کو ہم نجاست غلیظہ کہتے ہیں یہ سب چیزیں آپ کے نزدیک تو ویسے ہی پاک ہیں، یہ سب چیزیں درہم تو کیا پورے جسم اور کپڑوں پر بھی لگی ہوں تو آپ کے کپڑے اور بدن پاک ہے۔

(۲) ہمارے ہاں معافی صرف فساد نماز سے ہے ورنہ اس حال میں نماز مکروہ تحریمی ہے (درمختار) اس طرح نماز پڑھنے سے گنہگار رہوگا۔ (عمدۃ الرعایہ ص ۱۵۰ ج ۱) نماز کی نیت باندھنے کے بعد ایک درہم نجاست کا علم ہو جائے تو نیت توڑ کر اسے دھولے (فتاویٰ غیاثیہ ص ۱۳ اور مکروہ تحریمہ ہونا اجماعی ہے۔ (طحطاوی ص ۹۰) یعنی ہمارے ہاں نماز فاسد نہیں ہوتی اتنی معافی ہے ورنہ اس کا دھونا واجب ہے، نماز مکروہ تحریمی ہے، اس کو لوٹانا واجب ہے۔ وہ شخص گنہگار بھی ہے۔ ہمارا مسئلہ بیان کرنے میں بددیانتی کی ہے۔

(۳) اب ذرا اپنا مذہب جو قرآن وحدیث کے نام سے پیش کیا کرتے ہو سن لو۔ پس مصلی با نجاست بدن آثم ست و نمازش باطل نیست (بدور الاہلہ ص ۳۸) آپ تو صرف ایک درہم کو رو رہے تھے یہاں تو پورا چھ فٹ لمبا دو فٹ چوڑا بدن بھی ناپاک ہو

تو اس کی نماز باطل نہیں ہو رہی۔

(۴) طہارت محمول وملبوس را شرط صحت نماز گردانیدن کما ینبغی نیست (بدور الاہلہ ص ۳۹) ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۲) طہارت مکان نماز واجب ست نہ شرط صحت نماز (عرف الجاوی ص ۲۱) نہ بدن کا پاک ہونا شرط نہ لباس کا نہ جگہ کا۔ مفتی صاحب یہ مسائل آپ کے بڑوں نے قرآن و حدیث کے نام سے پیش فرمائے ہیں۔ ان کا انکار آپ کے نزدیک قرآن و حدیث کے انکار کے مترادف ہوگا، ان کا انکار ذرا سنبھل کے کرنا کیونکہ ان کے انکار کے دو ہی نتیجے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اپنے اکابر کو قرآن و حدیث پر جھوٹ بولنے والا مان لیں اور دوسرا یہ کہ وہ آپ کو قرآن و حدیث کا منکر قرار دیں۔

(۵) اب اس مسئلہ درہم کا ماخذ بھی آپ نے نہیں بیان کیا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ استنجاء کی جگہ پتھروں سے صاف نہیں ہوتی بلکہ نجس رہتی ہے جو نماز کے حق میں معاف ہے۔ (شرح مسلم ۱۳۶) اس کا بیان قدر درہم سے کر دیا گیا ہے (ہدایہ ص ۵۸ شامی ص ۲۳۱ ج ۱) اور یہ اندازہ بھی امام صاحبؒ کا نہیں بلکہ ایک ضعیف حدیث میں بھی ہے (دار قطنی) قتادہؒ اور حمادؒ سے بھی لفظ درہم مروی ہے (عبدالرزاق) امام نخعیؒ سے بھی مروی ہے۔ (کتاب الآثار)

(۶) مفتی صاحب جناب نے ہمارا مسئلہ بھی ادھورا بیان کیا، ہماری دلیل بھی ذکر نہ کی اور قرآن و حدیث پر بھی جھوٹ بولا کہ یہ مسئلہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے نہ وہ آیت آپ نے پیش کی نہ حدیث۔

مسئلہ نمبر ۱۵

چوتھائی کپڑے کے برابر نجاست خفیفہ بھی معاف ہے۔ (ہدایہ ص ۱۴)

(۱) مفتی صاحب جن کو ہم نجاست خفیفہ کہتے ہیں وہ آپ کے ہاں تو سب پاک ہیں اس لیے چوتھائی کی قید کی بھی کوئی ضرورت نہیں، پورا کپڑا الت پت ہو جائے

تو پھر بھی پاک ہے تو آپ کا چوتھائی والوں پر اعتراض کیوں؟

(۲) پھر ہمارا مسئلہ بھی پورا نہیں لکھا، علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں "والصلوٰۃ مکروھۃ مع مالا یمنع" (فتح القدیر ص ۸۱ ج ۱) اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ "کان ابو حنیفۃ یکرھہ" (کتاب الآثار ص ۱۵) آپ کے ہاں تو مکروہ بھی نہیں۔

(۳) یہاں بھی آپ نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بول دیا مگر وہ آیت یا حدیث پیش نہ کی جو اس مسئلہ کے خلاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۶

کتے کے دانتوں کا ہار پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے۔ (ایضاً)

(۱) جب آپ کے مذہب میں کتے کی ہڈی پاک ہے تو دانت کس دلیل سے ناپاک ہیں؟

(۲) ہاتھی بھی حرام ہے اور کتا بھی جب ہاتھی دانت کا استعمال ہار وغیرہ میں جائز ہے تو کتے کے دانت کا استعمال بھی اسی حکم میں کیوں نہیں؟

(۳) آپ نے نہ آیت پیش کی ہے نہ حدیث کہ کتے کے دانتوں کا ہار پہننا حرام ہے، پہننے والے کی نماز جائز نہیں، ہاں ذرا نواب صاحب کی کتاب کا یہ کلیہ بھی یاد رکھنا کہ "الاصل الطھارۃ" (الروضۃ الندیہ)

مسئلہ نمبر ۱۷

چوہیا کو ہمراہ لے کر نماز پڑھنی جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۲ ج ۱)

(۱) آپ نے تو قرآن وحدیث کے نام سے خنزیر کو بھی پاک مان لیا ہے (عرف الجادی ص ۱۰، کنز الحقائق ص ۱۳، بدور الاہلہ ص ۱۶) اور پاک چیز کو ساتھ لے کر نماز پڑھنا کسی حدیث میں منع نہیں تو چوہیا پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

(۲) ہاں آپ صریح آیت یا صحیح حدیث پیش فرمادیں کہ چوہیا پاس آجائے تو نماز نہیں ہوتی، ہم اس مسئلہ کو غلط مان لیں گے۔

مسئلہ نمبر ۱۸

دباغت سے کتے کی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ (درمختار ص ۱۸۹ ج ۱)

(۱) آپ کے نزدیک تو کتا بھی خنزیر بھی، مردار بھی پاک ہے۔ پھر کھال ناپاک ہی نہیں کہ دباغت کی ضرورت ہو۔

(۲) حدیث میں ہے **''ایما اھاب دبغ فقد طھر''** جس چمڑے کو دباغت دی گئی وہ پاک ہو گیا، ہم نے اس سے خنزیر اور انسان کے چمڑے کو مستثنٰی کیا ہے، خنزیر نجس العین ہے وہ دباغت کو قبول ہی نہیں کرتا اور انسان کی کرامت و عزت بحال رکھنے کے لیے دباغت سے ہی منع کر دیا ہے مگر آپ کے نزدیک تو خنزیر اور انسان کا استثناء بھی نہیں۔ (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

مسئلہ نمبر ۱۹

(۱) کتے کو شرعی طریقے سے ذبح کر لیا جائے تو اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے (اسلامی ممالک میں اس نفع مند صنعت کو جاری کریں) آپ کے ہاں تو کتا مردار ہو جب بھی پاک ہے، پھر ذبح پر آپ کو کیا اعتراض؟

(۲) ہدایہ میں اس کی وجہ لکھی ہے کہ **''لا نه یعمل عمل الدباغ فی ازالة الرطوبات النجسیة** (رواہ النسائی) اور **ذکاۃ کل مسک دباغه''** (حاکم) آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کریں کہ ذبح دباغت نہیں۔ ہم تسلیم کر لیں گے۔

مسئلہ نمبر ۲۰

اور ذبح کر لینے سے کتے کا گوشت بھی پاک ہو جاتا ہے (سبحان اللہ افریقی مسلمانوں کی غذائی قلت دور کرنے کا پاک حنفی منصوبہ (درمختار ص ۱۸۹ ج ۱)

(۱) مفتی صاحب اگر صرف پاک ہونا، غذا بھی ہے تو آپ کو ذبح کی کیا فکر، آپ کے ہاں تو مردار بھی پاک ہے۔ خنزیر بھی پاک ہے، منی بھی پاک ہے، خمر بھی پاک ہے، شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے، کتے کا پیشاب بھی پاک ہے، آپ افریقی

مسلمانوں کا فکر نہ کریں پہلے اپنی غذائی قلت دور فرمالیں۔

(۲) ہمارا ضعیف قول آپ نے نقل کیا اور صحیح قول چھوڑ دیا۔ یہ روایتی بددیانتی کیا قبر تک آپ کے ساتھ ہی جائے گی؟ صحیح قول کے مطابق گوشت پاک نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح ص ۹۷، حاشیہ ہدایہ ص ۲۵ ج ۱، فتح القدیر ص ۳۹ ج ۱، کبیری ص ۱۴۴)

(۳) آپ نے قرآن وحدیث کے نام سے جو فقہ نبوی مرتب کی ہے اس میں بھی یہی مسئلہ ہے کہ خنزیر کے علاوہ (کتا، چیتا، لومڑی، ہاتھی، گدھا) سب جانوروں کا گوشت ذبح سے پاک ہو جاتا ہے (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱) ابھی غذائی قلت دور ہوئی یا نہیں؟

مسئلہ نمبر ۲۱

کتے کی کھال کا ڈول اور مصلیٰ بنایا جا سکتا ہے (پھر ایسے پاک مصلوں اور ڈولوں کو مساجد میں اور کنوئیں پر استعمال کیا کیجئے۔ (درمختار ص ۱۹۲ ج ۶)

جواب: (۱) آپ کے نزدیک تو کتا پاک ہے، خون بھی پاک ہے، مردار بھی پاک ہے۔ اس لیے آپ کے مذہب میں تو مردار کتے کی خون آلود کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا جائز ہے ورنہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کریں کہ پاک چیز کا مصلیٰ اور ڈول بنانا منع ہے۔

(۲) جب کہ ہمارے نزدیک بلا دباغت کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا ہرگز جائز نہیں۔

(۳) جب حدیث کے مطابق کھال دباغت سے پاک ہوگئی تو پاک کھال کا مصلیٰ بنانا کسی آیت یا حدیث میں منع ہے۔

(۴) آپ کی نام نہاد فقہ نبوی میں بھی یہی مسئلہ ہے ''کتے کی کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا جائز ہے'' (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

(۵) آپ نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا ہے کہ قرآن وحدیث میں پاک

کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا منع کیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۲

کتا ساتھ اٹھا کر نماز پڑھنا درست ہے (براہ کرم برطانیہ کے مسلمانوں کو یہ فتویٰ سنا دیجئے کہ وہ غریب کتا پرستی کا شوق پورا کرسکیں (در مختار ص ۱۹۲ ج ۱)

(۱) زندہ کتا نجس العین ہے یا نہیں، اس بارے میں احادیث میں اختلاف ہے، جن احادیث سے کتے کی بیع کا منع ہونا بلکہ کتے کو رکھنا ہی منع ہے ان سے اس کا نجس العین ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن جن آیات و احادیث سے کتے کے شکار کا حلال ہونا، رکھوالی کے لیے کتا رکھنے کا جواز نکلتا ہے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کتا نجس العین نہیں، یہی زیادہ صحیح قول ہے۔

(۲) ہاں اس کا خون، پیشاب، پاخانہ اور لعاب احناف کے ہاں نجاست غلیظہ ہے اور غیر مقلدین کے ہاں پاک۔

(۳) جس طرح پاک بچہ نمازی کی کمر پر چڑھ جائے جیسے سیدنا امام حسینؓ آنحضرت ﷺ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے تھے یا کسی ضرورت کی بنا پر (عمل قلیل سے) بچے کو اٹھالے جس طرح آنحضرت ﷺ اپنی نواسی حضرت امامہ بنت عاصؓ کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایسے ہی کوئی پاک جانور نمازی کی پشت پر سوار ہو جائے یا کسی ضرورت سے اسے اٹھالے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ چنانچہ حدیث امامہؓ کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: **علی صحة صلوٰة من حمل آدمیا و کذا من حمل حیواناً طاهراً۔** (شرح مسلم)

(۴) آپ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، یہ آپ کا قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے، ورنہ صریح آیت یا صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں، جس میں یہ ہو کہ کسی ضرورت کے وقت پاک جانور کے اٹھانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۵) آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ برطانوی مسلمانوں کی کتا پرستی کا شوق پورا ہو۔ کیا

واقعی برطانیہ کے مسلمان کتا پرست ہیں، خدا پرست نہیں؟

(۶) کیا کسی چیز کو نماز میں اٹھانا اس کی پرستش ہے اور کیا معاذ اللہ آنحضرت ﷺ امامہ پرست تھے؟

(۷) آپ کے وحید الزمان فرماتے ہیں کہ ''کتے کو اٹھا کر نماز پڑھی جائے تو نماز فاسد نہیں'' (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱) ہاں اس مسئلہ میں احناف اور آپ کے مذہب میں کئی فرق ہیں۔

(۸) شامی میں بدائع سے نقل کیا ہے کہ کتے کا منہ باندھا ہو کیونکہ اس کا لعاب ناپاک ہے اگر اس کا لعاب نمازی کے بدن یا کپڑوں کو لگ گیا تو نماز نہیں ہوگی، مگر آپ کے مذہب میں کتے کا لعاب پاک ہے (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱) اس لیے کتا قے بھی نمازی غیر مقلد پر کرتا رہا۔ کتے کا لعاب نمازی کے جسم اور کپڑوں پر بہتا رہا، پھر بھی کتا اٹھا کر نماز پڑھنی جائز ہے۔ (آپ کے مذہب میں)

(۹) آپ کے ہاں محققین کے نزدیک کتے کا پیشاب یا پاخانہ بھی پاک ہے (نزل الابرار ص ۵۰ ج ۱) اسلئے کتا اپنے پیشاب پاخانے میں لت پت ہو اور غیر مقلد نمازی اٹھالے اور وہ کتا غیر مقلد نمازی پر مزید پاخانہ پیشاب کرتا رہے تو بھی غیر مقلد کی نماز درست ہے۔

(۱۰) کتا خون میں لت پت ہے، غیر مقلد کے مذہب میں خون پاک ہے (کنز الحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ص ۴۹) اس لیئے غیر مقلد خون میں لت پت کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تب بھی نماز جائز ہے، جبکہ ان (۸، ۹، ۱۰، ۱۱) صورتوں میں احناف کے نزدیک نماز درست نہیں۔

(۱۱) غیر مقلد کے مذہب میں کتے کا گوشت اور ہڈی بھی پاک ہے، اس لیے کتے کا گوشت جیب میں ڈال کر اور کتے کی ہڈیوں کا ہار گلے میں ڈال کر غیر مقلد نماز پڑھے تو جائز ہے، مفتی صاحب آپ کی کتا پرستی کتنی قابل ہے؟

(۱۲) اگر مفتی صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ وحید الزمان اور نواب صاحب نے یہ مسائل لکھ کر حضور ﷺ پر جھوٹ بولا ہے اور آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولنے والا

قطعی جہنمی ہے اور جن غیر مقلدین نے ان کی تردید نہیں کی، وہ گونگے شیطان ہیں تو صاف الفاظ میں اس کا جھوٹا جہنمی ہونا لکھ کر مندرجہ بالا چیزوں کا ناپاک ہونا ایک ایک صریح آیت یا ایک ایک صحیح صریح حدیث سے ثابت فرمادیں۔

مسئلہ نمبر ۲۳

شامی میں استحقاق امامت کی اٹھارہ شرائط ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس کی بیوی مقابلۃً زیادہ خوب صورت ہو۔ (درمختار ص ۵۲۱ ج ۱، ص ۳۷۵ ج ۱)

جواب: (۱) نہ شامی میں امامت کے اٹھارہ شرائط ہیں اور نہ ہی بیوی کی خوبصورتی کا مسئلہ شرائط امامت میں سے ہے۔

(۲) نزل الابرار ص ۹۶ پر ۱۸ کی بجائے ۲۲ کا ذکر ہے جن میں نمبر ۱۳ پر احسن زوجۃ کا ذکر بھی موجود ہے۔

(۳) مفتی صاحب علم فقہ سے بالکل جاہل ہیں، شرط وہ ہوتی ہے کہ "اذا فات الشرط فات المشروط" کسی فقہ کی کتاب میں یہ مسئلہ نہیں لکھا کہ اگر امام کی بیوی خوبصورت نہ ہو تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز بوجہ فوت شرط باطل ہے۔

(۴) کپڑے کا بقدر ستر عورت ہونا شرط نماز ہے خواہ کسی رنگ کا ہو مگر سفید حضور کو زیادہ محبوب تھا اس لیے اولیٰ ہے۔ اب کوئی جاہل یہ مسئلہ پڑھ کر کہ سفید کپڑا اولیٰ ہے اس کو شرط سمجھ کر یوں کہہ دے کہ سفید کپڑے کے علاوہ ہر کپڑے میں نماز باطل ہے تو ایسا احمق غیر مقلدوں میں سے ہی ہو سکتا ہے کوئی عقل مند تو اس کی جہالت میں شک نہ کرے گا۔

(۵) اولیت امامت کے مسائل میں ہے کہ اگر کسی جگہ امامت میں جھگڑا ہو جائے تو سب سے پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ ان میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے۔ اگر وہ سب امیدوار فقہ، علم سنت، ہجرت، پرہیز گاری، حسن اخلاق، تہجد گزاری، خوش خلقی شرافت نسب، حسن صوت میں برابر ہوں، امامت کا اجر حاصل کرنے کے متمنی ہوں تو ان سب باتوں کے بعد اولیٰ اس کو قرار دیا جائے گا جس کی بیوی خوبصورت، نیک سیرت ہو، کیونکہ ایسی بیوی سے خاوند کو محبت ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے

کہ ''خیارکم خیارکم لنسائه'' (مشکوٰۃ) اور یہ بھی فرمایا ''خیر کم خیر کم لاهله'' تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہو۔ کیونکہ جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہوگا، محبت رکھے گا وہ عادتاً غیر محرم عورتوں کی طرف نظر نہ اٹھائے گا اور پاک دامن ہوگا اور بدصورتی اور بدسیرتی عورت میں ہو تو خاوند اپنی عورت سے نفرت کرے گا اور عادتاً دوسری عورتوں کی طرف نظر رکھے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نیک صورت اور نیک سیرت عورت کا خاوند عادتاً اس سے محبت اور نیک سلوک کی وجہ سے خیر ہوگا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''لیؤمکم خیارکم'' (ابن عساکر) یعنی بہتر لوگ تمہاری امامت کرائیں، اب فرمائیے دلیل کے دونوں مقدمے حدیث سے ثابت ہیں کہ امام بہتر کو بناؤ اور بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی سے بہتر ہو اور اس بہتری کی بنیاد بیوی کا حسن صورت اور حسن سیرۃ ہے۔

(۶) آپ نے جھوٹ بولا ہے کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ وہ کونسی آیت یا حدیث صحیح ہے کہ امام اس کو بناؤ جس کی بیوی بدصورت اور بدکردار ہو۔ قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے کا نام آپ نے عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے۔ اعاذنا الله منها.

مسئلہ نمبر ۲۴

اور یہ بھی کہ امام بڑے سر والا اور چھوٹے عضو مخصوص والا ہو کیا خوب، فقہ حنفی کے روپ میں حسن پرستی اور عضو پیمائی کا تماشا۔ (درمختار ص ۵۲۱ ج ۱، ص ۳۷۵ ج ۱)

جواب: وہاں عضو مخصوص کا نہ صرف یہ کہ ذکر نہیں بلکہ اس کی تردید ہے، مفتی صاحب بلاوجہ ہی فقہائے احناف کے عضو مخصوص سے جا لپٹے ہیں، وہاں صرف عضو کا لفظ ہے اور شامی میں وضاحت ہے کہ عضو مخصوص ہرگز مراد نہیں۔ پھر کیا مراد ہے؟ آپ کے غیر مقلد نواب وحید الزمان نے احناف کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اکبر راسا واصغر قدما اور یہی وضاحت عرف میں بھی ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں ''سر وڈے سرداراں دے تے وڈے پیر گنواراں دے'' یعنی یہ اعتدال

کے ساتھ سر بڑے ہوں اور اعضاء متناسب ہو، کمال عقل کی دلیل ہے اور اعضاء میں فتور اختلال مزاج کی دلیل ہے۔ اس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ حدیث پاک اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ جتنی جماعت بڑی ہوگی، اتنا اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔ جماعت کی کثرت میں جہاں اور اسباب ہیں وہاں سب سے بڑا سبب امام کا عقل مند ہونا بھی ہے۔ وہ عقل مند ہوگا تو لوگوں کو ساتھ ملائے گا، اگر کم عقل ہوگا تو جماعت میں افتراق وانتشار پھیلائے گا۔ تو مسئلہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ زیادہ عقل والا امام جو جماعت کی کثرت کا باعث ہو، اس امام سے بہتر ہے جو کم عقل ہو اور لوگ اس کے رویے سے تارک جماعت بن جائیں۔

اب آپ کا فرض ہے کہ کوئی ایک آیت یا حدیث صحیح پیش کرو جس کا معنی یہ ہو کہ امام وہ بہتر ہے جو کم عقل ہو اور لوگوں کو لڑانے والا ہو، ورنہ تمہارا یہ کہنا کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵

فارسی میں ایمان لانا، تکبیر کہنا، سلام کہنا، تکبیر تحریمہ کہنا اور نماز کے تمام اذکار پڑھنا حتی کہ فارسی میں قراءت کرنا سب جائز ہے۔ (درمختار ص ۳۲۵ ج ۱)

الجواب: (۱) معترض نے اپنی طرف سے مسئلہ کا خلاصہ گھڑ لیا ہے، یہاں قید عجز کی موجود ہے کہ جو عربی زبان سے عاجز ہو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ غیر عربی میں قراءۃ اور اذکار ادا کر لے۔

(۲) جو عربی زبان پر قادر ہو اس کے لیے غیر عربی میں قراءت کے پہلے امام صاحبؒ قائل تھے بعد میں رجوع فرما لیا۔ (ہدایہ، شامی) مرجوع عنہ قول منسوخ کے حکم میں ہوتا ہے۔ اب مفتی صاحب کا عجز قابل داد ہے کہ منسوخات پر اعتراض کر رہے ہیں جیسے منسوخ احادیث قبلہ بیت المقدس، متعہ، کلام در نماز وغیرہ کی احادیث پیش کر کے عوام کو دھوکا میں ڈال رہے ہیں۔

(۳) قرأۃ کے علاوہ باقی اذکار کا جواز ہے مگر اصل عربی میں ہیں مثلاً تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے اس کا معنی ادا کرے تو فرضیت تو ادا ہو جائے گی، مگر ترک واجب کا گناہ ہوگا (شامی) تو خلاصہ یہ نکلا کہ لفظ اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا واجب ہے فرض نہیں۔ آپ اگر ایک آیت یا حدیث پیش کریں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا فرض ہے، واجب نہیں تو ہم ضد نہیں کریں گے، مان لیں گے، کہ یہ فقہ کا مسئلہ حدیث کے خلاف ہے۔

(۴) آپ ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث پیش فرمائیں کہ غیر عربی میں ایمان لانے والے مسلمان نہیں، غیر عربی میں سلام کرنا جائز نہیں یا کوئی ذکر و دعا غیر عربی میں جائز نہیں؟

مسئلہ نمبر ۲۶

نظم عربی بندے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے (نور الانوار ص ۹) عربی اور فارسی اہل جنت کی زبان ہے (درمختار ص ۳۳۵ ج ۱) سبحان اللہ فارسی کے یہ فضائل، اس لیے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عربی تھے اور امام اعظم فارسی۔

الجواب: (۱) سوال نمبر ۲۷ میں مفتی صاحب نے حضورؐ کو امام اعظم کہا تھا، اب امام ابو حنیفہؒ کو۔ غور فرماویں شاید رجوع فرمالیا ہے۔

(۲) نظم عربی ہر بندے کے لیے حجاب نہیں صرف اس کے لیے بن سکتا ہے جو قرآن پاک کی بلاغت اور مسجع مقفیٰ عبارات پر دھیان لگائے اور اصل ذات و صفات الٰہی سے توجہ ہٹالے۔ پھر یہ توجیہ اس قول پر مبنی ہے جس سے امامؒ نے رجوع فرمالیا تو اب یہ توجیہ بھی مرجوع عنہ قرار پائی۔

(۳) یہ درست ہے کہ آنحضرت ﷺ عربی النسل ہیں اور امام اعظم فارسی النسل ہیں، اور آنحضرت ﷺ کے فرمان "اعظم الناس نصیبا فی الاسلام اهل فارس لو کان السلام فی الثریا لتنا وله رجال من اهل فارس"

(ک ت ص ۷ ۹ بحوالہ حلیۃ الاولیاء) کے کامل مصداق ہیں اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ "وہ (اہل فارس) میری سنت کے تابع دار اور میرے آثار کے پیرو کار ہوں گے" اسی لیے تمام امت آپ کو امام اعظم کہتی ہے جن کی تقلید میں دنیا کے لوگ حضورؐ کی سنتوں کی پیروی کرر ہے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۷

امام ابو یوسفؒ نے ہارون رشید کی خاطر عیدین میں بارہ تکبیرات پڑھیں۔
(ردالمحتار ص ۷۸۰)

(۱) اولا تو بصیغہ مجہول اس کا تذکرہ ہے اور ساتھ صراحت ہے کہ مذہب چھ تکبیرات کا ہی ہے اور خلیفہ کا ایسا حکم جس پر عمل کرنے میں گناہ نہ ہو اس کو ماننا ضروری ہے اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ حاکم ایسا حکم صرف اس کے وقت حکومت تک رہتا ہے ،پھر ختم ہو جاتا ہے (ردالمحتار ص ۵۵۰ ج ۱) آپ اگر کوئی آیت یا حدیث پیش کر دیں کہ خلیفہ کی امور غیر واجبہ میں نافرمانی واجب ہے تو آپ کا بڑا کرم ہو گا اور انتظار رہے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۸

جس نے اپنی محرم ،ماں بہن ، بیٹی سے نکاح کر کے ہم بستری کی ، اس پر کوئی حد نہ ہو گی۔ (ہدایہ ص ۵۱۶ ج ۲)

(۱) ہدایہ میں ان سب کے ساتھ نکاح کرنے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام لکھا ہے
(کتاب النکاح)

(۲) نکاح کرنا تو کجا صرف ماں بہن بیٹی سے نکاح کو جائز کہنے والا مرتد اور واجب القتل ہے۔ (فتح القدیر ص ۴۲ ج ۵ ، طحاوی ص ۹۶ ج ۲)

(۳) ایسا نکاح باطل ہے جس طرح حدیث پاک میں ہے "ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل" (ترمذی)

(۴) اس کے بعد صحبت حرام ہے مگر یہ موجب حد ہے یا موجب تعزیر؟ اس میں

اختلاف ہے کیونکہ نکاح باطل کے بعد صحبت کے بارے میں صراحتاً کوئی حد حدیث میں موجود نہیں اس لیے امام صاحبؒ اس پر تعزیر واجب قرار دیتے ہیں۔ ''ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلا مع امراة لا تحل له (درمختار ص ۱۷۹ ج ۳) اور یہ قتل تک ہے۔

اس اختلاف میں بعض ائمہ قیاس پر عامل ہیں کہ نکاح باطل شبہ نہیں ہوسکتا۔ امام صاحبؒ قیاس کو چھوڑ کر حدیث کو لے رہے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث سے شبہ ثابت ہو رہا ہے اور حدیث واجماع امت سے ثابت ہے کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔
(ترمذی، ابن ماجہ الروضۃ الندیہ)

نوٹ: شاید مفتی صاحب جاہلوں کو یہ دھوکا دیں کہ حد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نہ گناہ ہے نہ سزا ہے تو یہ خالص فریب ہے، مفتی صاحب سے عرض ہے کہ وہ کسی صریح حدیث سے پیشاب پینے، پاخانہ کھانے، خنزیر کھانے، مردار کھانے، سود کھانے وغیرہ پر حد دکھا دیں؟ اگر شرعاً ان پر کوئی حد نہیں تو یہ سب کچھ برملا کھانا پینا شروع کر دیں اور اپنی جماعت کو بھی کھلائیں۔

مسئلہ نمبر ۲۹

اس لیے کہ آدم کی تمام بیٹیاں نکاح کے مقصد میں برابر سود مند ہیں (ماں، بہن اور بیٹی کی کیا تمیز) کمیونسٹ دہریے بھی یہی راگ الاپتے ہیں ان پر اس قدر غصہ کیوں؟

(۱) اگر مقصود کا مطلب یہ ہے کہ ماں، بہن، بیٹی سب کی تخلیق کا مقصد اولاد پیدا کرنا ہے تو اس کا منکر آپ کے سوا کون ہے؟ اور یہ کس آیت اور حدیث کے خلاف ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ ماں، بہن، بیٹی سے نکاح جائز ہے تو یہ آپ کا صاحب ہدایہ پر بہتان اور افتراء ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۰

کوئی عورت نابالغ بچے کے ساتھ یا دیوانے کے ساتھ شوق ورغبت کے

ساتھ زنا کرے تو اس پر بھی کوئی حد نہیں (کیسا رنگین مذہب ہے) ہدایہ ص ۵۱۸ ج ۲)

(۱) مفتی صاحب! معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی غیر مقلد عورتیں نابالغوں اور دیوانوں سے بہت شوق و رغبت رکھتی ہیں تاکہ حد نہ لگے۔

(۲) نابالغ اور دیوانہ تو مرفوع القلم ہے۔ یہ زنا ایک ہی فعل ہے جس کا فاعل بچہ اور دیوانہ ہے اور مفعولہ عورت ہے۔ جب اصل فاعل پر حد ساقط ہو گئی تو مفعولہ پر بھی سقوط حد کے لیے سبب بن گیا اور حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے، ہاں تعزیر واجب ہو جاتی ہے، آخرت کی سزا بھی لازم ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۱

امام وقت قتل کے سوا جو گناہ بھی چاہیں کر لیں ان پر کوئی حد نہیں (ٹھیک ہے ان پر حد لگا کر آپ گداگری کہاں سے کریں گے) (ہدایہ ص ۵۲ ج ۳)

جواب: ہدایہ میں آگے وضاحت موجود تھی کہ قصاص میں حق عبد ہے اس کا مطالبہ کرنے والا وہ صاحب حق موجود ہے جو مطالبہ کر سکتا ہے لیکن حدود حقوق اللہ میں سے ہیں اور ان کے نافذ کرنے میں سب سے بڑا مسلمان حاکم خدا کا نائب ہے، وہ حدود دوسروں پر نافذ کرتا ہے لیکن اگر وہ نائب خود حد توڑ دے کہ اس سے اوپر کوئی حد نافذ کرنے والا نہ ہو تو اس کو خود خدا تعالیٰ ہی سزا دیں گے، آپ کسی صریح آیت یا صحیح حدیث سے ثابت کر دیں کہ ایسے حاکم پر کون حدود نافذ کرے، ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہ ہو گا۔

مسئلہ نمبر ۳۲

زنا کرنے کے لیے عورت کرایہ پر لی اور منہ کالا کر لیا تو ایسی صورت میں کوئی حد نہیں (معاذ اللہ کیسا روپ اور کیسی فحاشی) (عالمگیری ص ۲۲۸ ج ۲)

جواب: (۱) مفتی صاحب نے روایتی بددیانتی سے کام لیا ہے، درمختار میں صراحتاً ہے "والحق وجوب الحد" (ص ۵۷ ج ۳) حق یہ ہے کہ حد واجب ہے۔ معترض کو یہ حق بات کیوں نظر نہ آئی؟ اور عالمگیری والے غیر مفتیٰ بہ قول میں بھی آگے

صراحت ہے "یوجعان عقوبة ویحبسان یتوبا" (عالمگیری ص ۱۴۹ ج ۲) یعنی ان دونوں کو سخت سزا دی جائے گی اور دونوں کو اتنا عرصہ قید رکھا جائے گا کہ وہ توبہ کر لیں (ان کی توبہ کا یقین حاکم کو ہو جائے)

(۲) آپ کے مذہب میں تو غیر مقلد عورت متعہ کرواتی رہے تو حد یا تعزیر تو کیا زبان سے انکار بھی جائز نہیں۔ (ہدیۃ المھدی ص ۱۱۸ ج ۱)

مسئلہ نمبر ۳۳

شراب کی تلچھٹ پینا حرام نہیں مکروہ ہے اور سرکہ میں ملالیں تو کراہت بھی ختم۔ (عالمگیری)

جواب: عالمگیری میں ہے "یکرہ شرب دردی الخمر" (ص ۴۱۲ ج ۵) اور آپ کی نزل الابرار میں ہے "کرہ شرب دردی الخمر" (ص ۸۹ ج ۳) بتائیے ہمارے اور تمہارے مسئلہ میں کیا فرق ہے، تمہارے نزدیک تو یہ مسئلہ فقہ نبوی کا ہے اور فرمائیے کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے اور یہ میل سرکہ میں مل گئی تو سرکہ بن گئی۔ (عالمگیری ص ۴۱۲ ج ۵) اب سرکہ حلال ہے "نعم الا دام الخل" (مسلم) آپ سرکہ کے حرام ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کریں، آپ کو شراب کی تلچھٹ سے کیا کام؟ آپ خالص خمر میں آٹا گوندھ کر روٹی پکا کر کھالیں تو درست ہے (نزل الابرار ص ۸۹ ج ۳) اور خالص خمر میں مچھلی ڈال کر تھوڑی دیر دھوپ میں رکھ دیں اور کھائیں (سالن تیار ہے) (بخاری)

مسئلہ نمبر ۳۴

نبیذ مطبوخ شراب بھی حلال ہے۔ (عالمگیری ص ۴۱۳ ج ۵)

جواب: خدا جانے مفتی صاحب نے شراب کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے؟ اصل عبارت میں خمر کا لفظ ہی نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۵

البختج ایک خاص قسم کی شراب ہے جس کو امام ابو یوسفؒ نے ہارون

الرشید کو پینے کی اجازت دی تھی اس لئے اس کو ابو یوسفی بھی کہنے لگے (عالمگیری) حالانکہ اسکی اباحت کا فتویٰ امام ابراہیم نخعیؒ نے بھی دیا تھا۔ جیسا نسائی ج ۲، ص ۳۳۵ پر ہے۔ اماموں کو تو معاف کرو۔

جواب: یہاں بھی خمر کا کوئی لفظ نہیں خدا جانے مفتی صاحب نے شراب کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے، ہاں عالمگیری ص ۴۱۲، ۴۱۳ ج ۵ پر **البختج** ایک مشروب کا ذکر ہے جسے مثلث بھی کہتے ہیں جس کے پینے کا ثبوت صحیح بخاری میں بھی موجود ہے کہ صحابہ مثلث پیا کرتے تھے۔ (بخاری)

مسئلہ نمبر ۳۶

فتاویٰ عالمگیری کی کتاب الحیل میں اللہ کے فرائض سے جان چھڑانے کے بے شمار حیلے بتائے گئے ہیں ان سب کا قرآن وحدیث سے ثبوت دیں۔

جواب: کتاب الحیل عالمگیری ص ۳۸۹ ج ۶ سے لے کر ص ۴۳۶ ج ۶ تک ہے اس کی پہلی فصل میں ہے:

ہمارے علماء کے مذہب میں ہر حیلہ جس سے آدمی دوسرے کا حق مٹائے یا اس میں شبہ ڈالے یا امر باطل کو مشتبہ بصدق وصواب کرنے کا وسیلہ کرے تو وہ مکروہ تحریمی ہے اور ہر حیلہ جس سے آدمی اپنے آپ کو حرام سے چھڑوائے یا اس وسیلہ سے حلال تک پہنچ جاوے تو یہ امر نیک ہے"۔ (عالمگیری ص ۳۹۰ ج ۶) بتائیے اس میں کونسی بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے؟ (۲) مفتی صاحب کو شاید حیلہ کی تعریف ہی یاد نہیں ہے "**الحیلة اسم من الاحتیال وهی التی تحول المرء عما یکرهه الی مایحبه** (کتاب التعریفات ص ۴۲) یہ خفیہ تدبیر کبھی جائز ہوتی ہے کبھی ناجائز ہوتی ہے۔ جائز حیلہ کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو فرمایا کہ اپنی بیوی کو سو لکڑیاں مارنے کی بجائے سو تنکوں کا جھاڑو مارو۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ حضرت بلالؓ نے دو صاع ردی کھجوروں کے بدلے ایک

صاع اچھی کھجوریں لے لیں، آپؐ نے فرمایا یہ ناجائز ہے اور اس کے جواز کا حیلہ بتایا کہ جو کھجوریں تمہارے پاس ہیں ان کو درہموں کے عوض بیچ دو، اور اتنے درہموں کی اچھی کھجوریں لے لو۔ ہمارے ہاں بھی ایسے ہی حیلے ہیں۔

حرام حیلے وہ ہیں جو اصحاب سبت مچھلیاں پکڑنے کے لیے حیلے کرتے تھے وغیرہ۔

جائز اور ناجائز حیلے میں فرق نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کتیا کے دودھ اور بکری کے دودھ میں فرق نہ کرے۔

کتاب الحیل

غیر مقلدین کے اصاغر سے اکابر تک عوام کو فریب دینے کے لیے یہ بھی شور مچاتے ہیں کہ فقہ میں بہت حیلے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ پروپیگنڈہ وہ لوگ کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی صفات میں حیات علم اور قدرت کی صفات مانتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو الاستهزاء، السخرية والمكر والخداع والكيد جیسی صفات سے بھی متصف مانتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ٹھٹھے باز، مسخرہ، مکار، فریب کار، دھوکے باز ہے۔ حیلہ عربی لفظ ہے اس کی تعریف یہ ہے ''الحيلة اسم من الاحتيال وهى التى تحول المرء عما يكرهه الى ما يحبه'' (کتاب التعریفات ص۴۲)

یہ خفیہ تدبیر اگر ابطال حق یا اثبات باطل کے لیے ہو تو حرام ہے۔ اگر مقصود احقاق حق اور ابطال باطل ہو تو واجب ہے۔ اگر مکروہ سے بچنے کے لیے حیلہ کرے تو مستحب ہے۔ اگر ترک ممدوح کے لیے حیلہ کرے تو مکروہ ہے، الغرض حیلہ کا لفظ جائز ناجائز دونوں پر استعمال ہوتا ہے مگر حرام وحلال کا فرق واضح ہے جیسے سجدہ کا لفظ خدا اور بت دونوں کے سجدہ پر استعمال ہوتا ہے مگر ایمان اور کفر کا فرق واضح ہے۔

ایک اور وضاحت: احناف کے ہاں جواز اور نفاذ میں تلازم نہیں اس لیے بعض اوقات ایک چیز کا جواز نہ بھی ہو تو نفاذ ہو جاتا ہے جیسے حالتِ حیض میں طلاق کا

جواز نہیں مگر طلاق دے دی تو نفاذ ہو جائے گا، ایک ہی دفعہ تین طلاق کا جواز نہیں، گناہ ہے مگر دینے سے واقع ہو جائیں گی۔ حلالہ کی شرط سے نکاح کرنا گناہ ہے مگر عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے گی، اس لیے یہ فرق کرنا بھی ضروری ہے کہ فقہ حنفی بعض جگہ صرف نفاذ حکم کی قائل ہے مگر اس کے جواز کا بہتان بھی فقہ پر لگا دیا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں دونوں قسم کے حیلوں کا ذکر ہے ''خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث'' حضرت ایوب علیہ السلام نے حالت ابتلاء میں اپنی پاک دامن بیوی کو غصہ سے سو چھڑیاں مارنے کی قسم کھائی تھی۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ نے حکم دیا کہ اے ایوب قسم میں جھوٹے نہ ہونا سو شاخیں ایک جگہ باندھ کر اس طرح مارو کہ سب اس کے بدن سے لگ جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک تدبیر تھی اور ایک ضعیف الخلقہ شخص کو زنا کے سو کوڑے مارنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا حکم فرمایا تھا (لغات الحدیث، ز) کیا اب قرآن کو بھی حیلے بتانے والا کہو گے؟ اور حرام حیلے کا ذکر بھی قرآن میں ہے کہ اصحاب سبت مچھلیاں پکڑنے کے لیے گڑھے کھودتے تھے، جب مچھلیاں ان میں آجاتیں تو پکڑ لیتے یہ حیلہ حرام ہے۔ حدیث پاک میں بھی دونوں قسم کے حیلوں کا ذکر ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دو صاع ردی کھجوروں کے بدلے ایک صاع اچھی کھجور لی، یہ سود بنتا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سود سے بچنے کا حیلہ تعلیم فرمایا کہ اپنی کھجوریں پیسوں سے بیچو پھر اس رقم کی اچھی کھجوریں لے لو اور حرام حیلے کا بھی ذکر ہے کہ بنی اسرائیل پر اونٹ کی چربی کو حرام کیا تھا، انہوں نے چربی پگھلا کر بیچنی شروع کر دی اور قیمت کھا لیتے، یہ حرام ہے، اس لیے غیر مقلدین کا فرض ہے کہ وہ ہر حیلہ فقہ کے الفاظ میں لکھ کر اس کے خلاف ایک ایک صریح آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں ورنہ ان کو بلا وجہ قرآن و حدیث کے خلاف کہنا، قرآن و حدیث پر جھوٹ ہے اور فقہ ثقہ پر بھی۔ خدا تعالیٰ تمہیں اس جھوٹ سے توبہ کی توفیق دیں۔

معاریض کا بیان

غیر مقلد امام ابراہیم نخعی کی بعض معاریض پر بھی حیلہ کا لفظ استعمال کر کے عوام کو دھوکا دیتے ہیں، حالانکہ عالمگیری میں صراحت ہے کہ "یجب ان یعلم ان استعمال المعاریض للتحرز عن الکذب" (۴۳۶ ج ۲) یعنی یہ جاننا واجب ہے کہ معاریض (توریہ) کا استعمال جھوٹ سے بچنے کے لیے ہوتا ہے۔ علامہ سید شریفؒ فرماتے ہیں کہ توریہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ایسی بات کرے کہ مخاطب اس کا مطلب اور سمجھے اور متکلم کی مراد اور ہو جیسے لڑائی میں دشمن کے فوجی کو کہے افسوس تمہارا امام مر گیا۔ وہ سمجھے کہ ہمارا کمانڈر مر گیا لیکن اس کی مراد یہ تھی کہ اگلا سپاہی مر گیا۔ (کتاب التعریفات ص ۳۲) تعریض کا یہ لفظ قرآن پاک سے لیا گیا ہے "لا جناح علیکم فیما عرضتم به من خطبة النساء (الاية)

اور ابن عدی نے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے کہ ان فی المعاریض مندوحة عن الکذب (اتحاف السادة المتقین ص ۵۲۸ ج ۲) "بے شک معاریض (ذو معنی بات) میں جھوٹ سے بچنے کی گنجائش ہے۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ ایک بڑھیا سن کر رونے لگی، حضرت نے فرمایا، بڑھیا جوان ہو کر جنت میں جائے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین دفعہ ایسی ذو معنی بات فرمائی کہ آپ کا مطلب اور تھا اور مخاطبین اس کا مطلب اور سمجھے، اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ نے هاد یهدینی ہجرت کی رات فرمایا جس سے صدیق اکبرؓ جنت کا راستہ مراد لے رہے تھے اور مخاطبین جنگل کا راستہ، (اتحاف السادة المتقین ص ۵۲۸ ج ۲)

تو اسی طرح کسی شدید ضرورت کے موقعہ پر اگر امام ابراہیم نخعیؒ نے ایسی ذو معنی بات فرما دی تو کسی آیت یا کسی حدیث کے خلاف نہیں کیا۔ خدا تعصب کا برا کرے، یہ حق سننے، سمجھنے اور ماننے کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔

فتح المقلدین

روئیداد مناظرہ

ہارون آباد

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج دنیا جس دور سے گزر رہی ہے خصوصاً مسلمانانِ عالم جن کٹھن مراحل سے گزر رہے ہیں اس کا وقتی تقاضہ یہ تھا کہ وہ امت جس کا خدا ایک، رسول ایک، قبلہ ایک، قرآن ایک ہے، مل بیٹھ کر اپنے ان امراض کا علاج تلاش کرتی جن کی وجہ سے ان پر زندگی دوبھر ہو رہی ہے۔ گمراہ کن تحریکیں اور دین دشمن فتنوں کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ ان حالات میں ایک طبقہ آج بھی مقصد زندگی بنائے ہوئے ہے کہ تشت و افتراق کی صورتیں پیدا کی جائیں اور اختلاف کا بازار گرم رہے۔ خصوصاً ایسے مسائل جن کے بارے میں اکابر علمائے دیوبند کا ہمیشہ یہی مسلک رہا ہے کہ اجتہادی اور فروعی مسائل اور اوپر سے مختلف فیہا مسائل میں اتنا زور نہ دیا جائے کہ جانب مخالف مسئلہ اور اس کو ماننے والوں کی تکذیب و تفسیق ہو اور نہ ایسے مسائل کو عام جلسوں اور تقاریر میں بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں، کیونکہ فروعی مسائل علمائے اہل السنّت کے نزدیک نہ تبلیغی ہیں نہ تکذیبی، ان مسائل کو محض ترجیحی سمجھتے ہوئے خطا و صواب کا نظریہ رکھتے ہیں نہ کہ حق و باطل کا، شومئ قسمت سے اس سرزمین پر جب انگریز کے منحوس قدم پڑے تو اسکے ساتھ ہی دین بیزاری فکری آوارگی کا ایک شدید سیلاب آیا انگریز نے اس خطہ سے اسلام کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی، ہزاروں علماء اور لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا لیکن وہ اسلام کے جیالوں کے دلوں سے اسلام کو نکالنے میں کامیاب نہ ہوا۔ فرنگی شاطر نے جب یہ دیکھا کہ وہ ظلم و ستم کے ذریعہ اسلام کو ختم نہیں کر سکتا تو اس نے اس کام کے لیے اہل اسلام سے چند افراد کو خریدا تا کہ وہ اپنے اصول ''ڈیوائڈ اینڈ رول'' (لڑاؤ اور حکومت کرو) کے تحت اپنا تسلط قائم رکھے۔ انگریز نے اس کام کے لیے ہر قسم کی مدد فراہم کی بے شمار دولت

اور بڑی بڑی جائدادیں دیں بڑے بڑے خطابات سے نوازا اور زرخرید غلاموں کی محنت سے امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ کیا اور مختلف فتنوں نے سر اٹھایا ان فتنوں میں ایک فتنہ اکابر پر عدم اعتماد (غیر مقلدیت) کا ہے۔ اس فتنے کے بانین نے عمل بالحدیث کی آڑ میں تقلید کا انکار کیا، ان اعمال کو رواج دینے کی کوشش کی جو یا تو آئمہ اربعہ میں مختلف فیہ تھے یا بالکل متروک ہو چکے تھے، مساجد میں ہنگامے کھڑے ہوئے اسلاف امت پر بدزبانی شروع کی جس کی وجہ سے اللہ کے گھروں میں سکون کی عبادت کی بجائے لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔ اسی سلسلے کی کڑی آج کے غیر مقلدین ہیں جنہوں نے اکابر کی تجہیل وتفسیق کو اہم دینی فریضہ سمجھا ہے اپنے سوا تمام اہل سنت کو کافر، فاسق، جاہل، بدعتی اور بے نماز جیسے خطابات دیتے ہیں اور ہر جگہ فتنہ و فساد پھیلانا عظیم دینی کام سمجھتے ہیں، لڑائی اور جھگڑا کھڑا کرنے میں پہل ان کی جانب سے ہوتی ہے، چنانچہ ہارون آباد میں بھی ۱۹۸۹ء میں ایسی ہی فضا پیدا کی گئی، مناظرے کا چیلنج دیا مناظرے کے بعد اشتہار بازی شروع کی اور پورے ملک میں اتنا جھوٹا پروپیگنڈا کیا کہ سننے والوں کو سچ کا گمان ہونے لگا۔ اہل سنت علماء نے دفاع پر ہی اکتفا کیا جیسا کہ ان کا مزاج ہے مناظرہ میں اور اشتہارات میں جو کچھ غیر مقلدین کے ساتھ ہوا وہ آپ تفصیل مناظرہ میں اور تقابل اشتہارات میں بخوبی معلوم کر لیں گے۔ اس تفصیل کے منصۂ شہود پر آنے کی وجہ ان حضرات کا جھوٹا پروپیگنڈا بنا۔ خصوصاً ایک برائے نام مفتی جو اپنے زعم میں پہلے اپنے آپ کو دیوبندی کہلواتے تھے، حالانکہ وہ اس وقت بھی دیوبندی نہیں تھے اور نہ ہی ان کے عقائد علمائے دیوبند سے ملتے تھے، اپنی ضرورت کے تحت دیوبندیوں کے مدارس میں پڑھاتے رہے۔ ان کا ایک تازہ انٹرویو جو ماہنامہ رسالہ الدعوۃ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ بمطابق جون ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا اس رسالہ کی اشاعت کا باعث بنا تاکہ عوام کو ان کے جھوٹے پروپیگنڈے کے اثرات سے بچایا جا سکے اور حقیقت حال سے روشناس کرایا جا سکے۔

نوٹ: مفتی عبدالرحمٰن نے مولانا محمد امین صاحب سے تادم تحریر ایک بھی مناظرہ نہیں کیا، بعض جگہوں میں ان کا وجود بھی نہیں تھا، جہاں مفتی صاحب نے مناظرہ جیتا۔ (جھوٹ بھی ایسا ہی ہونا چاہئے چھوٹے جھوٹ کا کیا فائدہ) مولوی عبدالرحمٰن کے انٹرویو کے اس حصہ کو پڑھ کر جو ہارون آباد سے متعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس انٹرویو میں سچ نام کی کوئی شے نہیں سارا قصہ فرضی ہے۔

جمیعت اہل سنت ہارون آباد

مناظرہ کیوں ہوا؟

مناظرے کا باعث یہ ہوا کہ راؤ محسن علی خان غیر مقلدین کی مسجد کے قریب ان کے ایک فرد سے مکان کرایہ پر لے کر رہنے لگا۔ پہلے سے حنفیت میں خام تھا اور کچھ ریلوے مسجد کے اساتذہ سے ناراض ہوا اور ہمیشہ کے لیے مسجد چھوڑ دینے کا اعلان کر دیا۔ اس دوران غیر مقلدوں کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہوا کہ حنفی حدیث کے مقابلے میں اپنے امام کے قول پر عمل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے متاثر ہو جانے کے بعد مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کے اساتذہ نے ان کے گھر جا کر ان کے اشکالات رفع کیے جس پر راؤ صاحب نے صحاح ستہ کے حنفی مستدلات پر نشانیاں رکھیں اور کہا کہ میں اہل حدیث مولویوں سے پوچھوں گا۔ دریں اثنا ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ ہمارے مولوی صاحب مسجد میں نماز عشاء سے فارغ ہو گئے ہیں میں ان کو ابھی بلا کر لاتا ہوں تو اس نے کہا کہ اچھا ہوگا کہ وہ ابھی آ جائیں وہ اپنے مولوی صاحب اور دیگر غیر مقلدین جو نماز پڑھ چکے تھے لے آیا، راؤ کی موجودگی میں مولوی عبدالرحیم صاحب کے سامنے صحیح مسلم شریف رکھی اور کہا گیا کہ آپ اس حدیث کا ترجمہ کریں۔ مولوی صاحب نے پہلو میں درد کا عذر کیا اور بحث سے انکار کیا اس وقت عبدالرشید غیر مقلد نے مناظرے کا چیلنج دیا جس پر جانبین کی طرف سے تحریر ہو گئی راؤ صاحب نے کہا کہ میں مناظرے کے بعد فیصلہ کروں گا کون سا مسلک اپناؤں۔ ۸۹-۴-۷ مناظرے کی تاریخ مقرر ہوئی۔ راؤ صاحب نے کہا کہ میں غیر مقلدیت کا اعلان کرنے والا تھا لیکن اب مجھے اعلان نہیں کرنا۔ اسی وعدہ کو انہوں نے یوں توڑا کہ ان کی طرف سے صدائے حق نامی کانفرنس رکھی گئی جو مناظرے سے ۱۶ دن پہلے ۸۹-۳-۲۳ کو ہوئی جس کی صدارت راؤ صاحب نے کی اور مولوی عبداللہ چھتوی نے ان کی موجودگی میں ان کے غیر مقلد ہونے کا اعلان کیا اس کے بعد اہل سنت نے مشورہ کیا کہ اب مناظرہ ان کے ہاں کرنے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اب وہ مکمل

جانبدار ہے، لیکن اخلاقی طور پر تحریر کی پابندی کی گئی بالآخر مناظرہ ہوا دوسرے ہی دن رمضان المبارک شروع ہو رہا تھا، اہل سنت رمضان المبارک کے اہتمام کے پیش نظر اپنی اپنی جگہ چلے گئے، غیر مقلدین نے اپنی افتادطبع کے مطابق اسی دن ایک اشتہار اعلان حق کے نام سے تقسیم کرنا شروع کر دیا اور پورے پاکستان میں یہ جھوٹی خبر پہنچا دی کہ ہم نے مولانا محمد امین صاحب کو مناظرے میں شکست دے دی ہے اور راؤ محسن اپنے ساتھیوں اور بیٹوں سمیت غیر مقلد ہو گئے ہیں اور جو نام دیے ہیں ان میں راؤ محسن کا ایک بھی بیٹا نہیں، راؤ صاحب کے اپنے بیٹے تادم تحریر اہل سنت ہیں۔ اہل سنت احباب کی طرف سے مطالبات آئے کہ حقیقت حال سے آگاہ کرو تو مجبوراً اظہار حقیقت اور ابطال باطل کے لیے اظہار حق اشتہارات شائع کیا گیا جس میں دلائل وشواہد کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ فضا کو مکدر کرنے کی تمام ذمہ داری غیر مقلدین پر عائد ہوتی ہے۔ اور مناظرہ میں غیر مقلد مدعی ہونے کی حیثیت سے اپنی نماز قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکا اور فقہ حنفی پر جتنے بھی اعتراضات کیے ادھوری اور نامکمل عبارتوں سے کیے اور اظہار حق میں ان کی فقہ کے چند مسائل نمونہ کے طور پر لکھے جس کا جواب آخر تک نہ دے سکے۔ جواب کے بجائے ایک اشتہار نوائے حق تقسیم کیا جس میں راؤ محسن کو آلہ کار بنا کر ماؤف کی خوب بھڑاس نکالی، احناف کو یہودیوں سے تشبیہ دی، دل کھول کر جھوٹ بولے۔ احناف کی طرف سے اس کے جواب میں راؤ محسن کے نام کھلا خط شائع ہوا جس کا جواب کچھ نہ دیا، آخر میں اپنی ندامت چھپانے کے لیے ''ندائے حق'' نامی اشتہار ''اظہار حق'' کے جواب میں شائع کیا جس میں دیو بندیوں کے ذمہ چھ جھوٹ منسوب کیے گئے اور چھ نمبروں میں ہر ایک نمبر پر کئی جھوٹ بولے اور اس میں ظاہر کیا کہ غیر مقلد مناظر کے تین سوالوں کا جواب نہیں دیا، حالانکہ تینوں سوالوں کے جواب کیسٹوں میں مفصل موجود ہیں نہ ماننے والوں کا علاج نہیں، اس اشتہار میں ان کی طرف سے کی گئیں بددیانتیوں

اور خیانتوں کا جواب دینے کے لیے اہل سنت نے ''قہر حق بر اصحاب ندائے حق'' رسالہ شائع کیا، اس میں ثابت کیا کہ غیر مقلدین ہمارے پہلے اشتہار اظہار حق کا جواب نہیں دے سکے اور نمبروار ہر بات کو لکھا جس کا جواب غیر مقلدین نے نہیں دیا، راؤ محسن کے مکان پر مولوی عبدالرحمٰن کا کتاب نہ پڑھنا، راؤ محسن کا مناظرے سے سولہ دن قبل اعلان کرنا اور اشتہار یہ شائع کرنا کہ وہ مناظرہ سن کر غیر مقلد ہوا ہے۔ حنفی مناظر کے تقریباً ساٹھ سوال جو نماز کے متعلق تھے، غیر مقلد نے ایک مسئلہ پر بھی قرآن کی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ راؤ محسن خان کا تبصرہ کہ کچھ پلّے نہیں پڑا، موضوع سے ہٹ کر باتیں ہوئی ہیں، اپنی نماز کو کتاب وسنت سے ثابت کرنا تھا جو نہ کر سکا، نامکمل حوالوں جھوٹ اور خیانتوں سے طالب الرحمٰن کی تقاریر لبریز ہیں ان کی مجموعی نماز کی حالت کے پانچ حوالے دیے جن کا کوئی جواب نہیں دیا، اپنے بزرگوں کی کتابوں کو قرآن وسنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے چوراہے میں رکھ کر جلا دینے کی بات کی، جس کو ابھی تک عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ احناف کو فتنہ پرداز کہا، جس پر نواب صدیق حسن خان کے حوالے سے ثابت کیا کہ غیر مقلدین میں نرے فتنے وفساد ہیں۔

اس اشتہار کے بہتان کی صرف ایک مثال حضرت شیخ الہند کی تقریر ترمذی کی طرف یہ عبارت منسوب کی ''یہ حدیث بھی صحیح ہے میرے استاد انور شاہ کشمیری نے بھی اس حدیث کو صحیح سمجھا ہے، شاہ ولی اللہ بھی اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں، مگر ہم نے اس حدیث کو صحیح نہیں مانا کیونکہ ہم امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔'' ندائے حق میں یہ عبارت حضرت شیخ الہند کی طرف منسوب کی گئی جس پر قہر حق میں جلی الفاظ کے ساتھ چیلنج دیا گیا کہ اگر یہ ترجمہ شیخ الہند کی تقریر سے ثابت کر دیا تو ہم اپنی شکست کی تحریر دیدیں گے۔ لیکن اس چیلنج کو آج تک قبول نہیں کر سکے اور نہ آئندہ کر سکیں گے۔ حضرت شیخ الہند کی طرف قرآن کی آیت غلط لکھنے کا الزام لگایا جس کو طالب الرحمٰن نے تسلیم کیا کہ کاتب کی غلطی ہے اور اب آیت تصحیح کے ساتھ شائع ہو چکی ہے، اس اعتراض کے جواب میں

صلوٰۃ الرسول مصنفہ صادق سیالکوٹی کی طرف ایک بہت بڑی خیانت حدیث پاک کے نام سے پیش کی گئی وہ صفحہ ۴۵۱ پر لکھتے ہیں ''پھر امام اونچی آواز سے قرأت پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔'' (مسلم شریف) اس پر مطالبہ کیا گیا کہ یہ پوری حدیث مسلم شریف میں نہیں ہے بلکہ حدیث کے نام سے اپنی بات کو حدیث بنایا گیا ہے اس سلسلہ میں رشید احمد غیر مقلد نے جواب دینے کا وعدہ کیا اور تحریر بھی لکھ دی اور پھر اصل تحریر پھاڑ دی جس کی فوٹو کاپی ہمارے پاس موجود ہے، لیکن مسلم شریف سے پوری حدیث دکھانے سے آج تک قاصر ہیں۔ باقی تفصیل رسالہ قہر حق میں ملاحظہ فرمائیں جو مدرسہ سے مل سکتا ہے۔

مناظرہ کے بعد غیر مقلدین حضرات نے پورے ملک میں شور مچا دیا کہ مولوی محمد امین صاحب بخاری کا صفحہ نہیں پڑھ سکے جبکہ صفحہ پڑھنے کا جواب مناظرہ میں ہو چکا ہے، لیکن محض اپنی ایک بات بنانے کے لیے مناظرہ میں اپنی اہم کامیابی سمجھتے ہوئے اس بات کی بہت شہرت کی اور ہر جگہ اسی بات کو بار بار کرتے رہے کہ مولانا محمد امین صاحب بخاری کا صفحہ نہیں پڑھ سکے، چنانچہ مولانا صاحب ہارون آباد دوبارہ تشریف لائے تو ان کے سامنے یہ بات آئی تو انہوں نے بخاری کا صفحہ پڑھنے کا ایک تحریری چیلنج طالب الرحمٰن کے نام لکھا جو یہاں کے غیر مقلد مولوی کو پہنچا دیا گیا اس میں مقابلہ کی تاریخ بھی درج کی گئی لیکن غیر مقلدین اس تحریری چیلنج کو شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، مقررہ تاریخ تک کوئی جواب نہ دیا۔ جس پر مولانا محمد امین صاحب کے شناختی کارڈ والے دستخط موجود ہیں، اس کی فوٹو کاپی ساتھ منسلک ہے۔ اشتہار بازی کی ابتداء غیر مقلدین کی جانب سے اعلان حق اشتہار سے کی گئی۔ قارئین کی سہولت کے لیے جملہ اشتہارات رسالہ کے آخر میں منسلک کیے جا رہے ہیں، اشتہارات کو نمبروار پڑھیں بہت دلچسپ بھی ہیں اور غیر مقلدین کی علمی اور اخلاقی موت کا منہ بولتا ثبوت بھی۔

تفصیل مناظرہ

ھارون آباد

مابین

اہل السنّت والجماعت وغیر مقلدین

موضوع مناظرہ

بحث مکمل نماز پر ہوگی۔ پہلے دلیل قرآن سے لی جائے گی، اگر قرآن سے دلیل نہ ملے تو حدیث سے دلیل لی جائے گی، اگر حدیث پاک میں نہ ہوگی تو اقوال صحابہ سے، اگر اقوال صحابہ میں دلیل نہ ہوگی تو قیاس صحیح سے۔ مدعی اور مثبت اہل حدیث مناظر ہوگا۔

مناظر اسلام، ترجمان وکیل احناف اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اکاڑوی

غیر مقلد مناظر مولوی طالب الرحمٰن

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی پہلی تقریر میں ذکر کیا کہ ہم مدعی ہیں، مکمل نماز پر بحث ہوگی۔ ہم اپنا مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے۔ یہ نہیں ہوگا کہ یہ سوال کرتے جائیں اور ہم جواب دیتے رہیں اور مسائل نمبر وار چلیں گے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں اصولِ مناظرہ کی مشہور کتاب رشید یہ ہاتھ میں اٹھا کر یہ ثابت کیا کہ مناظرہ کرنے والوں کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔ ۱۔ مدعی ۲۔ سائل، تیسری کوئی قسم نہیں ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو مدعی تسلیم کر لیا ہے تو لامحالہ ہم سائل ہیں۔ مسئلہ زیر بحث نماز ہے۔ (نہ کہ شرائط نماز) یہاں تک جو باتیں ثابت ہوئیں وہ یہ ہیں:

۱۔ ابتدائی طور پر جانبین مکمل نماز پر بحث کرنے پر متفق تھے۔

۲۔ مولوی طالب الرحمٰن نے مناظرے کی اصولی کتاب رشید یہ کے حوالے کا کوئی جواب نہ دے کر تسلیم کر لیا کہ مناظرہ کرنے والوں کی صرف دو ہی قسمیں ہیں اور اپنے کو مدعی پہلے سے تسلیم کیا ہوا ہے۔

۳۔ اب مولوی طالب الرحمٰن اصول مناظرہ کے تحت سوال کرنے کے قطعاً مجاز

نہیں ہیں بلکہ ان کے ذمہ صرف اپنی نماز کو مذکورہ بالا دلائل سے ترتیب وار ثابت کرنا رہ جاتا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ غیر مقلد کا اپنی نماز کو دلائل سے ثابت نہ کرنا اصول مناظرہ کے خلاف ہے۔ آئندہ تفصیل کو پڑھ کر فیصلہ کرنا پڑھنے والے کے ذمہ ہے کہ اصول مناظرہ اور موضوع مناظرہ کے مطابق کس نے بات کی اور کس نے راہ فرار اختیار کی؟

آسانی کے لیے اس تفصیل کے دو حصے کیے جاتے ہیں۔ پہلے حصہ میں سائل (مناظر اہل سنت والجماعت) کے سوال لکھے جاتے ہیں۔ جن کا مدعی (غیر مقلد مناظر) نے کوئی جواب نہیں دیا اور جواب دینے کی بجائے جو کچھ انہوں نے اپنی نماز سنائی اس کا تذکرہ حصہ دوم میں کیا جائے گا۔ اختصار کی وجہ سے سائل (مناظر اہل سنت والجماعت) کے متقارب سوالوں کو ایک ہی نمبر میں درج کیا جائے گا۔ وقت پانچ پانچ منٹ طے ہوا۔ مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ درمیان میں جو بولے اس کو باہر نکال دیا جائے اور مناظر بھی دوسرے کے وقت میں نہیں بولے گا۔ (اپنے اس قول کی سب سے پہلے خود طالب الرحمٰن نے مخالفت کی اور مولانا محمد امین صاحب کے وقت میں بولا، کیسٹ شاہد ہے)

اصولِ مناظرہ کے تحت حضرت مولانا محمد امین صاحب کے سوالات جو موضوع کے عین مطابق تھے۔ درج ذیل ہیں:

۱۔ نماز میں کل کتنے ارکان ہیں؟ افعال کتنے ہیں؟ اذکار کتنے ہیں؟ ان میں سے کتنے قرآن سے ثابت ہیں؟ کتنے حدیث سے، کتنے اجماع صحابہ سے اور کتنے قیاس سے اور ساتھ یہ بھی وضاحت کرنی ہوگی کہ اگر یہ قیاس مولانا کا ہوگا تو صحابہ کس قیاس پر عمل کیا کرتے تھے کیونکہ جب انہوں نے قیاس شامل کر ہی لیا تو صحابہ کی نماز جن کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اس میں قیاس شامل نہیں تھا۔ وہ کامل تھی یا ناقص تو پہلے اسی بات کا فیصلہ کرنا ہوگا کہ افعال واذکار کتنے ہیں، اس میں کچھ ہم زبان سے پڑھتے ہیں کیونکہ نماز نام ہے بدنی اور زبانی عبادت کا، اس میں کچھ ہم زبان سے

پڑھتے ہیں جن کو اذکار کہتے ہیں۔ کچھ ہم اپنے جسم کے باقی حصوں سے ادا کرتے ہیں جن کو افعال کہتے ہیں تو (آپ کو) افعال کی تعداد، اذکار کی تعداد، ارکان کی تعداد (بتانا ہوگی نیز یہ بتانا ہوگا کہ) کتنے قرآن سے کتنے حدیث سے کتنے اجماع صحابہ سے اور کتنے قیاس سے ثابت ہیں۔ اس کے بعد ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اگلی بات پوچھیں گے۔

اس کے جواب میں مولوی طالب الرحمٰن نے شرائط طے کرنے اور شرائط پر دستخط کرنے والے غیر مقلد (جس نے پہلے مناظرے کا چیلنج دیا، رشید احمد مغل ٹمبر سٹور) کی جہالت کا اقرار کیا اور مذکورہ سوالوں کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اصول مناظرہ اور موضوع مناظرہ کے بالکل برعکس سائل سے شرائط نماز کے بارے میں سوال کرنے لگے جس کی تفصیل حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی باری میں واضح کیا کہ میرا مطالبہ پورا نہیں کیا اور میرے سوالوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ کسی کتاب سے کتب فقہ کی طرح شرائط بھی نہیں دکھا سکتے، انہیں نماز کے مذکورہ سوال یاد نہیں ہیں۔ میرے سوالوں کا جواب پورے مناظرے میں نہیں دیا گیا۔ (اور ایسا ہی ہوا، کیسٹیں شاہد ہیں)

۲۔ اکیلا آدمی جب نماز کی نیت باندھے گا تو اللہ اکبر کہے گا، وہ بلند آواز سے کہے یا آہستہ آواز سے۔

۳۔ مقتدی جب اللہ اکبر امام کے پیچھے کہے وہ اونچی آواز سے کہے یا آہستہ سے۔ یہ میں گالی نہیں دے رہا۔ قرآن کی آیت یا حدیث کا مطالبہ کر رہا ہوں لیکن مولوی صاحب قیامت تک یہ بیان نہ کریں گے۔

۴۔ اس کے بعد ثناء پڑھے گا۔ ثنا پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل، اس کی پوزیشن (حکم) کیا ہے۔

۵۔ اگر بھول کر (ثناء کی جگہ) التحیات پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

۶۔ اگر ثناء جان بوجھ کر چھوڑ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

۷۔ اس کے بعد اعوذ باللہ پڑھنا ہے وہ آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے اس کی

حدیث پڑھ کرسنائیں۔

۸۔ تعوذ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یہ الفاظ حدیث سے دکھائیں۔

۹۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ کو یہ لوگ فرض کہتے ہیں اس کے لیے بھی فرض کا لفظ آیت یا حدیث سے دکھائیں۔

۱۰۔ اور یہ کہ امام اونچی آواز سے پڑھے یا آہستہ آواز سے اس کی صراحت کسی صحیح حدیث میں ہو۔

۱۱۔ اگر مقتدی بالکل نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی صراحت حدیث سے ہو۔

۱۲۔ اگر سکتات میں پڑھے تو اس کی کیا حیثیت ہے۔

۱۳۔ آمین کہنا نماز میں فرض ہے یا واجب ان کی ذرا حدیثیں پڑھ کر سنائیں۔

(ان جملہ سوالوں کے جواب میں مولوی طالب الرحمٰن نے کہا) کہ یہ بعد کی باتیں ہیں اور جواب میں کوئی حدیث نہیں پڑھی، موضوع سے غیر متعلق مسائل چھیڑ کر جان بچائی، تفصیل حصہ دوم میں)

۱۴۔ آمین کتنی رکعات میں اونچی اور کتنی میں آہستہ کہنا سنت ہے، حدیث پیش کریں۔

۱۵۔ مقتدی کتنی رکعتوں میں آمین آہستہ اور کتنی میں بلند آواز سے کہے۔

۱۶۔ اونچی کہنا سنت ہے تو حدیث سے سنت کا لفظ دکھائیں۔

۱۷۔ چھ اور گیارہ کا فرق حدیث سے بیان کریں۔ (یعنی یہ حضرات چھ رکعتوں میں اونچی اور گیارہ میں آہستہ کہتے ہیں) یہ فرق حدیث سے دکھائیں۔

۱۸۔ اس کے بعد نماز میں سورۃ پڑھی جاتی ہے وہ فرض ہے یا واجب یا سنت شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟۔ قرآن وحدیث سے پیش کریں۔ ان سوالوں کے جواب میں بھی کوئی آیت یا حدیث نہیں پڑھی، موضوع سے غیر متعلقہ مسائل چھیڑے۔

۱۹۔ رکوع کی تکبیر مقتدی بلند آواز سے کہے یا آہستہ، اس کی حدیث مولوی صاحب کو نہیں آئے گی۔

۲۰۔ رکوع کی تکبیر فرض ہے یا واجب یا سنت، قرآن وحدیث پیش کریں۔

۲۱۔ رکوع کی تسبیحات بلند آواز سے پڑھی جائیں یا آہستہ آواز سے، آج نمازیوں کو اس پر عمل کرنا ہے لیکن یہ تمام مولوی مل کر بھی اس کو حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے۔

۲۲۔ اس کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ اونچی آواز سے کہے یا آہستہ آواز سے؟

۲۳۔ ربنا لک الحمد بھول جائے تو سجدہ سہو کرے یا نہ کرے۔

۲۴۔ اللہ اکبر اونچی آواز سے کہے یا آہستہ آواز سے؟

۲۵۔ ربنا لک الحمد اونچی آواز سے پڑھے یا آہستہ۔ ان سوالوں کے جواب میں بھی نہ آیت پیش کر سکے نہ حدیث۔

۲۶۔ سجدہ کرنا فرض ہے یا واجب، فرضیت یا وجوب کی حدیث یا آیت پیش کریں۔

۲۷۔ دو سجدوں کے درمیان میں تسبیح پڑھی جاتی ہے وہ آہستہ پڑھی جائے یا بلند آواز سے؟

۲۸۔ تسبیح آہستہ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت۔

۲۹۔ اونچی آواز سے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

۳۰۔ سجدے کے بعد دوسری رکعت میں تشہد پڑھنا ہے تشہد آہستہ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت قرآن کی آیت یا حدیث سے ثابت کریں، کسی امتی کا قول معتبر نہ ہوگا۔

۳۱۔ نیت کے بارے میں کس کس چیز کی نیت دل میں کرنا فرض ہے اور کس کی نہیں، قیامت تک نہیں بتا سکیں گے نہ یہ اور نہ ان کے ساتھ والے۔

۳۲۔ اللہ بزرگ تراست کے اعتراضات پر سوال کیا کہ ہماری فقہ میں اس کو فرض لکھا ہو یا واجب یا سنت لکھا ہو تو دکھاؤ۔

۳۳۔ التحیات کا کیا حکم ہے؟ قرآن کی آیت یا حدیث سے بیان کریں۔

۳۴۔ درود ابراہیمی ہی نماز میں پڑھنا خاص ہے حدیث سے دکھائیں۔

۳۵۔ درود ابراہیمی نماز میں پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت اس کی آیت یا حدیث پیش کریں۔

۳۶۔ درود شریف کے بعد کی دعا فرض ہے یا واجب یا سنت۔

۳۷۔ یہ دعا آہستہ پڑھنی ہے یا بلند آواز سے؟

(یہ جملہ سوالات کیسٹوں میں موجود ہیں۔ ان کا کوئی جواب نہیں دیا گیا اور نہ ہی قیامت تک دے سکتے ہیں۔ ﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ مولانا کے بقیہ لاجواب سوالات اگلے حصے میں ملاحظہ فرمائیں۔

حصہ دوم

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی ابتدائی تقریروں میں جو باتیں کیں۔

۱۔ ہم مدعی ہیں مکمل نماز پر بحث ہوگی۔ نماز شروع سے چلائیں گے۔ ہم ثابت کریں گے کہ ہمارا مسئلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ یہ نہیں ہوگا کہ یہ سوال کرتے جائیں اور ہم جواب دیتے رہیں۔ (اس کا جواب مولانا محمد امین صاحب نے اصولِ مناظرہ کی معتبر کتاب رشیدیہ کے حوالے سے دیا کہ مدعی کے ذمہ صرف یہ ثابت کرنا ہے اور ہم نے صرف سوال کرنا ہے، اس حوالے کا طالب الرحمٰن صاحب کوئی جواب نہ دے سکے) مناظر بھی کسی کے وقت میں نہیں بولے گا۔ اگر کوئی بولے تو اسے فوراً باہر نکال دیا جائے۔ (اپنی اس بات کی سب سے پہلے مولوی طالب الرحمٰن نے خود ہی خلاف ورزی کی اور اس سے اگلی ہی تقریر میں مولانا کی تقریر کے دوران بولا کہ حدیث دکھاؤ اور صاحب مکان غیر مقلد نے جانبداری سے کام لیا اور اس کو کچھ نہ کہا) اپنی اسی تقریر میں اقرار کیا کہ یہ تحریر ایک عام آدمی کی لکھی ہوئی ہے کسی عالم کی لکھی ہوئی نہیں۔ (یہ کہہ کر جانبین کی مصدقہ تحریر سے فرار کا اقرار کرلیا) اس کے بعد کہا کہ نماز کے لیے پاک ہونا ضروری ہے اور قرآن کی آیت ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ پیش کی اور ایک

حدیث سے استدلال کیا کہ کپڑوں کو پاک رکھنا ضروری ہے اور پھر ہدایہ سے ایک درہم نجاست کے مسئلہ پر اعتراض کیا۔ (مناظرے میں مولوی طالب الرحمٰن کا یہ پہلا سوال تھا جو کہ موضوع مناظرہ اور اصول دونوں کے خلاف تھا۔ اصول مناظرہ کے تحت یہ مدعی تھے، انہیں سوال کا کوئی حق نہ تھا۔ موضوع مناظرہ کے بارے میں خود اقرار کر چکے تھے کہ بحث نماز پر ہو گی لیکن فرار میں ماہر ہونے کا ثبوت دیا۔ اپنی نماز ثابت کرنے کی بجائے شرائط نماز کے بارے میں سوال کرنا شروع کر دیئے۔ صاحب مکان نے جانبداری سے کام لیتے ہوئے خلاف موضوع گفتگو سے نہ روکا اور اس نے نماز سے قبل کے مسائل شروع کیے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تکبیر سے شروع ہوتی تھی۔ **عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستفتح الصلوة بالتکبیر والقرأة بالحمد للہ رب العالمین (مشکوۃ ص ۷۵ مسلم وغیرہا)** ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قراءۃ الحمد سے شروع کرتے تھے۔ مولوی طالب الرحمٰن نے طے شدہ موضوع کے خلاف شرائط چھیڑ کر حضور کے اس فعل سے جہالت کا ثبوت دیا۔ (جس مناظر کو یہ بھی پتہ نہ ہو کہ حضور کی نماز کہاں سے شروع ہوتی ہے اس نے مکمل نماز سے کیا بحث کرنا تھی)

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں فرمایا کہ مولوی طالب الرحمٰن نے میرا مطالبہ پورا نہیں کیا اور نماز کے اذکار و افعال بتانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ انہیں اپنی نماز کے ارکان و اذکار یاد ہی نہیں ہیں نیز شرائط واجبات اور سنتیں بھی یاد نہیں ہیں اگر مولوی صاحب نماز کی شرائط کسی کتاب سے بیان کر دیں جیسے ہم فقہ کی کتب سے بیان کرتے ہیں تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ انہیں اپنی نماز یاد ہے۔ میرے سوال کا جواب نہیں دیا اور یہ پورے مناظرے میں میرے سوال کا جواب نہیں دے گا باقی انہوں نے جھوٹ بولا ہے کہ فقہ حنفی میں یہ ہے اور ہمارے ہاں پاکی شرط ہے انہیں اپنے مسلک کا بھی پتہ نہیں، یہ تیسیر الباری اردو شرح بخاری اور عرف الجادی میں ہے۔ کہ

در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد

یعنی جو گندے ناپاک کپڑوں سے نماز پڑھے اس کی نماز صحیح ہے۔ میں حیران ہوں، یہ قرآن و حدیث تو کیا جانیں ان کو تو اپنے مذہب کا بھی پتہ نہیں۔ ان کے مذہب میں خمر (انگوری شراب) پاک ہے۔ ہم سے ایک درہم کا مطالبہ کرتے ہیں ان کے مذہب میں پورا جسم شراب سے رنگا ہوا ہو تو نماز درست ہے۔ ان کے مذہب میں خون سے سارا جسم رنگا ہو تو نماز ہو جاتی ہے، پہلے یہ چھ فٹ (جسم کی پاکی) کا ثبوت دیں، بعد میں ہم سے درہم کا مطالبہ کریں۔ پھر اس سے ہم انشاء اللہ درہم کو منہا کریں گے۔ تیسیر الباری اور صلوۃ الرسول ص ۵۳ میں موجود ہے (پانی کا) رنگ، بو، مزہ تبدیل نہ ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر ایک گلاس یا بالٹی میں نجاست ڈالیں تو پانی پاک ہے اسے پینا، اس سے کھانا پکانا، وضو، غسل سب جائز ہے، چونکہ شرائط نماز نہیں آتیں، اس لیے طہارت کا نام لے کر چھوٹ جاؤں گا لیکن طہارت ان کے ہاں سرے سے شرط ہی نہیں ہے۔ بدور الاہلہ میں ہے کہ گندے جسم سے نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ حدیث سے ثابت کریں کہ گندگی کیا ہے۔ ان کے ہاں منی، خون، خمر گندے نہیں ہیں۔ سب کچھ لگا ہوا ہو ان کے ہاں درست ہے اور ہم سے مطالبہ درہم کا۔ ڈایا میٹر کا جواب استنجا بالحجر (ڈھیلوں سے استنجا کافی ہو جاتا ہے) سے دیا (یہاں طالب الرحمٰن نے دوسری مرتبہ مولانا کی بات کو ٹوک کر حدیث کا مطالبہ کیا اور اپنے ہی طے کردہ اصول کو توڑا اور یہاں دوسرے غیر مقلدین کا شور بھی کیسٹ میں موجود ہے۔ لیکن راؤ صاحب مکمل جانب داری کا ثبوت دیتے ہوئے چپ رہے) چھ فٹ جسم پر گندگی برداشت اور ہم سے مطالبہ درہم کا۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں اپنی جماعت کے اکابر سے برائت کا اظہار کیا اور ان کی کتابوں کے ان حوالہ جات کا کوئی جواب نہیں دیا جو مولانا محمد امین صاحب نے تیسیر الباری عرف الجادی، بدور الاہلہ اور صلوۃ الرسول سے پیش کیے تھے۔ صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہم نے ان کا کلمہ نہیں پڑھا، ان کی کتابوں کو چوراہے میں رکھ کر آگ لگا دو ہم ذمہ دار نہیں۔ اسی تقریر میں دوسری مرتبہ خلاف اصول و موضوع مناظرہ محرمات ابدیہ کا مسئلہ چھیڑا جس پر مولانا محمد قاسم صاحب نے کہا کہ ایسی باتوں کا کیا

فائدہ جس پر جملہ غیر مقلدین نے شور کر دیا کہ ان کو باہر نکالو، حالانکہ اس سے پہلے طالب الرحمٰن دو دفعہ مولانا محمد امین صاحب کی تقریر کے دوران بول چکا تھا۔ مولانا محمد امین صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں طالب الرحمٰن کی کتاب سے چند فاش غلطیوں کی نشاندہی کی اور کہا کہ زیر بحث مسئلہ مکمل نماز ہے یہ خلط مبحث کر رہا ہے اور یہاں تک طالب الرحمٰن موضوع سے غیر متعلقہ تین مسائل درمیان میں لا چکا۔ حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہند کی تقریر ترمذی پر اعتراض کیا۔ درہم اور محرمات ابدیہ کے مسائل چھیڑے۔

مولانا محمد امین صاحب نے فرمایا کہ تقریر ترمذی میں خیانت سے کام لے رہا ہے اور کتاب پیش کرنے کا مطالبہ کیا اور فرمایا کہ ہم نے نماز سیکھنی ہے جس طرح فقہاء کی کتب ہدایہ وغیرہ میں شرائط نماز ہیں۔ اس طرح حدیث کی کسی کتاب سے نکال کر دکھاؤ۔ علامہ وحید الزمان وغیرہ اپنے بزرگوں کی کتب سے برات کے جواب میں مناظر اہل سنت نے کہا کہ ہم نے ان کو خدا یا رسول کر کے پیش نہیں کیا بلکہ تمہاری طرح ان کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ ہم اہل حدیث ہیں، ہم قرآن وحدیث سے باہر نہیں جاتے۔ ان کی جتنی کتابیں ہیں قرآن و حدیث کا نام لے کر لکھی گئی ہیں۔ بدور الاہلہ مصنفہ نواب صدیق حسن میں خنزیر کو ماں کی طرح پاک لکھا گیا ہے۔ مولانا عبد اللہ روپڑی نے قرآن کی آیت انی جاعل فی الارض خلیفة کی تفسیر میں عورت کے رحم کی پیمائش اس کا نقشہ اور تفصیلات ذکر کی ہیں جو کوک شاستر کو بھی مات کر گئیں۔ (بحوالہ مظالم روپڑی ص ۵۴۔۵۵) تمہارے اکابر کا یہی دعویٰ تھا کہ اہل حدیث کہلا کر رحم کی یہ تشریح۔ اور شراب، منی، خون، مردار اور کتے کو پاک کہتے ہیں ان کی پاکی کی نسبت قرآن وحدیث کی طرف کی ہے کیونکہ دعویٰ یہ ہے کہ ہم ان دو کے علاوہ کسی بھی چیز کو نہیں مانتے۔

مولوی طالب الرحمن نے اپنی کتاب کی غلطیوں کے جواب میں ایضاح الادلہ میں لکھی گئی قرآن کی آیت (جو کاتب کی غلطی سے لکھی گئی اور اب اس کی تصحیح بھی ہو گئی ہے) پیش کی اور تسلیم کیا کہ جیسے ایضاح الادلہ میں کاتب کی غلطی ہے اس طرح میری کتاب میں بھی کاتب کی غلطیاں ہیں یہاں پر بخاری کے صفحہ پڑھنے کا مطالبہ بھی

کیا (یہ چوتھا حیلہ فرار تھا)

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی باری میں بخاری شریف کے صفحہ پڑھنے کا جواب دیا کہ اگر حقانیت کا یہ معیار ہے تو قرآن کی ایک آیت یا ایک حدیث پڑھ کر سنا دو میں ابھی تیار ہوں۔ (صفحہ پڑھنے کے لیے) لیکن مولوی طالب الرحمٰن نے اس سوال کا پورے مناظرے میں جواب نہیں دیا۔ نہ آیت پڑھی نہ حدیث پیش کی۔ تقریر ترمذی پر اعتراض کا جواب دیا کہ یہ پوری عبارت نہیں پڑھ رہے اس میں خیانت کر رہے ہیں۔ کتاب کے مطالبے پر کتاب دینے سے انکار کر دیا۔ محرمات ابدیہ کے مسئلہ میں بھی جھوٹ بولا ہے۔ مناظر اہل سنت نے کہا کہ ہمارے ہاں ایسا شخص واجب القتل ہے اور درمختار ص ۱۹۶ جلد ۳ سے حوالہ پیش کیا۔ ویکون التعزیر بالقتل یعنی ایسے شخص کو جو اپنی محرم عورت سے نکاح کرے اس کی سزا قتل ہے۔ (محرمات سے صرف نکاح کرنے پر اتنی سخت سزا مذہب حنفی کے سوا کسی بھی مذہب میں نہیں) مولوی طالب الرحمٰن درمیان میں بولا کہ عند ابی حنیفه کا لفظ دکھاؤ جو ان کی سراسر جہالت تھی کیونکہ ہر مسئلہ میں عند ابی حنیفه کا لفظ ضروری نہیں ہے۔ ہزار ہا ایسے مسائل ہیں جو مفتی بہا ہیں لیکن ان کے ساتھ عند ابی حنیفه کا لفظ نہیں ہے۔ (مولوی طالب الرحمٰن کو کتاب درمختار دکھائی گئی تو کہنے لگے کہ یہ تو حاشیہ ہے حالانکہ وہ اصل کتاب تھی۔)

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں اپنی کتاب کی غلطیوں کا جواب دیا کہ کاتب کی غلطیاں ہیں اور تقریر ترمذی پر اعتراض کیا۔ بخاری کا صفحہ پڑھنے کا بھی مطالبہ دہرایا اور پھر مسئلہ درہم شروع کر لیا۔ نماز کے مسائل کی بجائے پاکی کے مسائل شروع کیے اور کہا کہ ان کے ہاں طاقت کے لیے شراب پینی جائز ہے۔ وطی فی دبر نفسه کا مسئلہ چھیڑا۔ ان کے ہاں کتا اٹھا کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ مسائل شروع کیے اور موضوع سے جان چھڑانے میں کامیاب ہو گیا۔

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی باری میں کہا کہ نماز کے مسائل چھوڑ رہا ہے، محرمات ابدیہ کے نکاح کے الزام کا جواب دیا کہ یہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ امام

صاحب کے نزدیک حد نہیں ہے۔ تعزیر ہے اور تعزیر بالقتل کا حوالہ دکھایا جا چکا ہے۔ خنزیر کی پاکی کے الزام کا جواب دیا کہ امام صاحب کے نزدیک خنزیر پاک ہونے کا حوالہ دکھائیں۔ (جو اخیر تک نہ دکھا سکے) درمیان میں متنبہ کیا کہ اصل موضوع سے جاہل ہے اس لیے دوسرے موضوعات کی طرف جا رہے ہیں۔ تعزیر والے مسئلے کی وضاحت کی کہ ہمارے مذہب میں محرماتِ ابدیہ سے نکاح کرنے کی سزا قتل ہے اور یہ ماں بہن کے ساتھ زنا کرنے والے کو سو کوڑے مار کر چھوڑ دیتے ہیں، پھر وہ دوسری سے پھر تیسری بہن سے کرے گا۔ لیکن ہمارے نزدیک (احناف کے) اس کو فوراً قتل کر دیا جائے گا۔ خمر کے بارے میں کہا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ (کہ خمر ان کے مسلک میں طاقت کے لیے پی جا سکتی ہے) ہماری کسی کتاب میں خمر کا لفظ ہو (جس کا یہ حکم لکھا ہو) تو دکھا دو۔ (جو آخر تک نہیں دکھا سکے) درہم والے مسئلے کے جواب میں طالب الرحمٰن صاحب سے سوال کیا کہ بتائیں کون کون سی چیزیں نجس ہیں۔ (نجاست کی تعریف پوچھی) اب ان کے ہاں خون (دم سائل) نجس ہے یا نہیں۔ آدھی بالٹی خون اور آدھی پانی کی یہ پاک ہے ناپاک خمر (انگوری شراب) نجس ہے یا نہیں۔ آدھی بالٹی پانی کی آدھی منی کی ہو تو کیا حکم ہے۔ پہلے یہ تینوں حوالے (قرآن وحدیث سے) پیش کریں اور کہا کہ امام محمد کے نزدیک مفتی بہ قول اور ظاہر الروایت سے ہو کہ خمر پاک ہے تو حوالہ پیش کرو ورنہ ہم دکھاتے ہیں کہ ہمارے تینوں اماموں (ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک خمر ناپاک ہے۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی باری میں کہا کہ ہم دکھاتے ہیں کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر پاک ہے۔ (لیکن خنزیر کی پاکی کا حوالہ پورے مناظرے میں نہیں دکھا سکے جو حوالہ دکھایا وہ خنزیر کے بال کا تھا وہ بھی ادھورا) ردالمحتار ج اص ۱۵۱ امام محمد کے نزدیک خنزیر پاک ہے۔ (مولانا محمد امین صاحب نے سابقہ تقریر میں خمر کا لفظ دکھانے کا مطالبہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر خمر کا لفظ دکھا دیں تو ہم اپنی شکست مان لیں گے لیکن ان کے جواب میں جو کی شراب کا ذکر کیا۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ نشان.

لگا کر دیں اور کہا کہ راؤ صاحب پوری عبارت سنیں کیونکہ یہ آدھی پر نشان لگائے گا اور آدھی پر نہیں، اس کے بعد درہم والا مسئلہ، شراب، گندم اور جو کا تذکرہ کیا اور پھر تقریر ترمذی پر اعتراض شروع کر دیا اور فالحاصل سے شروع کیا۔ (اوپر کی واضح عبارت ترک کر دی) صنَّفوا کے صیغہ کو بلا تشدید صنفوا پڑھا اور اپنی صرفی لیاقت ظاہر کی۔

مولانا محمد امین نے اپنی اگلی تقریر میں کہا کہ یہ تقریر ترمذی میں خیانت سے کام لے رہا ہے، ان کی پیش کردہ عبات سے تھوڑا سا پہلے کی عبارت کا ترجمہ کرے۔ مجھ سے مطالبہ بخاری کے صفحہ پڑھنے کا اور خود صنَّفوا کو بلا تشدید صنفوا پڑھ رہے ہیں۔ (مولوی طالب الرحمٰن کی پیش کردہ عبارت سے تھوڑا سا پہلے کی عبارت مولانا محمد امین صاحب نے پڑھ کر سنائی (نحن لا نرتكب خلاف الحديث بل نخالف قياس الشافعي و قياسه ليس بحجة علينا) ترجمہ: ہم حدیث کی مخالفت کے مرتکب نہیں ہو رہے بلکہ ہم امام شافعی کے قیاس کی مخالفت کر رہے ہیں اور ان کا قیاس ہم (حنفیوں) پر حجت نہیں ہے۔ اس وضاحت کے باوجود پہلی بات تو یہ ہے کہ شیخ الہند کی تقریر کس نے جمع کی ہے۔ شیخ الہند کے شاگرد تو مولوی ثناء اللہ امرتسری جیسے غیر مقلد بھی تھے اور مقلد بھی ہو تو سند ہی سرے سے مجہول ہے۔ آپ اس کا پتہ بتلائیں کہ تقریر کا جامع کون تھا۔ (جو آخر تک نہیں بتلا سکے) خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حدیث کی مخالفت نہیں امام شافعی کے قیاس کی مخالفت ہے دوسرے اس کی سند مجہول ہے یہ عبارت جو میں نے پڑھی ہے انہوں نے ایک مرتبہ بھی یہ عبارت نہیں پڑھی اگر ثابت کر دیں تو میں شکست لکھ دیتا ہوں۔ اور ان کی فتح تسلیم کر لیتا ہوں۔ اس عبارت میں خیانت سے کام لے رہے ہیں۔ یہ علامت منافق کی ہو سکتی ہے، اہل حدیث کی نہیں۔ تقریر ترمذی کے جامع کے نام کا مطالبہ کیا (تو مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ بعد میں بتاؤں گا اور آخر تک نہیں بتایا) مولانا محمد امین صاحب نے صاحبِ مکان کو کہا کہ آپ نوٹ کریں یہ نام بتائے تو آگے چلنے دیں ورنہ اسے آگے نہ چلنے دیں۔ آپ اس کو بار بار جھوٹ بولنے کی اجازت دے رہے ہیں، اتنے بڑے

آدمی پر جھوٹ بول رہا ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری کے حدیث کے استاد ہیں۔ شیخ الہند پر الزام کے لیے ثبوت کی ضرورت ہے پہلے یہ اُٹھکر نام بتلائے اور یقین جانیں یہ ہرگز نہیں بتلائے گا۔ کیونکہ اس کو معلوم ہی نہیں کہ کون ہے لکھنے والا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے مذہب میں خمر پینا جائز ہے تو خمر کا لفظ دکھائے۔ لفظ شراب عربی میں پینے کی چیزوں پر بولا جاتا ہے۔ (حلال وحرام دونوں کو شامل ہے) آپ کے ہاں دوکانوں پر مشروبات کا لفظ لکھا ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے ﴿هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ﴾ (حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمہ پر بولا گیا) شراباً طہورا کا لفظ قرآن میں آتا ہے لیکن جس کو ہم شراب کہتے ہیں اس کو عربی میں خمر کہتے ہیں اس لیے یہ ہماری کتاب سے خمر کا لفظ دکھائیں تو میری شکست اور ان کی فتح۔ (مولوی طالب الرحمٰن نے کنز الدقائق مانگی اور پھر ردالمحتار کا حوالہ پیش کیا، نیچے سے نویں سطر۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ کتاب سامنے ہے یہ آدھی آدھی پونی عبارتیں پیش کر رہا ہے یہاں (حوالے میں) بات خنزیر کی نہیں شعر (بال) کی ہے۔ پرانے زمانے میں لوگ خنزیر کے بالوں سے جوتیاں گانٹھا کرتے تھے جو میں نے عبارت پر نشان لگایا ہے اس کو پڑھے اور ترجمہ کرے، اب یہ کوئی نیا غلط حوالہ پیش کرے گا۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں پھر تقریر ترمذی والا مسئلہ شروع کیا اور کہا کہ یہ ان کی کتاب ہے اگر ایک شخص کا تذکرہ نہیں ملتا کہ جمع کس نے کی ہے؟ البتہ ان کے شاگرد نے تو کی ہے۔ اس کے بارے میں یہاں لکھا ہوا نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (یعنی اس جہالت کا کوئی حرج نہیں) پھر اصول کرخی کا حوالہ پیش کیا اور اپنی صرفی غلطی صنفوا والی کا پہلے انکار کر دیا تھا۔ اس تقریر میں اقرار کر لیا پھر بخاری کا صفحہ پڑھنے کا مطالبہ دہرایا۔ اصول کرخی کے حوالے سے الزام لگایا کہ نبی کی حدیث اگر ان کے امام کے قول کے خلاف ہو تو کہتے ہیں تاویل کر لو ورنہ منسوخ کر دو۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ میری کلام کو منسوخ کر سکتا ہے۔ میں اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ یہ اپنے قول سے قرآن وحدیث کو منسوخ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد تعزیر والا

مسئلہ شروع کریں گے، ماں کے ساتھ نکاح کرنے والے پر حد نہیں، دوسرے ائمہ کے نزدیک حد ہو گی ہم نے یہ بات کہی تھی کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں کوئی حد نہیں تعزیر ہے اور تعزیر زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے ہیں۔

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی باری میں کہا کہ انہوں نے تقریر ترمذی کے بارے میں تسلیم کر لیا کہ اس کے لکھنے والے کا علم نہیں ہے۔ مولانا ثناء اللہ غیر مقلد کے استاد کے بارے میں بغیر ثبوت کے بات پیش کر رہے ہیں اور والحق والانصاف (لکھنے والے کی بات ہے) جب لکھنے والے کا علم ہی نہیں (تو مجہول کی بات کا کیا اعتبار) اور یہ بھی غلط ہے کہ انہوں نے حدیث کے مقابلے میں یہ بات کہی ہے، میں نے عبارت پڑھ کر سنائی کہ ہم حدیث کی مخالفت کا ارتکاب نہیں کر رہے، بلکہ امام شافعی کے قیاس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ امام شافعی کا حدیث کے مطابق ہے، امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ہمارا مسئلہ حدیث کے موافق ہے۔ ہم حدیث کے مقابلے میں نہیں بلکہ شاہ ولی اللہ کے مقابلے میں امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں، مزید یہ کہ روایت ہی مجہول ہے۔ دوسری بات اصول کرخی کا حوالہ ادھورا اور غلط پیش کیا ہے۔ وہاں بات کیا ہے؟ جیسے قرآن پاک کی منسوخ آیت کا ذکر کرتے ہوئے کوئی بیان کرے کہ یہ آیت منسوخ ہے تو یہ سارے قرآن کے لیے نہیں بلکہ اسی منسوخ آیت کے بارے میں انہوں نے بیان کیا ہے تو پہلے درمختار کی پوری عبارت پڑھے جو چھوڑ گیا ہے۔ اس کے بعد اصول کرخی کی پوری عبارت پڑھے۔ تعزیر والی بات انہوں نے پھر چھیڑی۔ راؤ صاحب آپ کی کیسٹ سنیں بار بار انہوں نے دو باتیں ذکر کی ہیں کہ حد لگانا امام محمد کا مسلک ہے اور تعزیر امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور میں نے جو عبارت پیش کی ہے وہ تعزیر کے متعلق ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ کے قول کی تشریح نہیں ہے تو اور کس کے قول کی تشریح ہے؟ انہوں نے کم سے کم تعزیر کا حوالہ دکھایا کہ اتنی ہو سکتی ہے جیسے میں نے یہاں لفظ (قتل) دکھایا ہے کہ وہ عورت جس کے ساتھ نکاح حلال نہیں وہ کم از کم تعزیر کے ساتھ دکھا دیں تو ان کی فتح اور میری شکست۔ اب

وہ ترجمہ کریں جہاں میں نے نشان لگا کر دیا ہے، راؤ صاحب کرائیں اس سے ترجمہ جیسے پہلے جھوٹ نکلا انشاء اللہ اب بھی جھوٹ ہی ثابت ہوگا۔ خنزیر والا حوالہ جہاں میں نے نشان لگایا ہے اس کا ترجمہ کرو۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی تقریر میں تسلیم کرلیا کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر کے بال پاک ہیں اور کہا کہ بال سور کا حصہ ہیں اور عند محمد طاہر (دعویٰ کیا تھا کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر پاک ہے اور حوالہ دیا بال پاک ہے) مولانا محمد امین صاحب نے مطالبہ کیا کہ پوری عبارت پڑھو۔ (آگے مکمل تشریح ہے جس کا ترجمہ نہیں کیا) جہاں تک میں نے نشان لگا کر دیا ہے یہ خیانت کر رہا ہے۔ مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ کہاں سے پڑھوں۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ بخاری شریف میں ہے کہ شہد کی خمر (شراب) حلال ہے۔ خمر کا لفظ ہم بخاری میں دکھاتے ہیں اور نشان لگا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ فقہ کی کسی کتاب میں خمر کے لفظ پر نشان لگا کر دے (کہ حلال ہے) مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ جھوٹ کہتے ہیں کہ بخاری میں لکھا ہے کہ شہد کی شراب حلال ہے۔ یہ کہاں ہے مجھے اس سے نکال کر دیں۔ اس پر میں اپنی شکست لکھ کر دوں گا۔ بخاری شریف ص ۸۳۷ جلد ۲ سے حوالہ پیش کیا **الخمر من العسل وهو البتع** شہد کی شراب کو بتع بھی کہتے ہیں۔ آگے بخاری کی عبارت کہ جب تک وہ نشہ نہ دے تو پھر کوئی ڈر نہیں۔ اس پر مطالبہ کیا کہ حلال کا لفظ دکھاؤ اسی پر مناظرہ ختم ہو جاتا ہے۔

مولانا محمد امین صاحب نے پوچھا کہ لاباس بہ کا کیا معنی ہے (کیا اس کے معنی حرام ہونا ہے) مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ بخاری شریف میں حضور کا فرمان ہو، اب بخاری پر کوئی باب باندھے کہ جی فلاں نے ایسے لکھ دیا ہے، بخاری پر کوئی حاشیہ لکھ دے، وہ بخاری کی حدیث نہیں ہوگی، ہمارا مطالبہ بخاری سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث دکھاؤ۔ (یہاں امام بخاری کے باب سے ان کی فقاہت سے پہلوتہی کی ہے) اور کہا کہ ہم مقلد نہیں ہم غیر مقلد ہیں۔ (لیکن مسلم کی حدیث **اسكنوا في الصلوة** حضور کا فرمان ہے۔ اس کے مقابلے میں امام نووی کے باب کا سہارا لے کر

اور امام بخاری کے فرمان کی چھتری سے پناہ حاصل کر کے حضور کے فرمان کا انکار کرتے ہو) اس کے بعد امام محمد والی بات شروع کی کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر کے بال پاک ہیں۔ ان کے نزدیک ناپاک ہونا کہیں نہیں لکھا۔ (آگے پوری عبارت جس میں مکمل تشریح ہے پھر بھی نہیں پڑھی) پھر تعزیر کا مسئلہ دوبارہ شروع کیا، ان کے نزدیک انتالیس کوڑے ہیں اگر کوئی ماں، نانی، دادی سے نکاح کرے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی، حد نہیں۔ تعزیر کی تعریف انتالیس کوڑے اور کم سے کم تین کوڑے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ تعزیر صرف دس کوڑے ہیں ان کا امام کہتا ہے کہ تعزیر لگاؤ، نبی کہتا ہے کہ تعزیر دس سے زیادہ نہیں لگائی جا سکتی۔ پھر اصول کرخی والی عبارت پیش کی۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ پوری عبارت پڑھو اس کے بعد پھر درہم کا مسئلہ اور کتے کی پاکی کا مسئلہ شروع کیا اور دعویٰ کیا کہ میرے دو مسئلے ان کے ذمے قرض ہیں، چلنا تھا نماز کا مسئلہ اور یہ ادھر چل رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے رہوں گا۔ (یہ صریح جھوٹ ہے کیسٹیں گواہ ہیں کہ ان مسائل کو طالب الرحمٰن نے چھیڑا، مولانا محمد امین صاحب صرف ان مسائل میں اس کی خیانتیں ظاہر کرتے رہے)

مولانا محمد امین صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں تعزیر والے مسئلے کا جواب دیا اور مولانا محمد صدیق صاحب کو بانی مناظرہ کی حیثیت سے کہا کہ میں نے محرم عورتوں سے نکاح کے ساتھ قتل کا لفظ دکھایا ہے اور انہوں نے انتالیس کوڑے دکھائے ہیں۔ وہاں یہ ماں وغیرہ کا نام دکھا دیں ہماری شکست ہے۔ (مولوی طالب الرحمٰن نے بخاری کے باب ماننے سے انکار کیا تو مولانا محمد امین صاحب نے کہا) میں نے بخاری (کے متن) سے عبارت پڑھی ہے، آپ کے سامنے مولوی طالب الرحمٰن نے مانا کہ امام بخاری کی فقہ میں شہد کی خمر حلال ہے اور ساتھ امام مالک کا نام بھی ہے، ابن دراوردی کا نام بھی ہے۔ (یہ تینوں محدث ہیں) وہ کہتے ہیں کہ جب تک نشہ نہ آئے یہ (شراب) خمر حلال ہے۔ میں نے مطالبہ کیا کہ فقہ کی کتاب سے اس طرح خمر کا لفظ دکھا دیں۔ انہوں نے جھوٹ بولا کہ خمر کا لفظ موجود ہے۔ میں نے بخاری (کے متن)

سے عبارت پڑھی ہے اور خمر کا لفظ دکھایا ہے، یہ انتالیس کوڑوں کا لفظ پڑھ رہے ہیں، وہاں ماں، بہن کا لفظ دکھا دیں، ہم ابھی غیر مقلد ہونے کا اعلان کریں گے، انہوں نے خنزیر کے بال کا حوالہ پورا نہیں پڑھا، وہاں لکھا ہے ہمارے ظاہر مذہب میں بال بھی خنزیر کی طرح ناپاک ہیں اور یہ طاہر پڑھ رہا ہے۔ اگلی ہی سطر میں درج ہے کہ آج کل اس کے استعمال کی ضرورت نہیں ہے یہ عبارت اس نے نہیں پڑھی (امام محمد کا قول غیر ظاہر الروایت اور غیر مفتی بہا ہے) بات اصل یہاں یہ ہے کہ مردار کے بال سوائے خنزیر کے پاک ہوتے ہیں۔ (حالانکہ یہ بھی مردار کا حصہ ہوتے ہیں لیکن بال کے لفظ سے سارا مردار مردار نہیں ہوتا لیکن مولوی طالب الرحمٰن نے بال کے لفظ سے پورا خنزیر ہی پاک کہہ دیا) مردار کے بال اگر کپڑے کو لگ گئے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا اس کی نماز ہو جائے گی جبکہ ان کے ہاں مردار سارا ہی پاک ہے۔ عرف الجادی میں ہے کہ مردار کو ناپاک کہنا درست نہیں۔ نواب صدق حسن خان بدور الاہلہ میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ خنزیر کے بارے میں قرآن میں رجس کہا گیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ خنزیر ناپاک ہے اس کا مطلب ہے کہ حرام ضرور ہے لیکن پاک ہے۔ مثال دی جس طرح قرآن نے ماں کو حرام کہا ہے ناپاک نہیں تو جس مذہب میں خنزیر ماں کی طرح پاک ہے وہ اعتراض کر رہے ہیں، اس قول پر جس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس پر عمل جائز نہیں۔ اسی طرح اصول کرخی کی عبارت میں پیش کرتا ہوں جو انہوں نے نکالی ہے۔ علی النسخ الخ بات میں نے یہی بتائی تھی جیسے منسوخ بات یہاں کر کے اس کو کہہ دیتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے اسی طرح انہوں نے کہا کہ ہمارے اصول کے خلاف جو حدیث آپ کو ملے ہمارے اصحاب نے تحقیق کی ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے اور اس کی باقاعدہ مثال بھی دی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر حدیث جو ہمارے اصحاب کے خلاف ہو گی (وہ منسوخ ہو جائے گی) جس کو انہوں نے دلائل سے ثابت کر دیا ہو اس کے بارے میں کرخی کی عبارت ہے، مثال یہ ہے کہ فجر کے بعد نفل پڑھنے کا جو مسئلہ ہے یہ پوری عبارت پڑھیں جہاں نشان لگا ہوا ہے یہاں سے

شروع کر کے فصل کے اخیر تک پڑھو، حوالہ غلط بیان کیا ہے۔

مولانا طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں بدور الاہلہ وغیرہ کے حوالوں کا جواب دینے کی بجائے اپنے مسلک کے جید علماء اور ان کی کتب سے برات کا اظہار کیا اور اپنے غیر مقلد ہونے کا اعلان کیا اور خنزیر کے بال کا مسئلہ ذکر کیا کہ میرا دعویٰ امام محمد کے بارے میں تھا۔ (جس کا جواب ہو چکا) امام ابو یوسف کے نزدیک پاک ہونے کا ہمارا دعویٰ نہیں پھر بخاری شریف کے حوالے کے بارے میں کہا کہ میں نے حاشیہ اور باب دونوں کے بارے میں کہا تھا کہ اس کی گارنٹی نہیں، نبی کی حدیث دکھاؤ۔ انتالیس کوڑوں کے ساتھ تعزیر کے باب میں ماں کا لفظ ضروری نہیں۔ (مولانا محمد امین کے مطالبہ کو پورا کرنے سے عاجزی کا اقرار کرلیا) اس کے بعد اصولِ کرخی کی تھوڑی سی عبارت پڑھی الا صل ان کل خبر با ختلاف قول اصحابنا یعنی ہر وہ خبر یعنی ہر وہ آیت قرآنی (یہاں خبر کا معنی آیت قرآنی سے کیا) یہ نہیں کہ وہ منسوخ ہو کر گڑ بڑ کرتی ہے یہ خبر یعنی قرآن کی آیت جو ہمارے اصحاب امام کے قول کے خلاف ہو اس کو محمول کیا جائے گا کہ یہ منسوخ ہے۔ (مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ ذرا آگے پڑھیں لیکن آگے نہیں پڑھی پھر درہم اور کتے کے مسئلہ کو یاد کیا۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں ذکر کیا کہ انہوں نے مان لیا کہ جہاں انتالیس کوڑوں کا ذکر ہے وہاں ماں کا ذکر نہیں، میں نے یہی کہا کہ جہاں ماں وغیرہ کا ذکر ہے وہاں قتل کا لفظ موجود ہے اور ہم نے دکھا دیا۔ اب یہ آہستہ آہستہ مان رہے ہیں اور امام ابو یوسف کا قول جو نقل کیا، اس میں ظاہر الروایت کا ترجمہ نہیں کیا، ٹیپ موجود ہے۔ جیسے ایک متواتر قراۃ ہے اس کے مقابلے میں ایک شاذ قراۃ ہے۔ اب متواتر کے مقابلہ میں شاذ قابل اعتماد نہیں ہوتی اسی طرح امام محمد کا قول شاذ ہے اور ظاہر الروایت کے خلاف ہے، آگے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا استعمال جائز نہیں، نہ ظاہر الروایت کا ترجمہ اور نہ ہی لا یجوز استعماله کا ترجمہ کیا، اب یہاں سے پتہ چلا کہ فقہ پر اعتراض کے لیے بھی کئی بددیانتیاں کرنی پڑتی ہیں کہ کبھی شروع

سے عبارت چھوڑ و کبھی بعد سے۔ اس کے بعد (اصول کرخی کی عبارت میں) انہوں نے ہر آیت کا نام لیا ہے، دیکھئے کوئی بھی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ کوئی امتی قرآن و حدیث کو منسوخ کر سکتا ہے۔ وہاں بات یہ لکھی ہے کہ ہر وہ آیت جس کے بارے میں ہمارے علماء کی تحقیق ہے یا حدیث جس کے بارے میں تحقیق ہے (منسوخ ہونے کی) آگے مثال بھی دی جسے میں پڑھ رہا تھا اور وقت ختم ہو گیا انہوں نے نہیں پڑھی۔ کہ فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنا، یہ حدیث موجود ہے، بخاری میں ہے۔ لیکن دوسری حدیثیں اس کی ناسخ آ گئیں تو پہلی حدیثوں کو ان حدیثوں نے منسوخ کیا۔ امام صاحب نے منسوخ نہیں کیا نہ امام کرخی نے منسوخ کیا تو جب دوسری متواتر حدیث منع کی آ گئی اس لیے ہمارے علماء نے اس کو منسوخ مانا۔ اب اگر نفل پڑھنے کی کوئی حدیث ملے تو یہ نہیں سمجھنا کہ ہمارے علماء کے نزدیک ثابت ہو گیا اس لیے آئمہ نے اس کو چھوڑا ہے اور یہ بات سارے کہتے ہیں، صرف احناف نہیں جو آیت یا حدیث منسوخ ہو جائے اس کو منسوخ مانتے ہیں تو انہوں نے یہ اصول ذکر کیے ہیں پہلے کل خبر کا ترجمہ یہ آیت کرتا رہا پھر بعد میں دوسرے مولوی صاحب نے بتایا کہ آیت پچھلے صفحہ پر ہے اب جس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ خبر کا معنی آیت ہوتا ہے یا حدیث، اس کو مناظرے کے لیے کھڑا کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے درہم والے مسئلہ میں صرف ڈایا میٹر سے ذکر کیا۔ دیکھئے ہمارا مسلک ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس سے بلند ہوتی ہے، کیونکہ ضعیف کا معنی مردہ نہیں کمزور ہی ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی کی حدیث دار قطنی میں موجود ہے اس میں راوی ضعیف ہے جھوٹا نہیں اور یہ شافعیوں کی کتاب ہے، حنفیوں کی نہیں۔ حدیث کی کتاب ہے، فقہ کی نہیں۔ یہ درہم کے لفظ کا اس وقت سے مذاق اڑا رہا ہے اس کو اللہ کے نبی کا مذاق اڑانا چاہئے، حدیث کی کتابوں کا مذاق اڑانا چاہئے اس کے بعد ابراہیم نخعی تابعی اور امام ابوحنیفہ کی باری آئے گی۔ اگر یہاں سے درہم کا لفظ لے لیا اس کے خلاف یہ کوئی حدیث نہ پیش کرے کہ درہم سے نماز نہیں ہوتی حدیث دکھائیں۔

مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی اگلی تقریر میں کہا بات تھی نجس مغلظ کی اب

یہاں تو بات چلے گی کہ خون پاک ہے یا ناپاک۔ (پورے مناظرے میں خون کی پاکی ثابت نہیں کی) اس حدیث میں لکھا ہوا ہے کہ ایک درہم خون اگر لگا ہوا ہے تو نماز لوٹائی جائے گی یہ کہتے ہیں کہ اس میں نماز ہو جائے گی۔ (فقہ حنفی سے جہالت کا ثبوت دیا) لوٹانے کی ضرورت نہیں حدیث میں لوٹائے خود بیان کر دیا۔ پھر امام محمد کے قول شاذ کا تذکرہ کیا۔ درہم پر اتنا شروع تھا، اب مانتے ہیں کہ نماز لوٹائی جائے گی اگر تھوڑا سا بھی کم ہو تو نماز ہو جائے گی۔ ابھی تک انہوں نے وہ کتاب جو میں سنا چکا ہوں، عرف الجادی ص ۱۰ میں ہے کہ ان کے نزدیک کتا پاک ہے، اب بھی یہ پتہ چلا کہ مولوی طالب الرحمٰن سے پہلے جتنے بڑے بڑے علماء اہل حدیث گزرے ہیں وہ سب قرآن و حدیث کے مخالف تھے۔ نواب صدیق حسن خان وحید الزمان وغیرہ۔ ان (غیر مقلدین) میں بہت سے مسائل میں اختلاف ہے لیکن ایک بات پر اتفاق ہے۔ جملہ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہمارا مولوی قرآن و حدیث کا مخالفت کرتا ہے اس لیے ہم مولوی کی بات نہیں مانتے اگر ان کے کسی عالم نے دنیا میں قرآن و حدیث پیش کیا ہے اور اس کی ایک کتاب بھی موجود ہے، صرف ایک اور وہ غیر مقلد کہلاتا ہو اس کی ایک کتاب پیش کر دیں کہ اس نے قرآن و حدیث پیش کیا ہے تو میں اپنی شکست تسلیم کر لوں گا۔ لیکن مولوی طالب الرحمٰن کو یقین ہے کہ اہل حدیث کہلانے والا ایک مولوی یا عالم بھی قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا نہیں تھا۔ بلکہ اہل حدیث کہلانے والے جتنے مولوی بھی گزرے ہیں ان سب نے قرآن و حدیث کے خلاف ہی لکھا ہے۔ عجیب بات ہے مرزائیوں کو اپنی کتابوں پر اعتماد ہوتا ہے لیکن اہل حدیث فرقہ وہ ہے کہ ان کا مولوی قرآن و حدیث کا نام لے کر کتاب لکھ دے یہ فوراً کہتے ہیں جھوٹی ہے۔ اس کو جلا دو حنفیوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ جلا دو لیکن اہل حدیثوں کی کتابوں کے بارے میں مولوی طالب الرحمٰن نے کہا ہے کہ انہیں جلا دو اگر وہ قرآن و حدیث ہے تو جلانا گناہ ہے اگر نہیں تو پتہ چلا کہ مولوی طالب الرحمٰن یقین رکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا ہر عالم قرآن و حدیث کے خلاف ہی لکھ کر گیا ہے۔ ایک کتاب بھی ایک عالم نے ایسی نہیں لکھی جس

میں مکمل نماز کے مسائل ہوں اور نماز کا مکمل طریقہ ہو تو یہ فرقہ اپنے مذہب کے بارے میں تمام علماء سے مع بخاری بار بار قرآن و حدیث کے مخالف مان رہا ہے اور جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ جی مرزے کی کتاب کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ پہلے کہتے تھے کہ مرزا ہی قرآن کو سمجھا ہے اور کوئی نہیں سمجھا۔ لیکن جو انہوں نے کتابیں لکھی ہیں وہ قرآن و حدیث کے خلاف لکھی ہیں تو بات چونکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز پر چلے گی ان سے نماز کی شرائط پوچھی گئیں وہ ابھی تک انہوں نے نہیں بتائیں۔

مولوی طالب الرحمٰن نے پھر دارقطنی والی روایت کا تذکرہ کیا کہ اس کا ترجمہ کریں، یہ ان کے مخالف جا رہی ہے اور یہاں ٹٹی پیشاب کا ذکر نہیں صرف خون کی بات ہے۔ اس کو دھوؤ اور نماز لوٹاؤ پھر اپنے علماء کی کتب کے بارے میں کہا کہ بے شک وہ صدیق حسن کی ہو وحید الزمان کی ہو ابو حنیفہ کی ہو یا کسی صحابی کی ہو قرآن و سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ایک طرف رکھ دو۔ پھر کتے اور درہم کے مسئلے کا مطالبہ کیا۔ مولانا محمد امین صاحب نے سامعین سے کہا کہ آپ نماز کے مسائل سننے کے لیے بیٹھے ہیں، ان کے مولوی صاحب کی کتاب قرآن وسنت کے مطابق لکھی ہوئی ہو۔ لکھنی چاہئے تھی کہ نہیں؟ انہوں نے ایک بھی کتاب آج تک جلائی نہیں یہ سب کہنے کی باتیں ہیں جو فوت ہو گئے ہیں ان کی کتابیں آج بھی یہ چھاپ رہے ہیں، لے رہے ہیں، دے رہے ہیں، پڑھ رہے ہیں، پڑھا رہے ہیں۔ (کسی غیر مقلد کی کتاب پر انہوں نے ان کی غلطیوں کو شائع نہیں کیا) تو یہ آپ کو یقین ہو گیا کہ اس فرقے کے تمام علماء میں سے ایک بھی قرآن و حدیث کے مطابق لکھ کر نہیں گیا۔ ان کی لکھی ہوئی ایک بھی کتاب جس میں مکمل نماز کے مسائل ہوں قرآن و حدیث کے مطابق نہیں نکلی۔

میں اپنی بات کو آگے چلاتا ہوں میں نے نماز کی شرطیں پوچھیں انہوں نے ابھی تک نہیں بتلائیں۔ صلوۃ الرسول ۳۸۳ جدید ان کے مذہب کی کتاب ہے اس میں ذکر ہے کہ امام ناپاک نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہے حنفی مذہب میں اگر

کسی کی نماز قضا ہو جائے تو توبہ کرے اور نماز کی قضائی دے۔ غیر مقلد کہتا ہے کہ نماز کی قضائی (صلوٰۃ الرسول ۱۵۸) قطعاً جائز نہیں یہ کہتے ہیں کہ میرے کہنے سے امام ابو حنیفہ ابو یوسف کو چھوڑ دو میں کہتا ہوں کہ تم خدا اور رسول علیہ وسلم صلی اللہ کی بات کے مقابلے میں ایسی بات کہو جو ٹھیک ہے تمہیں میں خدا اور رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں جیسے تمہارے سارے مولوی جن کو تم نے قرآن وحدیث کے مخالف مان لیا ہے میں کہتا ہوں کہ تو اور جتنے تیرے ساتھی مولوی بیٹھے ہیں قرآن وحدیث کے مخالف ہو تو میں قرآن وحدیث کے مخالفوں کی بات کیسے مان لوں۔ مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے گندے اٹھ کر آئیں اور نماز پڑھا دیں اسی طرح ان کے ہاں بے نماز کافر ہے اور کافر کا ذبیحہ تک بھی حلال نہیں، کافر اپنے باپ کا وارث بھی نہیں ہوتا تو کیا آج ساری دنیا میں ان کے مذہب پر عمل جاری ہے۔ کیا آج تک کسی غیر مقلد نے اعلان کیا کہ میرے جس لڑکے نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے، میری جائیداد سے حصہ نہ لے اور میری بیوی نے ایک نماز چھوڑی ہے اور وہ کافر ہو گئی ہے اور میرا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور میری ساری اولاد جو اس کے بعد ہوئی ہونا جائز ہے تو جو مذہب اس دنیا میں چل بھی نہیں سکتا اس وقت وہ سب کو کافر کہتا ہے کافر سے مسلمان کا نکاح درست نہیں اگر وہ پہلے سے نماز نہیں پڑھتا تو سرے سے نکاح ہی نہیں ہوا اب دیکھیں کہ ہارون آباد میں کتنے نکاح ہوئے اور کتنے نہیں ہوئے۔

مولوی طالب الرحمٰن نے پھر دارقطنی کی حدیث پڑھنے کا مطالبہ کیا پھر مولانا محمد امین صاحب کے پیش کردہ حوالوں (کہ ناپاک امام کے پیچھے ان کی نماز ہو جاتی ہے، مرزائی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے) کے بارے میں کہا کہ ان باتوں کا اس مسئلے سے کیا تعلق ہے (جبکہ مولوی طالب الرحمٰن کا مکمل مناظرہ ہی موضوع سے بے تعلق تھا) اس مسئلے کے ساتھ ان کو کیوں بیان کرتے ہیں، پھر فارسی میں نماز پڑھانے کی بات اور کہا ہمیں کتاب لکھنے کی کیا ضرورت ہے اللہ کے قرآن میں نبی کی احادیث میں نماز موجود ہے کہ ہم کسی مولوی کی کتاب کو قبول نہیں کرتے (مولوی طالب الرحمٰن

کی بڑ سے معلوم ہوا کہ ان کے تمام مولوی قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کتب لکھنے
میں وقت ضائع کرتے رہے اور جن کتب کو وہ قرآن وحدیث کی خدمت کے طور پر لکھ
گئے ان کے اصاغر ان کتب کو قرآن وحدیث کے مخالف سمجھ رہے ہیں، لیکن تعجب یہ
ہے کہ اس کے باوجود بے شمار کتب پڑھنے، پڑھانے اور چھاپنے میں لگے ہوئے
ہیں) پھر الاشباہ والنظائر کے حوالے پر اعتراض کیا کہ اگر آدمی نماز پڑھ رہا ہے دوران
نماز قرآن کو دیکھتا ہے تو نظر المصلی الی المصحف فقراء منه بطلت
صلوته اس کی نماز باطل ہوگئی لیکن ساتھ ساتھ کہتے ہیں ولا الی فرج المراة
بشهوة اس کا ترجمہ میں نہیں کرتا چھتوی صاحب نے کہا کہ نہیں ترجمہ کرو اگر ہم اس
قسم کی کتابیں لکھیں تو اس قسم کی مکڑیاں ماری جائیں گی، غلطیاں ہوں گی کہ قرآن دیکھ
لو تو نماز ٹوٹتی ہے (یہ ترجمہ غلط کیا ہے صرف دیکھنا نہیں بلکہ دیکھ کر پڑھنے سے ٹوٹتی ہے
) اور چیز دیکھ لو تو نماز نہیں ٹوٹتی پھر درہم والا مسئلہ دار قطنی سے ثابت کرنے کا مطالبہ کیا
(اس کی تشریح آخیر میں ملاحظہ فرمائیں) قرآن وحدیث کے علاوہ جملہ کتابوں کو غیر
معتبر قرار دیا، کتے اور اس کے اجزاء اٹھا کر نماز پڑھنے کا تذکرہ کیا۔

مولانا محمد امین صاحب نے کہا، کہ انہوں نے کہا ہے ہمیں کتابیں لکھنے کی
ضرورت نہیں ہے، یہ کتاب صلوٰۃ الرسول ہے میں نے اس سے مسئلے بتائے انہوں
نے کہا کہ اس کے مسئلے قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو معلوم ہوا کہ اہل حدیث عالم
رسول پر جھوٹ بولنے کے لیے کتابیں لکھتے ہیں اس میں ہے کہ امام بے وضو نماز
پڑھا دے تو سب کی ہو جائے گی ایسا امام جو بالکل ناپاک ہو گندا ہو۔ بات اصل یہ ہے
کہ یہ مسائل رسول کے نام پر پیش کیے گئے اور رسول کے نام پر جھوٹ لگائے گئے ہیں
تو آج پتہ چلا کہ اہل حدیث وہ ہوتا ہے کہ جب جھوٹ بولتا ہے خدا اور رسول پر ہی
جھوٹ بولتا ہے، یہ دیکھئے کہ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ ایک امام نماز پڑھا
رہا ہے پیچھے مرد اور عورتیں نماز پڑھ رہے تھے امام کے چوتڑ ننگے ہیں پیچھے عورتیں کہہ
رہی ہیں کہ ذرا امام کے چوتڑ تو ڈھک لو اب اگر مولوی طالب الرحمٰن صاحب اور

چھتوی صاحب کو جو اس بات کا شوق ہے تو بخاری پر عمل کریں، چوتڑ ننگے کر کے نماز پڑھایا کریں پیچھے عورتیں ہوں اور طرف جانے کی کیا ضرورت ہے، یہ بخاری کی روایت سے نکل رہا ہے اس قسم کی باتیں یہیں الاشباہ والنظائر کا مسئلہ تو وہ واضح ہے یہ اس کے مقابلے میں حدیث پیش کریں (کہ فقہ میں جہاں ٹوٹی ہے حدیث میں وہاں ہو جانے کا ذکر ہو حدیث پڑھ کر فقہ پر اعتراض کریں) ہمارے ہاں تو حدیثیں دو قسم کی ہیں، بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ عورت نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دوسری میں آتا ہے کہ نہیں ٹوٹی تو فقہائے احناف نے لکھا ہے کہ اگر عورت کپڑے پہن کر بھی سامنے سے گزر جائے تو نماز کا خشوع باطل ہو جاتا ہے۔ ویسے حقیقتاً نماز نہیں ٹوٹی ویسے ان کی سمجھ میں فرق ہے یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہماری نظر جاتی ہے جیسے عبداللہ روپڑی صاحب کی نظر کہ انہوں نے رحم کی پیمائش کی ہے کہ چھ انگل گہری اور اتنی چوڑی وہ کہتا ہے کہ اپنے آلہ تناسل کو اوپر کرے اور دونوں خصیے ساتھ ملالے تو اس وقت عورت کے رحم کی شکل بن جاتی ہے اور اگر عورت کو اوپر لٹایا جائے تو اس وقت فلاں بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ تشریح ہو رہی ہے قرآن پاک کی آیت کی۔ اصل میں مولوی طالب الرحمٰن سمجھتے ہیں کہ جتنی گہری نظر ہم ڈال ڈال کر مستیاں کرتے ہیں شاید حنفی مذہب میں یہ جائز ہے۔ وہاں یہ ذکر نہیں۔ اب دیکھئے ایسے مسائل پیش آتے ہیں، ماں نماز پڑھ رہی ہے بچہ سامنے ٹٹی کر دیتا ہے نظر پڑ گئی؟ مسئلہ مولوی طالب الرحمٰن بتائیں گے کہ حدیث میں اس کا کیا مسئلہ ہے (جو آخیر تک نہ بتا سکا) اور صرف حدیث سے ثابت کریں کہ اچانک نظر پڑ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، میں اعلان کر دوں گا کہ ہماری فقہ کا مسئلہ غلط ہے۔ لیکن میں نے بخاری کی حدیث سے دکھایا کہ امام کے چوتڑ ننگے ہیں، غیر عورتیں اس کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہیں تو مولوی صاحب کو بخاری پر عمل کرنا چاہئے تھا، پھر اس طرف آنا چاہئے۔ فقہ کے مسائل کے خلاف یہ حدیث پیش کریں (ان کی اٹکل کا اعتبار نہ ہوگا) اس طرح میں نے ان سے سوال کیا اور یہ گندگی گندگی کا شور مچا رہے ہیں تو یہ بتائیں کہ گندگی کسے

کہتے ہیں، یہ قرآن وحدیث سے بتادیں ہمیں یہ کہتے ہیں کہ خمر گندگی نہیں اس پر آیت پیش کریں۔ یہ کہتے ہیں کہ خون اور منی گندگی نہیں اس پر آیت پیش کریں۔ یہ بتائیں کہ آدھی بالٹی پانی اور اس میں آدھی خون یا خمر یا منی کی ہو تو ہمارے ہاں کھانا پینا جائز ہے، وضو کرنا جائز ہے۔ اگر نواب صدیق حسن کے بارے میں کہتا ہے کہ اس نے غلط لکھا ہے تو آیت پڑھ کر اس کی غلطی ثابت کرے کہ انہوں نے اس کو کیوں پاک لکھا ہے؟ یہ فلاں حدیث یا آیت کے خلاف ہے وحید الزمان نے پاک لکھا ہے۔ وہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے نواب صدیق حسن خان اور وحید الزمان پاک لکھیں اور طالب الرحمن ناپاک کہے تو بات تو دونوں طرف مولویوں کی ہوگئی، یہ مقابلہ کر کے دکھلائے کہ نواب صدیق حسن اور مولوی وحید الزمان کو یہ آیت یاد نہیں تھی جو انہوں نے پڑھی ہے۔

مولوی طالب الرحمن نے کہا کہ ذرا زنانہ کو دور بھیج دیں میں ان کی تسلی کرا ہی دوں، پھر مختلف فیہ مسائل فاتحہ آمین وغیرہ کا ذکر کیا کہ ان پر بات کر لیتے لیکن انہوں نے پوری نماز رکھی ہے اور پھر بخاری سے بچہ کی امامت والی حدیث پڑھی ان کے نزدیک بچہ نماز پڑھائے تو مکروہ ہے اور پھر پورا قصہ بیان کیا اور کہا کہ یہ خود اس حدیث کے منکر ہیں کہ یہ مکروہ ہے، اس کی امامت تو ہو ہی نہیں سکتی، پھر صلوٰۃ الرسول مانگی اور کہا کہ اس پوری کتاب میں ان کو ایک ہی مسئلہ نظر آیا ہے گویا باقی کو یہ مانتے ہیں (یہ غلط فہمی تھی) یہ کہتے ہیں کہ پوری کتاب میں یہی قرآن وسنت کے خلاف ہے باقی کو تو مانو۔ (فاتحہ، رفع یدین، آمین وغیرہ کو مان لیں اور پھر وارننگ دی، آجائیں سیدھے ہو کر پھر دارقطنی والی روایت کا مطالبہ کیا، بالٹی میں آدھا پانی اور آدھا خون یا منی یا خمر کا جواب بعد میں دینے کا وعدہ کیا (جو آخیر تک پورا نہ ہو سکا) اس کے بعد پھر درہم گندگی شراب اور کتے کا مسئلہ کا ذکر کیا، پھر اپنے مولویوں کی کتابوں سے برات کا اظہار کیا (اور یہ ستم ظریفی کہ اپنے مولویوں سے صرف برات اور آئمہ مجتہدین کے خلاف محاذ آرائی) اس کے بعد نیت کا مسئلہ اور رفع الیدین کے مسائل شروع کرنے کا

مطالبہ کیا اور حدیث دار قطنی پر اعتراض کیا۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب نے جواباً کہا کہ صلوۃ الرسول ﷺ میں ایک جھوٹ بولا (اور اللہ کے رسول کی ذات پر اگر ہمارے مولوی نے ایک جھوٹ بول دیا تو کیا ہوا) کیونکہ جھوٹ تو اللہ کے رسول پر بولا ہے نا؟ اور یہ بھی جھوٹ بولے۔ میں پوچھتا ہوں کہ (نبی پر) ایک جھوٹ بولنا جائز ہے؟ اور یہ بھی جھوٹ ہے، ابھی تو میں نے اس میں سے کئی باتیں بیان کرنی ہیں، یہ کہہ رہے ہیں کہ منی اور پانی والا مسئلہ ضروری نہیں۔ نماز سے پہلے وضو ضروری ہے سب سے بنیادی مسئلہ تو پانی والا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ وحید الزمان نے لکھا ہے کہ خنزیر پاک ہے۔ بتلائیں وہ فلاں آیت کے خلاف ہے۔ میں نے ان سے آیت پوچھی ہے گالی نہیں دی۔ صدیق حسن خان نے لکھا ہے مردار پاک ہے، یہ بتلائیں کہ وہ فلاں آیت کے خلاف ہے یا حدیث کے؟ کیونکہ ان کے مقابلے میں مولوی کی بات ہو تو وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اب یہ وارننگ دیتے ہیں کہ قرآن کی آیت یا حدیث پوچھی تو ہم یوں کر دیں گے یاں کر دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن سنانا شروع کر دو۔ انہوں نے جو بھی جھوٹ بولا ہے قرآن پر اور حدیث پر بولا ہے۔ حوالے کے لیے صلوۃ الرسول لی اور بغیر پڑھے مجھے واپس کر دی۔ جس کا اردو میں اتنا کمزور مطالعہ ہو وہ حق پر ہے؟ یہ فتاویٰ اہل حدیث، اس میں لکھا ہے کہ جب حدیث پاک میں ہے کہ ان کا اپنا قول نہیں ہے، یہ بات صاف صاف دلالت کر رہی ہے کہ مردار کے چمڑے کو بعد دباغت کے ہر قسم کا انتفاع جائز ہے ہر قسم کا انتفاع۔ طالب الرحمٰن اس کی جیکٹ بنالیں، شیروانی بنائیں، یہ اردو ہے اور کہے کہ ہمارے مولویوں نے حدیث پر جھوٹ بولا ہے بلکہ اس کے متعلق بھی حدیث پیش کرے کہ وہ حدیثوں پر جھوٹ بولتے تھے (نماز کے مسائل کے بارے میں بار بار جھوٹ بول رہے ہیں، مولانا محمد امین صاحب نے شروع ہی سے نماز کے مسائل کو ذکر کیا تھا) میں نے نماز کے ارکان شرائط اذکار افعال پوچھے تھے،

انہوں نے ایک بھی جواب نہیں دیا (اس کے بعد مولانا محمد امین صاحب نے ترتیب وار مسائل نماز پوچھنے شروع کیے جو حصہ اول میں مذکور ہیں، مناظرہ کی کیسٹیں گواہ ہیں کہ ایک سوال کا جواب بھی طالب الرحمن سے نہ بن پڑا)

مولوی طالب الرحمن نے اپنی کتاب کے حوالہ جات کا کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ ان کا جواب میں بعد میں دوں گا (اور یہ وعدہ آخر وقت تک وفا نہ ہو سکا) اس کے بعد پانی کا مسئلہ شروع کیا، دباغت سے مردار کے چمڑے کے پاک ہونے کو تسلیم کر لیا اعتراض ذبح سے پاک ہونے پر کیا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر کتے کو ذبح کیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اس کی جلد پاک اس کا گوشت پاک اور جمیع اجزا پاک اس کا ایک ایک حصہ پاک۔ دباغت کی بات نہیں، یہ تو اختلاف ہو سکتا ہے کہ دباغت کے بعد بھی پاک ہوتا ہے یا نہیں (حدیث میں صراحت ہے کہ پاک ہو جاتا ہے اور یہ اب بھی اختلاف سمجھتے ہیں۔ حدیث ماننے کا محض دعویٰ ہے) ان کے ہاں ذبح کر کے اس کی چمڑی اتاری اور اس کا مصلی وغیرہ بنائیں، اس کے بعد بچے کی امامت کا مسئلہ ذکر کیا کہ وہ بچے یا بڑے کی امامت کا مسئلہ نہیں تھا، یہ حدیث میں نہیں ہے کہ ساری عمر ننگے نماز پڑھتا رہا، یہ ایک واقعہ ہے کہ اور ساتھ اس کی تردید بھی ہے کہ اسے قمیص پہنا دی جس سے وہ بہت خوش ہوا اور جس مسئلے پر یہ فٹ کرنا چاہتے ہیں وہ مسئلہ یہ نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر قرآن کھلا پڑا دیکھا اپنے سامنے اگر اس کی نظر پڑ جائے تو کہتے ہیں کہ اس کی نماز باطل ہو گئی، عبارت کے ترجمے میں خیانت کی ہے اور غلط مطلب بیان کیا ہے) اور اگر عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی، یہ یہاں بات نہیں ہو رہی کہ شرمگاہ دیکھنے سے باطل ہوتی ہے یا نہیں، یہاں نیا پوائنٹ آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں، قرآن ان کے نزدیک عورت کی شرم گاہ سے بھی گیا گزرا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اس کے بعد درہم کا مسئلہ دہرایا اور وطی فی دبر نفسہ کا مسئلہ شروع کر دیا اور غیر مہذب الفاظ میں اس کی تشریح

کی (مولوی طالب الرحمٰن کی نماز کے وہ الفاظ کیسٹوں میں سنے جا سکتے ہیں یہاں ناقابل بیان ہیں، اگر کوئی غیر مقلد ان الفاظ سے مولوی طالب الرحمٰن کی نماز نقل کرے تو بہت اچھا ہوگا) اس کے بعد فقہ پر سخت تنقید کی اور مطالبہ کیا کہ اس مسئلہ پر عمل کرنے والے بزرگ امام یا مولوی کا نام پتہ اور زمانہ بتایا جائے۔ مولانا محمد امین صاحب نے مولوی طالب الرحمٰن کے مطالبہ کو پورا کیا اور کہا کہ میرے دوست نے بڑے فخر سے پوچھا ہے کہ وہ بتاؤ کون ہے ایسا کرنے والا۔ میں تو ادھار نہیں رکھا کرتا مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے نزل الابرار من فقہ النبی المختار ص ۲۴ میں لکھا ہے کہ اللہ کے نبی کی فقہ یہ ہے کہ اپنا اگلا حصہ پچھلی جگہ کرلو اور اس کو منسوب کیا نبی کی طرف۔ (مولوی طالب الرحمٰن نے حوالہ مانگا) پھر مولوی طالب الرحمٰن کی وکیل فتیابک فطھر کا جواب دیا کہ یہ دھوکہ ہے کہ میں نے قرآن وحدیث پیش کیا ہے کہ کپڑے پاک رکھو میں پوچھ رہا ہوں (باربار) کہ کن کن چیزوں سے پاک رکھنا ہے، خون منی شراب سے پاک رکھنا ہے یا نہیں، آیتیں پڑھ کر سناؤ کہ وحید الزمان نے فلاں آیت یا فلاں حدیث کے خلاف مسئلہ لکھا ہے اس کے بعد دباغت کا مسئلہ تو انہوں نے مان ہی لیا۔ رہا ذبح کا مسئلہ اس نے تو کہا ہے کہ خنزیر اور کتے کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر لیا جائے تو اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے (احناف کے نزدیک خنزیر کی کھال پاک نہیں ہوگی) قرآن نے اِلا مَاذَکَّیتُم فرمایا ہے اس کا معنی پاک کرنا ہے، حلال کرنا نہیں۔ پاک ہونا اور چیز ہے حلال ہونا اور، کسی بیرونی استعمال کے لیے بعض اوقات طبیب اور ڈاکٹر کسی جانور کا خون استعمال کرنا چاہیں اور حرام گوشت جانور کو ذبح کر لیا تو اس کا بیرونی استعمال جائز ہو جاتا ہے، یہ فقہ میں مسئلہ موجود ہے اور استدلال قرآن سے کیا ہے اِلامَاذَکَّیتُم اس کا ترجمہ پاک ہونا ہے۔ ان کے ہاں تو کتا سارا ہی پاک لکھا ہے۔ اس کا خون پسینہ پیشاب پاخانہ سب کچھ پاک ہے اور یہ لکھا ہے کہ میں نے قیاس سے کوئی بات نہیں لکھی، یہ سب اللہ کے نبی کی باتیں ہیں، (عرف الجادی ص ۱۰)

پھر کہا کہ میں نے نماز کے مسائل پوچھے، یہ ایک حدیث بھی نہیں سنا سکے، پھر انہوں نے مسئلہ بیان کیا کہ احناف کے ہاں قرآن دیکھ لینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، یہ جھوٹ ہے مسئلہ وہاں یہ ہے کہ دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی، انہوں نے ادھوری بات کی ہے، عالمگیری اور درمختار میں لکھا ہے کہ دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی، ایک یہ کہ اس کو قرآن یاد نہیں وہ بجائے زبانی پڑھنے کے قرآن دیکھ دیکھ کر پڑھ رہا ہے تو جب وہ قرآن کھول کر یوں پڑھنا شروع کرے گا تو کبھی ورق الٹے گا کبھی قرآن اٹھائے گا کبھی رکھے گا، دور سے دیکھنے والا اسے نماز سے خارج سمجھے گا اور ہمارے ہاں عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ نمازی کو اس فعل کی وجہ سے لوگ نماز میں نہ سمجھیں، ایسا فعل کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے خواہ وہ قرآن ہو یا دوسری کوئی کتاب۔ مولوی صاحب (طالب الرحمٰن) نے جھوٹ بولا ہے کہ مسئلہ نظر کا ہے، یہ عبارت پڑھیں، تعلیم تعلم کے الفاظ وہاں موجود ہیں کہ اس کو یاد نہیں وہ ہے، یہ عبارت پڑھیں، تعلیم و تعلم کے الفاظ وہاں موجود ہیں کہ اس کو یاد نہیں وہ قرآن سیکھ رہا ہے، اب نماز میں قراءت فرض ہے، جب اس نے یہ عمل کیا تو اس کی نماز ٹوٹ گئی، یہ عمل کثیر سے ٹوٹی نہ کہ قرآن دیکھنے سے اب یہ یاد کرنا چھوڑ دیں اور کتابیں دیکھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیں تو یہ اپنی مسجدوں میں اس کو جائز ہی سمجھیں گے، انہوں نے جھوٹ بولا ہے چونکہ اور کوئی کتاب نماز میں پڑھی نہیں جاتی، اس لیے قرآن کا ذکر کیا گیا، اس کے بعد مولانا نے نماز سے متعلق سوالات شروع کیے جو حصہ اول میں ہیں، مولوی طالب الرحمٰن نے سابقہ سوالوں کا کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ آمین پر بھاگ کر آ گئے ہیں، پہلے وہ پاکی والا مسئلہ پورا کر لیں، اس کے بعد نزل الابرار کتاب مانگی جو کہ فریقین کے پاس موجود نہ تھی، مولانا محمد امین صاحب نے ذمہ داری سے کہا کہ میرے پیش کردہ حوالے اس میں موجود ہیں، طالب الرحمٰن نے کہا کہ ایک منٹ کے لیے ہم مان لیتے ہیں کہ نزل الابرار والے نے لکھا ہو گا، نزل الابرار والے پہلے شیعہ تھا، پھر

ان کا ساتھی حنفی بنا آخیر عمر میں آ کے حدیثوں کے ترجمے کرتا ہوگا حدیث پر اس نے عمل شروع کیا۔ اس کا جو فعل ہے وہ بتانے والا ہے۔ نزل الأبرار اب کے دور کی کتاب ہے، ابھی چند سال ہوئے کہ وہ فوت ہوا، وہ پہلے لکھی گئی تھی یا یہ آپ کی ردالمحتار پہلے لکھی گئی ہے، وہ حنفی تھے انہوں نے اس میں پڑھا ہوگا کہ ابن عابدین (دال کی فتح کے ساتھ پڑھا) اتنے بڑے امام ہوئے ہیں وہ یہ مسئلہ لکھ رہے ہیں (یہ طالب الرحمٰن کی جہالت ہے، یہ مسئلہ درمختار کا ہے اور وہ ابن عابدین کی تصنیف نہیں ہے) جو اپنا آلہ تناسل اور اپنی ہی دوات استعمال کرے، اس پر غسل نہیں ہے۔ یہ انہوں نے بڑے امام کی کتاب کا مسئلہ دیکھا ہے اور اپنی چھوٹی سے کتاب میں لکھ دیا، اب غلطی تو بڑے کی ہے، ہم یہ مانتے ہیں کہ انہوں نے مکھی پر مکھی ماری ہے، پہلے تو یہ دکھائیں انہوں نے یہ غلطی کرلی ہے، چونکہ وہ پہلے حنفی تھا اور اپنے سے بڑے حنفی کی بات کو اٹھا کر اپنی کتاب میں نقل کر دیا، پہلے یہ مسئلہ آپ کی فقہ میں موجود تھا، بعد میں انہوں نے لکھا اس کے بعد الا ماذکیتم کے بارے میں کہا کہ یہ قرآن کی آیت نکالیں، اس میں دکھائیں کہاں لکھا ہے کہ کتے کا بھی تزکیہ کرلیا جائے۔ یہ دیکھیں ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ﴾ یہ پوری آیت اس طریقے سے ہے کہ یہ تذکرہ ملتا ہے ﴿وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ یہ جانوروں کا ذکر ہو رہا ہے ان میں کتے کا نام نہیں ہے (یہ ہے علمیت طالب الرحمٰن صاحب کی) قرآن کی اس آیت میں کتے کا نام دکھلائیں، جب یہ قرآن میں نہیں تو ہم نہیں مانتے اگر یہ کہیں کہ آیت عام ہے جس پر بھی چھری پھیری جائے وہ پاک ہو جائے گا، بے شک کتا ہو تو خنزیر بھی پاک ہو جائے گا، یہ کہتے ہیں، نہیں نہیں خنزیر پاک نہیں ہوتا پھر خنزیر کو بھی پاک کر دیا تو کتے کو بھی نکالو اگر کتے کو داخل کرتے ہو تو خنزیر تمہارے پیچھے پیچھے ہے، خنزیر کو اپنے گھر داخل کرو یا کتے کو بھی نکالو یا یہ کہو کہ یہ مسئلہ حلال جانوروں کے لیے ہے کہ اگر کوئی حلال جانور کنویں میں گر گیا اور ذبح کرنا ہے تاکہ حرام نہ ہو جائے تو جلدی سے چھری

پھیری جاتی ہے اور تھوڑا سا خون نکال دیا تو پاک بن گیا (قرآن میں مسئلہ شکار کا ہے اور درندے سے بچے ہوئے زندہ جانور کا ہے طالب الرحمان کا قیاس جہالت پر مبنی ہے) اس میں قرآن ہنے یہ تعبیر کی ہے کہ انہوں نے کتے کو قرآن میں داخل کر دیا۔ پھر عمل کثیر والا مسئلہ شروع کیا کہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ وہ مسئلہ تعلیم و تعلم کا ہے وہ ورق اٹھا کر کھول کھول کر پڑھے ادھر سے ادھر سے پڑھے تو نماز میں گڑبڑ ہو جاتی ہے اگر یہ بات اس میں لکھی ہے تو بتائیں میری شکست اور ان کی فتح اگر سارے مسئلے اس میں ہوں تو میں ماننے کے لیے تیار ہوں اس میں ہے لو نظر المصلی کہ اس پر نظر پڑ گئی تو بطلت صلوته تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (حالانکہ خود عبارت پڑھی ہے فقرا منہ یعنی دیکھ کر اس میں پڑھنے لگا اور اب تر نہ صرف نظر کا کر رہے ہیں) حضرت مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ میں نے جتنی حدیثیں پوچھی ہیں، ایک بھی نہیں پیش کر سکے اور ان کا کہنا کہ نزل الابرار والے نے درمختار سے نقل کیا ہے، یہ جھوٹ ہے نزل الابرار کا پورا نام ہے نزل الابرار من فقه النبی المختار یعنی یہ نبی مختار کی فقہ ہے جو میں لکھ رہا ہوں اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ کتاب لکھنے کے وقت حنفی تھا، اس میں رفع یدین اور سینے پر ہاتھ باندھنے کے مسائل مذکور ہیں، یہ انہوں نے غیر مقلد ہوتے ہوئے لکھی، نہ شیعہ ہوتے ہوئے، نہ حنفی بلکہ حنفی تو تھا ہی نہیں، نذیر حسین (دہلوی غیر مقلد) کا شاگرد تھا، خواہ مخواہ حنفی کہا جا رہا ہے اور یہ مسئلہ اس نے اللہ کے نبی کی طرف منسوب کیا ہے، اس میں درمختار کا کوئی نام نہیں، پھر ابن عابدین کا تلفظ دال کے کسرہ سے صحیح کرایا۔ اس کے بعد کہا کہ الا ماذکیتم پر انہوں نے بہت زور لگایا ہے کہ جی خنزیر تمہارے پیچھے پیچھے ہے ہم قرآن کی اس آیت کو بھی مانتے ہیں جس میں خنزیر کو رجس کہا گیا ہے اس لیے پاک اس چیز کو کیا جاتا ہے کہ جو اصل میں پاک ہو مثلاً یہ کپڑا اصل سے پاک ہے اس میں پاخانہ لگے تو اس کو دھولیا جائے لیکن اگر کوئی (عین) پاخانے کو دھونا شروع کر دے تو پاخانہ پاک نہیں ہوگا، پیشاب دھل کر

پاک نہیں ہوتا اس لیے یاد رکھیں قرآن میں لفظ رجس موجود ہے اس سے پتہ چلا کہ خنزیر نجس العین ہے اور پاخانہ کی طرح اس کو پاک نہیں کیا جا سکتا، پیشاب کی طرح وہ پاک نہیں ہو سکتا، انہوں نے کہا کہ آیت میں کتے کا نام نہیں اگر کتے کا نام نہیں تو گائے بکری کا نام بھی تو آیت میں نہیں تو اس سے واضح ہو گیا ہے کہ وہاں صرف پاکی کا مسئلہ ہے کھانے پینے کا نہیں الا ما ذکیتم میں صرف پاکی کا مسئلہ ہے اس لیے اس کا معنی پاک ہونا ہے۔ خنزیر کو دور کر دیا وہ ہمارے گھر نہیں تمہارے گھر آتا ہے کیونکہ تم اس کو ماں کی طرح پاک سمجھتے ہو جیسے تم اپنی ماں کو گھر رکھتے ہو خنزیر کو بھی گھر میں رکھنا چاہیے، ہمارا تو اس کے گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم قرآن کے کہنے سے اس کو رجس ہی سمجھتے ہیں اور اس کی کھال کو دباغت سے بھی پاک ماننے کے لیے تیار نہیں (جبکہ تمہارے ہاں وہ دباغت سے پاک ہونی چاہیے) اس لیے وہ دباغت سے نہ ذکاۃ سے پاک ہو گا یہ کہتے ہیں کہ وہاں سب کچھ لکھا ہوا ہو۔ کتاب میں دیکھ کر پڑھنے کی وضاحت کی کہ کتاب کو سجدہ کی جگہ رکھے گا پھر سجدہ کرے گا، پھر کتاب کو اٹھائے گا، ہماری کتب فقہ میں لکھا ہوا ہے کہ عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس لیے جب یہ کہہ رہا تھا تو چھتوی صاحب نیچے سے سمجھا رہا تھے ایسی باتیں نہ کرو پھر مسائل نماز سے متعلقہ احادیث پوچھیں۔

مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ وحید الزمان نے حنفی ہوتے ہوئے کتاب لکھی۔ میں نے تو یہ کہا کہ وہ شیعہ تھا، حنفی تھا بعد میں اہل حدیث ہوا، میں نے یہ نہیں کہا کہ اس نے حنفی دور میں لکھی، اگر وہ حنفی دور میں لکھتا تو مجھے وکالت کی کیا ضرورت تھی (غیر مقلد مناظر کی رنگا رنگی کبھی برات کبھی وکالت) میں نے تو یہ کہا کہ ان کی بڑی کتابوں میں دیکھ کر ہمارے علما مغلوب ہو گئے اور انہوں نے اپنی کتاب میں لکھ ماری، پھر دھمکی دی کہ انہوں نے ہمارے حضرت صاحب کے بارے میں کوئی بات کی تو میں ان کے سب بڑوں کو سامنے رکھوں گا، پھر میں کسی کو معاف نہیں کروں گا، اس کے بعد

مفتی عبدالرحمن اور راؤ محسن کے غیر مقلد ہونے کو اپنی حقانیت بتایا اور پھر دیو بندی علماء پر تنقید کے لیے ایک حوالہ تذکرۃ الرشید سے پیش کیا کہ یہ دیو بندی پیروں کا حال ہے، اس میں دعویٰ کیا کہ رنڈیوں کے گھر ٹھہرنے والے دیو بندیوں کے پیر تھے (یہ طالب الرحمٰن صاحب نے بہتان باندھا ہے، وہاں مولانا رشید احمد صاحب نے رنڈیوں کے پیر پر سخت تنقید کی ہے، اس واقعہ سے پہلے بھی حافظ مینڈھو کے بارے میں فرمایا کہ وہ پکا کافر تھا اور اس کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ: ضامن علی جلال آبادی توحید میں غرق تھے" پھر اسی جلال کا ہی قصہ رنڈیوں والا ذکر کر کے اس کی بدعقیدتی اور خفت کا ذکر کیا، اس واقعہ کو دیو بندی پیروں کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا، طالب الرحمٰن کا جھوٹ اور خیانت ہے، یہ واقعہ کسی دیو بندی پیر کا نہیں، ایک بدعقیدہ اور بدعمل پیر کی برائی کے لیے حضرت گنگوہی نے بیان کیا ہے، حضرت کا مسکرا کر فرمانا اور یہ لفظ کہ میاں صاحب سرنگوں رہ گئے، صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ نے جلال آبادی پر سخت تنقید کی ہے اور اس کے وحدت الوجود کے عقیدہ کے رد کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ وہ تو توحید میں غرق تھا (کتاب کا صفحہ ساتھ منسلک ہے[1]) اس واقعہ پر طالب الرحمٰن صاحب نے خوب حاشیہ چڑھایا، کیسٹیں گواہ ہیں، اس کے بعد درہم یاد آیا، پھر فقہ کے مسئلہ پر اعتراض کیا کہ غیر آدمی کے ذکر کے دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا اور اس پر اپنی طرف سے خوب (اپنی نماز سنائی) حاشیہ چڑھایا (ان کے الفاظ تو غیر مقلدین ہی اشاعت کر سکتے ہیں، اس تحریر میں اس کو لکھنا بھی درست نہیں) پھر درہم کتے کی کھال کے مطالبے کا اعادہ کیا، نیت کا مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت کر دو۔

مولانا محمد امین صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ وحید الزمان نے یہ مسئلہ (اپنی دوات اور قلم کے استعمال والا) اس وقت لکھا جب وہ ہمارے بزرگ تھے اور ان کو قلم دوات والا مسئلہ بڑا پسند آیا، دیکھئے وحید الزمان اور ان کے شیخ الحدیث کیا کر رہے ہیں اور یہ بھی ان کا جھوٹ ہے کہ انہوں نے درمختار کا مسئلہ

---

[1] دیکھیے صفحہ ۴۳۱

دیکھ کر لکھا ہے، وہ اپنی کتاب کے نام سے بتا رہے ہیں، یہ کوئی فقہ کی کتاب نہیں بلکہ نبی پاک کے دین کی کتاب ہے اس کا نام نزل الابرار من فقہ النبی المختار ہے، پھر مفتی عبدالرحمٰن جن کے بارے میں بڑے زور سے کہا تھا کہ یہ تمہارے مفتی تھے اور مناظروں میں تمہاری ذلت کی وجہ سے غیر مقلد ہوئے۔ مولانا محمد امین صاحب نے جواباً تبصرہ کیا کہ یہ میرے کسی بھی مناظرے میں موجود نہیں تھے اگر مسلک تبدیل کر کے دوسرے مسلک میں جانا اس کی حقانیت کی دلیل ہے تو میں گن سکتا ہوں کہ سلیم غیر مقلد اوکاڑہ میں مرزائی ہوا۔ ایک گاؤں سیالکوٹ میں پورا غیر مقلدوں کا تھا، آج پورا گاؤں مرزائیوں کا ہے، اگر اس پر مولوی صاحب آنا چاہتے ہیں تو ہمارے پاس لمبی فہرست موجود ہے کہ کون لوگ مرزائی ہو رہے ہیں اور کیسے ہو رہے ہیں۔ اب نور خاں حیدر آباد میں مرزائی بنا۔ وہ غیر مقلد تھا اور کیسٹیں جواب دینے کے لیے میرے پاس آئیں وہاں کسی نے جواب دینا گوارا نہ کیا، اب آپ اندازہ لگائیں کہ ان جیسے آدمیوں کے مذہب تبدیل کر لینے سے کسی مذہب کا سچا جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا، لوگوں کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث سے باہر نہیں جاتے (ایک طرف تو) یہ مانیں کہ صدیق حسن قرآن وحدیث نہیں جانتا، لیکن اب یہ مفتی عبدالرحمٰن ان کے لیے قرآن وحدیث بن گیا ہے کیونکہ ان کے مذہب میں آ گیا ہے، یہ صاحب پہلے کسی مناظرے میں نہیں آئے اور نہ وجہ بیان کی امین نے فلاں بات کا اس میں جواب نہیں دیا، اس لے میں غیر مقلد ہوتا ہوں۔ وہ ہی اسے بتا دے کہ مجھے (مکمل) نماز حدیث سے مل گئی ہے کہ سجدہ کرنا فرض ہے یا واجب۔ مفتی صاحب کو تو اتنا بھی پتہ نہیں کہ سجدہ فرض ہے یا واجب۔ اگر میں غیر مقلد ہو ہی گیا ہوں تو سجدہ کی فرضیت کی یہ آیت دکھا اور سجدہ کی تسبیح آہستہ پڑھتا رہا ہوں، اب میں تمہارے مذہب اور مناظرے میں آ ہی گیا ہوں تو ہمیں کیوں ذلیل کروا رہا ہے، میں دلیل دیتا ہوں کہ میں اس آیت کے تحت سجدہ کی تسبیح پڑھتا ہوں اور پھر بہت سے صحابہؓ

پوچھے اور مطالبہ کیا کہ دلیل قرآن کی آیت یا حدیث ہو، کسی امتی کا قول نہ ہو۔ کیا کریں ایسے لوگوں کے مشن بدلنے سے کسی مذہب کا حق ہونا یا جھوٹا ہونا نہیں ہوتا، اگر ایسی بات ہے تو بہت سے غیر مقلد عیسائی اور مرزائی بنے، ہمیں ان کی لسٹیں یاد ہیں تو کیا عیسائیوں کو اور مرزائیوں کو یہ حق ہے کہ وہ کہیں کہ فلاں غیر مقلد عیسائی ہو گیا یا مرزائی ہو گیا، لہذا غیر مقلدوں کا مذہب جھوٹا ہے اور عیسائی اور مرزائی مذہب سچے ہیں۔ محمد منشاء مرزائی مدرسہ غزنویہ امرتسر کا فارغ ہے۔ غیر مقلد سے مرزائی بنا، میرے ساتھ مناظرہ کیا تو آج وہ مسلمان ہے، ان کے فارغ التحصیل مرزائی ہو رہے ہیں تو کیا مرزائیوں کو حق ہے کہ محمد منشاء کو پاس بٹھا کر کہیں کہ یہ تمہارے مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں مرزائی ہو گئے ہیں، اس لیے مرزائی مذہب سچا ہے اور تم جھوٹے ہو، مولوی صاحب مولوی عبدالرحمٰن قرآن وحدیث کا نام نہیں؟ آپ اس کو بھی ملالیں اور حدیثیں پیش کریں، یہاں مفتی عبدالرحمٰن نے بات کی اجازت مانگی اور کہا کہ میں ان کو پڑھا سکتا ہوں، مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ ان کو ہٹا دو اور تم آ جاؤ، اس وقت غیر مقلدین نے زبردست شور شروع کر دیا۔

مولوی طالب الرحمٰن نے دعویٰ کیا کہ نیت کا مسئلہ چھوڑ گئے ہیں اور وحید الزمان کی برات کی کوشش کی کہ (اپنی قلم دوات والا مسئلہ) انہوں نے فقہ سے نقل کیا ہے (حالانکہ وہ اس مسئلہ کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کر کے لکھ رہا ہے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے) پھر کہا کہ میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا، مفتی عبدالرحمٰن مناظرہ سن کر اہل حدیث ہوا ہے، میرا دعویٰ یہ ہے کہ پہلے سے دیو بندی علماء اہل حدیث ہوئے ہیں (اس کا مفصل جواب ہو چکا) نیت کے مسئلے اور رنڈی والی حکایت کا جواب مانگا۔ پھر فارسی زبان میں تکبیر کہنے کا مسئلہ شروع کر دیا اور کہا کہ یہ جو مسائل پوچھ رہے ہیں یہ بعد کی بات ہے (آتے جو نہیں تھے) پہلے یہ فیصلہ کر لیں کہ کس زبان سے نماز شروع کی جائے یہ کہتے ہیں کہ فارسی زبان میں کہہ لے کہ اللہ بزرگ تراست، یہ مسئلہ قرآن

کی کسی آیت سے دکھا دیں، حدیث سے دکھا دیں کہ نماز کی ابتداء فارسی میں کی جائے یا صحابہ سے دکھا دیں اگر نہیں تو اپنی شکست لکھ دیں۔

مولانا محمد امین نے جواب دیا کہ نیت کا مسئلہ حدیث **انما الاعمال بالنیات** میں آتا ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ دل میں کس کس چیز کی نیت فرض ہے اور کس کی نہیں۔ یہ قیامت تک نہیں بتا سکتے اور نہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بتا سکتے ہیں؟ اور جو انہوں نے کہا کہ درمختار سے ہمارے علامہ وحید الزمان نے نقل کیا ہے، کیا پوری درمختار سے وحید الزمان کو ایک یہی مسئلہ پسند آیا ہے اور کوئی مسئلہ پسند نہیں آیا، یہ بڑا اصل والا مسئلہ ہے؟ پھر انہوں نے میرے پیش کردہ سوالات پر کوئی حدیث نہیں پڑھی، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اللہ بزرگ تر است سے ان کے ہاں نماز شروع کرنا درست ہے، یہاں یہ پوری بات بیان نہیں کر رہا بلکہ یہ پوری بات جانتا ہی نہیں، فقہ کا یہ مسئلہ قرآن میں موجود ہے **وذکر اسم ربہ فصلی** اللہ کا نام لے لیں اس کے بعد نماز پڑھیں، اب یہاں کسی زبان کی تخصیص نہیں ہے۔ حدیث میں البتہ آیا ہے کہ حضور ﷺ نماز اللہ اکبر سے شروع کرتے تھے، اس لیے حدیث جو خبر واحد ہے، سے اللہ اکبر کہنا واجب ہے، ہمارے نزدیک اگر کوئی اللہ اکبر نہیں کہتا بلکہ فارسی میں کہتا ہے تو واجب کا تارک ہے، گنہگار ہوگا اور اس کی نماز واجب الاعادہ ہے اس نے پورا مسئلہ نہیں بیان کیا، ہماری فقہ میں لکھا ہے کہ فلاں چیز فرض ہے، فلاں واجب ہے، یہ بتلائے کہ جو شخص اچھی طرح اللہ اکبر کہنا جانتا ہو اس کے لیے فارسی میں اللہ بزرگ تر است کہنا فقہ میں فرض لکھا ہے یا واجب یا سنت یا اس کا کوئی اور حکم لکھا ہوا ہو تو بتا دے۔ جیسے میں نے بتایا کہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے ہم جس طرح بیان کرتے ہیں کہ ناف سے گھٹنوں تک (ستر چھپانا) فرض ہے اور تین کپڑے سنت ہیں تو اس کی تفصیل کا یہ مطلب نہیں کہ صرف فرض ادا کرو، واجب ادا نہ کرو، نماز تو صفۃ الصلوٰۃ میں یہی لکھا ہے کہ سنت طریقہ کے مطابق ادا کی جائے، جس میں فرائض واجبات اور سنتیں بھی

آ گئیں، یہ کہتے ہیں کہ میں اب معاف نہیں کروں گا، میں کہتا ہوں حدیثیں آتی نہیں، میں قرآن کی آیت اور اللہ کے نبی کی حدیث پوچھ رہا ہوں، پھر وہی نماز کے مسائل پوچھنے شروع کیے کہ درود ابراہیمی نماز میں آہستہ پڑھنے کا سوال روپڑی صاحب سے بھی ہوا، وہ صحیح حدیث سے اس کا حکم ثابت نہیں کر سکے آج طالب الرحمٰن اس قرض کو چکائیں گے۔

لیکن طالب الرحمٰن صاحب نے پھر وہی عذر کیا کہ ہمارے علامہ صاحب نے ان کی فقہ سے نقل کیا ہے (اس کے سوا جان چھڑانے کا اور کوئی راستہ نہ تھا) پھر کہا کہ انہوں نے التحیات وغیرہ کے مسائل پوچھے، یہ بعد کے مسائل ہیں، پہلے اللہ اکبر کا مسئلہ ہے، پھر مولانا کے ماسٹر ہونے پر تنقید کی کہ الف پڑھا نہیں اور پہلے ب شروع کر دی (حالانکہ ان کے سوالات بالترتیب چل رہے ہیں، جواب کسی کا بھی نہیں بنا) پھر مولانا محمد امین صاحب کے سوال کہ نیت کن کن چیزوں میں فرض ہے اور کن میں نہیں، کے جواب میں کہا کہ آپ نے خود حدیث پڑھی ہے **انما الاعمال بالنیات** اس میں سارے عمل آ گئے، ہر عمل کے لیے ضروری ہے کہ نیت کرے، لیکن حنفی مسلک میں بغیر نیت کے بھی کام چل جاتا ہے، کوئی نہر میں داخل ہوا، نہا کے نکلا تو غسل بھی ہو گیا اور وضو بھی، نیت کی یا نہیں کی پھر یہ کہتے ہیں فارسی زبان میں جس نے اللہ اکبر کہا وہ نماز لوٹائے گا یہ اگر اپنے امام سے دکھا دیں کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ نماز کو لوٹائے تو میری شکست اور ان کی فتح، منہ مانگی موت دوں گا، یہ جہاں مرنا چاہیں، وہیں ان کو ماروں گا۔ پیاسا کہیں تو پیاسا، پانی پلا کے کہیں تو پانی پلا کے ماروں گا، یہ آپ کی ہدایہ ص ۸۴، اس میں لکھا کہ اگر نماز کی ابتداء فارسی میں کی جائے تو **وقرا فیھا فی الفارسیة** یا ذبح کرے اور عربی بھی خوب جانتا ہو، امام صاحب کے نزدیک بالکل جائز ہے۔ (مولانا محمد امین صاحب نے کہا ذرا اگلی بات بھی پڑھو) جو بات امام ابوحنیفہ کی ہے وہ پڑھ دی ہے، پہلے پاکی کا مسئلہ آیا یہ کہتے ہیں کہ ہم پاک نہیں ہونا چاہتے، اب نیت کا مسئلہ، یہ نیت کیسے کرتے ہیں، دو رکعت نماز

سنت سنت رسول اللہ ﷺ منہ کعبہ کو فلاں فلاں علاقہ شاید کہتے ہیں یا نہیں اور پیچھے اس امام اور پتہ نہیں کیا کرتے ہیں یہ قرآن سے حدیث سے اقوال صحابہ سے دکھا دیں۔ پھر بخاری کے صفحہ والا مطالبہ چلایا۔

مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ بار بار اسی کو رگڑ رہے ہیں (اور کرتے بھی کیا) کہ درمختار کا مسئلہ ہے، انہوں نے (وحید الزماں) کا نام نہیں لیا، لیکن مسئلہ وہیں سے لیا ہے، کیا ان کو علم غیب ہو گیا ہے یا اس کی پکی دلیل پیش کریں، محض اٹل سے کہنا اہل باطل کا کام ہے) (پھر انہوں نے کہا کہ یہ ماسٹر کیسا ہے ''الف'' پہلے پڑھنا چاہئے تھا پھر ''با'' تک جاتے۔ میں نے ان سے بالکل ماسٹروں کی طرح تکبیر تحریمہ سے سوال کیے ہیں، پہلے یہی پوچھا کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب اس کے بعد ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ، آمین، سورۃ رکوع سجدہ، تشہد وغیرہ پوچھے گئے، میں الحمد للہ استاذ ہوں، مجھے ترتیب یاد ہے، لیکن جو شاگرد ''الف'' بھی پڑھنے کے لیے تیار نہ ہو اور لوگوں سے کہے کہ میں قرآن وحدیث کا عالم ہوں اور ابھی ''الف'' کے بارے میں بھی صحیح حدیث نہ پیش کر سکا، تو میں تو یہی سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو شاگرد میرے سامنے بٹھایا ہے نہ ''الف'' جانتا ہے نہ ''با''۔ یہ کچھ بھی نہیں جانتا اور اٹھ کر کہتا ہے کہ ''امین'' میرے سامنے بخاری کا صفحہ پڑھے، کس کے سامنے جو صَنَّفُوا کو صنفوا اور ابن عابدین کو عابدین پڑھتا ہے (دال کے فتح کے ساتھ) درمیان میں طالب الرحمن نے شور کیا کہ چھتوی کے سامنے پڑھو، مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ یہ تو ہمارے مولانا عبد القدیر صاحب سے پڑھتا رہا ہے اس کو کیا آتا ہے، اس کو غیر مقلد پڑھا بھی نہیں سکتے تھے، مجھے اس طرف متوجہ کیا گیا، ورنہ میں اس طرف نہیں آنا چاہتا تھا، ان کو بھرتی کرو جو ہمارے علماء کے شاگرد ہیں، پھر نماز کے مسائل پوچھے کہ یہ وہ مسائل ہیں جن پر ابھی نماز جمعہ میں عمل کرنا ہے، لوگ کہیں گے امین نے یہ یہ مسائل پوچھے لیکن جو لوگ قرآن وحدیث کا بہت نام لیتے ہیں وہ تکبیر تحریمہ سے لے کر آخر سلام تک ایک

بات بھی قرآن وسنت سے پیش نہیں کر سکے اور زیادہ زور اسی بات پر دیتے رہے ہیں کہ ہمارے مولوی قرآن وحدیث کے خلاف لکھتے رہے، وہ قرآن وحدیث کا نام لے کر دھوکہ دیتے ہیں، وہ قرآن وحدیث جانتے بالکل نہیں، ورنہ میں تحریمہ سے سلام تک پہنچ چکا ہوں، ابھی تک کسی حدیث کے لیے ان کی زبان کھلی نہیں اور یہ جو انہوں نے پڑھا کہ فارسی میں جائز ہے (اسی عبارت سے آگے لکھا ہوا ہے) **ویروی رجوعه الى قولهما في اصل المسئلة وعليه الاعتماد** امام ابوحنیفہ کا صاحبین کی طرف رجوع منقول ہے اسی رجوع پر ہی اعتماد (فتویٰ) ہے۔ (درمیان میں ٹائم ٹائم کا شور) طالب صاحب نے درمیان میں عبارت چھوڑی ہے، جتنا مرضی ٹائم گھٹانے کی کوشش کرے اور جتنی مرتبہ بھی اس نے فقہ کی کتاب اٹھائی ہے ایک مرتبہ بھی پوری عبارت نہیں پڑھی، نہ درمختار کی، نہ اصول کرخی کی نہ ہدایہ کی میں بار بار یہی تو سمجھ رہا ہوں کہ اس طرح خیانتیں کرنا اہل حدیث کی نشانی نہیں منافق کی نشانی ہے۔

مولوی طالب الرحمن نے اپنی اگلی تقریر میں کہا کہ یروی مجہول کا صیغہ ہے، روایت کرنے والے کا علم نہیں، اس کا کسی کتاب میں حوالہ نہیں، نہ سند ہے (مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ پہلے کون سا لفظ (معروف) موجود ہے۔ آگے **علیه الاعتماد** موجود ہے جو اسی کی توثیق کر رہا ہے) لیکن مولوی طالب الرحمن نے کہا کہ امام صاحب کا نام نہیں (نام کا مطالبہ علم فقہ سے جہالت کا ثبوت ہے اور علیہ الاعتماد کے مفتی بہ ہونے سے بے علمی کا اظہار ہے) اس کے بعد حافظ صاحب کی ٹیڑھی کھیر کی کہانی سنائی، پھر بخاری کا صفحہ تکبیر اور نیت کا مسئلہ درہم پاخانہ اور پیشاب کا ذکر کیا، (پھر قرآن دیکھنے اور اس کو نعوذ باللہ شرم گاہ سے کم کر کے دکھانے کی جسارت کی) پھر کہا کہ قرآن وحدیث سے دکھلاؤ کہ پشتو والا پشتو میں، سندھ والا سندھی میں کہے۔ آپ مجھے التحیات و درود ابراہیمی ادھر ادھر کی باتیں سکھا رہے ہیں (التحیات اور درود ابراہیمی طالب کے نزدیک ادھر ادھر کی باتیں ہیں) (اعاذنا اللہ) راؤ صاحب سے کہا

کہ تینوں مسئلوں میں کسی پر انگلی رکھ دیں کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں، تا کہ آپ انہیں مجبور کریں اور مجھے بھی مجبور کریں (تینوں کے جواب ہو چکے، نہ ماننے کا کوئی علاج نہیں) کہ ان مسائل کے ارد گرد رہیں، اگر انہوں نے ایسے ہی کیا تو میں نے پھر وہی لائن اختیار کر لینی ہے (جس سے ابتداء سے انتہاء تک اکھڑا ہی نہیں، نیز اس کے سوا اور لائن اختیار کرنا بھی کیا آتا ہے) ذکر حمار والی بات۔ امامت کون کرائے، جس کا سب سے بڑا سر اکبر عضوا احسن زوجۃ بیوی سب سے حسین ہو۔ مولوی کی بیوی حسین ہو تو وہ پامیلا سے شادی کرے یا ملکہ حسن سے جس کو جج سلیکٹ کرتے ہیں۔ وہ امام اپنی بیوی کو دکھایا کرے۔ مولانا محمد امین صاحب نے جواب دیا کہ مولوی صاحب پانی تو پی چکے اب کھیر یاد آ رہی ہے (حافظ صاحب کی ٹیڑھی کھیر) انہوں نے کہا کہ اس پر اعتماد ہے، یہ بات یاد رکھیں ان کا بہت بڑا مغالطہ ہے جس طرح حدیث اللہ کے نبی کی ہوتی ہے، لیکن اسے صحیح یا ضعیف محدثین ہی قرار دیتے ہیں کسی حدیث کو اللہ کے نبی نے صحیح یا ضعیف محدثین ہی قرار دیتے ہیں کسی حدیث کو اللہ کے نبی نے صحیح یا ضعیف نہیں کہا، اسی طرح فقہاء کے اقوال ہیں، کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ محدثین کرام، نبی پر حاکم بن گئے ہیں اور کون ہوتا ہے، امام بخاری نبی کی حدیث کو صحیح اور ضعیف کہنے والا، بس وہ قاعدوں سے بتلایا کرتے ہیں اس طرح (فقہا کا) کون سا قول صحیح ہے اور کس پر اعتماد ہے اور کس پر اعتماد نہیں ہے، وہ ائمہ اصول بتلایا کرتے ہیں، جو انہوں نے بڑا شور مچایا کہ کون ہے بتانے والا، ابو حنیفہ تو نہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے منکرین حدیث سے ان سے پوچھیں کہ تم کون ہو؟ حدیث کو ضعیف کہنے والے حدیث نبی کی، لیکن جس طرح اصولیین قاعدے سے حدیث کو ضعیف کہا کرتے ہیں، اسی طرح اصولیین یہ بتلایا کرتے ہیں کہ اس قول پر اعتماد ہے اور اس پر نہیں اور یہ جو بار بار انہوں نے کہا کہ ان کے ہاں قرآن پاک شرمگاہ سے برا ہے، یہ دھوکہ ہے، یہ کہیں نہیں لکھا، دیکھئے حدیث پاک میں سُترہ کا مسئلہ موجود ہے اگر آپ کوئی لکڑی آگے کھڑی کر دیں

اور نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں لیکن اگر آپ نے نبی، پیر یا امام کو سامنے بٹھا لیا تو نماز نہیں ہوگی، تو کوئی بھی جاہل یہ نہیں کہے گا کہ اس نے لکڑی کو نبی سے اونچی شان دے دی، جو وضاحت فقہا نے لکھی ہے اس کو سمجھنا چاہیے، اس لیے ان کا فقہ کی کتابوں پر بار بار جھوٹ ہے اور جھوٹ بول کر کہتے ہیں کہ تم تکبیر تحریمہ سے سلام تک پوچھتے جاؤ لیکن میں نے جواب نہیں دینا، راؤ صاحب، میں نے جواب نہیں دینا، میں نے کوئی حدیث نہیں سنانی، اس کے بعد انہوں نے نیت کی بات کی، پہلے یہ تو بتائیں کہ نیت کے بارے میں ان کو فقہ کا مسئلہ یاد بھی ہے یا نہیں، فقہ میں بھی اصل اعتبار دل کا ہے اور زبان سے اگر کوئی کہے تو دل کی مضبوطی کے لیے ہے۔ وسوسوں والا شخص ہو تو اس کو کہہ سکتا ہے اور فقہ میں وضاحت ہے کہ اگر کسی نے نماز پڑھی دل میں وہ ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے، زبان سے عصر کا لفظ نکل گیا تو اعتبار دل کی نیت کا ہوگا، زبان کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا، اس کو یہ بھی پتہ نہیں فقہ میں مسئلہ کیا ہے؟ یہ بے چارہ ادھر ادھر بھاگ رہا ہے اور کہتا ہے کہ بیوی حسین ہو بڑی دیر کے بعد اس بات پر پھر آ گئے ہیں، میں نے کہا تھا کہ ان کا امام مرزائی ہوگا ان کا امام ناپاک ہوگا، جس نے فرض وضو بھی نہ کیا ہو، ان کا امام بے وضو ہوگا جان بوجھ کر بے وضو نماز پڑھائے گا اور میں بار بار عرض کر رہا ہوں کہ فقہ کی ایک بھی عبارت پوری نہیں پڑھی، وہاں لکھا ہوا ہے کہ اگر کئی چیزوں میں امام برابر ہوں اور سارے امامت کا ثواب حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں تو پھر ظاہر کا باطن پر اثر ہوتا ہے، جس کا جسم ساخت میں صحیح ہو، اس کی عقل درست ہوتی ہے اور عقل صحیح ہو تو امام اپنی جماعت کو جمع رکھے گا، لڑائی کر کے چھچھورے پن سے جماعت کو برباد نہیں کرے گا، اس لیے بعد میں جا کر انہوں نے لکھا ہے کہ امام عقل مند ہونا چاہیے، آپ جس طرح بے وضو کو امام بناتے ہیں، بے عقل کو بھی بنا لیں، ہمیں اس سے کیا شکایت ہے۔

مولوی طالب الرحمٰن نے کہا (ہدایہ والی عبارت کا ترجمہ) مولوی صدیق

صاحب سے کروالیں کہ روی ھذا الحدیث (مولانا محمد صدیق نے کہا کہ علیہ الاعتماد کہہ کر سب فقہاء کا اعتماد ذکر کر دیا، مجھے آپ مخاطب ہوئے ہیں تو علیہ الاعتماد کا اختلاف ہے کہ کیا تکبیر فارسی میں کہی جا سکتی ہے یا نہیں، امام صاحب کہتے ہیں کہ ہو جاتی ہے، ابو یوسف کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی، یہی اختلاف ہے نا۔ لیکن اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ فارسی کے علاوہ کسی زبان میں کہی جائے گو جائز ہے (مولانا محمد صدیق صاحب نے کہا آپ کو پتہ ہے فارسی سے کیا مراد ہے، میں آپ کو بتلاتا ہوں فارسی سے غیر عربی مراد ہے) طالب الرحمٰن کس نے کہا ترجمہ کریں آپ (مولانا محمد صدیق نے کہا کہ آپ کے پاس کتاب ہے اس کا ترجمہ کریں) مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ میں آپ کو غیر عربی کا لفظ دکھاتا ہوں انہوں (طالب) نے کہا کہ میں اپنی شکست لکھ دوں گا، میں آپ کو غیر عربی کا لفظ دکھاتا ہوں فان لم تحسن العربی اجزاہ اگر وہ عربی اچھی طرح نہیں جانتا تو جائز ہے، آخر میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے اصل مسئلہ میں اپنے قول سے (صاحبین کے قول کی طرف) رجوع کر لیا تھا جب اصل مسئلہ میں رجوع کر لیا تو غیر عربی سے رجوع ہوا، غیر عربی سب ہی مرجوع منہ ہے۔ اس کے بعد مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ فارسی کا معنی غیر عربی ہر زبان ہے۔ اس کا حوالہ دکھائیں۔ کہتے ہیں کہ فارسی کے علاوہ ہر زبان میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔ ہوالصحیح یہی بات صحیح ہے۔ امام صاحب کا رجوع یہ ہے کہ فارسی میں پڑھنے سے ہو جاتا ہے (مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ غلط ہے، اگلی سطر پڑھیں) امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا اختلاف ہے، امام صاحب کہتے ہیں کہ ہو جاتا ہے، امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی، امام ابو حنیفہ کا رجوع صرف اتنی بات سے ہے وہ رجوع الی قولھما (فقہ سے دشمنی کی یہی وجہ ہے کہ سمجھ نہیں آتی، مسئلہ ظاہر ہے جب صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا اور صاحبین کا قول صرف عربی میں پڑھنے کا ہے تو پھر باقی زبانوں میں جواز کا کیا مطلب) مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ پوری عبارت

پڑھیں، درمیان سے عبارت چھوڑ رہے ہو لما تلونا سے پڑھو، طالب نے کہا کہ آپ پڑھیں۔ مولانا محمد امین صاحب نے عبارت پڑھی **وهو الصحيح لما تلونا و معنى لا يختلف باختلاف اللغات** یعنی کوئی بھی لغت ہو فارسی ہو، انگلش ہو، اردو ہو، اس کا معنی یہ ہے کہ ہر زبان مراد ہے، پوری عبارت یہ ہے **و يجوز باى لسان كان سوى الفارسية وهو الصحيح لما تلونا والمعنى لا يختلف باختلاف اللغات** ترجمہ: یعنی (فارسی کے ساتھ خاص ہیں) فارسی کے بدل جانے سے مسئلہ کی نوعیت نہیں بدلتی، مطلب یہ نہیں کہ صرف فارسی والے مسئلہ سے رجوع کیا ہے، آگے صاف لکھا ہے **ويروى رجوعه فى اصل المسئلة وعليه الاعتماد** امام صاحب سے رجوع مروی ہے اور اسی پر اعتماد (فتویٰ) ہے (اصل مسئلہ یہ تھا کہ ہر زبان میں پڑھ سکتا ہے، جب رجوع ہوا تو متعین ہوا کہ صرف عربی میں نماز پڑھی جاسکتی ہے، باقی کسی زبان میں جائز نہیں) اس مقام پر غیر مقلدین کا زبردست شور کیسٹوں میں موجود ہے، سب بول رہے ہیں۔

اس کے بعد مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ دیکھئے مسئلہ ہے رجوع کا۔ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی حدیث صحیح ہے، لیکن وہ منسوخ ہو چکی ہے اس طرح وہ قول بھی امام صاحب سے ثابت ہے لیکن جب اس کے بعد امام صاحب کا رجوع ثابت ہے اور فتویٰ بھی اسی رجوع والے قول پر ہے تو اس قول کو صحیح کہنے سے کچھ اثر نہیں پڑتا۔ (جیسے ہدایہ میں ہوا تصحیح کہا ہے) جیسے بیت المقدس کی حدیث صحیح ہے، لیکن اس کے باوجود منسوخ ہے، اب امام صاحب کے پہلے صحیح قول کو پیش کرنا، ایسا ہے جیسے بیت المقدس والی صحیح روایت کو پیش کر کے منسوخی والی آیت کو تلاوت نہ کرے (غیر مقلدین کا بے حد شور، کیسٹیں گواہ ہیں)

اس کے بعد مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ آپ کو اصل مسئلہ بتاتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کی بجائے اللہ اجل کہہ لو اللہ اعظم کہہ لو اللہ کے ناموں میں

سے کوئی نام لے لو، امام صاحب کہتے ہیں کہ ہو جائے گی، مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ یہاں قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہے، وہ نہیں پڑھ رہا، یہ قرآن کا منکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غلط حوالے دیتا ہے، سب جائز ہے، اس نے اب تک جتنے حوالے (کتب فقہ سے) پڑھے ہیں، سب غلط ہیں (کسی مسئلہ میں اول حصہ چھوڑ کر کسی میں آخر) اس مقام سے طالب الرحمٰن نے فرار کی راہ نکالی، آخر اس کوشش میں وہ کامیاب ہو گیا) طالب صاحب نے کہا یہ کہتے ہیں، آگے قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہے یہ پڑھتے نہیں ہیں، چھوڑ رہے ہیں، اگر یہ قرآن کی آیت اس مسئلہ کے ساتھ دکھا دیں، آگے لکھی ہوئی (ہر ذی عقل جانتا ہے کہ مسئلہ کی دلیل خواہ پہلے ہو خواہ بعد میں وہ اس مسئلہ کی دلیل ہوتی ہے) تو میری شکست اور ان کی فتح۔ مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ اسی مسئلہ کی آیت اسی ہدایہ میں موجود ہے، مولوی طالب الرحمٰن اس بات پر اڑ گئے کہ اسی صفحہ پر ہو اور متن میں ہو اور قال محمد سے آگے لکھی ہوئی ہو (مولوی طالب الرحمٰن نے ان شرطوں کے ساتھ دلیل اور آیت کا مطالبہ کیا، ایسی شرطیں لگائی جائیں تو کوئی بھی مسئلہ دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتا) مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ ہدایہ میں اسی مسئلہ پر آیت دکھاتے ہیں اور اسی پر فیصلہ ہو جاتا ہے کہ کون جھوٹا اور کون سچا ہے۔ یہ ہدایہ دے دو، میں اسی مسئلہ میں ہدایہ سے آیت دکھاؤں گا، اس مسئلہ پر خاصہ مباحثہ ہوا، غیر مقلدین کا مطالبہ تھا کہ اسی صفحہ مطلوب پر آگے عبارت سے آیت دکھلائیں، حنفی کہتے تھے کہ اسی بات اور اسی مسئلہ کے بارے میں آیت دکھلاتے ہیں بلکہ دو آیتیں دکھاتے ہیں اور اسی ہدایہ میں ہیں۔ اسی پر مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی طرف سے تحریر لکھنے لگ گئے کہ میں نے درمیان میں آیت نہیں چھوڑی، یہ ہدایہ کے اسی صفحہ نمبر ۸۴ پر آیت دکھائیں اور جملہ غیر مقلدین بمعہ راؤ محسن مطالبہ کرنے لگے کہ اسی صفحہ پر آیت دکھلاؤ (پچھلے صفحہ پر دو آیتیں ہیں لیکن ہم نے اسی صفحہ پر دیکھنی ہیں) مولانا محمد امین صاحب نے ہدایہ مانگا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ

اپنے ہدایہ سے پڑھو، مولانا نے فتح القدیر کے حاشیہ والے؟ کے متن سے دو آیتیں قرآن کی لکھی ہوئی پڑھیں ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾ اور فرمایا کہ یہ ہدایہ ہے، مولوی طالب الرحمٰن نے کہا کہ یہ ہدایہ نہیں ہے (حالانکہ فتح القدیر میں ہدایہ اپنے پورے متن کے ساتھ الگ لکھا ہوا ہے) طالب الرحمٰن کی کتب فقہ کے بارے میں علمی قوت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور کہا کہ یہ تو فتح القدیر ہے اور ہدایہ نہیں ہے، یہ بات کیسٹ میں موجود ہے، مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ میں نے ہدایہ سے اسی مسئلہ پر دو آیتیں پڑھ دی ہیں (دیانتاً اور اصولاً طالب الرحمٰن کو اپنی شکست لکھ دینا چاہیے تھی) لیکن وہ اس بات پر اڑ گئے کہ نہیں صفحہ نمبر ۸۴ پر دکھاؤ، اسی باب میں اگر اس مسئلہ کی آیت پہلے صفحہ پر دکھلائیں تو ہم نہیں مانتے۔ اسی پر مناظرے کا اختتام ہوا، راؤ صاحب نے مناظرہ بند کروا دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ کچھ پلے نہیں پڑا۔ اس وقت بہت شور ہو گیا، اسی شور کے عالم میں طالب الرحمٰن نے کہا کہ تم (احناف) سے تو مرزائی اچھے ہیں، مولانا محمد امین صاحب نے رسالہ فیصلہ مکہ ہاتھ میں لیا اور کہا کہ مکہ مکرمہ میں تمہارے بزرگوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کی تفسیر ثنائی نہیں بلکہ تفسیر مرزائی ہے۔ اس میں سعودی امراء اور علماء کا فیصلہ بھی موجود ہے تو بغیر ثبوت کے بات کر رہا ہے، اس میں آپ کو آپ کے گھر کا حوالہ دے کر ثابت کر رہا ہوں، تمہارے بزرگوں نے تمہیں مرزائیوں سے بدکہا ہے، ملحد تک کہا ہے، ملاحظہ ہو فیصلہ مکہ صفحہ نمبر ۳۶ نیز طالب الرحمٰن سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر تیرے نزدیک احناف مرزائیوں سے برے ہیں تو تحریراً لکھ دے، اس کا طالب الرحمٰن نے کوئی جواب نہیں دیا یہ گفتگو شور کے وقت ہوئی شاید ریکارڈ میں صاف نہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قہر حق بر اصحاب ندائے حق

غیر مقلدین کی بوکھلاہٹ

ظاہر تھا کہ غیر مقلدین اظہار حق کے ٹھوس حقائق کا جواب نہیں دے سکیں گے، جس کا لازمی نتیجہ تھا کہ یہ لوگ اب اشتہار اظہار حق کا جواب دینے کی بجائے گالی گلوچ، بدکلامی اور الزام تراشی پر اتریں گے، وہی ہوا جس کی شہادت ان کا مغلظات سے بھرا ہوا اشتہار دے رہا ہے اور خود اس میں اقرار بھی کیا کہ ہمارے زیر قلم الفاظ سخت ہیں۔ یہ بے چارے اس کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے۔ اپنے ان پڑھوں کی تسلی کے لیے جواب میں اشتہار شائع کرنے کا شوق تھا جو جواب دیئے بغیر پورا کر لیا۔ اس میں اظہار حق کے حقائق و دلائل کا کوئی جواب نہیں۔ مثلاً:

۱۔ راؤ محسن کے مکان پر مولوی عبد الرحیم کا کتاب کو ہاتھ نہ لگانا۔

۲۔ موضوع مناظرہ سے غیر مقلد مناظر کا پورے مناظرے میں فرار، جس کی شہادت ان کے اشتہار نے بھی دے دی۔ تین سوال اور تین موضوع سے غیر متعلق۔

۳۔ حنفی مناظر کے تقریباً ساٹھ سوال جو عین موضوع کے مطابق تھے، غیر مقلد ان کے جواب میں ایک بھی آیت یا حدیث پڑھ کر نہیں سنا سکا۔

۴۔ راؤ محسن کا تبصرہ کہ مناظرے سے کچھ پلے نہیں پڑا، موضوع سے ہٹ کر باتیں ہوئی ہیں۔

۵۔ اپنی نماز کو کتاب وسنت سے ثابت کرنا تھا جو نہ کر سکے۔

۶۔ نامکمل حوالوں، جھوٹ اور خیانتوں سے طالب الرحمٰن کی تقریریں لبریز ہیں۔

۷۔ ان کی مجموعی نماز کی حالت کے ان کی کتابوں سے پانچ حوالے درج کیے،

ان باتوں کا کوئی جواب نہ دے کر تسلیم کر لیا کہ اہل سنت کے خلاف ان حقائق کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔

۸۔ اپنے بزرگوں کی کتابوں کو خلاف قرآن وسنت ہونے کی وجہ سے چوراہے میں رکھ کر جلانے کے دعویٰ کو ابھی تک عملی جامہ نہیں پہنایا، ہمیں انتظار ہے کہ کب سچے بنتے ہیں۔ اشتہار میں لکھتے ہیں کہ ان کے خمیر ہی فتنہ وفساد سے اٹھے ہیں۔ جناب اپنی اصلیت کو دوسروں کی طرف منسوب کرنا کہاں کی دیانت ہے۔ اپنے گھر کے حوالے سنو۔ نواب صدیق حسن خان صاحب اہل حدیث، موجودہ اہل حدیثوں کے بارے میں لکھتے ہیں **فقد نبتت فی ھذا الزمان الخ** ترجمہ: ''اس زمانے میں ایک فرقہ شہرت پسند، ریا کار ظہور پذیر ہوا ہے جو باوجود ہر طرح کی خامی کے اپنے لیے علم وعمل کا مدعی ہے، حالانکہ اس کو علم وعمل اور معرفت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔'' اسی مضمون کے درمیان میں لکھتے ہیں۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ غیر مقلدین کیوں کر اپنا نام خالص موحد رکھتے ہیں اور مقلدین کو (تقلید ائمہ کی وجہ سے) مشرک، بدعتی، قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ غیر مقلدین تمام لوگوں میں سے خود سخت متعصب اور غالی ہیں'' پھر ختم مضمون پر لکھتے ہیں **فما ھذا دین ان ھذا الا فتنة فی الارض وفساد کبیر** یہ (طریقہ تو غیر مقلدین کا ہے) کوئی دین نہیں، یہ تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہے۔ (الحطہ ص ۶۷، ۶۸ بحوالہ خیر التنقید) اسی حوالے کو بار بار پڑھیں اور اپنی اصلیت پہچانیں۔ قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری اہل حدیث لکھتے ہیں: ''اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث، مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء الرسول سے جاہل ہیں۔ وہ صفت میں وارث ہوئے شیعہ اور روافض کے'' (آگے چل کر لکھتے ہیں) ''اسی طرح ان جہال، بدعتی، کاذب اہل حدیثوں میں ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے، مثل ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی امامت فی الفقہ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے۔'' الخ (بحوالہ خیر التنقید) غور سے

پڑھیں۔ الزام تراشیوں سے لبریز ندائے حق میں ہماری جانب چھ جھوٹوں کی نسبت کی گئی ہے۔ ان الزامات میں بہت جھوٹ بولے گئے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

الزام نمبر ۱

میں لکھا ہے کہ اکرم حق کا تلاش کنندہ تھا ملخص یہ صریح جھوٹ ہے۔ چودھری محمد یوسف کے مکان پر مسند ابوعوانہ سامنے کھول کر بتایا گیا کہ اس حدیث میں خیانت کی گئی ہے تو وہاں ان کے مولوی نے کہا کہ آج میری تیاری نہیں ہے۔ حق تو یہ تھا کہ حدیث میں کی گئی خیانت سے توبہ کرتے۔ اور غلطی تسلیم کرتے، لیکن تلاش حق تو مقصود ہی نہ تھا اس لیے دوسرا وقت رکھنے کو کہا گیا۔

الزام نمبر ۲

میں جھوٹ بولا گیا کہ اشتہار میں ہے کہ اکرم کو معاف کر دو۔ ہمارے پورے اشتہار میں یہ لفظ موجود نہیں ہے باقی باتوں کی تصدیق قیصر صاحب سے کی جا سکتی ہے۔

الزام نمبر ۳

میں تو حد ہی کر دی۔ بہتان، جھوٹ اور تقریر ترمذی کی عبارت میں تحریف جیسے گناہ موجود ہیں، تقریر ترمذی کا مکمل ترجمہ اپنی طرف سے گھڑا گیا، یہ تقریر شیخ الہند کی اپنی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ انور شاہ صاحب شیخ الہند کے استاد نہیں ہیں، شاگرد ہیں۔ انور شاہ صاحب کا اس عبارت میں نام تک ہی نہیں۔ جن جاہلوں کو یہ بھی پتہ نہیں وہ تقریر ترمذی کو خاک سمجھیں گے۔

چیلنج

غیر جانبدار ثالث بٹھالیں، اپنے اشتہار میں دیے گئے ترجمہ (یہ حدیث بھی صحیح ہے، میرے استاد انور شاہ کشمیری نے بھی اس حدیث کو صحیح سمجھا ہے۔ شاہ ولی اللہ بھی اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں مگر ہم نے اس حدیث کو صحیح نہیں ماننا، کیونکہ ہم ابوحنیفہ

کے مقلد ہیں اور وہ اس حدیث کے مخالف ہیں) کو تقریر ترمذی سے ثابت کر دیں تو ہم اپنی شکست تحریری طور پر لکھ دیں گے، اگر ثابت نہ کر سکیں (ولن تفعلوا) تو پھر اپنی بددیانتی اور خیانت کی تحریری طور پر معافی مانگنا ہوگی اور اپنی شکست کی تحریر دینا ہوگی۔ شیخ الہند پر قرآن کی آیت غلط لکھنے کا الزام لگایا، آپ کے ندائے حق میں قرآن کی آیت (الاماذ کیتم کو راء کے ساتھ) اور حدیث انما الاعمال غلط لکھی ہوئی ہیں۔ جو جواب آپ دیں وہی شیخ الہندؒ کا ہے۔ غیر مقلدین کی حدیث میں بہت سی خیانتیں ہیں، صرف ایک مثال۔ مولوی صادق سیالکوٹی صلوٰۃ الرسول ص ۴۵۱ میں حدیث لکھتے ہیں۔ ''پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے الحمد شریف پڑھیں پھر امام اونچی آواز سے قراءت پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔' (مسلم شریف) یہ پوری حدیث مسلم شریف تو کجا حدیث کی کسی بھی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ دین محمدی کے پاسدار و مذہب کی تائید میں ایسے ہی احادیث گھڑا کرو۔

الزام نمبر ۴

میں یہ جھوٹ بولا گیا کہ محمد اکرم سے مولانا محمد صدیق و مولوی عبدالخالق کی بات ہوئی کہ بروز ہفتہ آپ اپنے مولوی کو لے آئیں اور رفع یدین پر مناظرہ کر لیں، یہ صریح جھوٹ ہے۔ وہاں باہر سے مولوی لانے اور مناظرہ کرنے کی قطعاً کوئی بات نہیں ہوئی۔ شیخ جمال دین اور قیصر شاہ گواہ ہیں۔ اگر ان پر اعتماد نہ کریں تو چودھری محمد یوسف اور ان کے جملہ ساتھی حلف اٹھاویں گے کہ باہر سے مولوی لا کر رفع یدین پر مناظرے کی بات ہوئی ہے تو ہم ان کے الزام کو صحیح تسلیم کر لیں گے۔ مولوی اسلم صاحب نے اتنا کہا کہ آج ہماری تیاری نہیں، ہم کل جواب دیں گے، پھر بھاگ کر قصبہ عبدالحکیم سے اپنا مشکل کشا لائے، شام تک ٹھہرنے کو کہا گیا تو انکار کر دیا کہ میں شام تک نہیں ٹھہر سکتا۔ ہم اب بھی یقین سے کہتے ہیں کہ مولوی اسلم صاحب ان کے فرقہ کی طرف سے حدیث میں کی گئی خیانت کا جواب نہیں دے سکتے اور ہماری طرف

سے بھیجی گئی سات احادیث صحیحہ کے جواب جو انہوں نے سات جھوٹ بولے ہیں، مولوی اسلم صاحب ان کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر شوق ہو تو ہم اب بھی تیار ہیں۔ (باہر سے کوئی فریق بھی مولوی نہ بلائے) اپنی کمزوری چھپانے کے لیے دوسروں پر الزام کہ وہ رفو چکر ہو گئے، غلط بیانی ہے۔

الزام نمبر ۵

میں کچھ مولویوں اور عوام کے غیر مقلدیت قبول کرنے کا ذکر ہے۔ ایک جھوٹ تو یہ ہے کہ سارے مولوی ان کے مدرسوں سے فارغ اور پڑھاتے رہے ہیں، ہم صرف ناطق صاحب کو جانتے ہیں، بتائیں وہ کس مدرسہ سے فارغ ہیں اور حنفی ہوتے ہوئے کس مدرسہ میں پڑھاتے رہے ہیں۔ دیگر لوگوں پر آپ کے گھر کا ایک حوالہ۔ مرزائی خلیفہ حکیم نور دین اور عبداللہ چکڑالوی منکر حدیث کے بارے میں مولانا عبداللہ روپڑی سے سوال ہوا کہ کیا یہ پہلے اہل حدیث تھے۔ ملخص۔ جواب میں لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولوی نور دین اور عبداللہ چکڑالوی گمراہ ہو گئے تھے مگر کہاں سے نکلے؟ حنفیت سے معلوم ہوتا ہے اصل خراب تھی، پھر اہل حدیث کے مذہب میں کیسے ٹھہر سکتے تھے۔ (ص ۱۰۱ ج ۱ فتاویٰ اہل حدیث) یہی تو ہم کہتے ہیں کہ جس کی اصلیت خراب ہو وہ اہل سنت میں کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ بقول روپڑی صاحب حنفیت اصل خراب ہے تو انگریز کے دور سے پہلے ہندوستان میں اس فرقہ کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ سب حنفیت سے نکل کر گئے ہیں تو پورے فرقے کی اصل خراب ہے اور پھر اس خراب اصل کے حصے میں اہل ھوی منکرین حدیث، مرزائی، نیچری وغیرہ تو ایسے لوگوں کے حنفیت سے نکل جانے سے حنفیت کی حقانیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

الزام نمبر ۶

میں طالب الرحمٰن کے موضوع مناظرہ سے فرار کی تردید کی گئی ہے یہ بھی صریح جھوٹ ہے، ہمارے دعویٰ کی سچائی کی شہادت تو آپ کے اشتہار نے دے دی

کہ ہمارے مناظر نے تین سوال کیے اور وہ تینوں اصول مناظرہ کے بھی خلاف اور موضوع مناظرہ کے بھی خلاف۔ اگر ہمت ہے تو موضوع مناظرہ کا کاغذ فوٹوسٹیٹ کرا کے تقسیم کریں اور لوگوں کو دعوت دیں، کہ موضوع پڑھ کر مناظرہ سنیں۔ پڑھے لکھے غیر جانبدار ثالث بٹھالیں، موضوع سمجھا کر کیسٹیں سنا کر فیصلہ کرالیں، جس فریق کے خلاف فیصلہ ہو وہ اپنی شکست تحریری طور پر لکھ دے۔ موضوع مناظرہ مکمل نماز تھی۔ نماز سے مقدم مسائل شرائط وغیرہ اور بخاری کے صفحہ پڑھوانے کی جملہ باتیں موضوع سے فرار کے راستے تھے، جبکہ حنفی مناظر نے موضوع سے متعلق اور اصول مناظرہ کے تحت نماز کے متعلق سوالات کیے جس کے جواب میں طالب الرحمٰن ایک بھی آیت یا حدیث پڑھ کر نہیں سنا سکا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ جملہ غیر مقلدین اکابر واصاغر، امرتسر، روپڑ اور بھوپال سے لے کر ملکہ وکٹوریہ تک زور لگالیں۔ قیامت تک ایک بھی حدیث نہ سنا سکیں گے۔ اہل حدیث مناظر کے تین سوال کی سرخی شرمندگی چھپانے کے لیے ہے۔ ورنہ ان کے جوابات مناظرہ کے اصول اور موضوع کے خلاف ہیں۔ ڈھیلوں سے استنجا کافی ہو جاتا ہے، احادیث سے بھی ثابت ہے اور آپ کے ہاں بھی مسئلہ اسی طرح ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ص ۲۵۲ ج ۱) اس کا جواب ندائے حق میں نہیں دیا۔ دارقطنی کی روایت امام اعظمؒ کے مسلک کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک درہم خون لگا ہوا ہو تو نماز لوٹائی جائے گی، امام صاحب سے ابراہیم نخعی تابعی تک سند سے مذکور ہے۔ **المنی والدم والبول اذا کان مقدار الدرہم اعاد الصلوٰۃ** ترجمہ۔ منی، پیشاب اور خون اگر درہم کی مقدار میں لگا ہوا ہو تو نماز لوٹائے۔ (کتاب الآثار لابی یوسف ص ۱۰ و ص ۲۵) کتب فقہ میں ایک درہم نجاست سے پڑھی گئی نماز کو مکروہ تحریمی لکھا ہے اس کا دھونا واجب ہے۔ (درمختار، فتح القدیر وغیرہ) لیکن غیر مقلدین کے نزدیک منی، خون، خمر سرے سے ناپاک ہی نہیں ہیں، جو حدیث **دارقطنی** کے بالکل برعکس ہے۔ ان کا سارا جسم اور کپڑے منی اور خون سے لت پت

ہوں تو ان کی نماز ہو جاتی ہے۔ تعجب ہے ایک درہم پر اتنا رونا رویا گیا اور منوں اور سیروں کا کوئی حساب ہی نہیں۔ پورے مناظرے میں باوجود مطالبے کے غیر مقلد نجاستوں کا تعین ہی نہیں کر سکا اور اس کا کوئی جواب نہیں دیا کہ منی اور خون اور خمر ان کے مذہب میں پاک ہے۔ سوال نمبر۲ (الف) اگر کتے پر تکبیر پڑھکر چھری پھیر دی جائے۔ الخ (تکبیر پڑھنا کسے کہتے ہیں؟) ان کے اس اعتراض کے جواب میں قرآن کی آیت الاماذ کیتم پڑھی گئی جس کا جواب نہ مناظرے میں دیا اور نہ ہی اشتہار میں تردید ہو سکی۔

تصویر کا دوسرا رخ

(۱) حنفی مذہب میں چھری پھیرنے سے چمڑا پاک ہوتا ہے اور ان کے مذہب میں پورا کتا اس کا خون، پسینہ وغیرہ سب کچھ پاک ہے، عرف الجادی وغیرہ۔

(ب) اللہ اکبر کے سوا اسماء الٰہی سے نماز شروع کرنے کا مسئلہ قرآن کی آیت **وذکر اسم ربه فصلی** سے ثابت کیا گیا۔ اس آیت میں کسی نام کی تخصیص نہیں ہے اور اللہ اکبر کے خاص لفظ سے شروع کرنا خبر واحد سے ثابت ہے جسے ہم واجب سمجھتے ہیں، اس کا ترک واجب کا ترک ہے، یہ جواب کیسٹوں میں موجود ہے، انکار کر کے جھوٹ بولا ہے۔

(ج) فارسی وغیرہ، زبانوں میں نماز پر اعتراض کا جواب دیا گیا کہ امام صاحبؒ سے اس مسئلہ میں رجوع منقول ہے۔ اور ہدایہ سے علیہ الاعتماد کا لفظ دکھلایا گیا جو کہ اس قول کے مفتی بہ ہونے کی دلیل ہے۔ فقہی اصولوں سے جہالت کا کوئی علاج نہیں، یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی شخص منسوخ آیت یا روایت پر عمل کی دلیل مانگے۔ سوال نمبر۳، زبانی نیت کرنے کا یہ جواب دیا گیا کہ اصل نیت دل کی ہی معتبر ہے اور مثال بھی دی گئی، کہ اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت کرتا ہے اور دل میں بھی یہ ہے، لیکن زبان سے عصر کا لفظ نکل جاتا ہے تو زبان کا اعتبار نہ ہوگا، دلی نیت ہی معتبر ہوگی۔ کیسٹوں میں موجود

ہے، انکار کر کے جھوٹ بولا ہے۔ مولانا محمد امین صاحب کی علمیت پر اعتراض کا جواب اور بخاری کا صفحہ نہ پڑھنے کے واویلے کا جواب کھلے خط میں موجود ہے، ملاحظہ کر لیں۔ اس کا اشتہار میں کوئی جواب نہیں دیا۔ بخاری شریف کے صفحہ پڑھنے کے مطالبہ پر اگر اصرار ہے تو پورے ضلع میں کتنے غیر مقلد عالم ہیں جو بخاری کا صفحہ پڑھنے کے لیے تیار ہیں، ان کی فہرست جاری فرمائیں۔ دیکھئے پورے ضلع میں کتنے بنتے ہیں؟

نوٹ: ہم نے غیر مقلدین کا جواب ان کی زبان میں دینے سے گریز کیا ہے لیکن اگر یہ لوگ ایسے ہی دریدہ ذہنی سے کام لیتے رہے تو بعید نہیں کہ انہیں وہ کچھ پڑھنا سننا پڑے جس کو یہ حضرات پڑھنا سننا پسند نہ کریں۔ خصوصاً ہمارے اسلاف کے بارے میں احتیاط برتیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی ان کے شجرہ نسب کے بارے میں لکھنا پڑ جائے۔

شعبہ نشر واشاعت

جمعیت اہل سنت ہارون آباد ضلع بہاول نگر

شامل فرمالیا اس قصہ کو نقل فرما کر حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا مجھے بھی کچھ آتا جاتا نہیں لوگوں کو توبہ کرا دیا کرتا ہوں کہ یہی وسیلہ میری نجات کا ہو"۔

ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت عرف حافظ منڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے حضرت نے فرمایا "پکا کافر تھا" اور اس کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ "ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے"۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کو حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے اُس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اُس نے کہا میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟" اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے" رنڈی یہ سُنکر آگ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی" میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں ہو گئے اور وہ اٹھکر چلدی۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک ملحد کے سامنے سے تین شخص گزرے پہلا تو خاموش اور تیز رفتاری کیساتھ پکا چلا گیا ملحد کی طرف منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا اور دوسرا شخص آہستہ آہستہ سامنے کو نکلا گر چلا گیا بولا نہیں اور تیسرا شخص ملحد کی تردید کے درپے ہو گیا اور کھڑا ہو کر لگا کہنے تو فاسق ہے اور ایسا ہے ویسا ہے ملحد نے کہا یہ تیسرا شخص تو یقیناً میرا ہو لیا پنجہ سے نکلنا محال ہے اور دوسرا بھی غالب ہے کہ تابو میں آجائے مگر پہلا سالم بچ نکلا اور کورا گیا۔

ایک دن رسول شاہی فقیروں کا تذکرہ تھا حضرت امام ربانی نے فرمایا رسول شاہ اول کا باپ ایک فقیہ تھا اگرچہ احکام شرع کا پابند تھا مگر شراب پیا کرتا تھا اور شاید اسکی وجہ ہوگی کہ اس نے نہایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

۷ اپریل کو ہارون آباد میں ایک مناظرہ ہوا۔ جس میں غیر مقلدین نے وعدہ کیا تھا
کہ اپنی مکمل نماز قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے۔ لیکن پورے مناظرہ میں وہ تکبیر
تحریمہ سمیت مکمل مسائل بھی قرآن واحادیث سے نہ دکھا سکے اور راہِ فرار اختیار کرنے کے لئے
کہا کہ تم صحیح بخاری کا ایک صفحہ پڑھو۔ جو میں نے اسی وقت کہا کہ طالب الرحمٰن نے تو مناظرہ
میں عربی عبارت غلط پڑھی ہے۔ لیکن مناظرہ کے غیر مقلدین نے اپنی ناکام شکست کو چھپانے
کے لئے ملک گیر پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ طالب الرحمٰن بہت بڑا عالم ہے مولوی محمد امین اس کے
سامنے بالکل جاہل ہے۔ چونکہ غیر مقلدین اب قرآن وحدیث کو بالکل چھوڑ چکے ہیں۔ اپنے علماء اہلحدیث
کو قرآن وحدیث کا مخالف مان چکے ہیں۔ قرآن وحدیث کے نام سے مسائل کی جو کتابیں ان کے علماء
نے لکھی تھیں ان سب کو آگ میں جلانے کے قابل قرار دیا۔ اب جو ان کو گھر تک پہنچانے کے لئے
ہم ان کے اس آخری دھوکا کا بھی پول کھولنا چاہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ طالب
الرحمٰن اور میں دونوں ہارون آباد میں آئیں۔ صحیح بخاری کا ایک صفحہ فوٹو سٹیٹ کرا کے مجھے
دیا جائے ایک صفحہ طالب الرحمٰن کو۔ ہم دونوں اس پر اعراب لگائیں گے۔ اس صفحہ کا ترجمہ
لکھیں گے اس صفحہ کے رواۃ حدیث کے حالات لکھیں گے اور اس صفحہ سے کون کون سے مسائل نکلتے
ہیں ان کو تحریر کریں گے۔ پھر ان کو ٹیپ کے سامنے پڑھ کر ریکارڈ کرائیں گے۔ اس کے بعد
میری تحریر کو مولوی محمد اسلم صاحب اور مولوی عبد الرحیم غیر مقلد چیک کر کے اپنی تحریری رائے اصول وقواعد
کے حوالہ سے رقم کریں گے اور طالب الرحمٰن کے مکمل کاغذات کی چیکنگ مولانا محمد صدیق صاحب اور مولانا
عبد الخالق صاحب کریں گے۔ اور موافق قواعد تحریری رائے دیں گے اور ایک مسلمہ ثالث سے فیصلہ لیا
جائے گا۔ میں نے تحریر لکھ دی ہے اور وہ دستخط کر دئیے ہیں جو میرے شناختی کارڈ پر ہیں۔ غیر مقلدین
بھی اگلے ہفتے کے اندر اندر یعنی ۹ ستمبر تک طالب الرحمٰن کی تحریر جس میں مندرجہ بالا طریق پر مقابلہ کے
لئے وہ تیار ہوں اور ان کے دستخط جو ان کے شناختی کارڈ پر ہیں اس تحریر پر ہونے چاہئیں۔ اور
اگلے ہفتے یعنی ۱۶ ستمبر تک کی کوئی تاریخ جو مشترکہ طور پر طے ہو اس طریق کار پر عمل کیا جائے
انشاء اللہ العزیز دنیا دیکھ لے گی کہ قرآن وحدیث سے جس طرح طالب الرحمٰن اپنی مکمل نماز ثابت
نہیں کر سکا اسی طرح یہاں بھی وہ بخاری شریف کے چار دئیے ہوئے صفحے پر نہ اعراب لگا سکے گا
نہ اس کا صحیح ترجمہ کر سکے گا نہ اس کے رواۃ کی صحیح تحقیق بیان کر سکے گا نہ صحیح مسائل اور ان کے
احکام بتا سکے گا

Mohammad Amin Safdar

2-9-86

سفید جھوٹ

۲۱ جون ۱۹۸۹ء نام نہاد اہلحدیث کی محمدی مسجد ہارون آباد میں مولانا محمد امین صاحب کی تقریر کے جواب میں
ایک جلسہ ہوا جسمیں پروفیسر محمد شفیع ناطق نے بہت سے اکاذیب و اباطیل کے ضمن میں ایک سفید جھوٹ
یہ بولا کہ مولانا محمد امین صاحب نے عثمان والی بستی ضلع بہاولنگر میں اپنی تقریر میں حوالہ دیا کہ غیر مقلدین
کے فتاوٰی ستاریہ میں مرغ اور مرغی کے انڈے کی قربانی جائز ہے۔ اس پر مولوی عبدالعزیز صاحب مجمع میں
آگئے اور کہا کہ فتاوٰی ستاریہ میرے پاس ہے۔ حوالہ دکھاؤ۔ تو مولوی محمد امین نے کتاب کو ہاتھ تک نہ لگایا۔
جس پر حنفیوں نے مولوی محمد امین صاحب کی بے عزتی کی اور وہ اپنی کتابیں اڈے تک خود اٹھا کر لائے
کسی حنفی نے انکے ساتھ اڈے تک جانا پسند نہ کیا وغیرہ وغیرہ۔ ناطق صاحب کا یہ جھوٹ کوئی
نئی بات نہیں اس نام نہاد اہلحدیث جماعت کی یہ پرانی عادت ہے کہ قرآن وحدیث کے نام پر
جھوٹ بولنا اپنی خواہشات کو قرآن وحدیث کا نام دے کر سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانا
اور دیگر تمام اہل سنت حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کو مشرک۔ بدعتی۔ فاسق فاجر
اور کافر قرار دینا سب فرائض سے مقدم فرض سمجھتے ہیں۔
مولانا کی طرف منسوب سب باتیں جھوٹ ہیں۔ ہم اب بھی دعوٰی کرتے ہیں کہ مرغ اور مرغی کے انڈے کی قربانی
کے جواز کا فتوٰی ان کی کتب میں موجود ہے۔ فتاوٰی ستاریہ ص ۱۲۰ ج ۴

بستی عثمان والی کے معززین کی تصدیق۔

انکے اپنے قلم سے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی علمی اور اخلاقی موت

ملکہ وکٹوریہ کی روحانی اولاد جھوٹ بولنے میں اپنے روحانی پیشواؤں یعنی انگریز سے بھی سبقت لے گئی۔ ہم نے اعلانِ حق نامی ایک اشتہار پڑھا کہ ہارون آباد محلہ سہاونگر میں اہل السنۃ والجماعۃ اور غیر مقلدین کے درمیان ایک مناظرہ ہوا جس میں غیر مقلد جیت گئے کیونکہ غیر مقلد مناظر لیکچرر طالب الرحمٰن نے اہل حدیث کی نماز کا طریقہ قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا۔ اور احناف کی نماز کا ہر ہر مسئلہ جس پر ان کا ہر جگہ عمل ہے اُس کو قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کر دیا۔ ہم نے بڑی مشکل سے کیسٹیں حاصل کیں چند وکلاء اور پروفیسر صاحبان نے مکمل کیسٹیں سنیں معلوم ہوا کہ تمام غیر مقلد عموماً اور راؤ محسن خان اور محمد اسلم خطیب غیر مقلدین ہارون آباد خصوصاً اس صدی کے مہا جھوٹے ہیں۔

۱۔ طالب الرحمٰن بیچارہ اپنا نام اہل حدیث بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کر سکا۔

۲۔ طالب الرحمٰن نے ایک دو جملے عربی زبان کے سارے مناظرہ میں پڑھے وہ بھی غلط پڑھے۔

۳۔ وہ اپنی نماز کی مکمل ترتیب اور احکام کو قرآن وحدیث سے کیا ثابت کرتا تکبیر تحریمہ کے مسائل بھی ثابت نہ کر سکا۔

۴۔ مناظر اہل السنۃ حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی نے جتنے مسائل نماز کے پوچھے جن پر غیر مقلدین کا رات دن عمل ہے ان میں سے ایک مسئلہ بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہ کر سکا۔

۵۔ اہل السنۃ والجماعۃ کی نماز کی شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مستحبات، مکروہات، مفسدات کسی کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف ثابت نہ کر سکا۔

۶۔ جس طرح عیسائی اور یہودی متواتر قرآن پاک پر اعتراض سے عاجز آ کر شاذ اور متروک قراءتوں پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح طالب الرحمٰن نے فقہ کی بعض متروک وشاذ جزئیات پر اعتراض کئے اور ان حوالوں میں بھی جھوٹ اور فریب سے کام لیا۔ ایک مسئلہ بھی صحیح انداز میں بیان نہ کر سکا۔

۷۔ طالب الرحمٰن نے یہ بار بار تسلیم کیا کہ علمائے اہل حدیث نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ سب آگ میں جلانے کے لائق ہیں۔ جب اہل حدیث کی کتابیں آگ میں جلانے کے لائق ہیں تو اہل حدیث علماء بھی سارے آگ کا ایندھن ہوئے۔

۸۔ طالب الرحمٰن، راؤ محسن اور مولوی محمد اسلم میں غیرت کا نام نہیں ورنہ مناظرہ کے بعد وہ لاہور، گوجرانوالہ، کراچی میں غیر مقلدین کی کتابوں کی دکانوں کو آگ لگاتے۔ اور غیر مقلدین علماء کی قبروں کو بھی آگ لگاتے جنہوں نے ایسی گندی کتابیں لکھیں اور ان گندگیوں کو قرآن وحدیث کے نام سے پیش کیا۔

۹۔ طالب الرحمٰن، راؤ محسن اور محمد اسلم نے قرآن پاک کی آیات کے انکار پر مناظرہ ختم کیا۔ یہ عجیب شور تھا کہ آیت یہاں نہیں وہاں ہے اگر ان میں اسلام کا نام بھی ہوتا۔ تو وہ کفار کی طرح قرآن کی آیات پر شور نہ مچاتے بلکہ صاف کہتے کہ قرآن کی آیت جہاں بھی مل جائے ہمارا ایمان ہے مگر وہ یہودیوں کی طرح سمعنا وعصینا ہی کہتے رہے۔ قرآن کے انکار کی اتنی واضح مثال پہلے نظر سے نہیں گذری۔

۱۰۔ راؤ محسن، محمد اسلم اور طالب الرحمٰن میں اگر غیرت نام کی کوئی چیز ہے تو وہ کیسٹوں سے مندرجہ بالا باتوں کا جواب نکال دیں۔

ادارہ فلاح انسانیت، لاہور

مجموعہ رسائل جلد سوم کے عنوانات

- لفظ اہل حدیث کے بارے میں ایک ضروری وضاحت کی درخواست ______
- فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات
- جنگ آزادی اور غیر مقلدین ______
- غیر مقلدوں کا دستر خوان ______
- کتاب النکاح ______
- غیر مقلدین کی خانہ جنگی ______
- غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ______
- تکمیل دین، تمکین دین، تدوین دین
- غیر مقلدین کی کتابیں ______
- قربانی اور اہل حدیث ______
- پچاس ہزار روپے انعام کی حقیقت ______
- رمضان المبارک اور مسنون تراویح
- اسوۂ سرور کونین فی رفع الیدین ______
- تحقیق حدیث فما زالت تلک صلوۃ حتیٰ لقی اللہ تعالیٰ
- غیر مقلدین کے شیخ الاسلام پیر بدیع الدین شاہ سے تحریری گفتگو ______
- الرسائل فی تحقیق المسائل کا جائزہ ______
- غیر مقلدین اور مسئلہ رفع یدین ______
- رسول اکرم ﷺ کی نماز ______
- غیر مقلدین کے رسالہ مکتوب مفتوح پر ایک نظر ______
- فتح المقلدین روئیداد مناظرہ ہارون آباد
- قہر حق بر اصحاب ندائے حق ______